شمارۂ مطبوعات ندوۃ المصنفین

حضرت عمرؓ کے سرکاری خطوط

مولّف

خورشید احمد فارق

استاد ادبیات عربی، دہلی یونیورسٹی

ناشر

ندوۃ المصنفین دہلی

طبع اوّل

جمادی الاُخریٰ ۱۳۷۹ھ مطابق دسمبر ۱۹۵۹ء

مطبوعہ

یونین پرنٹنگ پریس

دہلی

پیش لفظ

عمر فاروق کے سرکاری خطوط اب سے چند برس پہلے ماہنامہ "بُرہان" میں چھپے تھے، ندوۃ المصنفین دہلی کی ہمت سے اب کتابی شکل میں شایع ہو رہے ہیں۔ بُرہان میں اشاعت کے وقت ان کی زیادہ سے زیادہ تعداد دو سو تھی، اب سوا چار سو ہے، خطوط کے ترجمہ اور سیاق و سباق پر نظر ثانی کر لی گئی ہے اور جن جن غلطیوں اور خامیوں تک نظر پہنچی ان کو دور کر دیا گیا ہے، خطوط بہت سی مطبوعہ اور قلمی کتابوں سے لئے گئے ہیں اور ہر خط کا سیاق و سباق جہاں تک معلوم ہو سکا اس کے ترجمہ سے پہلے بیان کر دیا گیا ہے۔ خطوط کی ترتیب وحدت یا ہم آہنگیِ مضمون پر نہیں بلکہ زمانی تقدم و تاخر پر مبنی ہے، یعنی خلیفہ ہو کر عمر فاروق نے جس وقتی ترتیب سے خط لکھے اسی ترتیب سے ان کو پیش کیا گیا ہے، کہیں کہیں مشکلات کی وجہ سے یہ ترتیب قائم نہیں رہ سکی ہے۔

خطوط کا عربی متن کتاب کے خاتمہ پر یک جا کر دیا گیا ہے تاکہ ترجمہ پڑھنے والا عربی خط سے مقابلہ کر کے اپنی تشفی کر سکے اور جو صرف عربی جانتا ہو اس کو سارے خطوط ایک جگہ جمع مل جائیں اور وہ بآسانی اُن سے استفادہ کر سکے۔

عربی متن کی نسخی یا کتابتی غلطیاں جہاں جہاں معلوم ہو سکیں فٹ نوٹ میں درج کر دی ہیں، ارادہ تھا کہ عربی خطوط کا سیاق و سباق بھی اسی طرح مفصل دوں جس طرح اُردو ترجمہ میں دیا ہے لیکن کتاب کی بڑھتی ضخامت کو دیکھ

کر سرِ دست یہ ارادہ ترک کرنا پڑا۔
ایک کرم فرما عالم نے پوچھا ہے کہ عمر فاروق کے کون سے خط اصلی ہیں اور کون سے جعلی، یہ سوال بہت سے محتاط دماغوں میں جنہوں نے عمر فاروق کے خط برہان میں پڑھے ہیں پیدا ہوا ہوگا اور اس کتاب کو پڑھتے وقت بھی پیدا ہوگا، ان حضرات کو بحث و دلیل کی پگ ڈنڈیوں سے بچا کر اُس صاف اور سیدھی راہ کی طرف دعوت دیتا ہوں جو رسول اللہ بتا گئے ہیں، آپ نے فرمایا تھا کہ اگر کوئی حدیث میری طرف منسوب کی جائے تو دیکھو کہ اس کا مضمون قرآن کی تعلیم اور مزاج کے مطابق ہے یا نہیں، اگر ہو تو سمجھ لو کہ میں نے کہی ہے، اگر نہ ہو تو سمجھ لو جعلی ہے۔ اسی معیار پر عمر فاروق کے خطوط بھی پرکھے جا سکتے ہیں۔

خورشید احمد فارق
۱۳/ نومبر ۱۹۵۹ء

فہرستِ کتاب

۲- محاذِ عراق و فارس

سعد بن ابی وقاصؓ کے نام خطوط

عمرو بن عاصؓ کے نام خطوط

متفرق خطوط

نقشے

نقشهٔ شام

صقلیه
بحر متوسط
طرابلس
افریقیه
برقه
طرسوس
دروب
حلب
قنسرین
انطاکیه
رقه
صوبهٔ قنسرین
قبرس
بحر متوسط
حمص
جوسیه
صوبهٔ حمص
بعلبک
دمشق
صوبهٔ دمشق
بادیهٔ شام
مرج الصفر
جابیه
طبریه
حوران
یرموک
صوبهٔ اردن
فحل
قیساریه
یافا
عمواس
عسقلان
اجنادین
غزه
عریش
مآب
بلقاء
صوبهٔ فلسطین

از تاریخ عرب هیتی بتصرف

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

محاذ شام وجزیرہ

پس منظر

جمادی الثانی ۱۳ھ میں عمر فاروق خلیفہ ہوئے تو ابوبکر صدیق کی فوجیں پڑوس کے دو ملکوں میں لڑ رہی تھیں۔ ایک عراق اور دوسرے شام۔ ابوبکر صدیق کے جاں باز سپاہی خالد بن ولید اور مُثنّیٰ بن حارثہ کی قیادت میں سرحد عراق کی اکثر فوجی چوکیوں اور عسکری نقطوں کو معطل کر چکے تھے اور صلح یا جنگ سے وہ تمام اہم شہر اور گاؤں ان کے قبضہ میں آگئے تھے جو دریائے فرات کے دائیں بائیں کنارہ شمال مغرب میں عینُ التمر[1] اور جنوب مشرق میں بندرگاہِ اُبُلّہ[1] (دجلہ۔ فرات کے دہانہ) تک پھیلے ہوئے تھے۔ اپنے مستقر حیرہ سے خالدؓ نے عراق کے رئیسوں کو دعوت نامے بھیج دئے تھے کہ یا تو اسلام قبول کریں یا جزیہ دے کر اسلام کی ماتحتی اور حفاظت میں آجائیں یا جنگ کے لئے تیار ہو جائیں۔

رِدّہ بغاوتیں فرو کر کے ابوبکر صدیق نے اوائل ۱۳ھ میں شام کی فتح کا بیڑا اٹھایا۔ رسول اللہ صلعم نے پیش گوئی کی تھی کہ شام فتح ہوگا (۱) اور ابوبکر صدیق اس کو ایک شدنی حقیقت سمجھتے تھے۔ انھوں نے

---

[1] مقامات کیلئے دیکھئے نقشہ ۱ مقابل صہ۱

تین فوجیں شام روانہ کیں: پہلی معاویہؓ کے بڑے بھائی یزید بن ابی سُفیان کی قیادت میں، اس کے چوتھے دن دوسری فوج شُرَحبیل بن حَسَنہؓ کے ساتھ، پھر کچھ عرصہ بعد تیسری اور سب سے بڑی فوج ابو عُبیدہ بن جَرّاحؓ کی کمان میں۔ یہ تینوں صحابی تھے اور قریش کے ممتاز افراد۔ انھوں نے بُحیرۂ طَبَریہ اور بحرِ مَیّت کے شرقی سرسبز مزروعہ علاقہ کا رُخ کیا، جہاں عرب۔ عیسائی غَسّانی ریاستیں قیصرِ روم اور سلطانِ شام کی ماتحتی میں قائم تھیں۔ یہ علاقہ تینوں سالاروں میں فوجی کارروائی کے لئے بٹ گیا: یزیدؓ ضلع بلقاء[1] (صدر مقام عَمّان) میں داخل ہوئے، شُرَحبیلؓ اُس سے متصل شمال کے ضلع حَوران (صدر مقام بُصریٰ) میں اور ابو عُبیدہؓ اُس سے متصل شامی پایۂ تخت دِمَشق کے جنوب شرقی مضافات میں۔ شُرَحبیلؓ اور یزیدؓ کو جو ابو عُبَیدہؓ سے پہلے روانہ ہوئے تھے ہدایت تھی کہ ضرورت کے وقت ایک دوسرے کی مدد کریں اور اگر کسی جنگ میں دونوں شریک ہوں تو یزیدؓ قائدِ اعلیٰ ہوں اور اگر ان کے ساتھ ابو عُبَیدہؓ کسی جنگ میں شریک ہوں تو کل فوج کی قیادت اعلیٰ ان کے ہاتھ میں ہو۔ (فتوح الشام تالیف ابو اسماعیل أزدی بصری، کلکتہ ۱۸۵۴ء، اڈیٹر۔ ولیم لیس، ص ۸، ۱۱، ۲۳)

سرحدِ شام میں داخل ہو کر اسلامی فوجوں کی عرب۔ عیسائی رئیسوں سے کئی جھڑپیں ہوئیں اور وہاں کے کئی قصبے گاؤں مسلمانوں کے قبضہ میں آئے جن میں مآب (بلقاء) اور جابیَہ قابلِ ذکر ہیں: جَابیَہ، دِمَشق کے جنوب مشرق میں ایک دن کی راہ پر کئی نیچے پہاڑوں کی اوٹ میں چراگاہوں سے بھرپور ایک صحت بخش بستی تھی۔ (ایچ۔ لامان۔ انسائیکلو پیڈیا آف اسلام

[1] مقامات کیلئے دیکھئے نقشہ شام مقابل صلہ

۱/۹۳۸ و معجم البلدان یاقوت مصر، ۳/ ۲۳) ابو عبیدہؓ نے یہاں اپنا کیمپ لگایا۔ جابیہ بہت جلد شام میں اسلامی فوج کا سب سے بڑا مرکز ہوگیا جہاں فالتو فوج رہتی اور جہاں مدینہ سے بھیجے رسالے اور دستے جمع ہوتے اور پھر حسب ضرورت دوسرے محاذوں کو بھیج دئے جاتے۔ قیصر روم ہرقل جس کی بڑی قلمرو کا شام ایک صوبہ تھا، اس وقت فلسطین میں براجمان تھا۔ وہ عربوں کا مقابلہ کرنے اور ان کو ملک سے نکالنے بلکہ مدینہ پر قبضہ کرکے اسلامی حکومت کی جڑ کاٹنے کی مہم میں پوری تندہی سے لگ گیا، اس نے شام کے صدر مقاموں کا دورہ کرکے عوام و خواص میں مذہبی جوش اور جنگی حرارت پیدا کی، پھر اس نے اَنطاکیہ کو جو شام کے انتہائی شمال مغرب میں پہاڑوں کی گود میں ایک محفوظ شہر تھا اپنا ہیڈ کواٹر بنایا اور وہاں بیٹھ کر فوجی تیاری شروع کردی۔ (آزدی ص ۲۲-۲۳) بعض مورخ کہتے کہ اس نے حِمص میں ہیڈکوارٹر بنایا جو دِمَشق کے شمال میں پانچ دن کی مسافت پر ایک صوبائی صدر مقام تھا۔ شام کے حاکموں کے علاوہ اس نے اپنے وسیع قلمرو۔ جزیرہ، آرمینیہ، ترکی[۱] اور یورپ کو فوج کے لئے فرمان بھیجے۔ عرب سالاروں کے مقامی جاسوسوں نے قیصر کی تیاری اور اس کی فوج کی تعداد کے بارے میں ایسی مبالغہ آمیز خبریں سنائیں کہ اسلامی فوج پر ہراس چھا گیا۔ (دیکھئے فتوح الشام آزدی ص ۳۷) انھوں نے آئی ہوئی رپورٹوں سے مرکز کو مطلع کیا اور رسد طلب کی۔ ابوبکر صدیق بالکل خائف نہ ہوئے اور پہلے سے زیادہ گرم جوشی کے ساتھ شامی افواج کی طاقت اور تعداد بڑھانے کی کوشش کرنے لگے۔ انھوں نے ایک نیا اور چوتھا سالار مقرر کیا۔ عمرو بن عاصؓ، اور ان کی

---

[۱] دیکھئے نقشہ نمبر ۱ مقابل ص ۱

قیادت میں دو ڈھائی ہزار جوانوں کو ابوعُبَیدہؓ کے بڑے کیمپ جَابِیَہ بھیجا۔ اِس کے علاوہ انھوں نے فوج کی قیادت اعلیٰ میں بھی تبدیلی کی اور ابوعبیدہ بن جرّاح کی جگہ خالد بن ولید کو (جو عراق کے مورچہ پر تھے) سپہ سالار مقرر کیا۔ سیف اللہ خالد کی فوجی خدمات بے مثال تھیں، اور ابوعبیدہؓ کی نسبت ان کو جنگی سوجھ بوجھ بھی زیادہ تھی، خاص طور پر خطروں سے نمٹنے اور نازک حالات پر قابو پانے کی ان میں غیر معمولی قابلیت تھی۔ ربیع الاول ۱۳ھ میں جب خالدؓ محاذ عراق سے شام آئے تو بقول سیف بن عمر انھوں نے اسلامی فوجوں کو اپنے اپنے سالاروں کے ساتھ دریائے یَرْمُوک[1] کے قریب ایک وسیع میدان میں فروکش پایا، ان کے سامنے ایک دوسرے میدان میں جس کی اُس سمت جدھر مسلمان تھے ایک بڑی قدرتی خندق تھی اور عقب میں ایک گہری وادی داقوصہ (صحیح یاقوصہ)۔ ابوبکر صدیق نے لگ بھگ دو ہفتے بیمار رہ کر بقول سیف بن عمر جمادی الثانی کے وسط میں جب انتقال فرمایا اس وقت یرموک کی جنگ فیصلہ کن مرحلہ میں تھی (سیف بن عمر۔ تاریخ طبری، مصر، طبع اول ۴/۳۱-۳۲-۳۴) عمر فاروق جو ابوبکر صدیق کے نامزد تھے خلیفہ ہوئے۔ خلافت کی باگ ڈور سنبھال کر انھوں نے خالد بن ولید کو قیادت اعلیٰ سے برطرف کیا اور اَبوعُبَیدہ بن جرّاح کو جن کی وہ بڑی قدر کرتے تھے سپہ سالار بنایا۔

اَبوعُبَیدہ بن جرّاح کے نام

اَبوعُبَیدہ بن جرّاحؓ کا تعارف: اسلام کے ابتدائی جاں نثاروں میں تھے۔ طبیعت مرنجان مرنج اور بے لوث پائی تھی۔ رسول اللہ کو ان کی

[1] دیکھئے نقشہ ۱

نیک نیتی اور ایمانداری پر بڑا بھروسہ تھا۔ رسول اللہ کی کئی فوجی مہمیں انجام دیں اور انتظامی منصب پر بھی فائز رہے۔ رسول اللہ کو بہت عزیز تھے، ایک روایت ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا: اس قوم میں میرے تین عزیز دوست ہیں: ابوبکر، عمر، اور اَبوعُبیدہ (اَنساب الأشراف بلاذری، (مصوّر) ۱۰/۶۹۱، جامعۃ الدُّوَلِ العربیّۃ، قاہرہ) جب قریش نے مکّہ کے کمزور مسلمانوں پر عرصہ حیات تنگ کردیا تو اَبوعُبیدہؓ نے حَبَش جا کر پناہ لی اور وہاں کی عیسائی زندگی کا مطالعہ کیا، پھر کچھ عرصہ رسول اللہ کی طرف سے نجران (یمن) کی عیسائی بستی میں بھی ٹیکس کلکٹر اور مرکزی نمائندہ کی حیثیت سے رہے اور وہاں کی راہبانہ زندگی سے متاثر ہوئے۔ (طَبَقات ابن سعد، لیدن ۱۳۲۲ھ، اڈیٹر۔ ایڈورڈ سخو، جلد ۳، قسم اول ص ۱۹۹) جنگ بدر اور اس کے بعد کے سارے معرکوں میں شرکت کی۔ جنگ اُحد میں رسول اللہ کے گلے میں چبھی زنجیرِ خود کے دو حلقے اپنے دانتوں سے کھینچ نکالے اور اس عمل میں اگلے دو دانت قربان کئے۔ (کتاب الإستیعاب، تالیف ابن عبدالبرّ اَندُلسی، حاشیہ إصابہ ابن حجر عسقلانی، حیدرآباد ہند ۴/۱۲۱) قُرَشی تھے اور صحابہ کے صفِ اول میں، پر وجاہت، حکومت، خلافت کی کبھی خواہش نہ کی۔ عمر فاروق اور ابوبکر صدیق ان کی بے غرضی اور سلجھی طبیعت کی وجہ سے ان کا خاص احترام کرتے تھے۔ رسول اللہ کی وفات پر جب سقیفہ کا ہنگامہ ہوا تو ابوبکر صدیق نے خود خلافت سے دست بردار ہوتے ہوئے عمر فاروق اور ابوعبیدہ کے نام تجویز کئے (استیعاب حاشیہ إصابہ، ۴/۱۲۱) بسترِ مرگ پر عمر فاروق کے سامنے جانشینی کا مسئلہ آیا تو انھوں نے حسرت سے کہا: اگر ابوعبیدہ زندہ ہوتے تو ان کو خلیفہ بناتا۔[1] موت سے پہلے ایک دن

[1] کتاب الإمامہ والسّیاسۃ تالیف ابن قتیبہ دِینَوری، مصر ۱۹۳۶ء ص ۲۳)

ان کی مجلس میں یہ تحریک اُٹھی کہ ہر شخص اپنی اپنی آرزو بیان کرے۔ کسی نے کہا میری آرزو ہے کہ یہ گھر بھر کے سونا چاندی مجھے مل جائے، کسی نے کہا میں چاہتا ہوں کہ یہ گھر بھر کے موتی اور زبرجد مجھے مل جاتے، عمر فاروق نے کہا: میری تمنا تو یہ ہے کہ اس گھر میں ابو عبیدہؓ جیسے (بے غرض اور راستباز) آدمی بھرے ہوتے۔ (طَبَقَات ابن سعد، جلد ۳، قسم اول، ص ۳۰۰ و حِلیۃُ الأَولیاء تالیف اَبُو نُعَیم، مصر ۱/۱۰۲)

اوائل ۱۳ھ میں جب ابوبکر صدیق اَبُو عُبَیدہؓ کو شام کے مورچہ پر سالار اعلیٰ کی حیثیت سے رخصت کر رہے تھے تو انھوں نے کہا: اَبُو عُبَیدہ میں جانتا ہوں کہ رسول اللہ کے دل میں تمھاری کیا منزلت تھی اور وہ کتنا تم کو چاہتے تھے۔ میں تم کو بتانا نہیں چاہتا کہ میرے دل میں تمھاری کتنی عزت ہے، قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے میں کسی مہاجر یا غیر مہاجر کو تمھارے برابر نہیں سمجھتا حتیٰ کہ عمر تک کو!" (فتوح الشام ازدی ص ۱۲)

یہاں ایک جملہ معترضہ کا ذکر کر دینا ضروری ہے اور وہ یہ کہ بعض مغربی مستشرقین کی رائے ہے کہ ابوبکر صدیق نے ابو عُبیدہ بن جرّاح کو شام میں سالار بنا کر نہیں بھیجا تھا بلکہ یہ منصب عمر فاروق نے دیا۔ ان میں پروفیسر بیکر Becker اپنے نہایت غیر مستند مقالہ میں جو کیمبرج میڈیوَل ہسٹری میں چھپا ہے (۱۹۲۶ء) لکھتے ہیں کہ خلیفہ عمر کی طرف سے ابوعُبیدہ سپہ سالار ہو کر اُس وقت شام پہنچے جب یَرموک کی ہولناک لڑائی ہو رہی تھی یعنی ابو عُبیدہؓ کی سپہ سالاری اور شام کے مُحاذ پر ان کا پہلا ظہور عمر فاروق کی خلافت کے دو برس بعد عمل میں آیا۔ (دیکھئے کیمبرج میڈیوَل ہسٹری

(۱۹۲۶ء) عنوان : توسیع فتوحات عرب، ۲/۲، ۳۴۲ از سی. ایچ. بیکر C. H. Becker پروفیسر تاریخ شرق، ادارۂ نوآبادیات۔ ہیمبرگ، جرمنی) وقتِ حاضر کے مشہور مستشرق پروفیسر گب Gibb بھی اس حد تک تو پروفیسر بیکر سے متفق ہیں کہ ابوبکر صدیق نے ابوعُبَیدہ کو شام میں کوئی فوجی منصب نہیں دیا، لیکن وہ یہ نہیں کہتے کہ ابوعُبَیدہ کا تقرر عمر فاروق کی خلافت کے دو سال بعد عمل میں آیا (جیسا کہ پروفیسر بیکر کا نقطۂ نظر ہے) بلکہ ان کی رائے ہے کہ ابوعُبَیدہ کا تقرر ۱۳ھ میں عمر فاروق کی خلافت کے بعد ہوا نیز یہ کہ عمر فاروق نے ان کو سپہ سالار نہیں بلکہ ایک سالار کی حیثیت سے شام بھیجا اور کچھ عرصہ کے بعد غالباً ۱۵ھ میں (یہ گب کے الفاظ ہیں) ان کو سپہ سالار بنایا۔ (انسائکلو پیڈیا آف اسلام، نیا اڈیشن، جلد اول، جزو ۳، ص ۱۵۸، عنوان : ابوعُبَیدہ بن جراح)

تاریخ اسلام سے نہ تو پروفیسر بیکر کی رائے کی توثیق ہوتی ہے، نہ پروفیسر گب کی۔ معلوم ایسا ہوتا ہے کہ ان دونوں نے اپنی رائے کی بنیاد طَبَقات ابن سعد کی اِس مجمل اور مبہم عبارت پر رکھی ہے : "لَمَّا وُلِّيَ عمر وَلَّى أَبَا عُبَيْدَةَ الشَّامَ فَشَهِدَ الْيَرْمُوْكَ وَهُوَ أَمِيْرُ النَّاس" عمر نے خلیفہ ہو کر ابوعبیدہ کو شام کا سپہ سالار مقرر کیا، اور وہ جنگ یَرمُوک میں سپہ سالار کی حیثیت سے شریک ہوتے :" (طَبَقَاتِ ابن سعد، جلد ۷، قسم دوم ص ۱۱۲) یہ عبارت مجمل اس اعتبار سے ہے کہ اس سے یہ نہیں ظاہر ہوتا کہ عمر فاروق کی خلافت سے پہلے أَبُوعُبَیدہ، ابوبکر صدیق کے شام میں سالار تھے جیسا کہ واقعہ ہے۔ اور مبہم اس لحاظ سے ہے کہ " فَشَهِدَ الْيَرْمُوْكَ " سے بظاہر یہ متبادر ہوتا ہے کہ سپہ سالاری کے فوراً بعد جنگ یَرمُوک میں شریک ہوتے۔ اس اجمال کی

تفصیل اور ابہام کی وضاحت ایک نہیں متعدد مورخوں نے کردی ہے اور وہ یہ کہ اَبُوعُبَیدہؓ ابوبکر صدیق کے عہد میں شام کے سپہ سالار تھے، پھر فوجی مصلحت سے خلیفہ نے سپہ سالار خالد بن ولیدؓ کو بنا دیا اور اَبُوعُبَیدہؓ کو ان کا نائب۔ عمر فاروق خلیفہ ہوئے تو انھوں نے ابوعُبَیدہؓ کو دوبارہ سپہ سالاری پر بحال کر دیا اور دو سال بعد یرموک میں شام کی سب سے بڑی اور سنگین جنگ ہوئی تو قیادتِ اعلیٰ ابوعبیدہؓ کے ہاتھ میں تھی۔ طَبقَات میں ایسی مجمل اور مبہم عبارتیں آپ کو بہت ملیں گی مثلاً یزید بن ابی سفیانؓ کے ذکر میں ہے: وَشَیَّعَہٗ ابوبکر (ابوبکر صدیق نے جب ان کو شام کے محاذ پر پہلے سالار کی حیثیت سے روانہ کیا تو کچھ دور تک اُن کے ساتھ پیدل گئے)۔ اس کے بعد اچانک یہ عبارت آتی ہے: وَوَلّٰی عُمَر یزیدَ دِمَشْقَ (عُمَر نے یزید کو دِمشق کا والی مقرر کیا: طَبقَات جلد ۷، قسم دوم، ص ۱۲۷) کب، کس مرحلہ پر، اور کس حالت میں؟ یہاں یہ کچھ نہیں کھلتا۔ اس ابہام سے پردہ اُٹھانے کے لئے ضروری ہے کہ تاریخ کی طرف رجوع کیا جائے۔

شام کی فتوحات کے ضمن میں ابوعبیدہؓ کے جن حالات تک ہماری رسائی ہوئی ہے اُن سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ اسلام کے ایک بے لوث خادم اور بلند سیرت انسان تھے۔ ان کو جنگ و جدال سے قطعاً لگاؤ نہ تھا، وہ صلح کے ہر موقع سے فائدہ اُٹھاتے اور خوں ریزی سے حتی الامکان بچتے۔ دشمن کی طرف سے آئی صلح کی درخواست یا معاہدہ کی پیش کش انھوں نے کبھی رد نہیں کی۔ شام

کے رئیسوں اور حکام سے انھوں نے جو معاہدے کئے ان کو پوری دیانتداری سے نبھایا۔ شام میں اُن کی پالسی پر روشنی ڈالتے ہوئے امام ابویوسف رح لکھتے ہیں: "ابوعُبیدہ رومیوں سے اس شرط پر صلح کرتے کہ جزیہ کے عوض اندرونی اور بیرونی دشمن سے ان کی حفاظت کریں گے، وہ ان کے مطالبے مان لیتے تھے، تاکہ ان کی تالیف قلب ہو، اور مفتوحہ علاقوں کے حاکم مسلمانوں کی نرمی سے حوصلہ پاکر معاہدے کرلیں اور لڑنے لڑانے کی نوبت نہ آئے۔" (کتاب الخراج، مصر ۱۳۰۲ھ ص ۸۱) ازدی بصری اپنی فتوح الشام میں رقمطراز ہیں: شام کے رومی خالدؓ کی نسبت ابوعُبَیدہؓ کو زیادہ پسند کرتے تھے، کیوں کہ خالدؓ کا رویّہ ان کے ساتھ سخت تھا، اور اور دِمَشق کے محصور رومیوں کی تمنا تھی کہ مسلمانوں کی طرف سے معاہدہ کی دستاویز لکھوانے والے ابوعُبَیدہؓ ہوں۔ کیوں کہ وہ خالدؓ کی نسبت رومیوں کے ساتھ زیادہ نرم تھے اور ان کی بات زیادہ سُنتے تھے... " (فتوح الشام ص ۹۱) ۱۵ھ میں جب ہرقل نے اَنطاکیہ سے ایک لشکر جرار مسلمانوں کو کچلنے بھیجا اور دوسری طرف مفتوحہ علاقہ کے رئیس بغاوت پر کمر بستہ ہوئے اور مجبور ہو کر ابوعبیدہؓ کو حمص اور دِمَشق کے ضلعے چھوڑنا پڑے تو انھوں نے اپنے افسرانِ ٹیکس کو تاکید کی کہ دونوں شہروں سے وصول کیا ہوا جزیہ لوٹا دیں "کیوں کہ اس وقت ہم ان کی حفاظت سے جس کا ہم نے ذمّہ لیا ہے، قاصر ہیں۔" (فتوح الشام ازدی ص ۱۳۷ و ۱۴۲)

سپہ سالاری سے اپنی برطرفی اور خالدؓ کے تقرر کو انھوں نے خندہ

پیشانی سے قبول کیا اور پھر عمر فاروق نے کچھ عرصہ بعد ان کو سپہ سالاری پر بحال کیا تو ان کو کوئی مسرت نہ ہوئی بلکہ شہادت اس بات کی ہے کہ وہ اداس ہوئے۔ انھوں نے خالدؓ کو اپنے سپہ سالار ہونے کی اطلاع نہیں دی۔ کافی دن بعد خالدؓ کو دوسرے ذریعہ سے معلوم ہوا کہ وہ سپہ سالار نہیں رہے۔ خالدؓ نے جب اس کی وجہ دریافت کی تو ابوعُبَیدہؓ نے کہا: میں نے پسند نہ کیا کہ جنگ کے دوران میں اِس خبر سے تمہارا دل دکھاؤں، بعد میں بتا دیتا، دنیوی منصب اور اعزاز میری نظر میں کوئی اہمیت نہیں رکھتے، ہر چیز کا انجام فنا ہے۔ ہم سب بھائی بھائی ہیں، (اور ایک مشترکہ مشن کے کارکن) اگر ایک بھائی افسر یا کمانڈر ہو جائے تو دوسرے بھائی کو نہ تو کوئی دنیوی نقصان پہنچے گا نہ دینی، اس کے علاوہ اس بات کا ہر وقت خطرہ ہے کہ حاکم آزمائشوں اور غلطیوں سے دوچار ہو"۔ (فتوح الشام ازدی ص ۹۰)

خالدؓ، ابوعُبَیدہؓ کی اسلامی وجاہت، بے غرضی اور اعلیٰ کردار سے بہت متاثر تھے اور ابوعُبَیدہؓ، خالدؓ کی جنگی لیاقت کے بڑے قدر دان۔ فوجی ترتیب کا معاملہ ہوتا یا ملٹری اسٹریٹجی کا، ابوعُبَیدہؓ ہمیشہ خالدؓ کے مشورہ پر عمل کرتے اور کبھی اپنی سپہ سالاری کی شان نہ دکھاتے۔ لیکن دوسرے معاملات میں اگر ضروری ہوتا تو وہ خالدؓ سے اختلاف کر لیتے لیکن اس طرح کہ ان کو ناگوار نہ ہوتا۔

ابوعُبَیدہؓ میں ایک بڑی صفت یہ تھی کہ وہ دوست اور دشمن دونوں کا دل رکھتے، اور مسلمانوں کے رنج و راحت کو اپنے رنج و راحت کے مترادف سمجھتے۔ جب اُردن میں وہ قیامت خیز طاعون پھیلا (۱۸ھ)

جس میں پچیس[۲۵] ہزار مسلمان ہلاک ہوئے تو عمرِ فاروق نے ایک ضروری کام کے بہانہ سے اُن کو خطرہ سے نکالنے کے لئے مدینہ بلایا۔ وہ اشارہ پا گئے اور یہ معذرت آمیز خط لکھ بھیجا :۔" ... امیر المؤمنین ! میں مسلمان فوج کے ساتھ ہوں، میرے لئے مناسب نہیں کہ اپنی جان کو ان کی جان پر ترجیح دوں، میں چاہتا ہوں کہ ان کے ساتھ رہوں، اور جو خدا چاہے وہ ہو۔ براہِ کرم مجھے یہیں رہنے دیجئے۔" (ابن اسحاق۔ طبری ۴/۲۰۱) چند دن بعد طاعون نے آدبایا اور اٹھاون سال کی عمر میں وہ دنیا سے رخصت ہوئے۔

ان کی شخصی زندگی سادگی کا نمونہ بتائی گئی ہے۔ ۱۵ھ یا ۱۶ھ میں عمر فاروق بیت المقدس کا صلحنامہ لکھنے شام گئے تو ابوعبیدہؓ کے خیمہ میں یہ دیکھ کر ان کی آنکھیں بھر آئیں کہ ان کی کل کائنات یہ چند چیزیں تھیں : ایک نمدا، ایک رکابی، ایک مشکیزہ، اور ایک ہانڈی جس میں روٹی کے چند ٹکڑے پڑے تھے۔ دوسری روایت ہے کہ تلوار اور ڈھال کے سوا کچھ نہ تھا۔ عمر فاروق نے کہا : کچھ سامان بڑھا لیتے تو اچھا تھا : ابوعُبَیدہؓ بولے : امیر المؤمنین قبر کی آرام گاہ تک پہنچا نے کے لئے یہی کافی ہے۔" (فتوح الشام ازدی ص ۲۳۱ وحلیۃ الاولیاء ۱/۱۰۱ و اُسدُ الغابہ تالیف ابن اثیر جَزَری، مصر ۱۲۸۶ھ ۳/۸۶)

۱۔ اَبُوعُبَیدہ بن جرّاحؓ کے نام

چند ہفتے پہلے ابوبکر صدیق نے ابوعبیدہؓ کی جگہ خالدؓ کو شام کا سالارِ اعلیٰ بنانے کا جب ارادہ کیا تھا تو عمر فاروق نے جو سرکاری امور میں ان

کے دست راست تھے، اس کی مخالفت کی تھی، لیکن ابوبکر صدیق نے ان کی بات نہ مانی اور خالدؓ کی غیر معمولی جنگی لیاقت اور کارگزاری کو مدّنظر رکھ کر سپہ سالار بنا ہی دیا۔ عمر فاروق کو خالدؓ سے کئی شکایتیں تھیں، اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ ذاتی پرخاش تھی۔ ایک شکایت یہ تھی کہ خالدؓ نے مشہور عرب سردار مالک بن نُوَیرہ کو جن کا اسلام ان کی نظر میں مشتبہ تھا قتل کرا دیا تھا اور ان کی بیوی سے شادی کر لی تھی جب کہ ثقہ شاہد مالک کے مسلمان ہونے کے معترف تھے۔ دوسری شکایت یہ تھی کہ ان کی تلوار بہت بے باک ہے اور وہ صُلح جُو، کم ہیں، جنگجو زیادہ تیسری شکایت ان کی غیر معتدل دادو دہش سے تھی اور چوتھی اس بات سے کہ وہ سرکاری روپیہ کے خرچ اور مالِ غنیمت کے حساب کتاب میں غیر محتاط ہیں اور خلیفہ کی اجازت سے بے نیاز ہو کر اپنے نیازمندوں اور قصیدہ خوانوں کو دے ڈالتے ہیں۔ (زُبَیر بن بَکّار اور اَنَس بن مالک۔ اِصَابہ بن حَجَر حیدر آباد (ہند) ۱/۴۱۴ - ۴۱۵) ان کو یہ بات اور زیادہ ناگوار تھی کہ خالدؓ جو ۸ھ میں مسلمان ہوئے اور جن کی حیثیت نومسلم کی سی تھی، ابوعُبَیدہؓ سے اونچے رہیں۔ ابوعُبَیدہ جو اسلام کے اولین جاں نثاروں میں تھے۔ اسلام کی بنیاد استوار کرنے میں جن کی خدمات شاندار تھیں، جو عادات و اطوار میں معتدل تھے، اور جن کی بے لوث زندگی نے عمر فاروق کو گرویدہ بنا لیا تھا۔

فتوحاتِ اسلام کے جامع اور باربط مورخ سیف بن عمر (م ۱۸۰ھ) کا بیان ہے کہ ابوبکر صدیق کی وفات کے بعد عمر فاروق نے دو خط لکھے، ایک شامی فوجوں کے نام کہ میں ابوعُبَیدہ کو سالارِ اعلیٰ مقرر کرتا ہوں اور

دوسرا خود ابوعُبَیدہؓ کے نام جس کا مضمون یہ تھا :-

"تم کو سپہ سالار مقرر کرتا ہوں ۔ اگر خدا تم کو (یَرموک کی جنگ میں) کامیابی عطا فرمائے تو (خالد کے ساتھ) آئی فوجوں کو عراق لوٹا دو ، نیز ان کو جو تمھارے پاس آنے والی کمک سے لوٹنا پسند کریں" (سیف بن عمر طبَری ۴/ ۶۳)

نامہ بر یہ فرمان اس وقت لایا جب یرموک میں گھمسان کی لڑائی ہو رہی تھی ، اس خیال سے کہ کہیں خلیفہ کی وفات کی خبر سے مسلمانوں کی جنگی سرگرمی پر بُرا اثر نہ پڑے ، نامہ بر نے ظاہر کیا کہ سب خیریت ہے اور صرف خالدؓ کو حقیقتِ حال سے آگاہ کیا ۔ خالدؓ نے بھی خاموشی سادھی اور خط ترکش میں ڈال لڑائی میں مصروف ہو گئے ۔ لڑائی کے خاتمہ پر ابوبکر صدیق کی وفات اور ابوعُبَیدہؓ کے تقرر کا اعلان کیا گیا ۔

(سیف بن عمر - طبَری ۴/ ۳۷ و ۳۴)

فتوحاتِ شام کے زمانہ میں یوں تو متعدد لڑائیاں ہوئیں لیکن ان میں دو بڑی سخت تھیں : ایک جنگ أجنادین اور دوسری جنگ یَرمُوک[۱]۔ أَجنادَین ، بیت المَقدِس۔ اور غَزّہ کے وسط میں ایک شہر تھا اور یَرمُوک دریا تھا (اور اب بھی ہے) جو دِمَشق کے جنوبی پہاڑوں سے نکل کر ایک گہری وادی سے بہتا دریائے اُردُن میں گرتا تھا ۔ اُجنادَین ، یرمُوک کے لگ بھگ سو میل جنوب مغرب میں ساحل کی سمت واقع تھا ۔ سیف بن عمر کو چھوڑ کر قریب قریب سب مورخ (مثلاً ابن کلبی ، ابن اسحاق ، ابو مِخنَفْ ، مدائنی ، اَزْدی ، واقدی) اس بات پر متفق ہیں کہ أَجنادَین کی لڑائی ابوبکر صدیق کے آخر عہد میں ہوئی (جمادی الثانی ۱۳ھ) اور یَرمُوک

---

[۱] مقامات کیلئے دیکھئے نقشہ شام مقابل صـ۱

کی جنگ ۱۵ھ کے وسط میں جب عمر فاروق خلیفہ تھے۔ سیف بن عمر نے اس ترتیب کو اُلٹ دیا ہے، ان کی رائے ہے کہ یرموک کی جنگ ابوبکر صدیق کی زندگی میں ہوئی جب وہ بستر مرگ پر تھے، اور اَجنادین کی لڑائی ۱۳ھ میں، عمر فاروق کی خلافت کے تیسرے سال۔ مغربی مستشرقین میں کیتانی اور دِی غوے نے اس اختلاف کی وجہ دریافت کرنے اور اس کو دور کرنے کی محققانہ کوشش کی ہے لیکن سچ یہ ہے کہ وہ اس گتھی کو سلجھا نہیں سکے[1]

۲۔ اَبو عُبَیدہ بن جَرّاحؓ کے نام

تاریخ اسلام کے اولین مورخ اس باب میں مختلف الرائے ہیں کہ خالدؓ کی معزولی کا فرمان ابوعبیدہؓ کو کہاں ملا، کب ملا اور اس کا مضمون کیا تھا۔ مشہور مورخ مدائنی (۱۳۵ - ۲۱۵) نے خط کا مضمون ان الفاظ میں بیان کیا ہے اور تصریح کی ہے کہ خلیفہ ہو کر عمر فاروق کا یہ پہلا سرکاری مراسلہ تھا:-

"میں تم کو اس خدا سے ڈرنے کی تلقین کرتا ہوں جو ہمیشہ رہنے والا ہے اور جس کے سوا ہر شے فانی ہے، جس نے ہم کو گمراہی سے نکال کر سیدھا راستہ دکھایا، اور (کفر کے) اندھیرے سے ہٹا کر (دین کی) روشنی میں لا کھڑا کیا۔ میں تم کو خالد بن ولیدؓ کے لشکر کا سپہ سالار مقرر کرتا ہوں، مسلمانوں کی بہبودی اور سربراہ کاری میں لگ

---

[1] میری یہ رائے مستشرق کیتانی اور دِی غوے کی تحقیق کے اُن اقتباسوں پر مبنی ہے جو استاد طٰہٰ ہاشمی نے اپنے مقالہ "اَجنادین" میں پیش کئے ہیں مجلۃ المجمع العلمی العراقی ۱۹۵۱ء جزء ثانی ص ۷۹ - ۱۰۲،

جاؤ جو تمھارے اوپر بحیثیت امیر کے عائد ہوتی ہے۔ غنیمت کی امید میں ان کو جان جوکھوں کی کسی مہم پر نہ بھیجو، اور کسی جگہ ٹھہرانے سے پہلے وہاں کے مقامی حالات اور راستے سے واقفیت حاصل کرلو۔ جب کہیں رسالہ بھیجو تو اس بات کا خیال رکھو کہ اس میں شرکت کرنے والوں کی تعداد کافی ہو۔ تمھارا کوئی فعل یا فوجی پالسی ایسی نہ ہو جس سے مسلمان تباہ ہوں۔ خدا نے تم کو میرا ماتحت بنا کر تمھاری آزمائش کی ہے اور مجھے تمھارا حاکم بنا کر میری، میں تاکید کرتا ہوں کہ دنیا کے ٹھاٹ باٹ سے اپنی نظر ہٹائے رکھو اور دنیا کی محبت دل میں نہ آنے دو، خبردار! کہیں ایسا نہ ہو کہ دنیا کی محبت تم کو ہلاک کردے جس طرح پچھلی قوموں کو ہلاک کیا، تم نے ان کی تباہی اپنی آنکھوں سے دیکھ لی ہے۔ (مسلمانوں کو دِمَشق فتح کرنے بھیجو)"

آخری جملہ تاریخ طَبری کے مصری اڈیشن (۴/۵۴) میں نہیں ہے، لیکن ابن کَثیر (مصر، ۷/۱۹) نے اپنی تاریخ میں طَبَری کے حوالہ سے جو خط نقل کیا ہے، اس میں یہ جملہ زیادہ ہے۔

۳۔ اَبوعُبَیدہ بن جَرّاحؓ کے نام

مورخ ابن اِسحاق (م ۱۵۰ھ) نے معزولی کا ایک فوری سبب بھی بیان کیا ہے اور وہ یہ کہ خالدؓ نے عُمر فاروق کی شان میں غالباً کچھ نامناسب یا الزام بھرے الفاظ (جن کی تصریح نہیں کی گئی) کہے تھے جن کو سُن کر عمر فاروق بہت برہم ہوئے اور ابوعُبَیدہ کو یہ فرمان بھیجا:۔

"اگر خالدؓ اس بات کا اقرار کریں کہ انھوں نے میری بابت جھوٹی

باتیں کہی ہیں تب تو وہ اپنے عہدہ پر بحال رہیں گے، ورنہ وہ معزول ہیں اور تم سپہ سالار، تم ان کا عمامہ اتار لینا اور اُن کی آدھی دولت منبط کر لینا"

خالدؓ نے مطلوبہ اقرار نہیں کیا اس لئے معزول کر دئے گئے اور مدینہ چلے آئے۔ (طبری ۴/۵٦ و تاریخ ابن کثیر ۷/۱۸)

أعثم کوفی (م ۳۲۷ھ) نے اپنی تاریخ فتوح (مترجم فارسی) میں لکھا ہے کہ عمر فاروقؓ نے خلیفہ ہو کر سب سے پہلے شام کے مسلمانوں اور ابوعُبَیدہؓ کو ذیل کے خط لکھے:-

۴۔ شام کے مسلمانوں کے نام

"بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ أمیر المؤمنین عمر بن خطاب کی طرف سے شام کے مسلمانوں کو سلام علیک۔ واضح ہو کہ ابوبکر کی وفات سے رسول اللہ کی امت پر ایک سنگین مصیبت نازل ہوئی ہے، ابوبکر جو حق گو، منصف، متواضع، رحم دل اور راستباز تھے، جن کی روش تھی امر بالمعروف اور نہی عن المنکر، رسول اللہ کی امت ایسے رہبر سے محروم ہوئی اور خلافت کے معاملات میں اُن کی وفات سے سخت خلل پیدا ہوا، لیکن خدا کو یہی منظور تھا، ہر شخص کو موت کا پیالہ پینا ہے، انسان کے لئے اس کے سوا چارہ ہی کیا ہے کہ خدا کی مشیت کے سامنے گردن جھکا دے، لَهُ الْحُكْمُ وَإِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ۔ اس کے ہاتھ ہی فیصلہ ہے اور اس کے ہی پاس لوٹائے جاؤ گے، (قرآن کریم) اِس سخت حادثہ کے رونما ہونے سے پہلے انھوں نے

ممتاز مہاجر و انصار صحابہ کے سامنے مجھے اپنا جانشین مقرر کیا اور اس بڑی امانت کی باگ ڈور میرے ہاتھ میں دی، میں نے اس بھاری ذمہ داری کو لینے سے بہت گریز کیا پر مجھے کامیابی نہ ہوئی، مجبوراً مجھے سر جھکانا پڑا۔ اب ضروری ہے کہ مسلمانوں کی بہبودی اور ان کی مہموں کی ترتیب و تنظیم میں جہاں تک میرے امکان میں ہو، کوشش کروں۔ مصلحت کا تقاضہ ہے کہ خالدؓ بن ولید شامی فوجوں کی سپہ سالاری سے الگ ہوں اور یہ عہدہ ابو عُبَیدہؓ بن جرّاح کو سپرد کیا جائے۔ آپ لوگ جب اس خط کے مضمون سے واقف ہوں اس وقت سے ابو عُبَیدہ آپ کے سالار ہیں، اپنے سارے معاملات میں ان کی طرف رجوع کیجئے اور دشمن سے جنگ میں ان کی رائے اور صوابدید کے مطابق عمل کیجئے۔"

۵۔ أبو عُبیدہ بن جَرّاح کے نام

"بحمد اللہ تمھارے پاس اتنی فوج ہے کہ دِمَشق کا محاصرہ بخوبی کر سکتے ہو۔ یہ خط پڑھ کر افسرانِ فوج کو جمع کرو اور ان کے سامنے ساتھ والا خط پڑھ کر سناؤ، تاکہ ان کو تمھاری سپہ سالاری اور خالدؓ کی معزولی کا علم ہو اور وہ ان کی بجائے تمھارے حکم کی تعمیل کریں۔ جن لوگوں کی تم کو ضرورت نہ ہو، ان کو میرے پاس بھیج دو اور جن جن کے بغیر تمھارا کام نہ چلتا ہو اُن کو اپنے پاس رکھو، خالدؓ ایسے لوگوں میں ہیں جن کے بغیر تمھارا گذارہ نہیں ہو سکتا، اس لئے ان کو ساتھ رکھو۔" (تاریخ فتوح اعثم کوفی

مخطوط رقم ۸۴ ۳۶۰ ۴۴ دلی یونیورسٹی لائبریری ص ۱۴۷)

۶- أبوعُبَیدہ بن جرّاحؓ کے نام

واقدی کی طرف منسوب فتوح الشام میں معزولی کے خط کا مضمون چند لفظی ہے :-

"میں تم کو شام کا گورنر اور اسلامی فوج کا سپہ سالار مقرر کرتا ہوں اور خالد کو معزول کرتا ہوں" (فتوح الشام واقدی طبع کلکتہ اڈیٹر دلیم لیس ۱۸۵۴ء ۲/۲)

۷- أبوعُبَیدہ بن جرّاحؓ کے نام

نامہ بر مدینہ سے جب مذکورہ فرمان لے کر ابوعُبَیدہؓ کے پاس آیا تو خالدؓ اس وقت دِمَشق کے دو کمانڈروں تُوما اور ہربیس کے تعاقب میں نکلے ہوئے تھے ۔ ابوعُبَیدہؓ نے خط کے مضمون کو صیغۂ راز میں رکھا اور کسی کو نہ تو وفاتِ صدیق کی خبر دی اور نہ اپنے تقرر کی، چند دن بعد جب خالدؓ توما اور ہربیس کی دولت چھین اور نئی فتوحات کر کے لوٹے تو ان کو بھی ابوعُبَیدہؓ نے حقیقتِ حال سے مطلع نہ کیا ۔ خالدؓ نے دِمَشق کی فتح اور تُوما و ہربِیس سے چھینی دولت اور دوسری ضمنی فتوحات کی رپورٹ لکھی تو حسب سابق ابوبکر صدیق کو مخاطب کیا ۔ یہ خط جب عمر فاروق نے دیکھا تو ان کو حیرت ہوئی اور غصہ بھی آیا ۔ قاصد نے بتایا کہ ابوعبیدہؓ نے ابوبکر صدیق کی وفات اور خالد کی معزولی مخفی رکھی ۔ کیوں ؟ فتوح الشام کے مصنف نے اس کا جواب نہیں دیا ۔ عمر فاروق نے ایک پبلک جلسہ (۲،

کیا اور کہا کہ چوں کہ خالد شعراء نواز اور ناموری کی خاطر فضول خرچ واقع ہوتے ہیں میں ان کو معزول کر کے ابو عُبَیدہؓ بن جرّاح کو جو بڑے کھرے اور معتدل سیرت ہیں سالار بنانا چاہتا ہوں۔ اس کے بعد انھوں نے ابو عُبَیدہؓ کو ذیل کا مراسلہ بھیجا :۔

" بسم اللہ الرحمٰن الرحیم عبداللہ عمر امیرالمؤمنین کی طرف سے ابو عُبَیدہؓ بن عامر بن جرّاح کو سلام علیک۔ میں اس خدا کا سپاس گزار ہوں جس کے سوا کوئی عبادت کے لایق نہیں اور اس کے نبی محمدؐ پر درود بھیجتا ہوں۔ میں نے تم کو مسلمانوں کا سالار اعلیٰ مقرر کیا ہے، اس عہدہ کو لینے سے نہ شرماؤ، خدا حق بات سے کبھی نہیں شرماتا(؟) تم کو خدا سے ڈرنے کی تلقین کرتا ہوں، وہ خدا جو ہمیشہ رہے گا، جس کے سوا ہر شے فانی ہے، جس نے تم کو کفر کی گمراہی سے نکال کر ایمان کے اُجالے میں لا کھڑا کیا ہے۔ میں نے تم کو خالد کے لشکر کا سپہ سالار مقرر کیا ہے، لشکر اپنی نگرانی میں لے لو، اور لشکر کی کمان سے خالد کو برطرف کردو، مسلمانوں کو غنیمت کی توقع میں جان جوکھوں میں نہ ڈالو اور نہ کوئی دستہ دشمن کی زیادہ تعداد فوج کی طرف بھیجو۔ مسلمانوں سے یہ نہ کہو مجھے امید ہے کہ تم فتحیاب ہوگے، کیوں کہ فتح امید سے نہیں، یقیں محکم اور خدا پر اعتماد سے حاصل ہوتی ہے۔ خبردار! اپنے کسی فعل یا پالسی سے مسلمانوں کو خطرہ یا ہلاکت میں نہ ڈالنا۔ دنیا سے آنکھیں بند کرلو۔ اور اس کی طرف سے دل ہٹالو۔ خبردار! ایسے کام نہ کرنا جن کی پاداش میں ہلاک ہوجاؤ، جس طرح پچھلی قومیں ہلاک ہوئی ہیں، تم

نے ان کی تباہی دیکھ لی ہے اور ان کے باطنی امراض سے واقف ہو. تمھارے اور حیاتِ بعد الممات کے درمیان ایک ہلکا سا پردہ ہے، تمھارے سلف آخرت کی طرف کوچ کر چکے اور تم گویا اس بے رونق دنیا سے کوچ کے منتظر ہو. سب سے بڑا ہوش مند وہ ہے جس کا زاد راہ 'خوف خدا' ہو. جس قدر ممکن ہو مسلمانوں کی دیکھ بھال کرتے رہو. جَو اور گیہوں جو دِمشق کی فتح پر تمھارے ہاتھ آیا اور جس کے بارے میں تم سب جھگڑے تو وہ مسلمانوں کا حق ہے، اس کے علاوہ جو سونا چاندی ملا، اس میں سے خُمس (مرکزی حصہ) نکال کر باقی آپس میں بانٹ لو. رہا تمھارا اور خالدؓ کا صلح اور جنگ کے بارے میں اختلاف تو اس باب میں تمھارا فیصلہ ناطق ہے کیوں کہ تم سپہ سالار ہو (اور اگر صلح اس شرط پر ہوئی ہو کہ جو اور گیہوں اہل دِمشق کی ملک رہے گا تو اس کو ان کے حوالہ کردو) والسلام علیک ورحمۃ اللہ وبرکاتہ وعلی جمیع المسلمین. (خالدؓ نے غلطی کی کہ مرج دِیباج میں دشمن پر تاخت کرکے مسلمانوں کو خطرہ میں ڈالا اور ان کی جان کی بازی لگا دی). خالدؓ سے بڑی کوتاہی ہوئی کہ انھوں نے ہرقل کی لڑکی کو پکڑا اور پھر ہدیتہً اس کے باپ کو لوٹا دیا، وہ زرِ مخلصی کے طور پر بڑی رقم وصول کر سکتے تھے جو غریب مسلمانوں کے کام آتی، والسلام علیک ورحمۃ" (فتوح الشام واقدی مصر ۱۳۳۱ھ ۱/ ۵۳-۵۴، (بین القوسین اضافے فتوح الشام کے کلکتہ اڈیشن ۲/ ۶-۷ سے ماخوذ ہیں) واشہر مشاہیر الاسلام، تالیف رفیق بک عظم، مصر، ۱۹۲۱ء ص ۳۵۴ ؛ ناسخ التواریخ از محمد تقی

بمبئی، جلد ۲، کتاب دوم ص ۲۲۰ تھوڑے لفظی اختلاف کے ساتھ)

۸- اَبوعُبَیدہ بن جرّاحؓ کے نام

تاریخ دِمَشق کے مشہور مورخ و محدث ابن عساکر نے خط کا مضمون ان الفاظ میں بیان کیا ہے :-

"بسم اللہ الرحمٰن الرحیم، عبداللہ عمر امیر المؤمنین کی طرف سے ابوعُبَیدہ بن جرّاح کو سلام علیک۔ میں اس معبود کا سپاس گزار ہوں جس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں، تم کو معلوم ہو کہ ابوبکر صدیق، رسول اللہ کے جانشین رحلت کر گئے، إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ۔ خدا کی رحمت اور برکتیں ہوں ابوبکر پر جو عامل بالحق، آمر بالقسط اور آخذ بالعرف تھے، جو نرم مزاج اور پاکباز، متواضع اور دانا تھے۔ میں اپنی اور سارے مسلمانوں کی اس مصیبت پر اجر خیر کا طالب ہوں۔ میری خواہش ہے کہ تقوی کے ذریعہ گناہ اور بُرائی سے بچ کر خدا کی رحمت کا مستحق بنوں، جب تک زندہ ہوں اس کی اطاعت میں لگا رہوں، مرنے کے بعد جنت سے بہرہ ور ہوں، بے شک خدا ہر بات پر قادر ہے۔ مجھے معلوم ہوا ہے کہ تم نے دِمَشق کا محاصرہ کرلیا ہے۔ میں تم کو مسلمانوں کا سالار اعلیٰ مقرر کرتا ہوں۔ تم حِمص اور دِمَشق کے نواحی نیز شام کے دوسرے علاقوں میں رسالے پھیلا دو، لیکن اس معاملہ میں اپنی اور دوسرے مسلمانوں کی رائے سے کام لو صرف میرے لکھنے سے اپنا لشکر خطرہ میں نہ ڈال دینا جس سے دشمن کو تمہیں نقصان پہنچانے

کا حوصلہ ہو۔ جو لوگ تمھارے پاس زائد ہوں انھیں میرے پاس بھیج دو اور جو محاصرہ میں تمہارے لئے ضروری ہوں ان کو پاس رکھو. خالد بن ولید کو بھی روک لو کیوں کہ ان کے بغیر تمھارا کام نہیں چل سکتا" (تہذیب تاریخ دِمَشق تالیف ابن عساکر مصر ۱/۱۵۱)

۹۔ اَبُو عُبَیدہ بن جَرّاحؓ کے نام

ابواسماعیل ازدی بصری (دوسری صدی ہجری) نے اپنی بیش قیمت تالیف فتوح الشام میں بالکل نئی بات لکھی ہے اور وہ یہ کہ عمر فاروق نے جیسا کہ آپ ابھی پڑھیں گے خلیفہ ہو کر ابو عبیدہؓ کو جو مراسلہ بھیجا، اس میں محض ابوبکر صدیق کی وفات کی خبر تھی، خالدؓ کی معزولی یا ابو عبیدہؓ کے تقرر کا کوئی ذکر نہ تھا:۔

"واضح ہو کہ ابوبکر صدیق، جانشین رسول اللہ دنیا سے کوچ کر گئے، اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ خدا کی رحمت ہو ابوبکر پر جو حق گو، آمر بالقسط، آخذ بالعرف، راستباز، حلیم اور نرم مزاج تھے دعا ہے کہ خدا اپنے کرم سے ہم کو ہر گناہ سے محفوظ رکھے اور اپنی اطاعت کی توفیق عطا فرمائے اور جنت میں جگہ دے، اس کی قدرت میں بلا شبہ سب کچھ ہے، والسلام علیک ورحمۃ اللہ"

(ازدی بصری ص ۸۶-۸۷)

یہ خط عمر فاروق نے اپنے آزاد کردہ غلام اور مُعتَمَد یَرفَأؒ کے ہاتھ بھیجا تھا۔ ابو عبیدہؓ نے ابوبکر صدیق کی موت کی خبر اپنے عزیز دوست اور مشیر خاص مُعاذ بن جَبَل کے علاوہ کسی پر ظاہر نہیں کی۔ ان کو یَرفَأؒ

کی زبانی معلوم ہوا کہ عمر فاروق، ابوبکر صدیق کے جانشین ہوتے ہیں، نیز یہ کہ نئے خلیفہ نے شام کے فوجی افسران (خالدؓ، یزید بن ابی سفیانؓ، شرحبیلؓ بن حسنہ اور عمرو بن عاصؓ) کے حالات، مسلمانوں کے ساتھ ان کے طرز عمل، اور عام چال ڈھال کا حال معلوم کیا ہے۔ ابوعبیدہؓ نے فرداً فرداً سب کی تعریف کی اور بڑ فاً جب واپس جانے لگے تو اپنا اور اپنے ہم نفس معاذ بن جبل کا یہ مشترکہ خط عمر فاروقؓ کے نام بھیجا:۔

"بسم اللہ الرحمٰن الرحیم، ابوعبیدہ بن جراح و معاذ بن جبل کی طرف سے عمر بن خطاب کو سلام علیک۔ ہم اس معبود کے سپاس گذار ہیں جس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔ ہمیں معلوم ہے آپ کو اپنی اصلاح کی کتنی فکر رہتی تھی۔ اب آپ امت محمدؐ کے کالے گورے کے حاکم ہوگئے ہیں، آپ کے سامنے دوست دشمن، بڑے چھوٹے، کمزور طاقتور سب بیٹھتے ہیں، ان سب کے آپ کے ذمہ حقوق ہیں اور سب کے لئے آپ کی میزان عدل میں حصہ ہے ذرا خیال رکھنا عمر، آپ ان کے ساتھ کس طرح انصاف کرتے ہیں۔ ہم آپ کو اس دن کی یاد دلاتے ہیں جب سارے راز کھل جائیں گے اور چھپی برائیاں طشت از بام ہو جائیں گی، جب چہرے ایک "سلطان غالب" کے سامنے ذلیل و خوار ہوں گے اور لوگ امید و بیم کی ہلچل سینوں میں لئے اس کے فیصلہ کے منتظر۔ ہم نے سنا ہے کہ اس قوم (یعنی مسلمانوں) میں ایسے لوگ ہوں گے جو ظاہر میں دوست اور باطن میں دشمن ہوں گے، خدا کی پناہ کہ ہمارا تعلق ان لوگوں سے ہو، لہذا اس خط کا وہ مطلب نہ لینا جس کا ہم نے ارادہ نہ کیا ہو، ہم نے

محض مخلصانہ جذبہ سے یہ خط لکھا ہے ..." (فتوح الشام اَزدی ص ۸۸ - ۸۹ و حِلیۃُ الأولیاء، تالیف ابونُعَیم مصر ۱/ ۲۳۸، معمولی لفظی فرق کے ساتھ، و اِکتفاء، تالیف سلیمان بن موسی کَلَاعی بَلَنسِی (م ۶۳۴ھ) مخطوط رقم ۲۰۷۴ دارالکتب المصریّۃ قاہرہ ص ۲۸۹ و اعجاز القرآن تالیف باقِلّانی، مصر، ص ۱۱۷)

مذکورہ بالا خط کا جواب :-

۱۰- أبوعُبَیدہ بن جرّاح اور مُعاذ بن جَبَل کے نام

"بسم اللہ الرحمٰن الرحیم، عبداللہ عمر امیر المومنین کی طرف سے ابوعُبَیدہ بن جرّاح اور مُعاذ بن جَبَل کو سلام علیک۔ میں اُس خدا کا سپاس گذار ہوں جس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں، میں تم دونوں کو خوف خدا کی تلقین کرتا ہوں۔ خوفِ خدا، جس سے مالک کی خوشنودی حاصل ہوتی ہے، جس میں تمھاری خوش نصیبی مضمر ہے اور جس کو اربابِ ہوش اپنے لئے نسخۂ کیمیا (لفظی ترجمہ۔غنیمت) تصور کرتے ہیں۔ تمھارا خط موصول ہوا، تم نے لکھا ہے کہ خلافت سے پہلے اصلاح نفس کی آپ کو لگن تھی، یہ تم نے کیسے جانا؟ تمھارے الفاظ سے ستائش کی بو آتی ہے۔ تم نے لکھا ہے کہ میں مسلمانوں کا حاکم اعلیٰ ہوگیا ہوں اور اب بڑے چھوٹے، دشمن دوست قوی، ضعیف، سب میرے سامنے بیٹھتے ہیں اور سب کے لئے میری میزانِ عدل میں حصّہ ہے، تم نے لکھا ہے، ذرا دھیان رہے عمر، انصاف کے وقت تم ان کے ساتھ کیسا سلوک کرتے ہو،

بلا شبہ اُس وقت اگر خدا کی مدد اور رہنمائی عمر کے شامل حال
نہ ہو تو وہ انصاف کا حق ادا نہ کر سکے۔ تم نے مجھے ایک آنے والے
دن سے ڈرایا ہے جس کو شب و روز کی گردش لا کر رہے گی، یہ
گردش ہر نئے کو پرانا، ہر بعید کو قریب کر دیتی ہے اور ہر موعود
کو لے آتی ہے، اس کی بدولت ایک دن قیامت آ جائے گی،
جب سارے راز کھل جائیں گے اور چھپی بُرائیاں ظاہر کر دی
جائیں گی، جب ایک "سلطان قاہر" کے دبدبہ کے سامنے چہرے
ذلیل و خوار ہوں گے اور لوگ عاجزی سے اس کے حضور کھڑے
فیصلہ کے منتظر ہوں گے، سزا سے ہراساں اور رحمت کے امیدوار۔
تم لکھتے ہو کہ ہم نے سنا ہے اس قوم میں ایسے لوگ ہوں گے
جو بظاہر دوست لیکن بہ باطن دشمن ہوں گے۔ (میرا خیال ہے)
ابھی وہ وقت نہیں آیا، یہ منافقت قیامت کے قریب رونما ہوگی
جب دنیوی نقصان کے خوف یا دنیوی فائدہ کی خواہش سے لوگ
سرگرم عمل ہوا کریں گے۔ (تم نے اس بات کی خدا سے پناہ مانگی
ہے کہ میں اس خط کا وہ مطلب لوں جس کا تم نے ارادہ نہ کیا ہو
کیوں کہ تم نے اس کو خیر اندیشی کے جذبہ سے لکھا ہے، تم نے یہ سچ
کہا ہے، تم مجھے خط لکھتے رہا کرو، میں تم سے بے نیاز نہیں ہو سکتا،
والسلام) فتوح الشام ازدی ص ۸۹ - ۹۰، بریکٹ والا حصہ
فتوح الشام میں اس کے غیر مطبوعہ نسخہ کا ایک ورق کم ہونے کے
باعث نہیں ہے، میں نے اس کو حِلیَۃُ الأولیاء سے لیا ہے۔ حلیۃ الأولیاء
۱/۲۳۸ دلاعجاز القرآن ص ۱۱۷ دالاکتفاء کلاعی بلنسی ص ۲۸۹

د- اِزالۃ الخفاء ۲/ ۱۵۸ و أشہر مشاہیر الإسلام تالیف رفیق بک عظم مصر، ۱۹۲۴ء ص ۴۵۹ - ۴۶۰ ۔ دونوں خطوں کے تمام نسخوں میں کمی بیشی اور لفظی اختلاف ہے ، کہیں کم اور کہیں زیادہ ۔

أزدی نے لکھا ہے کہ مذکورہ بالا خط کے ساتھ عمر فاروق نے أبوعُبیدہ رض کے تقرر کا الگ فرمان بھیجا تھا ۔

معزولی کے خط کے بعد آیئے ہمارے مورخوں سے اب سُنیئے کہ وہ کہاں اور کب صادر ہوا ۔

سیف بن عمر : بمقام یَرمُوک ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۲۵ رجادی الثانی ۱۳ھ ابوبکر صدیق کی وفات کے دس دن بعد ۔ (طبری ۴/ ۳۲)

مدائنی : بمقام واقوصہ (صحیح یاقوصہ) جو میدانِ یَرمُوک سے متصل ایک گہری وادی تھی ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ رجب ۱۳ھ ابوبکر صدیق کی وفات کے بعد ۔ (طبری ۴/ ۴۶)

بلاذُری نے غالباً مدائنی کی سند پر کہا ہے کہ ابوبکر صدیق نے جمادی الثانی میں انتقال کیا اور ان کی وفات کی خبر مسلمانوں کو یاقوصہ میں ملی، کب؟ اِس کی تصریح بَلاذُری نے نہیں کی ۔ (فتوح البلدان مصر ۱۹۳۲ء ص ۱۲۲)

ابن اسحاق : بمقام دِمَشق (؟) ۔ ۔ ۔ اوائل محاصرہ میں (؟)، لیکن خط کا اظہار أبوعُبیدہ نے فتح دِمَشق کے بعد کیا ۔ (طَبَری ۴/ ۵۵)

فتوح الشام واقدی : بمقام دِمَشق ..... فتح دِمَشق کے کچھ عرصہ بعد .
(فتوح الشام واقدی کلکتہ ۲ / ۴)

اِبن عساکر : بمقام دِمَشق ..... اوائل محاصرہ میں ، لیکن خط کا مضمون ابوعُبیدہ نے فتح کے بیس دن بعد ظاہر کیا . (تہذیب تاریخ دِمَشق ۱ / ۱۵۱)

اُزدی بصری : بمقام دِمَشق ..... اوائل محاصرہ میں
(فتوح الشام ص ۸۴)

آیئے اب دیکھیں ان آراء کو ماننے سے کوئی تاریخی الجھن یا دشواری تو نہیں پیدا ہوتی . سیف بن عمر اور مدائنی کی رائے کو خط کے زمان و مکان کی حد تک ایک سمجھنا چاہیئے ، کیوں کہ یَرمُوک اور یاقوصہ میں باعتبار محل کوئی خاص فرق نہیں ہے اور دونوں کی دی ہوئی تاریخوں ۲۵ رجمادی الثانی (سیف) اور رجب (مدائنی) میں بھی زیادہ سے زیادہ چند دن کی تقدیم و تاخیر رہی ہوگی . ان دونوں کی رائے ماننے سے کوئی تاریخی تناقض یا پیچیدگی پیدا نہیں ہوتی .

اِبن اسحٰق اور اُزدی اس حد تک یک رائے ہیں کہ جنگ اُجنادین ۲۸ رجمادی الاول ۱۳ھ میں یعنی ابوبکر صدیق کی وفات سے چوبیس دن پہلے ہوئی ، لیکن اُجنادین سے اگلی جنگ کے بارے میں وہ کہتے ہیں کہ بمقام فِحل واقع ہوئی جب کہ اُزدی ، ابومِخنَف اور اُعثم کی رائے ہے کہ مرجُ الصُّفَّر میں لڑی گئی . ابن اسحاق نے جنگ فِحل کا مہینہ ذو القعدہ ۱۳ھ بتایا ہے یعنی اُجنادین اور اُس کے درمیان تقریباً چھ ماہ کا فصل

تھا، سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ جنگ أجنادین اور فحل کے درمیان چھ ماہ کی طویل مدت مسلمانوں نے کہاں گذاری ؟ اس سوال کے جواب سے ابن إسحاق نے مطلقاً بے خبر رکھا ہے ، بنا بریں ابن إسحاق کی رائے قابلِ قبول نہیں ہے ۔ ابن إسحاق کہتے ہیں کہ فِحل سے فارغ ہو کر مسلمانوں نے دِمَشق کا محاصرہ کیا ۔ طَبَری نے جو روایت ان کی اس موقع پر نقل کی ہے وہ کچھ ایسے مبہم پیرایہ میں ہے کہ یہ نہیں کھلتا کہ خالدؓ کی معزولی کا فرمان ٹھیک کس جگہ صادر ہوا ، بس قرینہ ہے کہ محاصرۂ دِمَشق کے اوائل یا اس سے کچھ دن پہلے صادر ہوا ہوگا ۔ ابن إسحاق کی رائے ہے کہ ابوعُبَیدہؓ نے یہ فرمان صلح دِمَشق تک مخفی رکھا اور جب صلح نامہ پر خالد بن ولیدؓ نے سپہ سالار کی حیثیت سے اپنے دستخط کر دیئے تب اس کو ظاہر کیا ۔ فتح دِمَشق کی تاریخ ابن إسحاق نے رجب ۱۴ھ دی ہے ، ان کے حساب سے دِمَشق کا محاصرہ ذوالقعدہ (یا ممکن ہے ذوالحجہ) ۱۳ھ میں ہوا یعنی محاصرہ اور فتح کے درمیان کم از کم چھ ماہ ضرور گذرے ، اتنی طویل مدت تک ابوعُبَیدہؓ کا اپنی سپہ سالاری کو پوشیدہ رکھنا اور خلیفہ کا اس پر چشم پوشی کرتے رہنا کسی طرح قرینِ عقل نہیں معلوم ہوتا ۔ آپ نے اوپر ابن إسحاق کا بیان کردہ وہ خط بھی پڑھا جس کی شانِ نزول کا ذکر کرتے ہوئے انھوں نے کہا ہے کہ عمر فاروق نے خلیفہ ہو کر جو پہلی بات کی وہ یہ تھی کہ میں خالد کو ہرگز کسی سرکاری عہدہ پر نہیں رکھوں گا ، یہ کہہ کر انھوں نے معزولی کا وہ عجیب فرمان بھیجا جس کا اوپر تذکرہ ہوا ۔ ابوعُبَیدہؓ نے اس کے مطابق کارروائی کی اور خالدؓ کی آدھی دولت بحق سرکار ضبط کر لی ۔ اس کے بعد خالد مدینہ چلے گئے ۔ ابن إسحاق کی دونوں روایتوں میں

جو بُعد المشرقین اور شدید تناقض ہے وہ کسی وضاحت کا محتاج نہیں ..... دیکھئے طَبَری ۴ / ۵۶.

فتوح الشام واقدی کی رُو سے ابوبکر صدیق کا انتقال ٹھیک اُس دن ہوا جب اہلِ دمشق نے ہتیار ڈالے، اور ہتیار ڈالنے کی تاریخ فتوح الشام واقدی میں اکیس جمادی الثانی ۱۳ھ دی گئی ہے. (فتوح الشام، کلکتہ اڈیشن ۲ / ۱۶۷ و ۱۶۰) گو فتحِ دِمَشق کی یہ تاریخ شاذ ہے اور دوسرے مورخ اِس کی تائید نہیں کرتے تاہم جہاں تک فرمان معزولی کے وصول ہونے کے مقام اور وقت کا تعلق ہے، اس میں کوئی داخلی یا تاریخی تناقض نہیں ہے.

ابن عساکر اَزدی وغیرہ کی طرح یہ تسلیم کرتے ہیں کہ معزولی کا خط محاصرۂ دِمَشق کے اوائل میں صادر ہوا لیکن ابوعُبَیدہؓ نے اس کو مخفی رکھا اور خالدؓ کی ماتحتی میں کام کرتے رہے حتیٰ کہ جب دِمَشق کا صلحنامہ لکھا جا چکا تب خالدؓ کو خط کے مضمون سے آگاہ کیا. ابن عساکر نے یہ نہیں بتایا کہ محاصرہ کب شروع ہوا، لیکن یہ بتایا ہے کہ ختم رجب ۱۴ھ میں ہوا جیسا کہ اکثر مورخوں کی رائے ہے. بہر حال محاصرہ اور فتح کے درمیان کئی ماہ کا فصل ضرور رہا ہوگا اور اس بناء پر یہ باور کرنا کہ ابوعُبَیدہؓ کئی ماہ تک خط کے مضمون سے خالد اور مسلمانوں کو بے خبر رکھے رہے، بہت ہی مستبعد معلوم ہوتا ہے.

اَزدی بصری نے کہا ہے کہ جنگ اَجنادَین ابوبکر صدیق کی وفات سے چوبیس دن پہلے ہوئی، نیز یہ کہ ان کی وفات سے چار دن پہلے ایک اور معرکہ مَرْجُ الصُّفَّر[1] کے میدان میں ہوا جو دِمَشق سے کوئی بیس میل جنوب

[1] دیکھئے نقشہ شام مقابل ص۱

مشرق میں واقع تھا، اس لڑائی میں بھی خالد بن ولید امیرالأُمراء تھے غالباً ابوبکر صدیق کے انتقال کے وقت اسلامی فوجیں دِمشق پہنچ چکی تھیں (دیکھئے أزدی ص ۱۰۸) بالفاظ دیگر اواخر جمادی الثانی یا اوائل رجب سے دِمشق کا محاصرہ شروع ہوا اور رجب ۱۴ھ تک یعنی لگ بھگ ایک سال رہا۔ أزدی نے یہ نہیں بتایا کہ معزولی کس وقت عمل میں آئی، لیکن یہ تصریح کردی ہے کہ فتح دِمشق سے پہلے ہوئی، یعنی محاصرہ کا کچھ زمانہ ایسا گذرا جس میں سپہ سالار ابوعُبَیدہ بن جَرّاح تھے۔ اس رائے کو ماننے سے بھی کوئی تاریخی الجھن یا دشواری نہیں پیدا ہوتی بلکہ یہ رائے باقی سب آرار سے وقیع تر معلوم ہوتی ہے۔

۱۱۔ ابوعُبَیدہ بن جرّاحؓ کے نام

جیسا کہ آپ نے اوپر پڑھا سیف بن عمر کی روایت کے مطابق ابوبکر صدیق فتح یَرمُوک سے دس دن پہلے وفات پاگئے تھے نیز یہ کہ ابوعُبَیدہ بن جرّاح کے تقرر کا حکم خاص فتح کے دن جب جنگ اپنے شباب پر تھی صادر ہوا تھا (طَبَری ۴/۳۲) فتح کے بعد نئے سالار اعلیٰ ابوعُبَیدہ فوج کے ساتھ یرموک سے بھاگے رومی سپاہیوں کا پیچھا کرنے نکلے، جن کا رُخ غالباً دِمشق کی طرف تھا۔ ابوعُبَیدہ ابھی مَرج الصُّفَّر ہی پہنچے تھے (جو یرموک سے دِمشق جانے والی سڑک کے وسط میں جابِیہ کے قریب واقع تھا) کہ جاسوسوں نے خبر دی کہ بھاگے رومی سپاہیوں نے اپنا رُخ بدل دیا ہے اور اب وہ فِحل کی طرف گام زن ہیں، فِحل[1] دریائے اُردُن کے مشرق میں اس اہم سڑک پر تھا جو دِمشق سے فلسطین کو جاتی تھی، دوسری خبر موصول ہوئی

---

[1] دیکھئے نقشہ شام مقابل ص۱

کہ ہرقل نے دِمَشق کی تقویت کے لئے حِمص سے کمک بھیج دی ہے۔ (حِمص دِمَشق کے شمال میں پانچ دن کی راہ پر تھا، یاقوت ۴/ ۸۰) اس وقت ابوعُبَیدہ اور ان کے مشیروں کی سمجھ میں نہ آیا کہ کیا کریں۔ دِمَشق پر چڑھائی کریں یا فِحَل پر۔ طے ہوا کہ مرکز سے رجوع کریں اور خلیفہ کی صوابدید کے مطابق اگلا قدم اٹھائیں۔ عمر فاروق نے لکھا :۔

”دِمَشق سے ابتدار کرو، کیوں کہ وہ شام کا قلعہ اور رومیوں کا پایہ تخت ہے۔ فِحل، حِمص[1] اور فِلَسطِین کو رسالے بھیج دو جو وہاں کی فوجوں کو تمھارے پاس آنے سے روکیں اور ان کے سامنے ڈٹے رہیں۔ اگر یہ تینوں (اہم مقام) دِمَشق سے پہلے فتح ہو جائیں تو چشم ما روشن و دل ما شاد، ورنہ اس وقت تک ٹھہرے رہو جب تک دِمَشق فتح ہو، پھر دِمَشق میں حفاظتی فوج چھوڑ کر تم اور باقی سالار فِحل کا رُخ کرو، اور اگر خدا فِحل میں کامیابی عطا کرے، تو تم اور خالد، حِمص چلے جانا اور شُرَحْبِیل اور عمرو بن عاص کو چھوڑ دینا تاکہ وہ اُرْدُن (ضلع) اور فِلَسطین (ضلع) پر قبضہ جمائیں، ہر علاقہ کا نام زد امیر اپنے علاقہ سے گذرنے والی فوجوں کا اس وقت تک سپہ سالار رہے گا جب تک وہ اُس کے علاقہ کو خالی نہ کر دیں، (۹)“ (سیف بن عمر۔ طَبَری ۴/ ۵۶-۵۷)

۱۲- ابوعُبَیدہ بن جَرّاحؓ کے نام

فتح دِمَشق کی بِشارت پا کر :

”(خالد بن ولید کے ساتھ) عراق سے آئی فوج، عراق لوٹا دو،

[1] مقامات کیلئے دیکھئے نقشہ شام مقابل صلہ

اور تاکید کرو کہ جلد از جلد سعد بن مالک (سعد بن ابی وقاص،
جو قادسیہ میں رستم کی فوجوں سے مصروف پیکار تھے) سے جاملیں؟
(سیف بن عمر۔ طبری ۴/۵۸)

فتح یرموک سے چند گھنٹے پہلے خالدؓ کی معزولی کا جو خط موصول ہوا تھا اس میں بھی ابو عبیدہؓ کو یہ ہدایت تھی (دیکھئے خط رقم ۱۱) کہ عراق سے آئی فوجوں کو واپس کر دیں۔ اگر سیف کی روایت صحیح ہے تو اس خط میں دوبارہ اُسی ہدایت کا اعادہ اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ ابو عبیدہؓ شاید فوجی ضرورت کے ماتحت پہلی ہدایت پر عمل نہیں کر سکے تھے۔

۱۳۔ ابوعُبَیدہ بن جرّاحؓ کے نام

فتح دِمشق کے بعد مسلمانوں کی ایک جماعت شراب نوشی کی مرتکب ہوئی۔ ابو عبیدہؓ نے اس کی خبر مرکز کو دی تو عمر فاروق نے لکھا:۔

"جو شراب پیے اس کو اسّی کوڑوں کی سزا دی جائے۔ میری جان کی قسم، عربوں کے لئے فقر و فاقہ ہی مناسب ہے۔ لازم تھا کہ وہ اپنے مالک خدا سے ڈرتے، سچے دل سے اس کی عبادت کرتے، اس پر ایمان لاتے اور اس کا شکر ادا کرتے۔ اگر کوئی دوبارہ شراب پیے تو اس کو پھر حد لگاؤ" (فتوح الشام واقدی، مصر، ۱/۶۱)

۱۴۔ ابوعُبَیدہ بن جرّاحؓ کے نام

یہ خط ابو عبیدہؓ کے اُس مراسلہ کے جواب میں ہے جس میں انھوں

نے رومیوں کے ایک بڑے لشکر کی ضلع اُردن کے شہر فِحل میں جمع ہونے کی مرکز کو خبر دی تھی اور اپنے خط میں اُس وعیدی پیغام کا ذکر کیا تھا جو رومیوں نے مسلمانوں کو ملک سے نکلنے کے لئے بھیجا تھا۔ فِحل کا اہم معرکہ عمر فاروق کی خلافت کے سولھویں مہینے، ذوالقعدہ ۱۴ھ میں ہوا (اَزْدی ص ۲۴۹)۔ فِحل بُحیرۂ طَبَریہ کے جنوب میں دریائے اُرْدن کے اُس پل کے قریب واقع تھا جس سے ہو کر بڑی سڑک دِمَشق جاتی تھی (سی، ایچ، بیکر کیمرج مڈیول ہسٹری ۲/۳۴۲؛ مُعجم البُلدان یاقوت ۲۴۰/۶) فتح دِمَشق کے بعد ضلع اُرْدن کے مقامی رئیسوں نے یہاں ایک فوج جمع کر لی تھی جس کی تقویت کے لئے ہِرَقل نے بھی ایک بڑی کمک بھیج دی تھی۔

"بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ عبد اللہ عمر امیر المؤمنین کی طرف سے ابو عُبَیدَہ بن جرّاح کو سلام علیک۔ میں اس خدا کی حمد کرتا ہوں جس کے سوا کوئی عبادت کے لایق نہیں۔ تمھارا خط آیا جس میں تم نے رومیوں کی فوج کشی، ان کے وعیدی پیغام اور اُس جواب کا جو اس وعیدی پیغام کے زیر اثر تم نے ان کو بھیجا، ذکر کیا ہے۔ تم نے اپنی لشکر کشی کے حق میں پکی اور سچی دلیلیں پیش کی ہیں۔ میرا یہ خط اگر تم کو دشمن پر فتح پانے کے بعد ملے (تو یہ کوئی نئی بات نہ ہوگی، کیوں کہ اس سے پہلے) ہمارا مالک ہمیں اور تمھیں اکثر عنایتوں سے نوازتا رہا ہے۔ اگر اس خط کو پانے سے پہلے دشمن نے تم کو کوئی زک پہنچائی ہو تو ہراساں اور اداس نہ ہونا، نہ دشمن کے آگے سر جھکانا، کیوں کہ بالآخر فاتح تم ہی ہوگے۔ سرزمین شام خدا کا ملک ہے اور وہ تمھارے

ہاتھوں اس کو فتح کرائے گا اور ہمارے نبی کی پیش گوئی پوری کرے گا۔ لہذا صبر کا دامن مضبوطی سے پکڑے رہو، خدا صبر کرنے والوں کی ضرور مدد کرتا ہے۔ یاد رکھو اگر دشمن کے مقابلہ کے وقت تم نے سچے دل سے یہ دعا مانگی تو وہ ضرور تمھاری مدد کرے گا:۔

"مالک، کیا حال اور کیا ماضی ہر موقعہ پر تو نے ہی اپنے دین کی مدد کی ہے اور اپنے وفاداروں کو عزت و کامرانی عطا فرمائی ہے، مالک آج بھی تو ان کو فتح دلا، اُن کو اُن کے بل بوتے پر نہ چھوڑ، کیوں کہ وہ خود کامیاب نہ ہو سکیں گے، تو ہی اُن پر کرم کر، اور اپنی رحمت سے دشمن کو پسپا کر، بے شک۔ تو قابلِ تعریف مددگار ہے" (فتوح الشام اَزدی ص۱۱۱-۱۱۲)۔

۱۵- اَبُو عُبَیدہ بن جَرّاحؓ کے نام

جس وقت فِحل کے سامنے بڑی اسلامی فوجیں منتظر تھیں کہ وہاں کا رومی لشکر نکل کر کھلے میدان میں آئے اور لڑے، فِحل کے لوگوں نے وہاں کے نالوں، نہروں اور ندیوں کے بند کاٹ کر اس سارے علاقہ میں دلدل کر دی جو ان کے اور مسلمانوں کے درمیان تھا۔ فِحل صوبۂ اُردن کا ایک شہر تھا اور یہ صوبہ دریائے اُردن کے شرق میں سرحد عرب تک اور غرب میں ساحل تک پھیلا ہوا تھا، دریائے اُردن کا شرقی حصّہ نشیب میں تھا اس لئے اس کو غور بھی کہتے تھے، یہاں بہت سے قدرتی اور مصنوعی ندیوں، نالوں اور نہروں کا جال سا بچھا ہوا تھا۔ زراعت، اُردن کے باشندوں کا خاص پیشہ تھا۔ اس علاقہ میں بہت سے گاؤں اور قصبے تھے۔ دلدل کے باوجود مسلمان فوجوں نے ۱۳ھ

نہ تو ہار مانی اور نہ پیچھے ہٹیں، جس کی رومیوں کو پوری توقع تھی۔ جوں جوں دن گذرتے گئے فحل کی چوبیس پچیس ہزار فوج کی خوراک کا معاملہ نازک ہوتا گیا۔ انھوں نے غلہ کے لئے دیہاتی علاقہ کے زمینداروں کو آمادہ کر لیا اور سپلائی شروع ہو گئی۔ ابو عُبَیدہؓ کو اس کا علم ہوا تو انھوں نے رسالے بھیجے جنہوں نے دیہاتوں پر چھاپے مارے اور سارا زراعتی علاقہ بزور شمشیر فتح کر لیا۔ یہ فتح شام کی پچھلی فتوحات سے مختلف تھی، اب تک جہاں جہاں جنگ ہوئی تھی وہ شہر اور قلعے تھے اور وہاں کے حاکموں نے مقابلہ کی تاب نہ لاکر معاہدے کر لئے تھے جن میں دو شرطیں لازمی ہوتیں:- مقررہ جزیہ یا حفاظتی ٹیکس اور دیہاتوں پر خراج۔ اُردن کے دیہاتوں کا معاملہ "فتح بذریعہ معاہدہ" سے مختلف تھا، کیوں کہ وہاں کوئی معاہدہ نہیں ہوا تھا، وہاں کے کاشتکار اور رئیس یا تو بھاگ گئے یا لڑ کر مغلوب ہوئے، ان کی اور ان کے املاک کی حیثیت قانونِ اسلام میں "مال غنیمت" کی سی تھی، اس لئے فوج کے ایک فریق نے کہا کہ اُردن کا دیہاتی علاقہ فوج میں تقسیم ہونا چاہیئے، دوسرے فریق نے جس میں خود ابو عبیدہؓ شامل تھے کہا کہ زراعت ہمارے بس سے باہر ہے، سارے علاقہ کو دولت مشترکہ قرار دے کر سابق مالکوں کے پاس رہنے دیں اور خراج وصول کریں تاکہ موجودہ مسلمان اور آنے والی نسلیں اس کی آمدنی سے متمتع ہوتی رہیں۔ چوں کہ دونوں فریقوں میں کوئی مفاہمت نہ ہو سکی، قضیہ مرکز کے سپرد ہوا۔ عمر فاروق نے جواب دیا:-

"بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ عبد اللہ عمر امیر المؤمنین کی طرف سے ابو عبیدہ بن جراح کو سلام علیک۔ اس خدا کا سپاس گذار ہوں جس کے سوا کوئی لائق عبادت نہیں۔ تمہارا خط ملا جس میں تم نے

لکھا ہے کہ خدا نے اہلِ دین کی عزت بڑھائی اور اپنے دشمنوں کو خوار کیا اور ہمارے دشمنوں کو ٹھکانے لگا کر ہماری مشکل آسان کی. شکر بجا لاتا ہوں اس آقا کا جس کی عنایتیں ماضی اور حال میں ہمارے شاملِ حال رہی ہیں، جس نے مسلمانوں کی ایک جماعت کو سلامت رکھا اور دوسری کو شہادت سے نوازا، دعا ہے کہ وہ مولا کی خوشنودی اور مکرمت سے بہرہ در ہوں، اُس سے التماس ہے کہ اُن کی قربانی کے اجر سے ہم کو محروم نہ فرمائے، اور ان کے بعد ہم کو آزمائشوں میں نہ ڈالے، وہ خلوص کے ساتھ مالک کے وفادار رہے، اپنی ذمہ داریاں بوجہ احسن انجام دیں اور اُن کی ساری تگ و دَو اپنے رب کی خاطر تھی .... تم نے لکھا ہے کہ جس سرزمین (اُرْدُنّ) کو مسلمانوں نے بزورِ تلوار فتح کیا ہے، اُس کے بارے میں مسلمانوں کی ایک جماعت کی رائے ہے کہ وہاں کے باشندوں کو بحال رکھا جائے اور اُن پر جزیہ (حفاظتی ٹیکس) لگایا جائے اور وہ زمین کی کاشت کرتے رہیں، اور دوسری جماعت کی رائے ہے کہ چوں کہ یہ علاقہ بزورِ تلوار فتح ہوا ہے، اس کو مسلمانوں میں بانٹ دیا جائے. اس معاملہ پر میں نے خوب غور کیا.... (۹) میری رائے ہے کہ مفتوحہ علاقہ کے باشندوں کو بحال رکھو، اُن پر جزیہ لگا دو اور جزیہ کی آمدنی مسلمانوں میں بانٹ دو، باشندے (حسبِ معمول) زمین کی کاشت کرتے رہیں کیوں کہ وہ زراعت کی مسلمانوں سے بہتر سوجھ بوجھ رکھتے ہیں اور کاشت کا کام اجنبی لوگوں کی نسبت زیادہ عمدہ انجام دے سکتے ہیں. اگر ہم نے باشندوں کو غلام بنا لیا تو ہمارے بعد آنے

والی نسلوں کا کون کفیل ہوگا ؟ بخدا (وہ عجیب کس مپرسی کے عالم میں ہوں گی) نہ کوئی ان سے بات کرنا روا رکھے گا اور نہ وہ کسی سے بات کرنے کے لائق ہوں گی اور نہ کسی ذمی کی دولت یا جائداد سے اُن کو کوئی نفع پہنچ سکے گا۔ جب تک یہ مسلمان جو ان کو غلام بنائیں گے زندہ ہیں، ان سے نفع اُٹھائیں گے، جب ہم اور وہ (غلام) مرجائیں گے تو ہماری اولاد ان غلاموں کی اولاد سے متمتع ہوگی اور یہ سلسلہ تا قیامت چلتا رہے گا اور یہ لوگ ہمیشہ اہل اسلام کے جب تک اسلام سربلند ہے غلام بنے رہیں گے۔ لہٰذا تم جزیہ لگاؤ اور غلام بنانے سے باز رہو۔ دھیان رکھو کہ کوئی مسلمان اُن پر ظلم نہ کرے، نہ اُن کو کسی طرح کا نقصان پہنچائے نہ اُن کے مال دولت سے نا جائز طور پر متمتع ہو"

(فتوح الشام اَزدی صـ۱۲۴ - ۱۲۵)

قاضی ابو یوسف (م ۱۸۲ھ) نے اپنی کتاب الخَراج میں بھی ایک خط نقل کیا ہے جو باعتبار معنی مذکورہ خط سے مشابہ ہے لیکن باعتبار لفظ اور سیاق سباق بہت مختلف ہے۔ مذکورہ خط کا تعلق جیسا کہ بیان ہوا اُردن اور اس کے دیہاتی علاقہ کی مفتوحہ اراضی سے تھا، کتاب الخَراج کی روایت سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ قضیہ شام کی سب سے بڑی جنگ یرموک (۱۵ھ) کے بعد پیدا ہوا۔ مذکورہ خط میں قرآن سے کوئی دلیل پیش نہیں کی گئی ہے، لیکن کتاب الخَراج والے میں اراضی کو دولت مشترکہ بنانے کی تائید میں قرآنی آیتوں سے مدد لی گئی ہے، اس کے علاوہ کتاب الخَراج کے خط کا ایک حصہ جس کا تعلق عیسائیوں کے بڑے تہوار (غالباً ایسٹر) میں جلوس اور صلیبیں نکالنے سے ہے

بالکل نیا ہے۔ صرف یہ حصہ یہاں پیش کیا جاتا ہے :۔

" رہا اُن کی عید (ایسٹر) کے ایام میں صلیبیں نکالنے کا معاملہ تو یہ لوگ بلا جھنڈوں کے اگر شہر سے باہر صلیبیں نکالیں جیسا کہ انھوں نے اجازت مانگی ہے تو ان سے تعرض نہ کرو، البتہ شہر کے اندر مسلمانوں کے محلوں یا مسجدوں کے پاس سے صلیبیں نہ نکالی جائیں "

(کتاب الخراج مصر ۱۳۵۲ھ ص ۱۳۹ - ۱۴۱)

۱۶۔ أبوعُبَیدہ بن جرّاحؓ کے نام

أعثم اپنی فتوح ص ۱۷۰ پر رقمطراز ہیں کہ عمر فاروق نے فِحل میں مسلمانوں کی فتح کا مژدہ پاکر یہ خط بھیجا :۔

" اس فتح کی خبر سے بہت مسرت ہوئی اور خدا کا شکر ادا کیا۔ مناسب ہے کہ کچھ عرصہ مفتوحہ سرزمین میں قیام کرو اور لشکر کو آرام پہنچاؤ، اس وقت تک اگلی فوجی مہم موقوف رکھو جب تک سعد بن ابی وقّاص عراق جاکر فارسی فوجوں کو ٹھکانے نہ لگائیں، إن شاء الله ولاحول ولا قوة إلّا بِاللهِ العلی العظیم (خدائے بزرگ و برتر کی مدد بغیر کسی کام کا انجام دینا انسان کے بس سے باہر ہے)"

۱۷۔ أبوعُبَیدہ بن جرّاحؓ کے نام

فِحل سے فارغ ہوکر ابوعُبَیدہؓ نے اُرْدُن اور بحر مَیّت کے جنوب مشرقی علاقہ پر عمرِو بن عاصؓ کو گورنر مقرر کیا اور خود خالد بن ولیدؓ کو ساتھ لے کر حِمص فتح کرنے نکلے۔ حِمص شام کا شمالی صوبہ تھا، قلعوں سے معمور، اور صوبہ کے

صدر مقام کا نام بھی حِمْص تھا۔ یہ دِمشق سے پانچ دن کی راہ پر تھا۔ (یاقوت ۴/۸۰) اس کے گرد ایک چوڑی فصیل تھی اور مشرق میں ایک مستحکم کوہی قلعہ۔ خالد بن ولید مقدمۃ الجیش کے لیڈر تھے اور باقی فوج ابوعُبَیدہؓ کے ساتھ عقب میں تھی۔ حِمْص اور دِمشق کی راہ پر پہلا قلعہ بند شہر بَعْلَبَک تھا، دِمشق سے کوئی چھتیس عرب میل (یاقوت ۲/۲۲۶) وہاں کے گورنر نے معمولی جنگ کے بعد صلح کرلی۔ اِس کے بعد جُوسِیَہ کا قلعہ آیا جو حِمْص کی عملداری میں اُس سے بیس میل جنوب میں واقع تھا۔ حِمْص کے گورنر نے مسلمانوں سے مقابلہ کے لئے یہاں ایک فوج مرتب کرلی تھی۔ لڑائی میں حِمْص کی فوجیں پسپا ہوئیں۔ حِمْص کے قریب پھر ایک زور دار معرکہ ہوا، اس میں بھی مسلمان جیتے۔ حِمْص کی فوجوں نے شہر کی فصیل میں پناہ لی۔ اب حِمْص کا محاصرہ ہوا۔ مسلمانوں نے گردو نواح کے دیہاتوں پر قبضہ کر لیا جس سے حِمْص کی رسد اور خوراک بند ہوگئی۔ مجبور ہو کر حِمْص کے گورنر نے صلح کرلی (۱۵ھ، آزدی ص ۱۲۶–۱۲۸) ابوعُبَیدہؓ فوج کے بڑے حصہ کے ساتھ حِمْص میں ٹھہر گئے اور چند رسالے حَلَب بھیجے جو حِمْص سے چار دن کی راہ پر شمال میں اُس سڑک پر واقع تھا جو اَنطاکِیَہ جاتی تھی (یاقوت ۳/۲۱۴) حَلَب کا قلعہ بہت ہی مضبوط اور محفوظ تھا، یہاں سے اَنطاکیہ، اِس وقت قیصرِ روم اور سلطانِ شام کا فوجی مستقر، صرف تین دن کی مسافت پر تھا۔ حَلَب پر ترکتازی اَنطاکیہ پر پیش قدمی کی تمہید تھی۔ اَبوعُبیدہ نے مرکز کو حِمْص کی فتح کے مژدہ میں اس ترکتازی کا بھی ذکر کیا تھا۔

جواب میں عمر فاروق نے لکھا:۔

"تمھارا خط ملا جس میں تم نے تلقین کی ہے[1] کہ میں خدا کا شکر ادا کروں اُن

[1] ابوعبیدہ کے خط میں جس کا یہ جواب ہے کوئی کلمہ ایسا نہیں جو عمر فاروق کو
(بقیہ حاشیہ ص ۴۰ پر)

علاقوں کے لئے جو اُس نے ہمارے لئے مسخر کئے ، ان قلعوں . .
. . . . کے لئے جو اُس نے ہمارے لئے فتح کئے ، اُن شہروں کے
لئے جن پر اُس نے ہمیں قبضہ دلایا اور اُن عنایتوں کے لئے جو اُس نے
ہم پر اور تم پر کیں میں اُس کا بہت بہت شکر گذار ہوں . تم نے
لکھا ہے کہ شاہ روم کے اس علاقہ کی طرف جہاں وہ اور اس کا
لشکر ہے ، رسالے روانہ کر دئے ہیں ، میری رائے ہے کہ تم ایسا
نہ کرو ، سب رسالے واپس بلالو . اور (حمص میں) ٹھہرے رہو ،
یہاں تک کہ یہ سال گذر جائے اور ہم اگلی کارروائی کے بارے میں
سوچ سمجھ لیں . خدائے بزرگ و مہربان سے اپنے تمام معاملات میں
مدد کا طالب ہوں ." (فتوح الشام اَزدی ص۱۲۹ و فتوح اعثم کوفی
ص۲۱۸ ، لفظی کمی بیشی کے ساتھ) .

۱۸ - اَبو عُبَیدہ بن جرّاحؓ کے نام

سیف بن عمر کی رائے ہے کہ حمص کی فتح کے بعد ہرقل نے شام کو
خیر باد کہا اور اس سے متصل صوبۂ جزیرہ (میسوپوٹامیہ) کے پایۂ تخت رُہا چلا
گیا ، غالباً نئی جنگی تیاری کے لئے . ابو عُبَیدہؓ نے فتح حمص کی خوشخبری والے خط میں
ہرقل کی اِس نقل مکانی کی بھی خبر دی . جواب میں عمر فاروق نے لکھا :-

"تم حمص میں ٹھہرے رہو ، اور شام کے ان عرب قبائل کو جو
قوی اور بہادر ہوں اسلام سے وفاداری کی دعوت دو . اور اطمینان

(بقیہ حاشیہ ص ۳۹) خدا کا شکر ادا کرنے کی تلقین پر مشتمل ہو . یہ تلقین اس خط
میں ضرور ہے جو ابو عُبَیدہ نے فحل کی فتح پر خلیفہ کو لکھا تھا . (دیکھئے اَزدی ص۱۲۳)

رکھو) خدا نے چاہا تو برابر تمھارے پاس رسد بھیجتا رہوں گا۔"

(طبری ۴/۱۵۴)

۱۹۔ جَبَلہ بن اَیہَم کے نام

جَبَلہ بن اَیہَم عرب۔ شام سرحد کے عرب۔ عیسائی قبائل کا آخری غسانی بادشاہ تھا۔ جس طرح حِیرہ کے لخمی بادشاہ، شاہنشاہ ایران کے ماتحت تھے اسی طرح عرب۔ شام سرحد کے غسانی رئیس قیصر روم کے دست نگر تھے۔ ایران یا شام پر بیرونی حملہ ہوتا تو یہ دونوں سرحدی ریاستیں اپنی اپنی مُربّی حکومتوں کی مدد کرتی تھیں۔ شام پر عربوں کی چڑھائی ہوئی تو سرحد کے متعدد عربی قبیلے معمولی آویزش یا بغیر آویزش کے اپنے ہم نسل حملہ آوروں سے مل گئے۔ کہتے ہیں کہ جَبَلہ کا رجحان بھی عربوں کی طرف تھا پر اس کی ہمت نہ پڑی کہ کھل کر قیصرِ روم سے بغاوت کرتا۔ اَعثم کوفی نے اپنی فتوح میں لکھا ہے کہ (ابوبکر صدیق کے عہد میں) شامی سرحد کی چھوٹی چھوٹی بستیوں پر قابض ہونے کے بعد مسلمانوں کو معلوم ہوا کہ قیصرِ روم نے جَبَلہ کی سرکردگی میں چالیس ہزار فوج بھیجی ہے جو دِمشق کے باہر مقیم ہے۔ عرب لیڈروں نے ایک کانفرنس کی اور یہ طے پایا کہ لڑنے سے پہلے اسلام کی دعوت دی جائے، چنانچہ ایک وفد جَبَلہ کے پاس گیا۔ جَبَلہ اور اس کے دربار کے تکلفات، اُس کے عربی افسروں کی سج دھج اور عرب وفد کے ساتھ اس کی گفتگو کا اَعثم نے تفصیلی ذکر کیا ہے۔ جَبَلہ نے یہ کہہ کر وفد کو رخصت کیا کہ جا بیے قیصر سے ملیے، اگر اس نے اسلام قبول کرلیا تو میں بھی خوشی خوشی کلمہ پڑھ لوں گا۔ فتح دِمشق کے بعد، اور بعض کہتے ہیں فتح یَرموک، اور تیسرے فریق کی

رائے ہے ایلیاء کی صلح پر جب شام میں رومی حکومت کی بساط اُلٹ گئ تو جَبَلَہ اور اس کے قریبی عزیزوں نے مسلمان ہونے کا ارادہ مصمم کرلیا۔ جَبَلَہ نے عمر فاروق کو ایک عریضہ لکھا کہ میں مشرف باسلام ہونے مدینہ آنا چاہتا ہوں۔ عمر فاروق نے جواب دیا:۔

"آجاؤ۔ (اسلام قبول کرکے) تم کو وہی فوائد اور حقوق حاصل ہوں گے جو ہم کو ہیں اور تم پر وہی ذمہ داریاں عائد ہوں گی جو ہمارے اوپر ہیں"

یہ مختصر خط عِقْد الفرید میں بیان ہوا ہے۔ اس کے الفاظ سے ظاہر ہوتا ہے کہ جَبَلَہ نے اپنے عریضہ میں صراحتً یا اشارۃً یہ بھی دریافت کیا تھا کہ اسلام کے بعد اس کی حیثیت کیا رہے گی اور حضرت عمر نے اس کا کوئی حوصلہ افزا جواب نہیں دیا۔ (عِقْد الفرید تالیف اِبن عبد رَبّہٖ أندلُسی، مصر ۱۹۴۰ء ایڈیٹر أحمد أمین وغیرہ، ۲/۵۶)

۲۰۔ أبو عُبَیدہ بن جَرّاحؓ کے نام

فتوح الشام واقدی کے راویوں کا بیان ہے کہ جب ابو عُبَیدہؓ فتح دِمَشق کے بعد حِمص کی طرف بڑھے تو یہ خط ان کو بَعْلَبَکّ کے قریب جو دِمَشق سے تین دن کی راہ پر شمال میں تھا موصول ہوا:۔

"لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ عبد اللہ امیرِ المؤمنین کی طرف سے أمین الأمّۃ (ابوعُبَیدہ کا لقب) کو سلام علیک۔ میں اس آقا کا سپاس گذار ہوں جس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور اُس کے نبی محمد پر درود بھیجتا ہوں۔ خدا کے حکم اور

منشار کو کوئی نہیں بدل سکتا اور جو لوحِ محفوظ ہیں کافر لکھ دیا گیا ہے ، اس کو ایمان نصیب نہیں ہو سکتا ۔ تم کو معلوم ہو کہ جَبَلَہ بن أَيْهَمَ غَسَّانی اپنے چچا زاد بھائیوں اور خاندانی اکابر کے ساتھ ہمارے پاس (مدینہ) آیا ، میں نے اُس کی آؤ بھگت کی ۔ سب نے میرے ہاتھ پر اسلام قبول کیا ۔ اُن کے اسلام سے مجھے خوشی ہوئی ، کیوں کہ ان کے ذریعہ اللہ نے اسلام اور مسلمانوں کو قوت عطا کی ، مگر پردہٗ غیب میں جو چھپا تھا اس کا حال مجھے معلوم نہ تھا ۔ ہم حج کے لئے (مدینہ سے) مکہ گئے ۔ جَبَلَہ نے بیت الحرام کا سات دن تک طواف کیا ، دورانِ طواف میں اس کا ازار ایک فزاری عرب کے پیر تلے آگیا اور اِزار کھل کر کندھے سے گر پڑا ۔ جَبَلَہ نے تیکھی نظر سے فزاری کو دیکھا اور کہا : تیرا برا ہو ، تو نے خدا کے گھر میں مجھے ننگا کر دیا ۔ فزاری نے کہا : خدا کی قسم میں نے قصداً ایسا نہیں کیا ؟ اس کے باوجود جَبَلَہ نے اس زور سے تھپّڑ مارا کہ اُس کی ناک زخمی ہوگئی اور اُس کے اگلے چار دانت ٹوٹ گئے ۔ فزاری میرے پاس فریاد لے کر آیا ، میں نے جَبَلَہ کو بلوایا اور کہا : " تم نے اپنے فزاری بھائی کے کیوں تھپّڑ مارا اور اس کے اگلے چار دانت کیوں توڑے اور اُس کی ناک کیوں زخمی کی ؟ " جَبَلَہ نے کہا : " اس نے پیر کے نیچے میری اِزار دبا کر کھول دی ، خدا کی قسم اگر بیت اللہ کی حرمت کا خیال نہ ہوتا تو اُس کو مار ہی ڈالتا ! " میں نے کہا تم نے جرم کا اقبال کیا ہے ، اب یا تو وہ تم کو معاف کر دے یا میں اُس کا تم سے قصاص لوں گا ! " جَبَلَہ بولا : مجھ سے قصاص لیا جائے گا ،

حالاں کہ میں بادشاہ ہوں اور وہ ایک معمولی عرب!" میں نے کہا:
تم دونوں مسلمان ہو، تم صرف اچھی سیرت سے اس پر فوقیت پا
سکتے ہو؛ جَبَلَہ نے مجھ سے اگلے دن تک مہلت مانگی، میں نے
مہلت کے لئے فزاری سے پوچھا تو وہ تیار ہوگیا جب رات ہوئی
تو جَبَلَہ اپنے چچا زاد بھائیوں کے ساتھ اونٹوں پر سوار ہو کر شام
کی طرف کلب الطَّاغِیَہ (قیصر روم) کے پاس نکل بھاگا۔ مجھے امید
ہے کہ خدا نے چاہا تو وہ تمھارے ہاتھ لگے گا۔ حِمص فتح کر کے ٹھہر
جانا، آگے پیش قدمی نہ کرنا، اگر حِمص کے باشندے صلح کر لیں
فَبِہاَ ورنہ اُن سے لڑنا اور اپنے جاسوس انطاکیہ (قیصر کے
ہیڈ کوارٹر) بھیجنا اور شام کے نصرانی عربوں سے چوکنا رہنا۔
والسلام علیک وعلیٰ جمیع المسلمین" (فتوح الشام واقدی، کلکتہ ۲/۳۰-۳۱ و طبع مصر ۱/۶۲)

خط کا مضمون ادب اور تاریخ کی متعدد کتابوں میں قصہ کے طور پر
بیان ہوا ہے، خط کے طور پر صرف فتوح الشام واقدی نے نقل کیا
ہے۔ دیکھئے عِقد الفرید، طبع اول ۱۹۱۳ء، ۱/۱۸۸ و کتاب المختصر فی
أخبار البَشَر از عماد الدین ابوالفداء، مصر، طبع اول ۲/۱۶۱-۱۶۲۔
فتوح البُلدان بَلاذُری (ص ۱۴۲) فتوح أعثم کی رو سے جَبَلہ کے
اِرتداد کا واقعہ ۱۳ھ میں نہیں جیسا کہ فتوح الشام واقدی کی رائے ہے
بلکہ ۱۶ھ میں فتح بیت المقدس کے بعد پیش آیا۔ اِبن واضح یعقوبی نے
بھی ۱۶ھ کی تائید کی ہے لیکن وہ ایک بالکل نئی بات کہتے ہیں اور وہ
یہ کہ جَبَلَہ عمر فاروق سے بیت المقدس میں (صلحنامہ کے بعد) ملا اور کہا
کہ جزیہ دینا تو میرے لئے توہین آمیز ہے، اگر آپ صدقہ لینے کو تیار ہوں

تو میں آپ کی سیاسی اطاعت کرنے کو تیار ہوں۔ عمر فاروق صدقہ کے لئے راضی نہ ہوئے، جَبَلہ قیصر کے پاس چلا گیا۔ بعد میں عمر فاروق اپنے کئے پر نادم ہوئے۔ (تاریخ یعقوبی، نجف (عراق) ۱۳۵۸ھ ۲/ ۲۲۵۔)

۲۱-أبو عُبَیدہ بن جرّاحؓ کے نام

فتوح الشام واقدی میں ہے کہ دِمشق فتح کر کے ابوعُبَیدہؓ شمالی شام مسخر کرنے نکلے۔ بَعلَبَکّ اور جُوسِیہ کے گورنروں سے معاہدے کرتے حِمص آئے۔ ان کا آنا کچھ اتنا جلد اور غیر متوقع ہوا کہ حِمص کا گورنر مقابلہ کی کوئی مناسب تیاری نہ کر سکا۔ اس کے مشیروں نے کہا کہ مسلمانوں سے ایک سال کے لئے عارضی معاہدہ کر لیجئے اور اس اثناء میں مناسب تیاری کر کے اور ہرقل سے کمک منگا کر ان سے لڑیئے۔ ابوعُبَیدہ نے عارضی صلح کر لی۔ وہ خود حِمص کے باہر ٹھہر گئے اور کچھ رسالے خالد بن ولید کو دے کر حَلَب اور قِنَّسرِین جو شام کا سرحدی علاقہ تھا فتح کرنے بھیجا۔ خالد کے سوار حَلَب اور قِنَّسرِینؔ[1] کے دیہاتوں میں ترکتازی کرنے لگے۔ قِنَّسرِین کے گورنر نے مصلحت اس میں دیکھی کہ ایک سال کے لئے حملہ آوروں سے عارضی صلح کر لے اور پھر خوب تیار ہو کر اور قیصر سے رسد لے کر لڑے۔ ابوعُبَیدہ نے اس سے بھی عارضی معاہدہ کر لیا، ذوالقعدہ ۱۴ھ۔ اس طرح ایک سال کے لئے اسلامی فوجیں معطل ہوگئیں۔ خلیفہ کے پاس بہت دن تک نہ تو ابوعبیدہ کا کوئی خط آیا اور نہ کسی نئی فتح کی خوش خبری۔ انھوں نے محسوس کیا کہ مسلمان آرام طلب ہو گئے ہیں اور جہاد کا شعلہ ان کے سینوں میں ٹھنڈا پڑ گیا ہے۔ انھوں نے لکھا:۔

---

[1] دیکھئے نقشہ شام مقابل صفحہ

"بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ عبداللہ عمر بن الخطاب امیر المؤمنین کی طرف سے أمین الأُمَّۃ ابوعُبَیدہ عامر بن جرّاح کو سلام علیک۔ میں اس خدا کا سپاس گذار ہوں جس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور اُس کے نبی محمدؐ پر درود بھیجتا ہوں اور تم کو ہدایت کرتا ہوں کہ اپنے ظاہر و باطن میں خدائے عز و جل سے ڈرتے اور اُس کی معصیت سے بچتے رہو، تم کو اس بات سے بھی ڈراتا اور منع کرتا ہوں کہ تمھارا طرز عمل ان لوگوں کا سا ہو جائے جن کے بارے میں خدا فرماتا ہے:

اے نبی! کہہ دو کہ اگر تم کو اپنے باپ، بیٹے، بھائی، بیویاں اور عزیز و اقارب اور اپنی کمائی دولت اور اپنی تجارت جس کے گھٹنے کا تم کو ڈر ہے، اور اپنا گھر جو تمھیں پسند ہے خدا، اس کے نبی اور جہاد فی سبیل اللہ سے زیادہ محبوب ہوں تو خدا کے عذاب کا انتظار کرو، بلا شبہ خدا سیدھا راستہ نافرمانوں کو نہیں دکھاتا۔ (توبہ ۹)

قُلْ إِنْ كَانَ آبَاؤُكُمْ وَأَبْنَاؤُكُمْ وَإِخْوَانُكُمْ وَأَزْوَاجُكُمْ وَعَشِيرَتُكُمْ وَأَمْوَالٌ اقْتَرَفْتُمُوهَا وَتِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ كَسَادَهَا وَمَسَاكِنُ تَرْضَوْنَهَا أَحَبَّ إِلَيْكُمْ مِنَ اللَّهِ وَرَسُولِهِ وَجِهَادٍ فِي سَبِيلِهِ فَتَرَبَّصُوا حَتَّى يَأْتِيَ اللَّهُ بِأَمْرِهِ وَاللَّهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفَاسِقِينَ.

خدا کی درود ہو خاتم النّبیین اور امام المرسلین پر والحمد للہ رب العالمین" (فتوح الشام واقدی مصرا/۴۲)

۲۲۔ اَبُوعُبَیدہ بن جرّاحؓ کے نام

ذیل کے دونوں خط بھی فتوح الشام واقدی سے ماخوذ ہیں :-

حَلَبْ کے باشندوں نے ابوعُبَیدہ سے صلح کرلی تھی۔ حَلَبْ کے باہر ایک نہایت مضبوط پہاڑی قلعہ تھا، جس میں ضلع حَلَبْ کا رومی گورنر رہتا تھا۔ حَلَبْ کی صلح اُس کی مرضی کے خلاف تھی، وہ محصور ہو گیا۔ چار پانچ ماہ تک قلعہ کا محاصرہ رہا۔ رومی قلعہ سے پتھر باری کرتے اور رات میں مسلمانوں پر شب خون مارتے۔ قلعہ فتح ہونے کی کوئی صورت نہ نکلی، ابوعُبَیدہؓ اور مسلمان پڑے پڑے اُکتا گئے، ابوعُبَیدہؓ نے مرکز کو بہت دن تک خط بھی نہ لکھا، وہ منتظر تھے کہ قلعہ فتح ہو تو لکھیں۔ عمر فاروق نے سخت پریشانی کے عالم میں یہ خط بھیجا :-

"بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ میں اس معبود کا سپاس گذار ہوں جس کے سوا کوئی عبادت کے لایق نہیں اور اس کے نبی محمدؐ پر درود بھیجتا ہوں۔ ابوعُبَیدہ تمھارا خط نہ آنے اور تمھاری خیریت نہ معلوم ہونے سے بڑی بے چینی ہے، اپنے مسلمان بھائیوں کی فکر سے جسم کو روگ سا لگ گیا ہے۔ رات دن تمھارا خیال لگا رہتا ہے۔ سمجھ میں نہیں آتا تمھارا قاصد اور خط کیوں نہیں آتا۔ ایسا معلوم ہوتا ہے تم چاہتے ہو کہ صرف فتح اور غنیمت کی خوشخبری کے لئے خط لکھو۔ ابوعبیدہ اگرچہ میں بہت دور ہوں مگر میرا دل تم میں بسا ہے اور میں ہر وقت تمھاری خیر و عافیت کی دعا کرتا ہوں، دل تم سب کی عافیت کے لئے ایسا بے چین ہے جیسے ماں کا

چہیتے بچے کے لئے ۔ میرا خط پا کر اسلام اور مسلمانوں کو ہر ممکن تقویت پہنچانا ، والسلام علیک ورحمۃ اللہ وبرکاتہ "

(فتوح الشام واقدی ، مصری ایڈیشن ۱/۱۵۶)

۲۳ - أبو عُبَیدہ بن جرّاحؓ کے نام

حَلَبْ کے بیرونی قلعہ کا جب چار پانچ ماہ تک محاصرہ رہا اور مسلمانوں کو کامیابی نہ ہوئی تو یہ طے پایا کہ محاصرہ اُٹھا دیا جائے اور فوجیں حَلَبْ میں خیمہ زن ہوں شاید محصور گورنر کھلے میں آکر مقابلہ کرے ۔ ابوعُبَیدہؓ نے حَلَبْ پہنچ کر قِنَّسرِین کی فتح ، حَلَبْ کی صلح ، شام کے سرحدی شہروں پر ترکتازی ، نیز قلعہ سے ہٹنے کی مرکز کو خبر دی تو عمر فاروق نے لکھا :۔

" تمہارے سفیر خط لے کر پہنچے ۔ تم کو دشمن پر جو فتوحات حاصل ہوئیں ۔ ان کا حال معلوم کر کے مسرت ہوئی ، جو لوگ شہید ہوئے ان کا بھی علم ہوا ۔ تم نے لکھا ہے کہ میں نے حَلَبْ کا حصار اُٹھا دیا ہے اور أنطاکیہ اور حَلَبْ کے درمیانی علاقہ میں آگیا ہوں ۔ میرے خیال میں تمہارا یہ اقدام صحیح نہیں ۔ تمہارے لئے یہ مناسب نہیں کہ ایسے شخص کو چھوڑ کر جس کا علاقہ اور صدر مقام (حَلَب) فتح کر چکے ہو الگ ہٹ جاؤ اور پھر یہ خبر ہر طرف مشہور ہو کہ تم اس کا کچھ نہ بگاڑ سکے ، جس کے نتیجہ میں تمہاری دھاک گھٹے اور اس کی ساکھ بڑھے ، اور ان لوگوں کو تم سے لڑنے کا حوصلہ ہو جو ڈرے بیٹھے ہیں ، روم کے لشکر اور خاص وعام میں تم سے لڑنے کی پھر جرأت پیدا ہو ، گورنر کے جاسوس اس کے پاس لوٹ آئیں

(۹) اور شام کے اربابِ حکومت تمھارے خلاف ایک دوسرے سے ریشہ دوانیاں شروع کر دیں، پس خبردار، اس وقت تک اس کا پیچھا نہ چھوڑنا جب تک خدا اُس کو قتل نہ کر دے یا تمھارے قبضہ میں نہ دے دے یا صلح و شکست کا فیصلہ نہ کر دے بے شک وہ بہترین فیصلہ کرنے والا ہے۔ میدانوں، پہاڑوں دشوار گذار زمینوں اور تنگ وادیوں میں رسالے پھیلا دو، اور فرات کے حدود میں بھی، وہاں کے جو لوگ صلح کرنا چاہیں ان سے صلح کرلو۔ میں تمھیں اور سارے مسلمانوں کو خدا کی امان میں دیتا ہوں اس خط کے ساتھ حضرموت اور دوسرے مقاموں کے عرب، موالی، پیادے اور سواروں کی ایک فوج جس نے راہِ خدا میں جان دینے کا عہد کیا ہے، بھیج رہا ہوں، اس کے علاوہ مزید کمک برابر تمھارے پاس پہنچتی رہے گی۔ انشاء اللہ والسلام"۔

(فتوح الشام واقدی، مصر، ۱/۱۶۰)

۲۴۔ أبو عُبَیدہ بن جَرّاحؓ کے نام

یہ خط شام کی فتوحات کے ایک نہایت نازک مرحلہ پر لکھا گیا۔

رجب ۱۵ھ میں حمص پر مسلمانوں کی فتح کے بعد قیصرِ روم نے ان کو ملک سے نکالنے کی ایک آخری شاندار کوشش کی جو جنگ یرموک کے نام سے مشہور ہے۔ اس جنگ میں مسلمان شکست سے بال بال بچے، اس میں ان کی مجموعی تعداد تینالیس ہزار اور رومیوں کی چار لاکھ بتائی گئی (۴) ہے یعنی دونوں میں ایک اور نو کی نسبت تھی۔ سپہ سالار ابو عُبَیدہ نے

مرکز کو لکھا: ہمارے جاسوسوں نے خبر دی ہے کہ اَنطاکیہ[۱] (قیصر کے ہیڈکوارٹر) میں ہِرَقل نے اپنی قلمرو کے تمام صوبوں سے لشکر بلائے ہیں اور ایک بہت بڑی فوج ہر قسم کے سامان سے لَیس جمع کی ہے۔ ایسی فوج آج تک بڑے بڑے بادشاہ کبھی فراہم نہ کر سکے، اور جلد ہم پر حملہ ہونے والا ہے، ہم نے یہ خبر پا کر صورت حال کا جائزہ لیا اور طے کیا کہ حِمْص چھوڑ دیا جائے، اس میں شک نہیں کہ حِمْص کا قلعہ مستحکم ہے مگر یہاں کے ذمّی باشندوں پر ہم کو اعتماد نہ تھا، اس کے علاوہ ہمارا لشکر اور وسائل ایسے نہ تھے کہ غنیم سے ٹکّر لیتے، بنا بریں ہم اہل و عیال کے ساتھ دِمَشق آگئے ہیں اور آپ سے مدد کے طالب ہیں۔" (فتوح اَعْثَم و فتوح الشام اَزْدی صفحہ ۱۳۵)

عمر فاروق نے جواب دیا:۔

"بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ عبداللہ عمر امیر المؤمنین کی طرف سے ابو عُبَیْدہ بن جرّاح، ان کے مہاجر، انصار اور تابعی ساتھیوں نیز دوسرے مجاہدوں کو سلام علیک۔ میں اس معبود کا سپاس گذار ہوں جس کے سوا کوئی عبادت کے لایق نہیں۔ مجھے معلوم ہوا کہ تم حِمْص چھوڑ کر دِمَشق روانہ ہوگئے ہو اور تم وہ سرزمین جو خدا نے تمہیں عنایت کی تھی دشمن کے لئے چھوڑ کر چلے آتے ہو۔ مجھے تمھاری یہ بات پسند نہ آئی اور میں نے تمھارے سفیر سے پوچھا آیا یہ کام سب کی رائے سے ہوا تو اُس نے اس کی تصدیق کی اور کہا کہ فوج کے اعیان اور اربابِ دانش بلکہ ساری فوج کی رائے سے یہ قدم اُٹھایا گیا، تب میں نے محسوس کیا کہ جس کام میں اللہ عز و جل تم سب کو متفق الرائے کر دے اس میں ضرور

[۱] دیکھئے نقشہ شام مقابل صفحہ ۱

دنیا اور آخرت کی بہتری اور بھلائی مضمر ہوگی ۔ اس احساس نے میری ناپسندیدگی اور ناراضگی کم کر دی ۔ تمھارے ایلچی نے رسد مانگی ہے ۔ (اطمینان رکھو) میرا یہ خط وصول ہوتے سے پہلے تمھارے پاس رسد پہنچ جائے گی، انشاء اللہ، لیکن تم کو یہ بات یاد رہے کہ (رسول اللہ کے عہد میں) ہم دشمن کی بڑی فوج کو اپنی بڑی فوج سے شکست نہیں دیتے تھے، اور نہ خدا ہماری بڑی فوج کی وجہ سے ہم پر فتح نازل کرتا تھا بلکہ اکثر خدا دشمن کی بڑی فوج کو اس کے بل بوتے پر چھوڑ کر الگ ہو جاتا تھا جس کے زیر اثر وہ کمزور ہو جاتی اور شکست کھاتی اور اس کی زیادہ تعداد اس کو کچھ فائدہ نہ پہنچاتی . . . . دعا ہے کہ خدا اپنے اور تمھارے مشرک دشمن پر تم کو فتح عطا کرے اور اس پر تباہی اور عذاب نازل کرے ۔ والسلام علیکم" (فتوح الشام اُزدی ص۱۴۱) اس سے ملتا جلتا نسخہ فتوح اُعثم نے بھی نقل کیا ہے ۔ ص۲۲۸ ۔ ص۲۲۹)

۲۵ - اَبوعُبَیدہ بن جرّاحؓ کے نام

سپہ سالار ابوعُبَیدہ کو یَرمُوک میں (جہاں وہ اور دوسرے شامی سالار رومیوں کا مقابلہ کرنے جمع ہوئے تھے) معلوم ہوا کہ رومی فوج جو ان سے لڑنے اور بزعم خود ان کو ملک سے نکالنے آرہی تھی، اس کی تعداد کئی لاکھ ہے اور اس میں رومی قلمرو کے ہزاروں مذہبی رہنما کچھ تو جہاد کی خاطر اور کچھ فوج کی قومی و مذہبی غیرت ابھارنے کے لئے شامل ہو گئے ہیں ۔ یہ تعداد مسلمانوں کی توقع سے بہت زیادہ تھی ۔ اُن پر ہراس طاری ہوگیا۔

وہ خود چالیس ہزار یا اس کے لگ بھگ تھے۔ کمانڈر ان چیف نے مشیروں کی رائے سے عمر فاروق کو ارجنٹ خط لکھا جس کا مضمون یہ تھا: "رومیوں نے سمندر اور خشکی سے ہمارے اوپر یورش کر دی ہے اور ہر اُس مرد کو بھرتی کیا ہے جو ہتیار چلانے کے قابل ہو۔ ان کے ساتھ بِشَپ اور پادری بھی ہیں اور راہب جوش جہاد میں عبادت گاہوں سے نکل کر فوج کے ساتھ شریک ہو گئے ہیں۔ قیصر نے آرمینیہ، اور جزیرہ (میسوپوٹامیہ) کے صوبوں سے بھی فوجیں حاصل کی ہیں اور کل فوج کی تعداد چار لاکھ کے قریب ہے۔ جب مجھے ان حقایق کا علم ہوا تو میں نے مناسب نہ سمجھا کہ مسلمانوں کو دھوکہ میں رکھوں، یا حقیقت حال سے بے خبر، صورتِ حال سے مطلع کرکے جب میں نے ان سے مشورہ کیا تو ان کی رائے ہوئی کہ سب لوگ شام کے کسی الگ تھلگ حصہ میں چلے جائیں اور اپنی فوج کو جو اِدھر اُدھر بکھری ہے جمع کر لیں، پھر جب آپ کے پاس سے کافی کمک آجائے تو دشمن سے لڑنے نکلیں۔ امیر المؤمنین بہت جلدی کیجئے اور فوج در فوج بھیجئے۔ اگر ایسا نہ ہوا اور مسلمان یہاں (یَرْمُوک) پڑے رہے تو سمجھ لیجئے وہ ہلاک ہوتے اور اگر وہ ڈر کر بھاگ گئے تو سمجھ لیجئے ان کا دین ایمان گیا، ان کا مد مقابل ایک ایسا غنیم ہے جس سے عہدہ بر آ ہونے کی ان میں صلاحیت نہیں ہے۔ اِلّا یہ کہ خدا ان کی مدد کے لئے فرشتے بھیجے یا خود کوئی فوج لے کر آتے۔"

اس کے جواب میں عمر فاروق نے لکھا:۔

"اُخو ثُمالہ (عبداللہ بن قُرط، نامہ بر کی کُنیۃ) تمھارا خط لے کر آیا۔ تم نے لکھا ہے کہ رومیوں نے مسلمانوں پر سمندر اور خشکی کی راہ سے یورش کی ہے اور اپنے اُساقِفہ، قِسّیس اور راہبوں کو تم

سے لڑانے لائے ہیں۔ بلا شبہ ہمارے مالک کو جس کے ہم سپاس گذار ہیں۔ جو ہمارا مشکل کشا ہے، جس ذاتِ گرامی نے ہم پر احسان کئے ہیں اور جو ہمیشہ ہم کو اپنی نعمتوں سے نوازتا رہا ہے، اِن اُساقفہ اور راہبوں کی موجودگی کا اُس وقت علم تھا جب اس نے محمدؐ کو برحق مبعوث کیا، فتوحات سے ان کی عزت اُفزائی کی اور دشمن کا دل مرعوب کر کے ان کی مدد فرمائی، جس نے فرمایا۔ اور اُس کا کوئی وعدہ جھوٹے نہیں ہوتا۔ یہ خدا ہی ہے جس نے اپنے رسول کو کتاب ہدایت اور سچا دین دے کر بھیجا تاکہ اس کو سارے دینوں پر غالب بنا دے خواہ مشرکوں کو یہ بات کتنی ہی نا پسند ہو۔" هُوَ الَّذِىْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ ؕ" (توبہ) لہٰذا اس لشکر کی کثرت سے تم ہرگز ہراساں نہ ہو، کیوں کہ خدا ان سے بے زار ہے اور جس سے خدا بے زار ہو اس کے لئے فوج کی کثرت بے کار ہے، ایسے شخص کو خدا اس کے بل بوتے پر چھوڑ کر الگ ہو جاتا ہے۔ تم اپنی قلت سے بھی دل تنگ نہ ہو، کیوں کہ خدا تمھارے ساتھ ہے اور جس کے ساتھ خدا ہو وہ کبھی کم نہیں ہوتا۔ پس جہاں تم ہو وہیں ڈٹے رہو حتیٰ کہ دشمن کا تم سے مقابلہ ہو اور مالک کی مدد سے تم کو فتح حاصل ہو، وہی بہترین محافظ، سر دھرا اور مددگار ہے، تمھارے ان الفاظ سے مجھے تعجب ہوا کہ اگر مسلمان دشمن کے سامنے ٹھہرے رہے تو سمجھ لیجئے وہ تباہ ہوئے اور اگر دشمن سے

ڈر کر بھاگ گئے تو سمجھ لیجئے ان کا دین ایمان گیا، ان کے سامنے ایسا غنیم ہے جس سے عہدہ برآ ہونے کی ان میں صلاحیت نہیں ہے، اِلاَّ یہ کہ خدا فرشتے بھیج کر ان کی دستگیری فرمائے۔ خدا کی قسم، اگر تم یہ کلمہ استثناء نہ لکھتے تو بُرا کرتے۔ قسم ہے میری جان کی، اگر مسلمان ان کے سامنے ڈٹے رہے اور صبر کا دامن نہ چھوڑا اور قتل ہوئے (تو ان کی قربانی ضائع نہ ہوگی) بلا شبہ خدا ان کو عمدہ انعام دے گا۔ بڑے خوش نصیب ہیں وہ جن کو شہادت کی نعمت حاصل ہو! خدائے بزرگ و برتر کہتا ہے:

فَمِنْهُمْ مَنْ قَضٰى نَحْبَهٗ وَمِنْهُمْ مَنْ يَّنْتَظِرُ وَمَا بَدَّلُوْا تَبْدِيْلًا ۝

ان میں سے کچھ مر گئے اور کچھ موت کے منتظر ہیں اور انھوں نے اپنی وفاداریوں میں کوئی تبدیلی نہیں کی۔ (اَحزاب)

سمجھدار مسلمانوں کے لئے ان جانبازوں میں اچھی مثال ہے جو رسول اللہ کی لڑائیوں میں ان کے گرد لڑتے ہوئے شہید ہو گئے۔ جو لوگ اِسلام کی خاطر لڑے وہ نہ تو کبھی بے بس ہوتے اور نہ موت سے ڈرے۔ رسول اللہ کے بعد جو لوگ زندہ رہے وہ بھی دشمن یا موت سے خائف نہیں ہوئے، نہ مصیبتوں کے سامنے انھوں نے کبھی گھٹنے ٹیکے بلکہ انھوں نے اپنے پیش رووں کی مثال نظر میں رکھی اور بقائے اسلام کے لئے ان لوگوں سے جہاد کیا جنھوں نے ان کی بات نہ مانی یا اسلام سے پھر گئے۔

خدا نے صبر کرنے والی جماعت کی تعریف ان الفاظ میں کی ہے:

ایسے کتنے ہی نبی گذرے ہیں
جن کے ساتھ بہت سے خدا
پرست لڑائی میں شریک ہوئے،
جنہوں نے خدا کی خاطر مصائب
جھیلے لیکن ان کے ارادہ یا عمل
میں کوئی کمزوری پیدا نہیں ہوئی،
نہ انھوں نے دشمن کے سامنے
گھٹنے ٹیکے (بلکہ صبر کیا) اللہ صبر
کرنے والوں کی قدر کرتا ہے۔
(جنگ کے مصائب میں) ان
کی زبان پر یہ الفاظ تھے: مالک
ہمارے گناہ معاف کر، اور
ہماری بے اعتدالیوں سے درگذر
فرما، دشمن کے مقابلہ میں ہم کو
ثابت قدم رکھ اور کافر قوم پر
ہم کو فتح عطا کر۔ اللہ نے ان
کو دنیا اور آخرت کے عمدہ انعام
سے نوازا، اللہ نیکوکاروں کا
قدرداں ہے۔" (آل عمران ۳)

وَكَأَيِّنْ مِنْ نَبِيٍّ قَاتَلَ مَعَهُ رِبِّيُّونَ
كَثِيرٌ فَمَا وَهَنُوا لِمَا أَصَابَهُمْ فِي
سَبِيلِ اللَّهِ، وَمَا ضَعُفُوا وَمَا
اسْتَكَانُوا وَاللَّهُ يُحِبُّ الصَّابِرِينَ
وَمَا كَانَ قَوْلَهُمْ إِلَّا أَنْ قَالُوا: رَبَّنَا
اغْفِرْ لَنَا ذُنُوبَنَا وَإِسْرَافَنَا فِي أَمْرِنَا
وَثَبِّتْ أَقْدَامَنَا وَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ
الْكَافِرِينَ، فَآتَاهُمُ اللَّهُ ثَوَابَ الدُّنْيَا
وَحُسْنَ ثَوَابِ الْآخِرَةِ وَاللَّهُ يُحِبُّ
الْمُحْسِنِينَ ۔

ان آیتوں میں ثواب دنیا غنیمت اور فتح ہے، ثواب آخرت مغفرت اور جنّت۔

میرا یہ خط لوگوں کو پڑھ کر سنانا اور تاکید کرنا کہ اسلام کی سربلندی کے لئے مردانہ وار لڑیں اور (سخت سے سخت) مشکلوں کو برداشت کریں۔ خدا ان کو دنیا اور آخرت کی نعمتوں سے سرفراز کرے گا۔

تمہارا یہ کہنا کہ مسلمانوں کا مقابلہ اتنے بڑے لشکر سے ہے جس سے وہ عہدہ برآ نہیں ہو سکتے، تو اگر تمہارے اندر یہ صلاحیت نہیں ہے تو خدائے قوی میں تو ہے۔ ہمارا مالک ان کو برابر شکست دینے پر قادر رہا ہے۔ خدا کی قسم، اگر دشمنوں سے ہم اپنے بل بوتے پر لڑا کرتے تو وہ مدت کے ہم کو تباہ کر چکے ہوتے، ہم تو اپنے مالک خدا کے بھروسہ پر لڑتے ہیں اور اپنے بل پر بالکل اعتماد نہیں کرتے اور اس سے نصرت و رحمت کی التجا کرتے ہیں۔

انشاء اللہ تم بہر صورت کامیاب ہو گے، ضرورت اِس بات کی ہے کہ خدا کے لئے قربانی کی سچی لگن تمہارے دل میں ہو اور اپنی ہر مشکل میں بس اس سے لَو لگاؤ۔" (خط کے خاتمہ پر قرآنِ کریم کے یہ الفاظ تھے):

اِصْبِرُوْا وَصَابِرُوْا وَرَابِطُوْا وَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ۔

(ایمان والو!) صبر کرو اور صبر کی تلقین کرو اور رسالے تیار رکھو اور خدا سے ڈرو، امید ہے تم کامیاب ہو گے۔" (نساء ۴) فتوح الشام اَزدی ص ۱۲۳ - ۱۲۴

اس خط میں کمک بھیجنے کا کوئی ذکر نہیں ہے اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ عمر فاروق نے مسلمانوں کو آسمانی مدد کے بھروسہ پر چھوڑ دیا، لیکن فتوح اَعثم میں اس خط کا جو خلاصہ دیا گیا ہے اس میں تصریح ہے کہ عمر فاروق

نے اپنے خط کے آخر میں کمک بھیجنے کا وعدہ کیا اور تین ہزار سوار روانہ کئے (فتوح أعثم ص۲۳۴). فتوح الشام واقدی کی رو سے کمک سات ہزار سواروں پر مشتمل تھی... فتوح الشام واقدی ۱/۱۰۵)

۲۶۔ مذکورہ خط کی دوسری شکل

"بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ عبد اللہ عمر امیر المؤمنین کی طرف سے أمین الأمۃ ابوعُبَیدہ اور مہاجرین و انصار کو سلام علیک۔ اس خدا کا سپاس گذار ہوں جس کے سوا کوئی عبادت کے لایق نہیں اور اس کے نبی محمد پر درود بھیجتا ہوں۔ واضح ہو کہ تمہارے لئے خدا کی مدد ہماری مدد سے بہتر ہے، تم کو معلوم ہونا چاہیئے کہ فوج کی کمی بیشی پر فتح و شکست کا مدار نہیں ہوتا، بلکہ خدا کی مدد پر ہوتا ہے۔ وہ فرماتا ہے: تمہاری فوج چاہے کتنی زیادہ ہو تمہارے بالکل کام نہ آئے گی، اور یہ کہ خدا مومنوں کے ساتھ ہے، کبھی اللہ تعالیٰ کم فوج کو بڑی فوج پر فتح عطا کرتا ہے۔ فتح اور کامرانی کا دینے والا صرف خدا ہے۔ وہ فرماتا ہے:

فَمِنْهُمْ مَنْ قَضَىٰ نَحْبَهُ وَمِنْهُمْ مَنْ يَنْتَظِرُ وَمَا بَدَّلُوا تَبْدِيلًا

ان میں سے کچھ مر چکے اور کچھ موت کے منتظر ہیں اور انھوں نے اپنی وفاداری میں کوئی تبدیلی نہیں کی۔ (أحزاب)

کتنے خوش نصیب ہیں خدا کے دین کے لئے شہید ہونے والے! کتنے خوش نصیب ہیں صرف خدا پر بھروسہ کرنے والے! ان

مسلمانوں سے جو تمہارے ساتھ ہیں دشمن کا مقابلہ کرو اور جو لڑائی میں کام آئیں ان کی شہادت سے مایوسانہ خیال دل میں نہ لاؤ۔ تمہارے سامنے ان مسلمانوں کی مثال ہے جو رسول اللہ کی جنگوں میں شہید ہوئے، جنہوں نے بہت سے معرکے لڑے پر دشمن کے سامنے ہمت نہ ہاری، حتیٰ کہ خدا کی خاطر انھوں نے جان قربان کر دی، جو مولیٰ کی خاطر مرنے سے کبھی خائف نہ ہوئے، جنھوں نے مولیٰ کی خاطر جہاد کا پورا پورا حق ادا کیا، جن کی زبان پر لڑتے وقت یہ الفاظ تھے :-

رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا ذُنُوبَنَا وَإِسْرَافَنَا فِي أَمْرِنَا وَثَبِّتْ أَقْدَامَنَا وَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكَافِرِينَ.
(آل عمران ۳)

مالک! ہماری خطائیں اور بے اعتدالیاں معاف کر، (میدانِ جنگ میں) ہمارے قدم جمائے رکھ، اور کافروں پر ہم کو فتح عطا کر۔ (آل عمران)

ان کی قربانی کے صلہ میں خدا نے ان کو دنیا میں بھی انعام دیا اور آخرت میں بھی، خدا نکوکاروں کا قدردان ہے۔" میرا یہ خط مسلمانوں کو پڑھ کر سنانا اور اُن کو تاکید کرنا کہ خدا کی خاطر لڑیں اور یہ آیت قرآنی ان کے سامنے تلاوت کرنا :-

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اصْبِرُوا وَصَابِرُوا وَرَابِطُوا وَاتَّقُوا اللَّهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ. (النساء ۴)

اے ایمان والو! صبر کرو، اور صبر کی تلقین کرو، رسالے تیار رکھو اور اللہ سے ڈرتے رہو امید ہے کامیاب ہوگے۔ (نساء)

والسلام علیک ورحمۃ اللہ وبرکاتہ" (فتوح الشام واقدی مصر، ۱/۱۰۵)

۲۷۔ خط کی تیسری شکل

"تمھارا خط موصول ہوا جس میں تم نے مجھ سے کمک طلب کی ہے ہیں تمھاری توجہ اس ہستی کی طرف مبذول کرتا ہوں جس کی کمک انسانی کمک سے زیادہ طاقت ور اور جس کا لشکر انسانی لشکر سے جلد تر آنے والا ہے۔ اور وہ ہستی ہے خدا، اسی سے مدد طلب کرو۔ بدر کے معرکے میں جس فوج سے محمدؐ کو فتح حاصل ہوئی وہ تم سے کم تعداد تھی۔ میرا خط پاکر رومیوں سے لڑو اور پھر کمک کے لئے خط نہ لکھنا" (تاریخ عمر بن خطّابؓ تالیف ابن جوزی مصر ص۹۵ و ازالۃ الخفاء تالیف شاہ ولی اللہ، بریلی (ہند) ۲/۱۸۳۔)

۲۸۔ خط کی چوتھی شکل

"واضح ہو کہ مومن مسلمان پر چاہے کتنی سخت مصیبت آئے خدا اس کے بعد ضرور اس کو عافیت سے بہرہ ور کرتا ہے۔ ایک مصیبت دو عافیتوں (دنیوی اور اُخروی) پر ہرگز غالب نہیں ہوسکتی۔ اللہ اپنی کتاب میں فرماتا ہے:۔ "اے ایمان والو! صبر کرو، اور دوسروں کو صبر کی تلقین کرو، اور رسالے تیار رکھو اور خدا سے ڈرو امید ہے تم کامیاب ہو گے" (موطأ امام مالک دہلی ۱۳۰۷ھ ص۱۶۷ و کتاب الخراج ابو یوسف ص۱۳۵ و تہذیب تاریخ

دِمَشق ابن عساکر ۱/۱۵۹ - ۱۶۰ و لسان العرب تالیف ابن منظور (بیروت ایڈیشن) ۲۰/۵۶۳ (چاروں میں تھوڑے لفظی اختلاف کے ساتھ) لِسان العرب میں لَن یَغلِبَ عُسْرٌ یُسْرَین پر خط ختم ہو جاتا ہے۔)

ان مصادر میں سے کسی نے صاف صاف تصریح نہیں کی کہ یہ خط یَرْمُوک کے موقع پر آیا، صرف ابن عساکر نے اس کو جنگ یَرْمُوک کے ضمن میں نقل کیا ہے، امام مالک کی مُوَطّأ میں خط سے پہلے یہ الفاظ ہیں: ابوعُبَیدَہ نے عمر کو لکھا کہ رومیوں کا ایک بڑا لشکر جمع ہوا ہے جس کی وجہ سے میں متفکر ہوں، کتاب الخَرَاج کی عبارت ہے: اہل شام نے ابوعُبَیدَہ کو گھیر لیا تھا جس کی وجہ سے وہ سخت مصیبت میں تھے۔ لسان العرب میں ہے: عمر فاروق نے ابوعُبَیدَہ کو لکھا جب رومیوں نے ان کو گھیر لیا تھا۔ شام کی فتوحات میں یَرموک کا معرکہ سب سے زیادہ سخت تھا جس میں مسلمانوں کی فوجی پوزیشن بے حد تشویشناک تھی، عرب مورخوں نے لکھا ہے کہ اسلامی اور رومی فوجوں میں ایک اور نو یا ایک اور آٹھ کی نسبت تھی۔ بنا بریں اِس بات کا قرینہ ہے کہ مذکورہ خط اسی موقع پر صادر ہوا ہو۔

۲۹- أَبوعُبَیدہ بن جَرّاحؓ کے نام

جنگ یَرْمُوک میں مسلمانوں کے لئے کئی مرحلے بڑے سخت آئے، ایک بار تو دشمن کی فوجیں ان کی صفوں کو درہم برہم کرتی ان کے کیمپ میں گھس پڑیں جہاں عورتیں اور بچے تھے۔ لیکن فتح بالآخر انھی کو ہوئی۔ اس کے دو خاص سبب تھے۔ ایک خالد بن ولید جنہوں نے مسلمان

فوجوں کو ایسے نئے ڈھنگ سے مرتب کیا کہ وہ باوجود کم ہونے کے دشمن کو زیادہ نظر آئیں اور جنہوں نے اپنے بے پایاں جوش اور ولولہ انگیز تقریروں سے فوج کے حوصلے پست نہ ہونے دیئے۔ دوسرے اسلام کے وہ پرانے شیدائی اور بدر کے مجاہد جو جان پر کھیل گئے لیکن اسلام کا جھنڈا نیچے نہ ہونے دیا۔ بہت سے رومی لڑتے ہوئے مارے گئے اور ایک بڑی تعداد میدانِ جنگ کے عقب کی ایک گھاٹی میں گر کر تباہ ہوئی، جو بچے وہ بھاگ نکلے، ان کا تعاقب کیا گیا اور وہ جہاں جہاں ملے مار گرائے گئے۔ ابوعُبَیدہ نے فتح کا مژدہ مدینہ بھیجا تو عمر فاروق نے لکھا :۔

"عبداللہ عمر امیر المؤمنین کی طرف سے ابوعُبَیدہ بن جرّاح کو سلام علیک۔ میں اس خدا کا سپاس گذار ہوں جس کے سوا کوئی عبادت کے لایق نہیں۔ تمھارا خط آیا۔ یہ معلوم کرکے خوشی ہوئی کہ خدا نے مشرکین کو ہلاک کیا، مومنوں کو فتح عطا کی اور اپنے فدائیوں کو عنایتوں سے نوازا، خدائے پاک کا ان مہربانیوں کے لئے شکر گذار ہوں اور ان نوازشوں کو شکر کے ذریعہ پایۂ تکمیل تک پہنچانے کا ملتجی۔ واضح ہو کہ تم کو اپنی قوت، تعداد یا سامان کے ذریعہ فتح حاصل نہیں ہوئی، بلکہ خدا کی مدد، احسان اور کرم سے۔ وہی صاحب مقدرت ہے، وہی صاحبِ نوازش ہے، وہی صاحب فضلِ عظیم ہے، فَتَبَارَكَ اللّٰهُ أَحْسَنُ الْخَالِقِيْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ، والسلام" (فتوح الشام أزدی ص۲۲۱، اس سے ملتا جلتا خط فتوح أعثم کوفی نے بھی

بیان کیا ہے ص ۲۶۸)۔

۳۰۔ خط کی دوسری شکل

"بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ عبداللہ عمر بن خطاب کی طرف سے شام کے گورنر کو سلام علیک۔ اُس خدا کا سپاس گزار ہوں جس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور اس کے نبی محمد پر درود بھیجتا ہوں۔ مجھے اس خبر سے خوشی ہوئی کہ خدا نے اپنی مدد سے مسلمانوں کو فتح عطا کی اور دشمنوں کو ہرایا۔ اس خط کو پا کر مالِ غنیمت مسلمانوں میں تقسیم کرو۔ ان لوگوں کو خاص طور پر زیادہ دو جنھوں نے جنگ میں نمایاں خدمت انجام دی ہے، کوئی حق دار اپنے حق سے محروم نہ رہے۔ مسلمانوں کی حفاظت اور دیکھ بھال کرتے رہو، جنگ میں ان کے صبر و استقلال نیز خدمات کے لئے ان کا شکریہ ادا کرو۔ اپنی جگہ ٹھہرے رہو حتیٰ کہ میں نئے اقدام کے لئے ہدایت بھیجوں۔ والسلام علیک وعلی جمیع المسلمین" (فتوح الشام واقدی مصر ۱/۱۳۸)

۳۱۔ أبو عُبَیدہ بن جرّاحؓ کے نام

مذکورہ بالا خط کے حسب الحکم، ابو عُبَیدہؓ نے یَرْمُوک کا مالِ غنیمت فوج میں تقسیم کیا۔ مسلمانوں کے پاس دو قسم کے گھوڑے تھے: خالص عربی اور دوغلے یعنی جن کا باپ عربی اور ماں غیر عربی تھی۔ راوی کہتا ہے کہ ابو عُبَیدہؓ نے خالص عربی گھوڑوں کو دو دو حصے دئے اور دوغلوں کو ایک

ایک، یہ تفریق ان لوگوں کو ناگوار ہوئی جن کے پاس دوسری قسم کے گھوڑے تھے، انھوں نے احتجاج کیا۔ سپہ سالار نے کہا کہ میرے سامنے رسول اللہؐ کی مثال ہے، انھوں نے بھی یہ امتیاز برتا تھا۔ احتجاج کرنے والے بزعم راوی اب بھی مطمئن نہ ہوئے۔ ابوعُبَیدہؓ نے قضیہ، عمر فاروق کو لکھ بھیجا تو یہ فرمان صادر ہوا:۔

"تم نے رسول اللہؐ کی سنت اور حکم کے عین مطابق عمل کیا، عربی گھوڑے کو دوہرا حصّہ ہی دو اور دوغلے کو اکہرا۔

واضح ہو کہ رسول اللہؐ نے اصلی اور دوغلے میں جنگ خیبر کے موقع پر تفریق کی تھی اور دوغلے کو مالِ غنیمت سے ایک حصّہ دیا تھا اور اصلی کو دوؔ"۔ (فتوح الشام واقدی، مصر ۱/۱۲۸)

زیادہ معتبر قول یہ ہے کہ رسول اللہؐ نے پیدل سپاہی کو ایک اور سوار کو دوؔ حصّے دیتے تھے اور اصلی و نقلی میں کوئی امتیاز نہیں برتا تھا، کیوں کہ غذائی ضرورت دونوں کی برابر تھی۔ امام شافعی فرماتے ہیں کہ یہ حدیث کہ رسول اللہؐ نے اصلی اور دوغلے میں تفریق کی، مُرسَل ہے یعنی اس کے ناقل مکحول دِمَشقی (م ۱۱۶ھ) خود خیبر کی جنگ میں جہاں بقول ان کے یہ تفریق کی گئی، موجود نہ تھے۔ (دیکھئے سنن کبریٰ بیہقی ۶ / ۳۲۷ - ۳۲۸)

۳۲۔ اَبوعُبَیدہ بن جرّاحؓ کے نام

"بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ عبداللہ عمر بن خطاب کی طرف سے شام کے گورنر ابوعُبَیدہ بن جرّاح کے نام۔ میں اُس خدا کا سپاس گذار

ہوں جس کے سوا کوئی عبادت کا مستحق نہیں اور اس کے نبی پر درود بھیجتا ہوں۔ تمھارا خط پہنچا جس میں تم نے پوچھا ہے کہ (یَرْمُوک کے بعد) کس شہر پر فوج کشی کی جائے، اس معاملہ میں رسول اللہؐ کے چچازاد بھائی (علیؓ) کا مشورہ ہے کہ بیت اَلْمَقْدِس پر چڑھائی ہو۔ امید ہے خدا اس شہر کو تمھارے ہاتھوں فتح کرائے گا، والسلام علیک۔ (فتوح الشام واقدی، مصر ۱/۱۳۹)۔

۳۳۔ مسلمانوں کے نام

یعقوبی نے اپنی تاریخ میں لکھا ہے کہ مسلمانوں نے یَرْمُوک کا مالِ غنیمت جابیہ میں جو ان کا سب سے بڑا اور مستقل کیمپ تھا، لا کر جمع کیا اور اس کی خبر مرکز کو دی تو یہ فرمان صادر ہوا :۔

"بیت المقدِس کی فتح تک اُس کو جوں کا توں رہنے دو۔" (تاریخ یعقوبی نجف ۲/۱۲۰)۔ یعقوبی نے اس انوکھے حکم کی کوئی وجہ نہیں بتائی۔

۳۴۔ أبوعُبَیدہ بن جرّاح کے نام

یَرْمُوک کے بعد ابوعُبَیدہؓ اور خالد بن ولیدؓ شکست خوردہ رومیوں کا پیچھا کرتے شام کے شمالی صوبہ حِمْص پہنچے، اہل حِمْص نے کہا ہم اپنے معاہدہ پر قائم ہیں، لہٰذا اُن سے کوئی تعرض نہ کیا گیا۔ حِمْص کی عملداری میں کئی اہم قلعے اور شہر تھے، ابوعُبَیدہؓ اور خالدؓ ان کو رام کرتے نکلے۔ پہلے قِنَّسرِین کو جو حِمْص سے پانچ دن کی راہ پر شمال میں ایک بڑا قلعہ

تھا۔ صلح کے ذریعہ فتح کیا، اس کے بعد حَلَبْ پر چڑھائی کی جو قِنَّسرِین سے ایک دن کی راہ پر شمال میں بڑا مشہور اور بے حد مضبوط قلعہ تھا۔ یہ بھی بذریعہ صلح مسخر ہوا حَلَبْ سے ابو عُبَیدہؓ أَنْطاکیہ روانہ ہوئے جو دو دن کی راہ پر مغرب میں شام کا آخری شہر تھا پہاڑوں سے محفوظ اور جنوب میں چھ میل دور بحر روم سے ایک بندرگاہ کے ذریعہ ملا ہوا تھا۔ شام سے قسطنطنیہ جانے والی سڑک أَنطاکیہ سے گذرتی تھی۔ أَنْطاکیہ شام کا دروازہ تھا، اس کی اہمیت شام کے لئے کچھ وہی تھی جو درۂ خیبر کی پرانے زمانہ میں ہندوستان کے لئے تھی۔ اس اہمیت کے پیش نظر عمر فاروق نے ابو عُبَیدہ کو لکھا:۔

"أَنْطاکیہ میں اپنے مسلمانوں کی ایک رسالہ فوج رکھو جن کو جہاد کی لگن ہو اور جن کے سینے جہاد کے ذریعہ خوشنودی مولا حاصل کرنے کے جذبہ سے سرشار ہوں، یہ رسالہ فوج مستقل طور پر وہاں ڈٹی رہے۔ اُن کو خرچ کی کوئی تنگی نہ ہو" (معجم البلدان یاقوت ۳/۲۱۴ و ۱/۲۵۶-۲۵۷ و فتوح البلدان بلاذری ص ۱۵۳)

۳۵- بیت المَقْدِس (اِیلیا) کا صلح نامہ

عیسائی اور یہودی ملّت کے سب سے بڑے مرکز بیت المَقدِس کا کئی بار محاصرہ ہوا لیکن وہاں کے باشندوں نے قیصر کی مدد کے بھروسہ، نیز مسلمانوں کی پہلے أَجْنادَین، پھر فِحل اور اس کے بعد یَرْمُوک میں شکست کی امید پر ہتیار نہ ڈالے۔ فتح یَرْموک اور متروکہ علاقوں پر قبضہ کرنے کے (۵) بعد ابو عبیدہؓ نے بیت المقدِس کا از سرِ نو اور ہر بار سے زیادہ سخت

محاصرہ کیا۔ شہر کے باشندے مایوس ہو چکے تھے، انھوں نے کہا ہم صلح کرنے کو تیار ہیں بشرطیکہ عمر فاروق خود آکر شرائط صلح طے کریں اور صلح نامہ پر اپنے ہاتھ سے دستخط ثبت فرمائیں، اس شرط کے پیچھے غالباً یہ امید کار فرما تھی کہ خلیفہ ان کے ساتھ مخصوص نرمی سے پیش آئیں گے اور صلح نامہ لکھتے وقت ان کے سارے مطالبے منظور کرلیں گے۔ ابوعُبَیدہؓ کی صلح جو طبیعت نے یہ شرط مان لی اور عمر فاروق کو بلایا۔ وہ آئے اور یہ صلح نامہ لکھوایا:

"بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ عبد اللہ عمر امیر المؤمنین نے امان دی اہل ایلیا (بیت المقدس) کی جان، مال، عبادت گاہوں، صلیبوں شہر کے بیماروں، تندرستوں اور ہر مذہب و ملّت کے لوگوں کو۔ ان کے کنیسوں میں سکونت اختیار نہیں کی جائے گی، نہ ان کو ڈھایا جائے گا، نہ ان کی متعلقہ اراضی یا (سونے چاندی کی) صلیبوں یا ان کی مال دولت کا کوئی حصہ کم کیا جائے گا۔ ان کو اپنا مذہب بدلنے پر مجبور نہیں کیا جائے گا اور نہ کسی کو کوئی نقصان پہنچایا جائے گا اور نہ ان کے ساتھ ایلیاء میں کوئی یہودی رہے گا۔ اہل ایلیاء پر لازم ہے کہ اتنا جزیہ دیں جتنا شام کے دوسرے شہر ادا کرتے ہیں۔ ان پر لازم ہے کہ ایلیاء سے رومیوں اور ڈاکوؤں کو نکال دیں۔ جو رومی نکلیں گے ان کی جان اور مال رومی حکومت کی عملداری میں پہنچنے تک محفوظ رہے گی اور جو رومی ٹھہرنا چاہیں ان کو بھی امان ہے بشرطیکہ وہ اہل ایلیاء کے برابر جزیہ دینے کو تیار ہوں۔ (ایلیاء کے اصلی باشندوں میں سے) جو اپنا مال د

متاع لے کر رومیوں کے ساتھ جانا چاہیں، وہ اور ان کے کنیسے اور صلیبیں (؟) اس وقت تک محفوظ رہیں گی جب تک وہ رومی حکومت کی عمل داری میں نہ پہنچ جائیں۔ ایلیاء میں فلاں کے قتل (؟) سے پہلے جو زمیندار آگئے تھے، ان میں سے جو چاہیں جزیہ دے کر وہاں (ایلیاء) ٹھہر سکتے ہیں اور جو چاہیں اپنے گاؤں دیہاتوں کو لوٹ جائیں۔ ان کاشتکاروں سے اگلی فصل کٹنے تک لگان نہیں لیا جائے گا" (خالد و عُبادہ۔ طَبَری ۴/ ۱۵۹)

۳۶۔ اس خط کی دوسری شکل

"بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ یہ تحریر عمر بن خطاب نے اہل بیت المقدس کے لئے (بطور دستاویز) لکھ دی ہے کہ تمھاری جان، تمھارے مال اور کنیسوں کو امان دی جاتی ہے۔ کنیسوں میں کسی (مسلمان) کو نہیں رکھا جائے گا اور نہ ان کو گرایا جائے گا، اِلّاَ یہ کہ تم کوئی عام بغاوت یا عہد شکنی کرو" (تاریخ یعقوبی، نجف، ۲/ ۱۲۵)

۳۷۔ صوبائی گورنروں کے نام

صلح نامہ سے فارغ ہو کر ایک دن عمر فاروق نے ایلیاء کے لوگوں کی دعوت کی۔ اس موقع پر شہر کے بڑے راہب نے کہا کہ آپ کے مذہب میں شراب تو ممنوع ہے لیکن میں ایک شربت جانتا ہوں جس میں

نشہ نہیں ہوتا اور جس کو ہماری آسمانی کتابوں نے مباح قرار دیا ہے، میری رائے ہے کہ آپ اس کو استعمال کیجئے۔ عمر فاروق نے یہ شربت منگوایا اور پوچھا اس کے اجزائے ترکیبی کیا ہیں۔ بڑے راہب نے بتایا کہ اس کو انگور کے رس سے بناتے ہیں۔ رس پکایا جاتا ہے اور جب پکتے پکتے اس کا قوام ایک تہائی رہ جاتا ہے تو اس کو بطور شربت پیتے ہیں۔ عمر فاروق نے اس میں انگلی ڈال کر ہلائی اور نکال کر کہا: "یہ تو طلاء (کولتار) کی طرح (گاڑھا) ہے۔" پیا تو خوش ذائقہ تھا۔ انھوں نے شام کے فوجی سالاروں کو ہدایت کی کہ اپنی فوج کو پلایا کریں اور دوسرے صوبائی گورنروں کو فرمان بھیجا :-

"مجھے ایک شربت دیا گیا جو انگور کے رس سے بنتا ہے۔ رس کو اتنا پکایا جاتا ہے کہ اس کا دو تہائی حصہ جل جاتا ہے اور ایک تہائی رہ جاتا ہے طِلاء کی طرح گاڑھا۔ آپ یہ شربت مسلمانوں کو راشن میں دیا کیجئے۔" (اَنَس بن مالک۔طبری ۴/ ۱۶۱)

۳۸ساأزدی بصری نے بھی اپنی فتوح الشام میں اس سے ملتا جلتا خط نقل کیا ہے۔ ان کی رائے ہے کہ شربت کا ذکر ایلیاء کے بڑے راہب نے نہیں کیا بلکہ اسلامی فوج کے ایک ممتاز سالار عمرو بن عاصؓ نے کیا تھا نیز یہ کہ عمر فاروق نے اس کو شام کے مسلمانوں کے لئے ہی پسند نہیں کیا بلکہ کوفہ میں اپنے گورنر عمّار بن یاسر کو ایک خط لکھا جس میں ہدایت کی تھی کہ کوفہ کے مسلمانوں کو راشن میں دیا کریں۔ یہاں ایک تاریخی الجھن پیدا ہوتی ہے اور وہ یہ کہ عمّار بن یاسر ۲۱ھ میں کوفہ کے گورنر ہوئے اور ایلیاء کا صلح نامہ ۱۵ھ یا ۱۶ھ اور بقول بعض ۱۷ھ میں لکھا گیا بالفاظ دیگر عمّار

بن یاسرؓ کی گورنری کوفہ اور سفارشی خط کی نگارش میں صاف صاف چار پانچ برس کا دقفہ ہے ۔ میرا خیال ہے کہ غلطی اُزدی سے نہیں بلکہ نسّاخ یا کاتب سے سرزد ہوئی ہے جس نے "وکتب إلی الأمْصَار" کو "وکتب إلی عمّار" بنا دیا ۔ ایسی غلطیوں سے عربی کتابیں معمور ہیں ۔ خط کا مضمون یہ تھا :-

"میں شام گیا تھا، وہاں کے لوگ میرے پاس ایک شربت لائے میں نے اُس کے بنانے کی ترکیب پوچھی تو انھوں نے بتایا کہ (انگور کے) رس کو اس قدر پکایا جاتا ہے کہ اس کا دو تہائی حصّہ جل جاتا ہے اور ایک تہائی باقی رہ جاتا ہے، اور یہ اُس وقت ہوتا ہے جب اُس کا شر انگیز عنصر دور ہو جاتا ہے یعنی وہ حصّہ جو حرام ہے نکل جاتا ہے اور وہ حصّہ جو حلال ہے بچ رہتا ہے ۔ تمھاری کمان میں جو مسلمان ہیں ان کو حکم دو کہ یہ شربت پیا کریں، والسلام" (فتوح الشام اُزدی ط ۲۳۱ دکنز العمّال ۳/۱۰۹ لفظی فرق کے ساتھ)

۳۹- ابو عُبَیدہ بن جرّاح کے نام

جیسا کہ آپ نے اوپر پڑھا جَابِیَہ، شام میں اسلامی فوجوں کا سب سے بڑا کیمپ تھا ۔ کئی چھوٹے چھوٹے پہاڑ اس کو گھیرے ہوئے تھے، یہاں پانی کی بہتات تھی اور گھوڑے پالنے کے لئے چارہ اور گھاس کی فراوانی ۔ شام کا پایۂ تخت دِمَشق یہاں سے صرف ایک دن کی راہ پر واقع تھا (شمال مغرب میں) آب و ہوا اتنی اچھی تھی کہ غسّانی خاندان کے (عرب ۔ عیسائی)

جَفنی حکمرانوں نے رہائش کے لئے یہاں محل بنا لئے تھے۔ جابِیَہ ۱۳ھ کے نصف اول میں ابوعبیدہ بن جرّاح نے فتح کر لیا تھا اور یہاں کی چند در چند صفات کی بنا پر جن کا تذکرہ ابھی ہوا، اس کو فوجی مرکز بنا لیا تھا۔ خط ذیل بے سیاق سباق ہے، راوی نے صرف اتنا بتایا ہے کہ ابوعُبیدہؓ بن جرّاح نے اس کو جابِیَہ میں مسلمانوں کو پڑھ کر سنایا، ہجرت کے کون سے سال؟ یہ ہمیں نہیں معلوم اور نہ قرائن سے وقت کا تعین ممکن ہے۔ بس یہ سمجھئے کہ ۱۳ھ سے ۱۸ھ تک جب ابوعبیدہؓ کا انتقال ہوا کسی وقت صادر ہوا ہوگا۔ ان پانچ چھ سال میں فوجی نقل و حرکت کے ضمن میں اِن کا جابِیَہ آنا جانا برابر رہتا تھا:—

"عبداللہ عمر امیر المؤمنین کی طرف سے ابوعُبَیدہؓ بن جرّاح کو سلام علیک۔ واضح ہو کہ قانونِ حکومتِ اسلام صرف وہ شخص قایم کر سکتا ہے جو محکم تدبیر ہو، جو فرائض کی انجام دہی میں ذرا غفلت نہ برتے، جس کا چال چلن لوگوں کی نظر میں بے داغ ہو، جس کے دل میں رعیت کی طرف سے کینہ کپٹ نہ ہو اور جو صحیح کام کرنے یا حق بات کہنے میں کسی ملامت کی پرواہ نہ کرے۔"

(أنساب الأشراف از بَلاذُری (مُصَوَّر) ۹/۵۹۵، جَامِعۃُ الدُّوَلِ العربیّہ، قاہرہ و شرح نہج البلاغۃ تالیف قاضی ابن أبی الحدید، مصر (مطبع۔ دارالکتب المصریّۃ الکبریٰ) ۳/۱۱۹ و تاریخ عمر بن خطّاب از ابن جَوزی، مصر ص ۹۶ و لسان العرب تالیف ابن منظور، بیروت ۲۱/۲۲ و ۳۶/۴۸ و ۳۹/۲۱ (خط کے متفرق حصے) و إزالۃ الخفاء ۲/۱۷۹ - ۱۸۰ و کنز العُمّال از متقی

برہان پوری حیدر آباد، ھند، ۱۳۱۲ھ ۳ / ۱۶۷ و تاریخ مدینۃ دِمَشق از ابن عساکر (مخطوط) رقم ۱۳، ۱۰۶۷۰/۱۳، ۱۰۵/ ازہر یونیورسٹی لائبریری، قاہرہ۔)

۴۰۔ ابوعُبَیدہ بن جرّاح کے نام

ایک مسلمان نے کسی ذمی کو مار ڈالا، اس کی رپورٹ ابوعُبیدہؓ کو کی گئی، وہ فیصلہ نہ کر سکے کہ مسلمان کو کیا سزا دی جائے، انھوں نے مرکز سے رجوع کیا تو یہ فرمان آیا :۔

"اگر قاتل مسلمان، قتل کرنے کا عادی ہو تب تو اس کی گردن اُڑا دو، اور اگر طیش میں آکر اس نے (ذمی کو) قتل کردیا ہو تو اس سے (مقتول کے وارثوں کو) چار ہزار درہم تاوان دلوا دو۔"

(قاسِم بن بَرَّہ ۔ کنز العُمَّال، متقی برہان پوری، حیدرآباد، ہند، ۷/۳۰۳)

تاریخ و حدیث دونوں اس بات پر متفق ہیں کہ رسول اللہؐ نے اہل معاہدہ مشرکوں اور ذمیوں کی جان کا تاوان مسلمانوں کے برابر ادا کیا تھا اور یہ روایت بھی متعدد صحابہ (مثلاً ابن عباسؓ اور ابن مسعودؓ) کی معرفت بیان کی گئی ہے کہ اسلام کے پہلے چاروں خلفاء کے زمانہ میں ذمی کے قتل کی دیت مسلمان کے برابر تھی۔ (دیکھئے سُنَن کُبریٰ بیہقی اور اس کے حاشیہ پر الجوہر النَّقی تالیف ماردینی، حیدر آباد، ہند، ۱۳۵۴ھ ۸/۱۰۱ - ۱۰۳)

روایت کے علاوہ قرآنِ کریم کی رو سے بھی مسلم اور غیر مسلم معاہد کی دیت جس میں ذمی بھی شامل ہیں، برابر ہے۔ وَمَنْ قَتَلَ مُؤْمِنًا خَطَأً فَتَحْرِيرُ رَقَبَةٍ مُؤْمِنَةٍ وَدِيَةٌ مُسَلَّمَةٌ إِلَىٰ أَهْلِهِ وَإِنْ كَانَ مِنْ قَوْمٍ بَيْنَكُمْ

وَبَيْنَهُمْ مِيْثَاقٌ فدِيَةٌ مُسْلِمَةٌ" (النساء - ۵)

۴۱- ابو عُبَیدہ بن جرّاحؓ کے نام

"مجھے معلوم ہوا ہے کہ مسلمان عورتیں (شام کے پبلک) حماموں میں غسل کرنے جاتی ہیں اور ان کے ساتھ ذمی عورتیں ہوتی ہیں، یہ طریقہ بند کر دو"— دوسری روایت کی رو سے خط میں یہ الفاظ زیادہ تھے: "کسی عورت کے لئے جس کا ایمان خدا اور آخرت پر ہو یہ مناسب نہیں کہ اُس کی ستر پر غیر مسلم عورت کی نظر پڑے" (اِزالۃ الخفاء شاہ ولی اللہ بحوالۂ بیہقی ۲/۱۱۱ و کنز العمّال ۸/۳۱۴)

"اور ان کے ساتھ ذمی عورتیں ہوتی ہیں"— اس کے دو معنی ہو سکتے ہیں: نہانے والی ذمی عورتیں اور حماموں کی ذمی خادمائیں جو نہلانے اور جسم ملنے کے لئے رکھی جاتی تھیں۔

۴۲- ابو عُبَیدہ بن جرّاحؓ کے نام

"میں تم کو یہ خط لکھ رہا ہوں جس میں اپنی اور تمہاری بھلائی کے لئے کوئی کسر اُٹھا نہیں رکھی ہے۔ پانچ اصولوں پر کار بند رہو، تمہارا دین سلامت رہے گا اور بہترین خوش نصیبی حاصل کرو گے:-

(۱) جب دو جھگڑنے والے اپنا قضیہ لے کر آئیں تو مدعی سے گواہ عادل طلب کرو اور مدعیٰ علیہ سے قطعی حلف لو۔

(۲) غریب کے ساتھ ہمدردی سے پیش آؤ تاکہ اس کی زبان کھلے

اور ہمت بڑھے۔

(۳) پردیسی کے ساتھ التفات برتو، کیوں کہ اگر بہت دن تک اس کو رُکنا پڑا تو وہ اپنا حق چھوڑ کر وطن لوٹ جائے گا اور اس کی حق تلفی کی ذمہ داری اس شخص پر ہوگی (یعنی تم پر) جو اس کے ساتھ بے اعتنائی سے پیش آیا۔

(۴) مدعی اور مدعی علیہ کو ایک نظر سے دیکھو، (اضافہ از کتاب البَیان والتبیین جاحِظ)

(۵) جب تک تم کو صحیح فیصلہ نہ سوجھے، فریقین میں سمجھوتہ کرانے کی ہر ممکن کوشش کرو، والسلام"

یہ مراسلہ لفظی اختلاف اور کمی بیشی کے ساتھ ادب، تاریخ اور قانون کی متعدد کتابوں میں بیان کیا گیا ہے۔ کتاب البیان جاحظ اور عِقد الفرید، ابن عبد ربّہٖ میں مُعاویہ کو اس کا مکتوب الیہ بتایا گیا ہے اور أنساب الأشراف بلاذُری میں بحوالہ (موسیٰ بن عُقبہ) ابوموسیٰؓ یا مُعاویہؓ کو۔ خط کشیدہ حصہ عِقْد الفرید اور شرح نہج البلاغہ میں اور پہلا جملہ جو بے تکا سا ہے أنْسَاب الأَشراف میں نہیں ہے۔ (کتاب الْخَرَاج، ابو یوسف ص ۱۱۷ و کتاب البَیان وَالتَّبِیین جاحِظ مصر، ۱۳۳۲ھ ۲/۷۵ و أَنْسَاب الاشراف بلاذُری (مُصَوَّر) ۹/۶۲۴، و عِقد الفرید، ابن عبد رَبّہٖ، مصر، ۱۹۱۳ء ۱/۲۵، و شرح نہج البلاغہ ابن ابی الحدید ۳/۹۳، و تاریخ عمر ابن جَوزی، مصر ص ۱۳۲ و إِزالۃ الخفاء ۲/۱۱۹ و ۱۸۰، وکنز العمال ۳/۱۶۲ و تاریخ مدینۃ دِمَشق ابن عساکر مُصَوَّر قلم ۱۶ (جزء ۱۳) معہد إِحیاءِ المخطوطات العَرَبیّۃ، جامعۃ الدُّوَل العَرَبیّۃ، قاہرہ۔)

۴۳۔ ابوعُبَیدہ بن جرّاحؓ کے نام

"مسلمانوں کا وہ مال جس پر مشرک قابض ہوں اگر غنیمت کی شکل میں مسلمانوں کے قبضہ میں آجائے تو اُس کا وہ حصّہ جو قبل از تقسیم مالک پہچان لیں، لوٹا دیا جائے"۔ (رَجاء بن حَیوَہ مُدَوَّنَۃُ الکُبریٰ امام مالک، مصر ۱۳۲۴ھ ۱/۳۷۶)

۴۴۔ ابوعُبَیدہ بن جرّاحؓ کے نام

شام کے مسلمان باشندوں نے ابوعُبَیدہؓ سے درخواست کی کہ ہم اپنے گھوڑوں اور غلاموں کی زکاۃ نکالنا چاہتے ہیں۔ انھوں نے کہا کہ گھوڑوں اور غلاموں پر زکاۃ معاف ہے۔ مسلمانوں نے خلیفہ کی طرف رجوع کیا، انھوں نے بھی زکاۃ لینے سے انکار کر دیا۔ اب یہ لوگ پھر ابوعلبیدہؓ کے پاس آئے اور ضد کی کہ زکاۃ لے لیجئے۔ ابوعبیدہ نے صورتِ حال سے عمر فاروقؓ کو مطلع کیا تو یہ حکم آیا:۔

"اگر یہ لوگ زکاۃ دینے پر مصر ہیں تو ان سے وصول کر کے غریبوں میں بانٹ دو اور غلاموں کے وظیفے مقرر کر دو"۔ (سلیمان بن یسار ـ مُوَطّأ امام مالک دہلی ۱۳۰۷ھ، ص ۱۲۱ و کتاب الاَموال قاسم بن سلّام ص ۴۶۵)

۴۵۔ خالد بن ولیدؓ کے نام

خالدؓ غالباً قِنَّسرِیں کے ایک حمّام میں غسل کرنے گئے اور عُصفُر نامی

ابٹن سے جو شراب میں گوندھا گیا تھا جسم ملوایا، اِس واقعہ کی عمر فاروق کو خبر ہوئی تو انھوں نے لکھا :۔

" مجھے خبر ملی ہے کہ تم نے (مرکّب) شراب سے جسم کی مالش کی، حالانکہ خدا نے شراب کو خواہ وہ خالص ہو یا کسی چیز کے ساتھ ملی ہوئی، حرام قرار دیا ہے، جس طرح ظاہری اور پوشیدہ معصیت کو ممنوع فرمایا ہے. خدا نے شراب کو چھونے سے بالکل اِسی طرح منع کیا ہے جس طرح اُس کو پینے سے اِلا یہ کہ اُس کو دھونے کے لئے چھونا پڑے. واضح ہو کہ شراب نجس ہے، اُس کو جسم تک نہ لگاؤ اور اگر (غلطی سے) لگا لیا ہو تو آئندہ ایسا نہ کرنا." (سیف بن عمر۔ طبری ۴/۲۰۴ و کنز العمّال ۵/۱۲۷ - ۱۲۸)

۴۶۔ خالدؓ نے صفائی کے طور پر لکھا کہ ابٹن میں اتنا پانی ملا دیا گیا تھا کہ شراب پانی کے حکم میں آگئی تھی. اس پر چڑ کر عمر فاروق نے لکھا:

" میں سمجھتا ہوں کہ مُغیرہ کی اولاد اَکھّڑ ہو گئی ہے، خدا تم کو اس حالت میں دنیا سے نہ اُٹھائے." (سیف بن عمر۔ طبری ۴/۲۰۴) مُغیرہ حضرت خالد کے دادا تھے.

۴۷۔ بعض راویوں نے اِس موضوع پر دو کی جگہ صرف ایک اور زیادہ پُر ملامت خط بیان کیا ہے :۔

" مجھے معلوم ہوا ہے کہ تم شام کے کسی حمام میں گئے اور وہاں کے رومی عملہ نے تمھارے لئے ایسا ابٹن بنایا جو شراب سے گوندھا گیا تھا. مغیرہ کی اولاد! میں سمجھتا ہوں تم آتشِ جہنم کے لئے

پیدا کیے گئے ہو۔" ۳۔غریب الحدیث تالیف قاسم بن سَلّام، مخطوط رقم [۱۴۹۶] ۱۶۵۷۵ ص ۴۴، ازہر یونیورسٹی لائبریری، قاہرہ وکنز العُمّال ۵/۱۲۷ و اِزالۃُ الخفاء ۲/۲۰۵)

۴۸- ابوعُبَیدہ بن جرّاحؓ کے نام

سنہ۱۷ھ میں شمالی شام کا فردوس نظیر شہر اور اسلامی فتوحات کے زمانہ میں قیصر کا ہیڈ کوارٹر، اَنطاکیہ فتح ہوا۔ ابوعُبَیدہؓ نے اس کی خبر حضرت عمرؓ کو دی اور لکھا کہ یہ جگہ اتنی عمدہ اور دل لگاؤ تھی کہ مجھے اندیشہ ہوا کہ اگر زیادہ دن تک عرب یہاں مقیم رہے تو عیش و راحت کے عادی ہو جائیں گے، لہذا جلد ہی حَلَبْ واپس آگیا۔ اس کے علاوہ انھوں نے خلیفہ سے اگلے فوجی اقدام کے بارے میں دریافت کیا کہ آیا بازنطینی سرحدوں پر فوج کشی کریں یا کچھ دن ٹھہر جائیں۔ انھوں نے یہ شکایت بھی کی کہ عرب رومی عورتوں پر شیفتہ ہوتے جا رہے ہیں اور ان سے شادی کے خواہش مند ہیں۔ عمر فاروق نے جواب میں لکھا:-

"بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ عبداللہ عمر کی طرف سے شام کے گورنر ابوعُبَیدہ عامر بن جَرّاح کو سلام علیک، میں اس خدا کا سپاس گذار ہوں جس کے سوا کوئی عبادت کے لایق نہیں اور اس کے نبی محمدؐ پر درود بھیجتا ہوں اور اس فتح پر شکر ادا کرتا ہوں جو خدا نے مسلمانوں کو عطا کی، جس نے آخرت کے انعام اہل تقویٰ کے لئے مخصوص کئے، جو برابر ہم پر مہربان اور ہمارا معاون رہا ہے۔ تم نے

لکھا ہے کہ أنطاکیہ اتنی عمدہ جگہ ہے کہ میں مجھے نے (مصلحۃً) وہاں قیام نہیں کیا، کیوں؟ خدا نے عمدہ اور لطیف چیزیں نیکوکاروں اور اہل تقویٰ پر حرام تو نہیں کی ہیں، اُس نے اپنی کتاب میں فرمایا ہے: "پیغمبرو! عمدہ چیزیں کھاؤ اور نیک عمل کرو"۔ دوسری جگہ فرماتا ہے: "ایمان والو! ہمارے عطا کردہ رزق سے عمدہ چیزیں کھاؤ اور (اپنے رازق) اللہ کا شکر ادا کرو"۔ بنا بریں تم پر لازم تھا کہ تھکے مجاہدوں کو وہاں ٹھہرا کر، سستانے، آرام کرنے اور خورد نوش کا سیر ہو کر لطف اُٹھانے دیتے۔ تم نے لکھا ہے کہ دُرُوب[1] میں جو تمھارے دشمن کے عقب میں ہیں داخل ہونے کے لئے تم میرے حکم کے منتظر ہو، اس سلسلہ میں مجھے یہ کہنا ہے کہ میں غائب ہوں تم حاضر، حاضر جو باتیں دیکھ اور سمجھ سکتا ہے وہ غائب دیکھ اور سمجھ نہیں سکتا، تم دشمن کے سامنے ہو تمھارے جاسوس ہر وقت تم کو اس کی خبریں پہنچاتے ہوں گے، پس اگر تمھاری رائے میں مسلمانوں کو لے کر دُرُوب میں داخل ہونا مناسب ہو، تب وہاں دستے بھیج دو اور اپنی فوج کے ساتھ رومیوں کے ملک میں داخل ہو جاؤ اور پہاڑی راستوں کی ناکہ بندی کر لو۔ دستوں کے ساتھ ایسے لائق اعتماد عیسائی عرب ساتھ کرو جو ان کی رہبری کریں۔ اگر دُرُوب کے لوگ صلح کی پیش کش کریں تو اس کو قبول کر لو اور شرائط صلح کی حتی الامکان پابندی کرو۔ تم نے جو یہ لکھا ہے کہ رومی عورتوں

---

[1] وہ سرحدی مسلح پہاڑی درّے جو شام کو رومی علاقہ سے ملاتے تھے۔ دیکھئے نقشہ شام مقابل صـ

کا جمال دیکھ کر عرب ان سے شادی کے خواہش مند ہیں، تو میری رائے ہے کہ جن لوگوں کی حجاز میں بیویاں نہ ہوں ان کو شادی کی اجازت دے دو، اور جو رومی کنیزیں خریدنا چاہیں ان سے بھی تعرض نہ کرو۔ کیوں کہ اُن کو ملوث ہونے سے بچانے کی یہی مؤثر تدبیر ہے۔ والسلام علیك وعلی من معك ورحمة اللّٰہِ وبرکاتہٗ۔ فتوح الشام واقدی مصر، ۱/۱۹۳ - ۱۹۴ و فتوح الشام واقدی کلکتہ اڈیشن ۳/۱۳۶ - ۱۳۷)

۴۹-قیصر روم ہِرقِل کے نام

فتح أَنطاکِیَہ کے بعد ابوعُبَیدہؓ نے بازنطینی سرحدوں (دُرُوب) کی طرف متعدد رسالے بھیجے جنہوں نے رومیوں کو کافی نقصان پہنچایا اور بہت سا مالِ غنیمت بھی حاصل کیا، لیکن ان کے ایک فوجی افسر عبداللہ بن حُذافہ کو جو بدری صحابی تھے، رومیوں نے پکڑ لیا۔ گرفتاری کی خبر حضرت عمر کو کی گئی تو ان کو بہت صدمہ ہوا اور انھوں نے قیصرِ روم کو یہ مراسلہ بھیجا:-

"بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ حمد ہے اس رب العالمین خدا کی جس کے نہ بیوی ہے نہ بچہ۔ خدا کی برکتیں ہوں اس کے نبی اور پیغمبر محمد علیہ السلام پر۔ عمر بن خطاب امیر المؤمنین کی طرف سے، میرا یہ خط پا کر اس قیدی کو لوٹا دو جو تمہارے قبضہ میں ہے اور جس کا نام عبداللہ بن حُذافہ ہے۔ اگر تم نے ایسا کیا تو امید ہے ہدایت پاؤگے، ورنہ میں جوانوں کی ایک فوج بھیجوں گا۔ جوان، جن کو

تجارت یا دنیا کے دھندے خدا کی یاد سے غافل نہیں کرتے، والسلام علی من اتبع الھدیٰ "؛ فتوح الشام واقدی، کلکتہ ۳/۱۶۱ - ۱۶۲ و مصر اڈیشن (تھوڑے لفظی اختلاف کے ساتھ ۲/۸)

۵۰۔ قیصر روم کے نام

قیصر روم نے عمر فاروق کو لکھا کہ میرے سفیر جب آپ سے مل کر لوٹے تو انھوں نے بتایا کہ آپ کے ملک میں ایک نرالا درخت ہوتا ہے، اُس میں گدھے کے کان (کی طرح پتّے) نکلتے ہیں، پھر موتیوں کی طرح سفید گُچھّے نمودار ہوتے ہیں، پھر گُچھّے زمرد کی طرح سبز ہو جاتے ہیں، پھر یاقوت کی طرح سُرخ، پھر پک کر لذیذ ترین فالودہ کا مقابلہ کرتے ہیں، پھر خشک ہو کر مقیم کے لئے آڑے وقت غذا کا کام دیتے ہیں اور مسافر کے لئے زادِ راہ کا۔ اگر میرے سفیر سچے ہیں تو ہو نہ ہو یہ جنّت کا درخت ہے۔ عمر فاروق نے جواب دیا:-

" عبد اللہ عمر امیر المؤمنین کی طرف سے قیصر روم کو۔ تمھارے سفیروں نے سچ کہا، یہ درخت ہمارے ہاں ہوتا ہے اور یہ وہی درخت ہے جسے خدا نے مریمؑ پر اگایا تھا جب ان کے پیٹ میں عیسیٰؑ تھے۔ اللہ سے ڈرو اور خدا کے مقابلہ میں عیسیٰؑ کو معبود نہ بناؤ۔ بلا شبہ اللہ کی نظر میں عیسیٰ ویسے ہی ہیں جیسے آدمؑ جن کو مٹی سے پیدا کیا تھا۔ اِنَّ مَثَلَ عِیْسٰی عِنْدَ اللّٰهِ کَمَثَلِ اٰدَمَ خَلَقَهٗ مِنْ تُرَابٍ "؛ (قرآن کریم) (شعبی۔تاریخ الخلفاء سیوطی مصر، ۱۸۵۷ء م ص ۱۴۰ و کنز العمال ۷/۱۶۹ و ازالۃ الخفا

۲۰۹/۱ - ان دونوں کتابوں میں یہ مراسلہ صرف خط کشیدہ حصہ پر مشتمل ہے، راوی یہاں بھی شعبی ہیں۔)

۵۱ - ابوعُبیدہ بن جرّاحؓ کے نام

سنہ میں خالد بن ولیدؓ نے ابوعبیدہؓ کے ایماء پر شام و روم کے سرحدی دَرّوں (دُرُوب) پر حملہ کیا۔ اس حملہ میں مسلمانوں کے ہاتھ بہت زیادہ دولت آئی اور اس کی خبر ہر طرف پھیل گئی۔ جب خالدؓ اپنے ہیڈکوارٹر (قِنَّسرِین) واپس آئے تو دور دور سے حاجتمند اُن کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ ان میں یمن کے ایک با اثر قبائلی سردار اشعث بن قیس بھی تھے۔ خالد نے ان کو دس ہزار درہم (تقریباً سوا پانچ ہزار روپے) کا عطیَّہ دیا۔ خالد کی داد و دہش کی خبریں حضرت عمر کو پہنچیں تو وہ برہم ہوئے اور ابوعبیدہ کو لکھا:-

"میرا خط پڑھ کر خالد بن ولید کو قِنَّسرِین سے (اپنے ہیڈکوارٹر حِمص) طلب کرو اور ایک عام جلسہ بلاؤ جس میں سارا لشکر شریک ہو، پھر خالد کو مجمع میں کھڑا کر کے پوچھو کہ وہ دس ہزار درہم جو تم نے اشعث کو دیئے کہاں سے دئے۔ اگر وہ جواب دینے میں پس و پیش کریں تو ان کی ٹوپی اتار لینا اور عمامہ سے ان کی گردن باندھنا اور اس وقت تک نہ چھوڑنا جب تک وہ بتا نہ دیں کہ رقم کہاں سے آئی اگر وہ کہیں کہ اشعث کو روپیہ مال غنیمت سے دیا، تو یہ خیانت کا اعتراف ہوگا اور تم بے دھڑک ان سے یہ رقم وصول کر کے سرکاری روپے میں جمع کر دینا، اور

اگر وہ کہیں کہ یہ رقم میں نے اپنے ذاتی روپئے سے دی تو یہ اقرار فضول خرچی ہے اور فضول خرچ اللہ کو ناپسند ہیں ۔ إِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْمُسْرِفِيْنَ (قرآن کریم) تم ان کو میرے پاس بھیج دینا تاکہ میں ان کو فضول خرچی کا مزہ چکھاؤں ۔" (ناسخ التواریخ ۴ / ۳۴۷)

۵۲۔ مرکزی شہروں کے نام

مذکورہ بالا خط محمد تقی (صاحب ناسخ التواریخ) نے جو قاچاری ایران کے مورخ ہیں ، بیان کیا ہے ، میرا خیال ہے کہ یہ خط ان کی ذاتی اختراع ہے ۔ سیف بن عمر نے طبری میں اس خط کا جو خلاصہ پیش کیا ہے اس کو انھوں نے خط کی شکل دے دی ہے ، اس کے علاوہ انھوں نے خلاصہ کا وہ حصہ جو خالدؓ کی معزولی کے حکم پر مشتمل ہے ، نظر انداز کر دیا ہے ۔ سیف بن عمر نے خط کا خلاصہ ان الفاظ میں پیش کیا ہے :۔

عمر فاروق نے ابو عبیدہؓ کو لکھا کہ خالدؓ کی ٹوپی اُتاریں اور عمامہ سے ان کو باندھیں ۔ اور دریافت کریں کہ أَشعث بن قیس کو عطیہ ذاتی روپئے سے دیا یا سرکاری روپیہ سے ، اگر ذاتی روپئے سے دیا تو فضول خرچی کی اور دوسروں کے لئے بُری مثال قائم کی اور اگر سرکاری روپیہ سے دیا تو خیانت کے مرتکب ہوئے ، نیز یہ کہ تحقیق سے جو بات بھی ثابت ہو ، بہر حال خالد کو فوجی منصب سے معزول کیا جائے ۔"

ابوعُبَیدہؓ نے خالدؓ کو اپنے ہیڈ کوارٹر (حمص) بلایا، پھر مجمع عام میں عمر فاروق کے ایلچی نے خالدؓ سے پوچھا کہ اشعث کو عطیہ ذاتی روپئے سے دیا تھا یا سرکاری روپیے سے۔ خالدؓ بالکل خاموش رہے اور ایلچی کے اصرار کے باوجود مہر سکوت نہ توڑی۔ ابوعُبَیدہؓ جو خالدؓ کے حربی کمالات کے بڑے قدردان تھے اور طبعاً مرنجان مرنج، چپکے بیٹھے یہ رسواکن تماشا دیکھتے اور دل میں کڑھتے، وہ خالدؓ سے احتجاج نہ کر سکے کہ خاموش کیوں ہو، ایلچی کے سوال کا جواب کیوں نہیں دیتے! رسول اللہؐ کے مؤذن بلالؓ موجود تھے، سن رسیدہ، صاف گو اور بے دھڑک آدمی تھے، انھوں نے کھڑے ہو کر کہا کہ امیر المؤمنین کا ایسا ایسا حکم ہے، پھر خالدؓ کی ٹوپی اُتار لی اور عمامہ سے ان کو باندھا اور اور وہی سوال کیا جس کا اوپر ذکر ہوا۔ خالدؓ نے کہا میں نے ذاتی روپئے سے عطیہ دیا تھا۔ بلالؓ نے ٹوپی اُڑھا دی، عمامہ کھول دیا اور معذرت کی۔ ابوعُبَیدہ، خالدؓ کی دل آزاری کے خیال سے نہ کہہ سکے کہ خالد تم کو معزول کر دیا گیا ہے۔" اس کے بعد عمر فاروق نے خالدؓ کو مدینہ طلب کیا۔ خالدؓ ابوعبیدہؓ کے ہیڈ کوارٹر سے اپنے ہیڈ کوارٹر قنسرین واپس ہوئے اور اپنی ماتحت فوج سے اس برتاؤ کی شکایت کی جو اُن کے ساتھ مرکز کی طرف سے ہوا۔ ان سے رخصت ہو کر حمص آئے اور وہاں کے مسلمانوں سے اَلْوَداعی ملاقات کر کے مدینہ چلے گئے۔ مدینہ پہنچ کر عمر فاروق سے ملاقات ہوئی تو بولے: عمر، تم میرے ساتھ بدسلوکی سے پیش آئے ہو، میں مسلمانوں سے اس کی شکایت کر آیا ہوں۔" عمر فاروق: یہ دولت تمھارے پاس کہاں سے آئی؟ خالدؓ: یہ اُن حصّوں (۶)

پر مشتمل ہے جو مال غنیمت سے مجھے دیے گئے، ساٹھ ہزار سے جو کچھ زیادہ ہو وہ آپ لے سکتے ہیں۔" خالدؓ کے سارے مال و متاع کا تخمینہ لگایا گیا تو اسّی ہزار قیمت اٹھی ۔ اس میں سے بیس ہزار حضرت عمر نے لے کر بیت المال میں جمع کر دیے، پھر خالدؓ سے کہا: "خدا کی قسم میں تمھاری عزت کرتا ہوں اور دل سے تمھارا قدردان ہوں، اب پھر کبھی تم کو ملامت کرنے کا موقع نہ دوں گا۔"

خالدؓ کی معزولی پر شام، عراق اور خاص طور سے مدینہ میں غم و غصہ کا اظہار کیا گیا ۔ ایک ایسے جنرل کی توہین آمیز برطرفی سے ہر طرف دل بے چین ہو گئے جس کا جھنڈا ہمیشہ اونچا رہا تھا اور جس نے اسلام کی سربلندی کے لئے بے مثال خدمت انجام دی تھی ۔ عمر فاروق کے لئے ضروری ہو گیا کہ اپنے اقدام کی پبلک کے سامنے صفائی پیش کریں چنانچہ یہ مراسلہ مرکزی شہروں کو بھیجا گیا :۔

"میں نے خالدؓ کو خیانت یا عتاب کی بنا پر معزول نہیں کیا، بلکہ اس کی وجہ یہ ہے کہ (ان کی داد و دہش اور فتوحات نے) لوگوں کو مفتوں کر لیا تھا، مجھے اندیشہ ہوا کہیں وہ (خدا کو چھوڑ کر) خالد پر اعتماد نہ کرنے لگیں اور ان کو مشکل کشا سمجھنے کی آزمائش میں نہ پڑ جائیں ۔ میں چاہتا ہوں کہ خالدؓ کی معزولی سے وہ جان لیں کہ مشکل کشا بس خدا ہے۔" (سیف بن عمر طبری، ۴/۲۰۵-۲۰۶)

۵۳- ابوعُبیدہ بن جرّاحؓ کے نام

ابوعُبَیدہؓ نے ۱۸ھ میں مرکز کو خبر دی کہ مسلمانوں کی ایک جماعت

شراب نوشی کی مرتکب ہوئی ہے اور قرآن کے الفاظ : فَهَلْ اَنْتُمْ مُنْتَهُوْنَ، کو بطور حجت پیش کرتی ہے کہ ان سے شراب کا حرام ہونا ثابت نہیں ہوتا۔ حضرت عمر نے لکھا :

"ان لوگوں کو طلب کرو، اگر ان کا عقیدہ ہو کہ شراب حلال ہے تو اُن کو قتل کر دو، اور اگر وہ تحریم کے قائل ہوں تو فی کس اَسّی کوڑے مارو"

۵۴- ابوجَندَل کے نام

اس حکم کے بموجب ابوعُبَیْدہؓ نے مرتکبین کو بلایا اور مجمع عام میں اُن سے دریافت کیا تو انھوں نے تسلیم کیا کہ شراب حرام ہے۔ اُن کو حد لگائی گئی، پبلک میں رسوا ہو کر یہ ایسے شرمندہ ہوئے کہ منہ چھپا کر گھر بیٹھ رہے اور باہر نکلنا چھوڑ دیا۔ صحابی ابوجَندَل زیادہ حساس تھے، ان کا دماغی توازن بگڑ گیا، اس کی خبر سپہ سالار نے عمر فاروق کو دی اور ابوجَندَل کے نام تسلی آمیز خط لکھنے کی سفارش کی :

"عمر کی طرف سے ابوجَندَل کے نام۔ خدا ان لوگوں کی خطا کبھی نہیں معاف کرے گا جو اُس کے ساتھ دوسروں کو شریک کرتے ہیں، اس سے کم درجہ کے خطا داروں کو اگر اس کی مرضی ہوگی تو معاف کر دے گا۔ لہٰذا تم توبہ کرو، سر ندامت اٹھاؤ، باہر نکلو اور مایوس نہ ہو، اللہ عَزَّ وجَلَّ فرماتا ہے: اے میرے بندو جنھوں نے اپنے نفس کے ساتھ زیادتیاں کی ہیں، خدا کی رحمت سے نا امید نہ ہو، وہ ضرور تمھارے سارے گناہ معاف کر دے گا، وہ غَفُوْرٌ رحیم ہے۔

يَا عِبَادِيَ الَّذِينَ أَسْرَفُوا عَلَىٰ أَنفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوا مِن رَّحْمَةِ اللَّهِ ، إِنَّ اللَّهَ يَغْفِرُ الذُّنُوبَ جَمِيعًا ، إِنَّهُ هُوَ الْغَفُورُ الرَّحِيمُ (قرآن کریم) (سیف بن عمر - طبری ۴/۲۲۳)

۵۵ - مسلمانوں کے نام

عمر فاروق کو معلوم ہوا کہ ان شراب نوش غلط کاروں کا دماغی توازن بگڑنے اور ان کے بیرونی دنیا سے ناتہ توڑ گھروں میں بند ہونے کی ایک بڑی وجہ یہ ہے کہ مسلمان اُٹھتے بیٹھتے ان پر لعن طعن کرتے ہیں۔ اس ناروا میلان کو روکنے کے لئے خلیفہ نے یہ ہدایت نامہ بھیجا :-

"آپ لوگوں کو اپنے عمل پر نظر رکھنی چاہیئے، البتہ اگر کوئی خلاف قانون کام کرے تو اس پر گرفت کیجئے لیکن کسی پر لعن طعن نہ کیجئے، ایسا کرنے سے آپ کے اندر اجتماعی خرابیاں پیدا ہو جائیں گی" (سیف بن عمر - طبری ۴/ ۲۲۳)

۵۶ - ابوعبیدہ بن جراحؓ کے نام

مُصنّف عبدالرزّاق کے حوالہ سے ابن عبدِ البرّ اندلسی نے اپنی استیعاب میں ابوجندلؓ کی شراب نوشی سے متعلق بالکل نئے حقایق پیش کئے ہیں، سُنیئے : ابوجندلؓ کے علاوہ شراب نوشی میں دو اور صحابی شریک تھے : ضرار بن خطابؓ اور ابو ازورؓ . ابوعُبَیدہؓ نے ان لوگوں سے جب باز پرس کی تو ابوجندل نے شراب کی اباحت پر یہ آیتیں پڑھیں : مومن نکوکاروں پر کسی چیز کے کھانے سے گناہ نہیں ہوتا اگر وہ خدا سے ڈرتے رہیں اور ایمان و عمل صالح پر قایم رہیں۔ لَيْسَ عَلَى الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ جُنَاحٌ فِيمَا طَعِمُوا إِذَا مَا اتَّقَوا وَآمَنُوا

وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ"۔ ابوعُبَیدہ نے اس واقعہ کی خبر کرتے ہوئے عمر فاروق سے شکایت کی کہ ابوجَندَل نے ان آیات کے ذریعہ میرا منہ بند کرنے کی کوشش کی۔ عمر فاروق نے لکھا :۔

"جس شیطان نے ابوجَندَل کی نظر میں یہ جرم خوش نما بنایا اُسی نے کٹ حجتی کو بھی خوش نما بتا کر ان کے سامنے پیش کیا۔ تم حدِّ شراب لگاؤ۔"

۵۷ ۔ أبوجَندَلؓ کے نام

حد کے نام سے تینوں بھڑکے۔ ابو أزْوَر نے کہا : آج مہلت دیجئے، کل دشمن سے لڑنے جائیں گے، اگر مارے گئے تو ٹھیک ہے اور اگر میدان جنگ سے زندہ لوٹ آئیں تو حد لگا دینا۔ تینوں لڑنے نکلے۔ أزورؓ شہید ہوئے، ضرارؓ اور أبوجَندَلؓ کے حد لگائی گئی۔ أبوجَندَل کی زبان سے یہ الفاظ سنے گئے : میں تو تباہ ہوگیا!" ابوعُبَیدہؓ نے مرکز کو اپنی رپورٹ میں ان الفاظ کا بھی ذکر کیا۔ عمر فاروق نے براہِ راست أبوجَندَلؓ کو لکھا:۔

" جس شیطان نے گناہ کو خوشنما بنا کر تمھارے سامنے پیش کیا، اُسی نے توبہ کرنے سے بھی تم کو باز رکھا۔ حٰمٓ تَنْزِيْلُ الْكِتٰبِ مِنَ اللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْعَلِيْمِ، غَافِرِ الذَّنْبِ قَابِلِ التَّوْبِ الآیۃ"

(استیعاب، حیدرآباد، ہند ۲/ ۶۳۲ - ۶۳۳)

۵۸ ۔ ابوعُبَیدہ بن جرّاحؓ کے نام

ہجرت کے اٹھارویں سال شام میں طاعون پھیلا۔ اس کی ابتداء عَمَواسؔ[1] سے ہوئی جو بیتُ المَقدِس کے قریب ایک قصبہ تھا۔ اس سے

[1] دیکھئے نقشۂ شام مقابل صلا

ہلاک ہونے والوں میں صرف مسلمانوں کی تعداد پچیس ہزار بتائی جاتی ہے۔ بہت سے صحابی اس کی نذر ہوتے جن میں سپہ سالار ابوعُبَیدہؓ، ان کے مُشیرِ خاص مُعاذ بن جَبَلؓ، یزید بن ابی سفیانؓ اور شرحبیل بن حَسَنہؓ چند ممتاز نام ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ ابوعُبَیدہؓ اور مُعاذ بن جَبَلؓ رضا بقضا کے شدت سے معتقد تھے، اور اس لئے طاعون سے بچاؤ اور فرار کے مخالف۔ عمر فاروق کا مسلک ان سے مختلف تھا۔ جب ان کو معلوم ہوا کہ ابوعبیدہؓ شام چھوڑنے کو تیار نہیں ہیں تو انھوں نے خطرہ سے نکالنے کے لئے ان کو یہ فرمان بھیجا:

"سلام علیک۔ ایک معاملہ آن پڑا ہے جس میں تم سے زبانی گفتگو کرنا چاہتا ہوں، سخت تاکید ہے کہ میرا خط پڑھ کر اس وقت تک ہاتھ سے نہ رکھنا جب تک چل نہ دو۔" (راِبن إسحاق طبَری ۴/ ۲۰۱ وطارِق بن شِہاب۔ کنز العُمَّال ۲/۴/۳۲۲، لفظی فرق کے ساتھ)

ابوعُبَیدہؓ اس خط کا اصل مدعا پا گئے اور معذرت لکھ بھیجی کہ چوں کہ میں سپہ سالار ہوں اور اس حیثیت سے مسلمانوں کے دُکھ درد میں شریک، میرے لئے مناسب نہیں کہ اس مصیبت میں ان کا ساتھ چھوڑ دوں، لہٰذا آپ مجھے آنے پر مجبور نہ کیجئے۔"

۵۹۔ أبوعُبَیدہ بن جرّاحؓ کے نام

ابوعبیدہؓ کا خط پڑھ کر حضرت عمر کے آنسو نکل آئے۔ لوگوں نے پوچھا کیا خدا نخواستہ ان کا انتقال ہوگیا۔ بولے: نہیں، مگر سمجھنا یہی

چاہیئے۔ اس کے بعد یہ فرمان بھیجا:۔

"سلام علیک، تم نے مسلمانوں کو جہاں ٹھہرایا ہے وہ نشیبی جگہ ہے، ان کو بلند اور صاف ستھری جگہ لے جاکر رکھو۔"
(ابن اِسحاق - طبری ۴/ ۲۰۱)

۶۰ - خط کی دوسری شکل

"اُرْدُنّ (جہاں تم مقیم ہو) مرطوب اور وبا خیز علاقہ ہے، (اس کے برخلاف) جابِیَہ صاف ستھری، صحت بخش جگہ ہے، لہذا تم مسلمانوں کو لے کر جَابِیَہ چلے جاؤ۔" (غریب الحدیث قاسم بن سَلاّم، مخطوط أزہر یونی ورسٹی لائبریری، قاہرہ ص ۸۲، و لسان العرب، اِبن منظور، بیروت ۱/۴۱ ۲۹۳ د طارِق بن شِہاب، کنز العُمّال ۲/ ۳۲۴)

۶۱ - أبو عُبَیدہ بن جرّاحؓ کے نام

ساحِل شام کے اہم ترین شہر قَیسارِیَّہ کی فتح مورخوں کی ہجرت کے مختلف سالوں میں بتائی ہے: ۱۶ھ، ۱۸ھ، ۱۹ھ اور ۲۰ھ، فتوح الشام واقدی (مصر ۲/ ۲۰) نے فتح کا مہینہ رجب اور سال ۱۹ دیا ہے، بَلاذُری کی رائے بھی ۱۹ھ کے حق میں ہے۔ ذیل کا خط بقول فتوح الشام واقدی أبو عُبَیدہؓ کو لکھا گیا اور ابو عُبَیدہؓ جیسا کہ ہم پڑھ چکے ہیں اور جیسا کہ مشہور ہے ۱۸ھ کے طاعون میں وفات پا چکے تھے، لیکن فتوح الشام واقدی کی رو سے وہ ۱۹ھ اور اس کے بعد کئی سال

زندہ رہتے ہیں۔ اس کتاب کے مطابق ذیل کے خط کا سیاق و سباق یہ ہے کہ ابوعُبَیدہ نے ۱۹ھ میں فتحِ قیساریّہ کی خوش خبری جس شخص کی معرفت بھیجی وہ نہایت پُرتکلّف کپڑوں میں ملبوس تھا جو شکست خوردہ رومیوں کے مالِ غنیمت سے مسلمانوں کے ہاتھ آئے تھے۔ حضرت عمرؓ کو یہ لباس دیکھ کر افسوس ہوا، ان کو یہ خبر بھی ملی کہ عرب زندگی کے تنعمات میں پڑتے جا رہے ہیں:۔

"بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ عبد اللہ عمر بن خطاب کی طرف سے ابو عُبَیدہ عامر بن جرّاح کے نام۔ میں اس خدا کا سپاس گذار ہوں جس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور اُس کے نبی محمدؐ پر درود بھیجتا ہوں۔ مجھے اس خبر سے مسرّت ہوئی کہ خدا نے مسلمانوں کو فتحِ عظیم عنایت کی اور قیصر کے خزانے عطا کئے جن کا رسول اللہ نے وعدہ کیا تھا، عنقریب کسریٰ کے خزانے بھی مسلمانوں کے قبضہ میں آجائیں گے (قیصر و کسریٰ کے خزانے عطا کئے جن کا رسول اللہ نے وعدہ کیا تھا۔ فتوح مصر و أعمالہا از ابن اسحاق اُموی، ۱۲۷۵ء، ص ۳۰۲) مجھے معلوم ہوا ہے کہ (فوج کے) بَدّو عرب لذائذِ دنیوی کے شیفتہ ہوگئے ہیں، دنیا نے اُن کے سامنے اپنی مُحَبّت کا جال بچھا دیا ہے اور انھوں نے فریبِ دنیا کا دامن تھام لیا ہے، جنت کی نعمتوں اور اس کے محلوں کے لطف سے نظر ہٹالی ہے، ساٹن اور ریشم کے کپڑوں میں اِترا کر چلتے ہیں، گیہوں کی روٹی اور حلوہ کھانے لگے ہیں، تن و زبان کی لذّتوں نے آخرت کی طرف سے ان کو غافل کر دیا ہے۔ ابن جرّاح! مجھے یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ وہ

نماز سے بے اعتنائی برتنے لگے ہیں، اور مفروضہ نمازوں کو بھولتے جا رہے ہیں، پورے عزم کے ساتھ ان کی خبر لو، ان کی بے راہ روی پر چشم پوشی سے نہیں، سختی سے کام لو، ورنہ وہ خود تم کو نقصان پہنچانے کے در پے ہوں گے، ان میں سے اگر کوئی اُس فرض کی انجام دہی میں کوتاہی کرے جو اسلام کی طرف سے اس پر عائد ہوتا ہے تو اس کو قانونی سزا دو. تم کو یاد رہے کہ تم حاکم ہو اور ہر حاکم خدا کے سامنے رعیت کی بے راہ روی کے لیے جواب دہ ہے۔ اللہ عز و جلّ فرماتا ہے: اگر ہم دنیا میں ان کو سیادت عطا کریں، تو وہ نماز قایم کریں گے، زکاۃ دیں گے، نیک کاموں کا حکم دیں گے، اور بُرے کاموں سے روکیں گے، إِنْ مَكَّنَّاهُمْ فِي الْأَرْضِ أَقَامُوا الصَّلٰوةَ، وَآتَوُا الزَّكَاةَ، وَأَمَرُوا بِالْمَعْرُوفِ وَنَهَوْا عَنِ الْمُنْكَرِ (قرآن کریم) رسول اللہ نے تمھارے بارے میں فرمایا ہے: أبوعُبَيْدَه اس قوم کے أمین ہیں، پس امانت کا حق پورا پورا ادا کرو، اور جو نماز نہ پڑھے اس کو سزا دو۔ رسول اور ہم باتیں کرتے ہوتے کہ نماز کا وقت آجاتا، تب وہ اور ہم نماز میں ایسے مشغول ہو جاتے گویا نہ وہ ہم کو جانتے ہوں، نہ ہم ان کو۔ رسول اللہ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مسجدوں کو اپنا گھر قرار دیا ہے اور کہا ہے کہ جو لوگ مسجدوں میں عبادت کرتے ہیں وہ میرے مہمان ہیں، اور بڑا خوش نصیب ہے وہ شخص جو گھر پر پاک و صاف ہو کر مجھ سے ملنے آئے! ایسے شخص کی عزت میزبان پر لازم ہے۔ رسول اللہ نے فرمایا ہے:

سارے فرائض خدا نے میرے لئے صرف دنیا تک فرض کئے ہیں، مگر نماز ایسا فرض ہے جس کو آسمان پر ادا کرنے کی بھی تاکید ہے۔ میرا خط پاکر عمرو بن عاصؓ کو حکم دینا کہ وہ اپنے لشکر کے ساتھ مصر پر فوج کشی کریں اور عامر بن ربیعہ اور دوسرے مشائخ صحابہ کو پیش پیش رکھیں، اس کے علاوہ جس قدر فوج ہو سکے ربیعہ اور جُدّ بن صالح کا علاقہ (میسوپوٹامیہ) فتح کرنے بھیجو، خدا سے دعا ہے کہ تمھاری مدد فرمائے، والسلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ" (فتوح الشام واقدی، مصر ۲/۵۶ – ۵۷، و فتوح مصر و أعمالها، ابن إسحاق أُموی ص ۳-۴، لفظی اختلاف کے ساتھ)

۶۲- أبوعُبَیدہ بن جرّاحؓ کے نام

فتوحُ الشام واقدی میں ہے کہ حضرت عمر نے ذیل کا خط شام اور مصر کی فتح کے بعد لکھا۔ مصر کی فتح اکثر عرب مورخوں کی رائے میں ۲۱ھ یا اس کے بعد واقع ہوئی اور جیسا کہ جمہور کا خیال ہے ابوعُبَیدہ ۱۸ھ کے طاعون عَمَواس میں وفات پا چکے تھے۔ اس لئے اس رائے کو نظر میں رکھتے ہوئے فتح مصر یا اس کے بعد أبوعُبَیدہ کا زندہ ہونا صراحۃً محال ہے۔

▪ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم - عبد اللہ عمر امیر المؤمنین کی طرف سے عامر بن جرّاح کو سلام علیک۔ اس معبود کا سپاس گزار ہوں جس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور اس کے نبی محمدؐ پر درود بھیجتا ہوں۔ تم نے کُفّار کو قتل کرنے میں بڑی تن دہی

سے کام لیا اور خدائے جبّار کو خوش رکھنے کی پوری کوشش کی اور ایسے ایسے عمدہ کام کئے جن کا انعام روزِ جزاء تم کو ملے گا۔ فرائض کی انجام دہی میں ہم نے کبھی تم کو تساہل کرتے نہیں دیکھا۔ تم اپنے نبی کے جادہ پر گامزن رہے، اور اسلام کی سربلندی کے لئے جیسا چاہیئے جد و جہد کی۔ خدا تمھاری اور ہماری کوششوں کو قبول فرمائے اور ہماری اور تمھاری لغزشیں معاف کرے۔ میرا یہ خط پاکر عِیاض بن غَنْم کی سرکردگی میں ایک فوج رَبیعہ اور بکر کے علاقہ (میسوپوٹامیہ) کو روانہ کرو۔ مجھے خدائے بزرگ و برتر سے امید ہے امید ہے کہ وہ یہ سرزمین عیاض بن غَنْم کے ہاتھوں فتح کرائے گا۔ میں عیاض کو فہمایش کرتا ہوں کہ خدا سے ڈریں اور اس کی خوشنودی کے لئے ہر ممکن کوشش اور قربانی سے دریغ نہ کریں۔ جہاد کے معاملہ میں قطعاً کوتاہی نہ کریں اور سچے مجاہدوں کے نقش قدم پر چلتے رہیں اور خدا کے اِس فرمان کو جو اس نے سید المرسلین پر نازل فرمایا، سر آنکھوں پر رکھیں: ای نبی کفار اور منافقوں سے جہاد کرو۔ یَاأَیُّهَا النَّبِیُّ جَاهِدِ الْكُفَّارَ وَالْمُنَافِقِیْنَ (قرآن کریم) والسلام علیك وعلی جمیع المسلمین وبرکاتہ" (فتوح الشام واقدی ۲/ ۵۶-۵۷)

۶۳- یزید بن أبی سُفیانؓ کے نام

سنہ ۱۸ھ کے ہولناک طاعون میں ابو عُبَیدہؓ کی وفات ہوئی، مرتے وقت انھوں نے اپنے مخلص دوست اور مشیر مُعاذ بن جَبَل کو اپنا جانشین مقرر کیا، چند دن بعد مُعاذ بھی طاعون کا شکار ہوئے، انھوں نے

عمرو بن عاصؓ کو اپنا جانشین بنایا، لیکن عمر فاروق نے شام کی فوجوں کی کمان اعلیٰ ابوسفیان کے صاحبزادے یزید کے سپرد کی۔ ان یزید میں ایسی خوبیاں تھیں کہ لوگ ان کو یزیدُ الخیر، کہتے تھے (استیعاب ۲/۶۱۰) اَزدی رقمطراز ہیں: یزید سمجھ دار، بردبار اور مہربان آدمی تھے، ہنس مکھ، عافیت پسند، اور مسلمانوں میں بڑے مقبول، پرانے مہاجر اور رسول اللہ کے برگزیدہ صحابی تھے،، (فتوح الشام ص ۲۵۲)

"تم کو معلوم ہو کہ میں نے شام کی کل فوجوں کا تم کو سالار اعلیٰ مقرر کیا ہے، اور فوجوں کو لکھ دیا ہے کہ تم کو اپنا سالار مانیں اور تمھارے حکم کی تعمیل کریں اور کسی معاملہ میں تمھاری صوابدید کی خلاف ورزی نہ کریں۔ جلد از جلد فوجیں مرتب کر کے قَیسَارِیَہ کی طرف پیش قدمی کرو اور اس وقت تک محاصرہ کئے رہو جب تک (رومیوں کا یہ زبردست مرکز) فتح نہ ہو جائے۔ شام کی فتوحات سے اس وقت تک پورا فائدہ نہیں اٹھایا جا سکتا جب تک قَیسَارِیَہ کے (رومی) باشندے سپر نہ ڈال دیں، وہ تمھارے پہلو کا خار ہیں۔ اس کے علاوہ جب تک شام میں ایک شخص بھی قیصر کا مطیع و متبع ہے، وہ شام کا خیال نہیں چھوڑے گا۔ اگر تم قَیسَارِیَہ فتح کر لو گے تو شام سے اس کی توقعات منقطع ہو جائیں گی۔ امید ہے خدائے عظیم و برتر مسلمانوں پر نوازش کر کے قَیسَارِیَہ ضرور فتح کرائے گا۔" (فتوح الشام اَزدی ص ۲۵۰، فتوح اَعثم ص ۵۴، پر بھی اس سے ملتا جلتا خط ہے)

۶۴۔ شام کے فوجی کمانڈروں کے نام

"آپ کو مطلع کیا جاتا ہے کہ میں نے یزید بن أبی سُفیان کو شام کی تمام فوجوں کا سپہ سالار مقرر کیا ہے اور حکم دیا ہے کہ قَیسَارِیَّہ پر چڑھائی کریں۔ ان کے حکم اور صوابدید کے مطابق پوری طرح عمل کیجئے، والسلام" (فتوح الشام أزدی ص ۲۵۰)

۶۵۔ یزید بن أبی سُفیانؓ کے نام

یہ خط کنز العُمّال سے ماخوذ ہے، اس کا سیاق و سیاق نہیں بیان کیا گیا:۔

"ایک لشکر بھیجو اور اس کا جھنڈا قبیلۂ رَبِیعَہ کے کسی لیڈر کو دو، میں نے رسول اللہؐ سے سنا ہے کہ جس لشکر کا جھنڈا کسی رَبِیعِی کے ہاتھ میں ہوگا، وہ کبھی نہیں ہارے گا" (أبو أحمد دہقانی۔ کنز العمال ۷/۱۴۱)

۶۶۔ یزید بن أبی سُفیانؓ کے نام

یہ خط فتح قَیسَارِیَّہ[1] کی خوش خبری پا کر لکھا گیا۔ قَیسَارِیَّہ، صوبۂ فِلَسطِین کی عمل داری میں ساحل سمندر پر ایک اہم تجارتی مرکز تھا۔ اس کا زبردست قلعہ ہفت خوان سے آنکھ ملاتا تھا۔ یہاں مسلمانوں کا شام کے ہر شہر سے زیادہ ممتد اور سخت مقابلہ ہوا، کئی بار اس کا محاصرہ کیا گیا، لیکن اس کے محافظوں نے ہار نہ مانی۔ اس کی ایک وجہ یہ تھی کہ

---

[1] دیکھئے نقشہ شام مقابل صلا

یہاں رومی نسل کے عیسائی بڑی تعداد میں آباد تھے، جن کے سینوں میں آہنی عزم تھا، جن کی وفاداری اپنی حکومت، اپنے مذہب، اپنے مفاد اور اداروں سے شام کی اصلی باشندوں کی نسبت بہت زیادہ تھی، دوسرے قُسطنطنیہ سے سمندر کے راستہ یہاں برابر رسد پہنچتی رہتی تھی۔ قَیسارِیَہ کی فتح مسلمانوں کے لئے ایک پریشان کن مسئلہ بن گئی تھی:-

"واضح ہو کہ تمھارا خط موصول ہوا، حالات معلوم ہوئے، فتحِ قَیسارِیَہ کی خبر پڑھ کر جو شام کی آخری (بڑی) مہم تھی خدائے بزرگ کا بہت بہت شکر ادا کیا۔ الحمد للہ کہ دل کی بے کلی دور ہوئی اور اطمینانِ خاطر نصیب ہوا۔ الحمد للہ کہ روزی کے دروازے تمھارے لئے کھل گئے، تمھارے دشمن ذلیل و خوار ہوئے اور تمھاری آرزو بر آئی۔ ان نوازشوں کے لئے خدائے پاک کا شکر ادا کرو، شکر کرنے سے نعمتیں اور زیادہ ملتی ہیں اور سعادت و کامرانی ہمیشہ برقرار رہتی ہے۔ اور سچ تو یہ ہے کہ خدا کی نعمتیں اتنی ہیں کہ اگر تم ان کا شمار کرنا چاہو تو نہیں کر سکتے۔ وَإِنْ تَعُدُّوا نِعْمَةَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوهَا (قرآن کریم) والسَّلام عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰه" (فتوح أعثم ص ۵۵)

۶۷- عیاض بن غَنْمؓ کے نام

عِیاض ایک ممتاز صحابی، شامی افواج کے ایک بڑے کمانڈر اور ابوعُبَیدہؓ بن جرّاحؓ کے مشیرانِ خاص میں تھے۔ کہا جاتا ہے کہ وہ ان کے چچا یا ماموں زاد بھائی بھی تھے۔ بے نفسی اور ایثار ان کی نمایاں خصوصیت تھی۔ ابن سعد نے اپنی طَبَقَات میں لکھا ہے کہ ابوعُبَیدہؓ نے مرتے وقت ان کو اپنا

جانشین مقرر کیا (دوسرا اور زیادہ مشہور قول ہے کہ جانشین مُعاذ بن جَبَل کو بنایا تھا) عمر فاروق نے یہ تقرر بحال رکھا، پھر کچھ دن بعد فوج کی کمان اعلیٰ یزید بن اَبی سُفیان کے سپرد کی اور عِیاض کو ایک طرف صوبۂ حِمص و قِنّسرِین کا گورنر نامزد کیا اور دوسری طرف جزیرہ یعنی میسوپوٹامیہ پر فوج کشی کی مہم ان کے سپرد کی۔ (فتوح البلدان بلاذری ص۱۷۱) ابن سعد نے اِس ضمن میں یہ دلچسپ اکتشاف بھی کیا ہے کہ عِیاض کو سرکار مدینہ سے گورنری کی تنخواہ ایک دینار یومیہ[۱] ملتی تھی، جس کے ساتھ ایک بکری اور ایک مُد آٹا[۲] (قریب ایک سیر) راشن تھا۔ بقول ابن سعد عمر فاروق نے عِیاض بن غَنْم کو ابوعُبَیدہؓ کے عہدہ پر بحال رکھنے کے لئے یہ مختصر خط لکھا:۔

"میں تم کو ان سب علاقوں کا گورنر بناتا ہوں جو ابوعُبَیْدہ کے زیر انتظام تھے، اُن اصولوں پر عمل کرو جو خدا کی طرف سے تم پر فرض کئے گئے ہیں" (طبقات ابن سعد، جلد ۷، قسم ثانی، ص۱۲۲)

۶۸۔ عِیاض بن غَنْم کے نام

"عبداللہ عمر امیر المؤمنین کی طرف سے عِیاض بن غَنْم کو سلام علیک۔ ہم نے ہمیشہ تم کو مسلمانوں کے مصالح اور جھوں کی سربراہ کاری میں تن دہی سے مصروف عمل پایا ہے، اور تم ہمیشہ مسلمانوں کو عمل صالح کی ترغیب دیتے رہے ہو، تمھارے اسلاف کا بھی یہی ستودہ طریقہ

---

[۲] ایک بکری کا گوشت ساٹھ آدمیوں کے لئے کافی ہوسکتا ہے اور ایک مُد آٹا صرف ایک نفر کے لئے، روٹی سالن کا یہ شدید عدم توازن اگر کاتب کے تصرف بیجا کا مرہون نہیں تو ماننا پڑے گا کہ یہ روایت ضعیف ہے۔ [۱] اس وقت ایک دینار لگ بھگ ساڑھے تیرہ روپئے کا ہوتا ہے۔

تھا، تم کو دنیا میں نیک نامی اور عُقبیٰ میں انعام ایزدی کی بشارت دیتا ہوں۔ تمھارا ظاہر و باطن جب اتنا اچھا ہے تو مجھے قوی امید ہے کہ انشاء اللہ دین و دنیا میں ہمیشہ کامراں رہو گے اور تمھارا ذکرِ خیر باقی رہے گا۔ رومی سرداروں نے جزیرہ میں جو بڑی فوجیں جمع کی ہیں اُن کی اطلاع تم کو ہوئی ہوگی۔ میں چاہتا ہوں کہ اُن سے مقابلہ کے لئے ایک فوج بھیجی جائے جو اُن کو تتر بتر کر دے۔ اِس فوج کا سالار بہادر، دانا، ماہرِ جنگ، اور خدا ترس آدمی ہونا چاہیئے۔ اس معاملہ پر میں نے خود غور کیا اور ممتاز صحابہ سے مشورہ کیا، ہم سب کی متفقہ رائے ہے کہ اس مہم کو تمھارے سپرد کیا جائے، کیوں کہ کوئی دوسرا تم سے بہتر اس کو انجام نہیں دے سکتا۔ اس خط کو پڑھ کر یزید بن ابی سُفیان (کمانڈر ان چیف افواج شام) سے اس قدر فوج جو تمھارے مقصد کے لئے کافی ہو لے لو اور جزیرہ کی طرف روانہ ہو جاؤ۔ اپنا شعار "خوفِ خدا" کو بناؤ اور اُس مالک سے ڈرتے رہو جو تمھارے ظاہر و باطن کا حال ایک سا جانتا ہے۔ تمھارے سامنے جو مسائل اور قضیئے آئیں اُن کو قرآن کی رُو سے طے کرو اور اگر قرآن میں اُن کا حل نہ ملے تو سنت رسول اللہؐ اور ابوبکرؓ کی طرف رجوع کرو۔ دشمن کی کثرت اور اپنی قلت سے دل تنگ نہ ہو، اسلامی فوج بہت سے معرکوں میں دشمن سے کم رہی ہے لیکن فتح اُسی کو نصیب ہوئی۔ تم نے سُنا ہوگا کہ رسول اللہؐ نے جنگِ خندق کے موقع پر ہم سے کہا تھا کہ وہ دن دور نہیں جب خدا کسریٰ اور قیصر کے ملک تمھارے ہاتھوں فتح کرائے گا اور ان

کی دولت سے تم کو بہرہ ور کرے گا۔ تم نے دیکھ لیا عیاضؓ کہ خدا نے رسول اللہ کی پیش گوئی سچ کر دکھائی اور ہم کو کسریٰ اور قیصر کے ملکوں پر تصرف عطا کیا، کُفّار مسلمانوں کے ہاتھوں اسیر و مغلوب ہوئے، سب نے ہماری بالا دستی تسلیم کی اور جِزیَہ دینا منظور کیا، کافروں کا بادشاہ ہِرَقْل شام سے ڈر کر قسطنطنیہ بھاگ گیا ہے۔ یہ سب خدا کی عنایت اور کرم کا نتیجہ ہے اور ہم پر اس کا شکر بجا لانا واجب ہے، ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَاۤءُ وَاللّٰهُ ذُوْ فَضْلٍ عَظِيْمٍ۔ (قرآن کریم) میں نے یزید بن أبی سفیانؓ کو خط لکھا ہے کہ تم کو جزیرہ کی سرزمین میں رومی فوجوں سے نمٹنے کے لئے جس قدر فوج کی ضرورت ہو، تمھارے ساتھ بھیج دیں۔ سعادت ایزدی کی معیت میں جزیرہ روانہ ہو جاؤ اور اِس مہم کی سربراہ کاری میں لگ جاؤ۔" (فتوح أعثم ص ۵۶)

۶۹ ۔ عِیاض بن غَنْمؓ کے نام

۱۸ھ میں جزیرہ پہنچ کر عِیاضؓ نے سب سے پہلے رَقّہ[1] کا قلعہ بند اور اہم شہر بذریعہ صلح فتح کیا، اس کے بعد دوسرے اہم شہر رہا پر چڑھائی کی اور اس پر بھی بذریعہ صلح قبضہ کیا۔ اگلی مہم ابھی شروع نہیں ہوئی تھی کہ شام سے دو ہزار سواروں کی کمک آگئی، اِس کے لیڈر صحابی بُسْرؓ بن أبی أرطَاۃ تھے، انھوں نے عِیاضؓ سے اپنے فوجیوں کے لئے اس مال غنیمت سے حصہ طلب کیا، جو رَقّہ اور رُہا پر چڑھائی کے دوران مسلمانوں کے ہاتھ آیا تھا، عِیاضؓ نے کہا کہ دونوں شہر تمھارے آنے (۷)

---

[1] مقامات کیلئے دیکھئے نقشہ شام مقابل ص۱۲

سے پہلے فتح ہو چکے ہیں اور مال غنیمت میں تمہارا کوئی حق نہیں ہے۔ بُسرؓ کو یہ بات پسند نہ آئی اور انھوں نے برہم ہو کر عیاضؓ سے گفتگو کی۔ عیاضؓ نے کہا مجھے تمہاری مدد کی ضرورت نہیں ہے، تم شام واپس جا سکتے ہو اور چاہو تو یہیں ٹھہرے رہو۔ بُسرؓ غصہ ہو کر شام چلے گئے اور یزید بن أبی سفیانؓ سے جا کر شکایت کی۔ یزید نے شکایتی خط عمر فاروق کو لکھا اور انھوں نے ذیل کا مراسلہ تحقیق حال کے لئے عیاضؓ کو رقم فرمایا:

"مجھے معلوم ہوا ہے کہ یزید بن أبی سُفیانؓ نے بُسرؓ بن أبی أرطاة کی سرکردگی میں ایک فوج شام سے تمہاری مدد کو بھیجی تھی، وہ فوج تم نے لوٹا دی۔ اس فوج کو بھیجنے کا مقصد یہ تھا کہ تمہارے کام آئے، تمہاری عسکری قوت میں اضافہ ہو اور تمہارے دشمن یہ جان کر کہ تمہارے پاس برابر کمک آ رہی ہے، دل شکستہ ہوں اور ہراساں ہو کر جلد تمہارے مطیع و مُنقاد بن جائیں۔ میری سمجھ میں نہیں آیا کہ یہ کمک تم نے کیوں لوٹا دی، اس خط کو پڑھ کر حقیقت حال سے مطلع کرو، والسلام" (فتوح أعثم ص ۵۸)

۷۰۔ عیاض بن غنمؓ کے نام

مذکورہ بالا خط کے جواب میں عیاضؓ نے لکھا: رَقّہ اور رُہا دونوں بُسرؓ کے آنے سے پہلے مسلمانوں کے قبضہ میں آ چکے تھے اور جو سامان ملا تھا وہ بھی تقسیم ہو چکا تھا۔ بُسرؓ نے جب حصّہ مانگا تو میں نے کہا کہ یہ دونوں مقام تمہاری آمد سے پہلے اور تمہاری مدد بغیر فتح ہوئے ہیں، اس لئے مال غنیمت میں تمہارا حق نہیں ہے، تمہاری مدد سے جو مال غنیمت

حاصل ہوگا، اس میں تم کو شریک کیا جائے گا۔ بُسرؓ ناراض ہوگئے، میں ڈرا کہیں مخالفت پر آمادہ نہ ہو جائیں یا فوج میں پھوٹ نہ پڑ جائے جس سے دشمن کا حوصلہ بڑھے اور مہموں کی جلد تکمیل میں دیر ہو، میں ان کی مدد سے بھی بے نیاز تھا، اس لئے میں نے معذرت چاہی اور گذارش کی کہ شام کو واپس چلے جائیں۔ حضرت عمر کو عِیاضؓ کی یہ صفائی پسند آئی، انھوں نے ان کے تدبر کو سراہا اور ذیل کا خط لکھا:۔

"تمھارا خط ملا، اُن اسباب کا علم ہوا جن کی بناء پر تم نے بُسرؓ بن أبي أرطاة اور ان کی فوج کو شام لوٹا دیا، اطمینان ہوا کہ جو روش تم نے اختیار کی معاملہ فہمی پر مبنی تھی، خدائے بزرگ اسلام اور مسلمانوں کی طرف سے تم کو جزائے خیر دے۔ خدا سے دعا ہے کہ جب تک "عمر" زندہ ہے تم کو سرکاری منصب پر بحال رکھے اور جب اس کو موت آئے اور تم ہنوز زندہ ہو، تو وہ اپنے جانشین خلیفہ کو وصیت کرے کہ تم کو سرکاری عہدہ پر بر قرار رکھے اور جب تک تم زندہ ہو تم کو معزول نہ کرے۔ ہر طرح خوش رہو اور فوجی مہموں کی سربراہ کاری میں جیسا کہ تاکید ہے ہر ممکن کوشش سے کام لو، والسلام"۔ (فتوح اعثم کوفی ص ۵۶)

۷۰۔ عِیاض بن غَنْمؓ کے نام

یہ خط ابن عساکر کی تاریخ دِمشق (مُصَوَّر) سے ماخوذ ہے۔ اس کا موضوع یہ ہے کہ عِیاضؓ زمین کا لگان وقت پر مدینہ نہ بھیج سکے تھے اور اس کی وجہ جہاں تک کہ ابن عساکر کے چند لفظی اور مبہم مقدمہ سے ظاہر ہے،

یہ تھی کہ عیاضؓ نے جزیرہ میں لگان کی کوئی شرح مقرر نہیں کی تھی بلکہ وہاں کے زمیں داروں سے یہ طے ہوا تھا کہ لگان کی مقدار زمین کی زرخیزی اور فصل کی حالت پر موقوف ہوگی، اگر فصل اچھی ہوگی تو لگان زیادہ لیا جائے گا اور اگر کسی وجہ سے فصل خراب ہوگی تو لگان میں بھی کمی کردی جائے گی۔ مسلمانوں کی چڑھائی سے جو افراتفری پیدا ہوئی اس کے زیر اثر بہت سی زمینوں کی بر وقت کاشت نہ ہوسکی اور بہت سے کھیتوں کا لگان متعین کرنے کے لئے معائنہ بر وقت نہ ہوسکا، اس لئے لگان کی فراہمی اور اس کے مدینہ بھیجنے میں دیر ہوگئی۔ اس تاخیر کے عمر فاروقؓ اپنے خط میں شاکی ہیں۔ خط کی عبارت کئی جگہ غلط کتابت کی وجہ سے واضح نہیں ہے:-

"تم نے خراج بھیجنے میں دیر کردی، حالاں کہ تم کو معلوم ہے کہ خراج کی مسلمانوں کے لئے کیا اہمیت ہے، اسی کے سہارے وہ اپنے دشمنوں سے لڑتے ہیں اور یہی ناداروں کا ذریعہ معاش ہے۔ تم کو میری اور یہاں کے مسلمانوں کی مالی حالت کا بھی علم ہے (؟) دائما ھو بعض مسوسا (؟) لہذا خراج وصولنے میں چستی اور تیزی سے کام لو، لیکن (کاشتکاروں کے ساتھ تمھارے برتاؤ میں) نہ تو بے جا سختی ہو اور نہ ضرورت سے زیادہ نرمی"

(تاریخ مدینۃ دِمَشق ابن عساکر (مُصوّر) قلم نمبر ۱۶، معہد إحیاءِ المخطوطات العربیۃ، جامِعۃ الدُّوَلِ العَرَبیۃ، قاہرہ)

۲۷- عیاض بن غَنْمؓ کے نام

فتح جزیرہ کے بعد:-

"عبد اللہ عمر أمیر المؤمنین کی طرف سے عیاض بن غنمؓ کو سلام علیک۔
اس خدا کا سپاس گذار ہوں جس نے جزیرہ کا صوبہ مسلمانوں کے ہاتھ فتح کرایا اور ان کی بدحالی کو خوش حالی سے بدلا اور روزی کے دروازے ان پر فراخ کئے۔ اب مجھے ان کی تنگدستی یا افلاس کا ڈر نہیں ہے، بلکہ ڈر اس بات کا ہے کہ کثرتِ دولت سے مغرور ہو کر کہیں تباہ نہ ہو جائیں۔ تم نے جزیرہ کی مہم جس بلیغ کوشش سے پایۂ تکمیل کو پہنچائی اور وہاں جس عمدہ پالسی پر عمل کیا اُس پر خدا تم کو اسلام اور مسلمانوں کی طرف سے جزاء خیر دے گا۔ اس خط کے مضمون سے واقف ہو کر فوج کے ایک بڑے افسر کو جس کے قول اور فعل پر تم کو اعتماد ہو، جزیرہ میں اپنا نائب مقرر کر دو اور خود شام واپس چلے جاؤ، (شام کے سپہ سالار) یزید بن أبی سفیانؓ کی طبیعت ناساز ہے اور تمھارے وہاں پہنچنے سے پہلے اگر اُن کا انتقال ہوگیا تو وہ ملک ضائع ہو جائے گا اور مسلمانوں کا شیرازہ بکھر جائے گا۔ اس لئے جتنی جلد ممکن ہو سکے جزیرہ سے چل دو۔ والسلام"
(فتوح أعثم ص ۶۰)

۳۷۔ معاویہ بن أبی سفیانؓ کے نام

عیاضؓ جزیرہ سے لوٹ کر ابھی اپنے ہیڈ کوارٹر حمص (شام) پہنچے تھے کہ بیمار پڑ کر راہی ملک بقا ہوئے۔ یزید بن أبی سُفیانؓ پہلے سے دمشق (ہیڈ کوارٹر) میں علیل تھے، چند دن بعد وہ بھی چل بسے، بلاذری نے ان کی موت ۱۸ھ کے آخر میں بتائی ہے۔ اُن کے بھائی مُعاویہؓ

شروع ہی سے شام کے مورچہ پر تھے، اور اپنی محنت اور معاملہ فہمی کی بدولت برابر ترقی کی منزلیں طے کرتے رہے، یزیدؓ کی وفات کے وقت وہ قَیْسَارِیَہ فتح کر چکے تھے۔ عمر فاروق نے ان کی کاردانی اور کارگذاری سے متاثر ہو کر یزیدؓ کے بعد اُن کو افواج کا کمانڈر ان چیف مقرر کیا۔ (فتوح البُلدان بَلاذُری، مصر، ص ۱۴۷-۱۴۹ او طَبَری ۴/۲۰۲) اِس حیثیت سے انھوں نے مرکز کے زیر ہدایت اُن ساحلی شہروں کو زیر نگیں کیا جو ہنوز رُومی تصرف میں تھے :-

" بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ عبداللہ عُمرؓ أمیر المؤمنین کی طرف سے مُعاوِیَہ بن أبی سفیانؓ کو، تم کو معلوم ہو کہ خدا تعالیٰ نے اسلام کو سربلند اور معزز کیا اور مشرکوں کو خوار کرکے اپنا وعدہ پورا کر دکھایا، پیغمبرِ خدا نے اپنی امت سے شام اور دوسرے ملکوں کی فتح کی جو پیش گوئی کی تھی اور جبّاروں کے خزانوں اور مال و متاع کے حصول کی جو بِشارت دی تھی وہ پوری ہوئی ۔ ان فتوحات میں خاص طور پر قَیْسَارِیَہ کو اہمیت حاصل ہے جس کا قلعہ مضبوطی اور استحکام میں سارے شام میں بے نظیر تھا، اور جس کو رومی ناقابل تسخیر خیال کرتے تھے ۔ اب غَزَّہ[1] اور عَسْقَلَان (بندرگاہ) اور متعلق بستیوں کی طرف توجہ کرنا ضروری ہے ۔ رسول اللہ نے فرمایا ہے کہ تم شام میں فتوحات حاصل کروگے، میں تم کو دو دلھنوں کی فتح کی بِشَارت دیتا ہوں یعنی غَزّہ اور عَسْقَلَان ۔ آپ نے فرمایا کہ وہ وقت دور نہیں جب مسلمان ساحل سمندر پر آباد ہوں گے، تم کو چاہیے کہ عَسْقَلَان میں ایک عمدہ ساحلی شہر ہے، فروکش

---

[1] دیکھیے نقشہ شام مقابل صہ

ہو، آپ نے یہ بھی فرمایا کہ جب مشرق و مغرب میں خانہ جنگیاں شروع ہوں اور شہروں، قریوں میں رہائش دشوار ہو جائے تو تم کو عَسقَلان میں آباد ہونا چاہیئے، نیز یہ کہ ہر چیز کا ایک عمدہ حصّہ ہوتا ہے اور شام کا عمدہ شہر عَسقَلان ہے۔ خط کا مضمون پڑھ کر بلا تاخیر عَسقَلان پر چڑھائی کر دو، اور اس کو اور اس کے مضافات کو رومی اقتدار سے نکالنے کی ہر ممکن کوشش کرو۔ امید ہے کہ یہ نفیس شہر اور متعلقہ بستیاں خدائے بزرگ تمہارے ہاتھوں فتح کرائے گا۔ عَسقَلان پہنچ کر ہر روز مقامی حالات و وقائع سے مجھ کو مطلع کرتے رہو، والسلام۔" (فتوح أعثم ص ۶۱)

۴۷۔ معاویہ بن أبی سُفیانؓ کے نام

امیر مُعاویہؓ جب شام کے ساحلی شہر (عکّا[۱]، صور، یافا وغیرہ) فتح کر چکے تو مرکز کو لکھا کہ اگر اجازت ہو تو جزیرۂ قُبرُس (Cyprus) پر چڑھائی کروں، "قُبرُس ساحلِ شام سے اتنا قریب ہے کہ وہاں کے "پرندوں کی چہچہاہٹ" سنائی دیتی ہے۔ جزیرہ بہت زرخیز اور قدرتی نعمتوں سے مالا مال ہے۔ بہت سے اقسام کے میوے اور پھل وہاں ہوتے ہیں اور اس پر قبضہ کرنا بھی آسان ہے۔ (فتوح أعثم ص ۶۱) عمر فاروق نے مصر کے گورنر عمرو بن عاصؓ سے سمندری سفر کے بارے میں رائے لی تو انھوں نے خطرات کا مہیب نقشہ کھینچا اور فوج کشی کی مخالفت میں رائے دی۔ حضرت عمر نے امیر معاویہؓ کو لکھا:۔

"تم کو معلوم ہو کہ خدا نے امت محمدؐ کی بہبودی اور غم خواری کا بار

---

[۱] مقامات کیلئے دیکھئے نقشہ شام مقابل صا

میرے کندھوں پر رکھا ہے، اس بار سے عہدہ برآ ہونے کے لئے میں ہر وقت خدا کی مدد کا محتاج اور طالب ہوں۔ میں کسی طرح مناسب نہیں سمجھتا کہ اُن کو سمندر کے خطروں میں مبتلا کردوں اور کشتیوں پر سوار ہو کر جزیرۂ قُبرُس پر چڑھائی کی اجازت دوں۔ پھر بھی مزید اطمینان کے لئے میں نے خود اس معاملہ میں استخارہ کیا اور ان لوگوں کی رائے بھی معلوم کی جو سمندر کے حالات سے واقف ہیں اور سمندری سفر کا تجربہ رکھتے ہیں۔ اُن کی رائے یہی ہے کہ اس خطرناک اقدام سے اجتناب کیا جائے۔ لہذا تم قُبرُس پر چڑھائی کا خیال چھوڑ دو اور پھر کبھی سمندری جہاد کے باب میں خط و کتابت نہ کرنا، والسلام" (فتوح أعثم صـ ۶۲)

۷۵۔ خط کی دوسری شکل

"تمہیں قسم ہے اس ذات کی جس نے محمدؐ کو نبیِّ برحق مبعوث کیا، میں کبھی کسی مسلمان کو سمندر کے سفر پر نہ بھیجوں گا۔"

(سیف بن عمر۔ طبری ۵/۵۱)

۷۶۔ معاویہ بن ابی سفیانؓ کے نام

خط ذیل سے ظاہر ہوتا ہے کہ امیر مُعاویہ نے قُبرُس پر فوج کشی کی پھر درخواست کی لیکن اس کو شرفِ قبولیت اب بھی نہیں بخشا گیا:

"ہم نے سنا ہے کہ ساحلِ شام کے نیچے دنیا کا سب سے لمبا سمندر ہے، جو رات دن خدا سے اس بات کی اجازت مانگتا رہتا

ہے کہ اس کو زمین پر بھنے کی اجازت دی جائے تاکہ وہ اس کو غرقاب کر دے۔ بنا بریں میں کیسے اسلامی لشکر کو ایسے سخت کافر پر سفر کرنے بھیجوں۔ خدا کی قسم، ایک مسلمان کی جان میری نظر میں ساری رومی حکومت سے زیادہ عزیز ہے، خبردار، بحری فوج کشی کی ممانعت میں میرے حکم کی خلاف ورزی نہ کرنا، تم اُس سزا سے واقف ہو جو میں نے علاء (بن حضرمی) کو دی جنھوں نے میری بلا اجازت بحری فوج کشی کی تھی۔

(سیف بن عمر۔ طَبَری

۵/۵۲)

۷۷۔ قیصرِ روم کے نام

مذکورہ بالا دونوں خط (رقم ۷۵، و ۷۶) طَبَری نے ۲۸ھ کے حالات میں درج کئے ہیں، جب حضرت عثمانؓ خلیفہ تھے (۲۳ - ۳۵)۔ اسی سال یعنی ۲۸ھ میں امیر معاویہؓ نے حضرت عثمان کی اجازت سے قُبرُس پر چڑھائی کر کے اُس کو فتح کیا۔ اس ضمن میں طَبَری کے راویوں نے چار مزید خط نقل کئے ہیں اور دعوی کیا ہے کہ عمر فاروق نے قیصرِ روم کو لکھے تھے۔ ان کے سال نگارش کی تصریح نہیں کی گئی، اندازاً ۱۹ھ یعنی فتح قَیسَارِیَہ کے بعد لکھے گئے ہوں گے۔ طَبَری کی عبارت سے ظاہر ہوتا ہے کہ فتح قَیسَارِیَہ کے بعد جو شام میں رومیوں کا آخری گڑھ تھا، قیصرِ روم نے وہاں جارحانہ کارروائی بند کر دی اور مدینہ سے دوستانہ تعلقات پیدا کرنا چاہے، ایک خط میں اس نے عمر فاروق سے

درخواست کی کہ مجھے ایسے دو لفظ لکھ بھیجئے جن میں "سارا علم" سمویا ہو: اُنھوں نے لکھا :-

"رعایا کے لئے وہی بات پسند کرو جو خود اپنے لئے کرتے ہو، اور جو بات خود تم کو پسند نہ ہو وہ ان کے لئے بھی پسند نہ کرو، اگر ایسا کروگے تو مجسمۂ حکمت بن جاؤ گے۔ وَاعْتَبِرِ النَّاسَ بِمَا يَلِيكَ تَجْتَمِعْ لَكَ الْمَعْرِفَةُ كُلُّهَا (۹)

۷۸- دوسری بار قیصر نے ایک شیشی بھیجی اور فرمائش کی کہ اس میں وہ چیز بھر دیجئے جو دنیا میں سب کچھ ہے۔ عمر فاروق نے اس میں پانی بھرا اور لکھا:

"یہ (پانی) دنیا میں سب کچھ ہے۔ (طبری ۵/۵۲)

۷۹- قسطنطنیہ سے اگلی سفارت جب مدینہ آئی تو قیصر نے یہ سوال دریافت کیا: حق و باطل میں کتنا فاصلہ ہے؟ حضرت عمر نے لکھا:

"چار انگل! جو باتیں آنکھوں سے نظر آتی ہیں ان کو حق کہہ سکتے ہیں۔ اور جن باتوں کا عینی مشاہدہ نہیں ہوتا بلکہ بیشتر سنی جاتی ہیں، ان کو باطل" (طبری ۵/۵۲)

۸۰- ایک بار قیصر نے آسمان و زمین اور شرق و غرب کی درمیانی مسافت معلوم کی تو خلیفہ نے لکھا:

" اگر راستہ صاف اور کشادہ ہو تو ایک مسافر اس مسافت کو پانچ سو سال میں طے کر سکتا ہے" (طبری ۵/۵۲)

۸۱۔ معاویہ بن ابی سفیانؓ کے نام

"لوگوں سے پردہ کر کے نہ بیٹھو۔ غریب کو اجازت دو کہ تم سے ملے اور اس کو اپنے پاس بٹھاؤ تاکہ اُس کی زبان کھلے اور ہمّت بڑھے۔ پردیسی کا خیال رکھو، کیوں کہ اگر (فیصلہ کے لئے) اس کو زیادہ رکنا پڑا، ضاق أُذنه (؟) اور اس کا دل ٹوٹ جائے گا اور وہ اپنا حق چھوڑ کر (وطن) لوٹ جائے گا۔"
(ازالۃ الخفاء ۲/۱۸۲ و ۱۹۱ - ۱۹۲۔ اس مضمون کا بیشتر حصّہ خط رقم ۴۲ میں بھی ہے جو پہلے أبوعُبَیدہ بن جرّاح کے نام بیان ہوا۔)

۸۲۔ معاویہ بن ابی سفیانؓ کے نام

"جادۂ حق پر یک سو ہو کر چلتے رہو، ایسا کرنے سے خدا اہلِ حق کے منازل تم پر واضح کر دے گا۔ حق و انصاف کو نظر میں رکھے بغیر کوئی فیصلہ نہ کرو۔" (أبوالحسن بن زَرقَویہ کنزُ العُمّال ۸/۲۰۸)

۸۳۔ سعید بن عامر حِذیمؓ کے نام

مُدَوَّنۃ الکُبریٰ اِمام مالک میں یہ خط نقل ہوا ہے، اس کے راوی عبدالرحمٰن بن غَنَم أشعریؓ کہتے ہیں کہ جب ہم قَیسَاریّہ کا محاصرہ کئے تھے تو یہ خط سعید بن عامر بن حِذیمؓ کے نام موصول ہوا۔ پیشِ نظر رجال اور تاریخ کی کتابوں سے محاذ قَیسَارِیَّہ پر سعید کے سالار ہونے کی مطلق توثیق

نہیں ہوتی، اُن کے بارے میں متفقہ رائے یہ ہے کہ عمر فاروق نے عِیاض بن غَنمؓ کے بعد اُن کو شام کے شمالی صوبہ حمص اور جزیرہ کا گورنر مقرر کیا تھا (دیکھئے طَبَقات ابن سعد جزء ۴، قسم ثانی، ص ۱۴۴، واِصابہ، ۲/۹۴ و فتوح البُلدان بلاذُری ص ۱۸۰، و مُعجم البلدان یاقوت ۳/۹۸ ذکر جزیرہ) میرا خیال ہے کہ خط کے پہلے راوی عبدالرحمن بن غَنم اَشعریؓ نے کہا کہ 'جب ہم قَرقِیسِیار کا محاصرہ کئے تھے، اور یہ نہیں کہا تھا کہ 'جب ہم قَیْسارِیّہ کا محاصرہ کئے تھے'، لیکن چوں کہ دونوں ناموں میں صُوری و صَوتی مشابہت ہے اس لئے کسی راوی یا کاتب نے قَرقِیسِیار کو قَیْسارِیّہ سے بدل دیا۔ جیسا کہ آپ کو معلوم ہے قَیْسارِیّہ شام کے جنوب مغربی ساحل پر فِلَسطِین سے دن بھر کی راہ پر ایک قلعہ بند شہر تھا اور قرقِیسِیار' جزیرہ میں واقع تھا جو شام کے شمال میں ہے۔ اِس بات کی کوئی تاریخی شہادت نہیں ملتی کہ سعید بن عامرؓ قَیسارِیہ کے مورچہ پر کبھی فوجی کمانڈر رہے ہوں۔ اس کے برخلاف جزیرہ سے ان کا گہرا تعلق تھا: ایک بار عِیاض بن غَنمؓ کے سالار اور اُن کے بعد گورنر جزیرہ کی حیثیت سے، لہٰذا اس بات کا غالب قرینہ ہے کہ انھوں نے قَرقِیسِیار کا محاصرہ کیا ہوگا:-

"تم میں سے کوئی (مسلمان) اگر دشمن کے کسی آزاد شخص یا غلام کو امان دے دے تو اس وقت تک وہ امان میں رہے گا جب تک تم اس کو محفوظ جگہ نہ پہنچا دو یا وہ (مسلمان ہو کر) تمھارے ساتھ ٹھہر نہ جائے۔ اگر تم ممانعت کر دو کہ کوئی مسلمان، دشمن کے کسی فرد کو امان نہ دے اور پھر کوئی امان دے دے

یا تو اس وجہ سے کہ اُس کو تمھاری مخالفت کا علم نہ تھا، یا وہ بھول گیا تھا یا دیدہ و دانستہ اُس نے حکم کی خلاف ورزی کی تھی، بہر حال تم دشمن کے اس فرد کو کوئی گزند نہیں پہنچا سکتے، تم کو چاہیئے کہ اس کو حفاظت کی جگہ پہنچا دو اِلاَّ یہ کہ وہ اِسلام لا کر تمھارے ساتھ رہ جائے۔ بندگان خدا کے ساتھ زیادتی نہ کرو، کیوں کہ بلا شبہ تم خدائی فوج دار ہو۔ اگر کوئی مسلمان دشمن کے کسی فرد کی طرف اشارہ کرے کہ آئیں تجھ سے لڑوں اور وہ بات سمجھے بغیر محض اشارہ پر آجائے، تب بھی تم اس کو کوئی گزند نہیں پہنچا سکتے بشرطیکہ تم کو اطمینان ہو کہ وہ اشارہ پر آیا ہے، لیکن اگر تم کو اس بارے میں شک ہو یا تم کو یقین نہیں بلکہ گمان ہو کہ وہ از خود آیا ہے تب اس کو محفوظ جگہ لوٹانے کی ضرورت نہیں بلکہ اس کو ذمی بنا کر جزیہ وصول کرو، اور اگر کیمپ میں یا باہر کے کسی شخص کو جس نے اپنی انفرادیت مخفی رکھی ہو پکڑ لو، تو اس کو نہ تو امان دو اور نہ ذمی بناؤ، اس کے بارے میں ہر وہ فیصلہ جو تم سمجھو مسلمانوں کے بہترین مفاد میں ہے، کر سکتے ہو۔" (مُدَوَّنَۃُ الکُبریٰ، مصر ۱۳۲۴ھ ۱/۴۰۱)

۴۸۔ عُمیر بن سعد انصاری رضی اللہ عنہ کے نام

عُمیر رضی اللہ عنہ ایک فوجی لیڈر، صحابی اور ایک بدری صحابی کے صاحبزادے تھے۔ آپ نے اوپر پڑھا کہ عِیاض بن غَنم رضی اللہ عنہ جب جزیرہ فتح کر کے یزید بن اَبی سُفیان رضی اللہ عنہ سے شام کی سپہ سالاری کا چارج لینے آرہے تھے

تو ابھی اپنے ہیڈ کوارٹر حمص ہی پہنچے تھے کہ موت نے آ دبایا، شام کی سپہ سالاری تو خلیفہ نے یزیدؓ کے چھوٹے، بھائی امیر معاویہ کو سونپ دی لیکن صوبۂ حمص کی گورنری پر ایک صحابی سعیدؓ بن عامر بن حِذیم کو مقرر کیا۔ زیادہ دن نہ گذرے تھے کہ سعیدؓ نے بھی داعی اجل کو لبیک کہا (۲۰ھ) ان کے جانشین عُمیرؓ بن سعدؓ ہوئے (طَبقات ابن سعد جزء ۲، قسم ثانی ص ۱۳۵) ایک سال گذر گیا لیکن عُمیَرؓ نے اپنے صوبہ کے حالات کی نہ تو کوئی رپورٹ مرکز کو بھیجی اور نہ خراج۔ حضرت عمر کے دل میں وسوسے پیدا ہوئے اور انھوں نے عُمیَرؓ کو یہ خط لکھا:۔

"میرا خط پڑھتے ہی چل دو، جتنا خراج وصول کیا ہو ساتھ لے لینا؛" (ازالۃ الخفاء ۲/۲۰۳)

۵۰۔ عُمیرؓ بن سعدؓ کے نام

ہمارے بعض مورخوں کی رائے ہے کہ عِیاض بن غَنم فاتح جزیرہ نے وہاں کے باشندوں سے نقد اور جنس دونوں میں جزیہ وصول کیا۔ ایک دینار (دس روپیے) نقد، کئی من گیہوں، ایک مقررہ مقدار زیتون کا تیل اور شہد یا سرکہ۔ کچھ عرصہ یہ بندوبست چلتا رہا۔ جب عُمیرؓ بن سعد جزیرہ کے گورنر ہوئے تو عمر فاروق نے جزیہ میں غلہ وغیرہ لینا بند کر دیا اور اُس کی شرح ایک دینار سے بڑھا کر چار دینار کر دی (چالیس روپیے سالانہ):۔

"جزیرہ کے ہر شخص (یعنی مکلف جزیہ سے) پر چار دینار جزیہ لگاؤ،"

جزیہ لگاؤ، جیسا کہ مالکانِ زر پر ہے (یعنی جو مال دار ہیں اور جن کا پیشہ زراعت نہیں تجارت ہے)۔" (فتوح البلدان بلاذری ص ۱۷۸)

اس خط سے ایک بات واضح ہوتی ہے اور ایک اعتراض بھی اس پر وارد ہوتا ہے۔ واضح یہ ہوتا ہے کہ خوش حال لوگوں پر جزیہ چار دینار تھا اور زراعت پیشہ لوگوں پر ایک دینار مع غلہ کے، اعتراض یہ ہے کہ اس خط سے امیر، غریب سب کے لئے جزیہ کی ایک شرح یعنی چار دینار ظاہر ہوتی ہے جب کہ عراق و شام کے نئے مفتوحہ ملکوں میں جزیہ کی شرحیں تین تھیں۔ مالداروں سے اڑتالیس درہم، متوسط درجہ کے لوگوں سے چوبیس اور معمولی لوگوں سے بارہ درہم، یاقوت نے اپنی قیمتی کتاب مُعجم البلدان میں لکھا ہے کہ عمر فاروق نے جزیہ بہ شکل جنس، اس لئے بند کیا کہ اس سے جزیرہ کے لوگ ناخوش تھے غالباً زیادہ زیر باری کی وجہ سے، یاقوت نے یہ تصریح بھی کی ہے کہ جزیرہ میں اڑتالیس، چوبیس اور بارہ درہم کی تینوں شرحیں رائج تھیں۔ (معجم البلدان ۹۹/۳)

۸۶۔ اہلِ رُعاش کے نام

صحابی یَعلیٰ بن مُنیہ (یا اُمیّہ) کو رسول اللہ نے ۸ھ میں یمن کے بڑے ضلع جَنَد کا گورنر مقرر کیا تھا۔ بعد میں کل یمن اُن کی تحویل میں آگیا اور وہ ۳۶ھ تک جب حضرت علیؓ نے اُن کو معزول کیا گورنر رہے بعض مورخوں کی رائے ہے کہ عمر فاروق نے خلیفہ ہو کر جو اولین قدم اُٹھائے ان میں سے ایک یہ تھا کہ انھوں نے یَعلیٰ کو نجران اور اس کے آس

پاس کی وادیوں پر جہاں بہت سی عرب بستیاں تھیں گورنر بنا کر بھیجا اور حکم دیا کہ نجران[1] کے عیسائیوں کو جلا وطن کر دیں۔ بعض دوسرے مورخوں کی رائے ہے کہ جلا وطنی خلافت کے دو ڈھائی برس بعد عمل میں آئی۔ یہاں یہ بتا دینا مناسب ہے کہ اہلِ نجران سے متعلق عمر فاروق کے ذیل کے پہلے دو مراسلوں کا سیاق و سباق واضح نہیں ہے اور نہ وہ اس تاریخی پسِ منظر سے ہم آہنگ ہیں جو تاریخ ہمارے سامنے پیش کرتی ہے۔ یاقوت نے اپنی معجم البلدان میں رُعاش نام کی کسی جگہ کا ذکر نہیں کیا۔ ھمدانی کی "صِفَةُ جزیرۃ العرب" سے ظاہر ہوتا ہے کہ نجران کی متعدد زرخیز وادیوں میں سے ایک وادی رُعاش تھی (صفۃ جزیرہ العرب، لیدن ۱۸۸۴ء ص ۱۶۹)۔ ابن سلّام ناقلِ خط کا خیال ہے کہ اہلِ رُعاش سے مراد نجران کے عیسائی ہیں۔ ان کی رائے ہے کہ نجرانی عیسائیوں کو جلا وطن کرنے کا سبب یہ تھا کہ وہ مرتد ہو گئے تھے۔ اپنے اس دعوے کے ثبوت میں انھوں نے یہ خط بیان کیا ہے :-

"بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ عمر أمیر المؤمنین کی طرف سے اہلِ رُعاش کو سلام علیک۔ میں اُس ذات کا سپاس گذار ہوں جس کے سوا کوئی اور عبادت کے لائق نہیں، تم نے مسلمان ہونے کا دعویٰ کیا، پھر مرتد ہو گئے۔ تم میں سے جو ارتداد سے توبہ کر لے اور صالح مسلمان ہو جائے، اس کو ارتداد کی سزا نہیں ملے گی اور ہم اس کے ساتھ اچھا سلوک کریں گے۔ خدا اور عاقبت کو یاد کرو اور تباہی سے بچو، تم میں سے اسلام لانے والوں کو خوش

(۸)

[1] دیکھیے نقشہ نمبر۱ مقابل صہ۱

ہونا چاہیئے، اور جو عیسائیت پر اڑا رہے گا وہ ماہ صوم کی آخری تہائی کے بعد
اگر نجران میں ٹھہرا تو اسلام کی امان سے محروم کر دیا جائے گا۔
واضح ہو کہ یَعلیٰ (بن مُنیَہ) نے مجھے لکھا ہے کہ انھوں نے نہ
تو کسی کو اسلام لانے پر مجبور کیا اور نہ کسی کو ستایا اِلّاَ اَنْ
یَکُوْن قَسْرًا جَبْرًا وَعِیْدًا لَمْ یُنفَذْ اِلَیْہِ مِنْہ شیئٌ (؟) میں
نے یَعلیٰ کو حکم دیا ہے کہ تم سے پیداوار کا آدھا لگان لیں۔ جب
تک تمہارا طرزِ عمل ٹھیک ہے میں ہرگز تم کو زمینوں سے بے دخل
نہیں کروں گا۔" (کتاب الأموال قاسم بن سَلّام ص ۹۹)

اہلِ نجران کو اس خط کا مخاطب ماننے سے سنگین پیچیدگیاں پیدا ہوتی ہیں۔ ان میں سے چند کی طرف یہاں اشارہ ضروری ہے۔ سنہ ۱۰ھ میں جب نجران کے عیسائیوں نے اسلام لانے سے انکار کیا تو رسول اللہؐ نے ایک سالانہ رقم کے عوض اُن کی جان، مال اور مذہب کی ضمانت کر لی تھی۔ کسی عربی ماخذ سے یہ ظاہر نہیں ہوتا کہ ان عیسائیوں نے رسول اللہؐ یا اُبوبکر صدیق کے عہد میں اسلام قبول کیا اور پھر مرتد ہو گئے۔ تاریخی شہادت صاف صاف یہ ہے کہ وہ اپنے مذہب اور معاہدہ پر قایم رہے۔ اگر وہ اسلام لے آتے تب تو معاہدہ از خود منسوخ ہو جاتا، حالاں کہ ایسا نہیں ہوا، اُس کی تجدید خلفائے راشدین، پھر خلفائے بنی اُمَیَّہ اور اُن کے بعد خلفائے عبّاسی کے دور میں برابر ہوتی رہی جیسا کہ تاریخ گواہ ہے۔ اگر وہ قبُول اسلام کے بعد مُرتَد ہو جاتے تب تو بزورِ شمشیر اُن کو مسلمان بنایا جاتا جیسا کہ سارے عرب مرتدوں کو اُبوبکر صدیق نے بنایا۔ دوسری بڑی پیچیدگی اس خط میں زراعتی لگان سے (۸)-

پیدا ہوتی ہے۔

اہلِ نجران کے معاہدۂ رسولؐ میں زراعتی لگان کا مطلق ذکر نہیں ہے جس کے معنی یہ ہیں کہ نجران کے عیسائی اس سے سبکدوش تھے، اندریں صورت عمر فاروق کو کب یہ حق تھا کہ معاہدہ کے حدود سے تجاوز کرکے ایک ٹیکس کا اضافہ کرتے۔ اس کے علاوہ ٹیکس کی شرح بالکل بے قاعدہ ہے۔ جہاں تک مجھے معلوم ہے رسول اللہؐ نے نہ تو پیداوار کا کبھی آدھا لیا اور نہ اُن کے جانشین ابوبکر صدیق نے۔ رسول اللہ نے یمن کے مسلمان دیہاتوں سے (نجران کے نہیں) کنوئیں سے آب پاشی کی صورت میں پیداوار کا بیسواں اور بارش سے آب پاشی کی صورت میں دسواں حصہ وصول کیا تھا (دیکھئے رسول اللہ کا مُعاذ بن جَبَلؓ اور عمرو بن حزم انصاریؓ کے نام مراسلہ، کتاب الأموال ابن سَلّام ص۲، وسیرۃ ابن ہِشام، مصر (اڈیٹر محمد محی الدین) ۴/۲۶۵ - ۲۶۶) حیرت ہے کہ خط کی یہ صریح کمزوریاں ابن سَلّام جیسے عالم کی نظر سے کس طرح پوشیدہ رہیں۔ خط میں جو معنوی تناقض ہے اُس کا ادراک قارئین خود کر سکتے ہیں۔

۸۷۔ کتاب الأموال میں خط کی روایت مشہور بصری فقیہ ابن سیرین (متوفی ۱۱۰ھ) کی طرف منسوب کی گئی ہے، یہی ابن سیرین کنز العمال میں خط کا مضمون ان چند لفظوں میں بیان کرتے دکھائے گئے ہیں:-

"میں نے یَعْلیٰ کو فہمائش کر دی ہے کہ تم میں سے جو مسلمان ہو جائے اس کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آئیں، اور ان کو حکم دیا ہے

کر پیداوار کا آدھا وصول کریں، جب تک تمھارا طرزِ عمل ٹھیک ہے میں تم کو نہیں نکالوں گا۔" (کنز العمال ۲/۳۱۲)

۸۸۔ یعلیٰ بن منیہؓ کے نام

الجھنوں اور تناقض سے بھرا ایسا ہی ایک خط قاضی ابو یوسفؒ نے اپنی کتاب الخراج میں نقل کیا ہے۔ اس کے مخاطب اور راوی یعلیٰ کہتے ہیں کہ عمر فاروق کی طرف سے جب میں نجران کے دیہاتوں کا ٹیکس کلکٹر ہو کر آیا تو یہ فرمان موصول ہوا :۔

"اُس ساری اراضی کو سرکاری نگرانی میں لے لو جس کے مالک جلا وطن ہو گئے ہوں، جس شوریلی زمین کی سنچائی باڑھ یا سیلاب سے ہوتی ہو اور اس میں کھجور اور دوسرے پھل دار درخت کے باغ ہوں تو یہ اہلِ نجران کو دے دو تاکہ وہ اس کی داشت پرداخت کریں اور سینچیں۔ اس زمین کی پیداوار کا دو تہائی حصہ عمر اور (عام) مسلمانوں کے لئے وصول کیا جائے اور ایک تہائی (بطور حق محنت) زمینداروں کے پاس چھوڑ دیا جائے۔ شوریلی زمین (کے باغوں کی) آب پاشی اگر ڈول سے ہو تو باغ والوں کا حصہ دو تہائی ہوگا۔ عمر اور مسلمانوں کا ایک تہائی۔ (باغوں کے علاوہ) جلا وطن ہونے والوں کی شوریلی زمین بھی اہلِ نجران کو کاشت کرنے کے لئے دے دو، اس کی آب پاشی اگر دریا یا بارش سے ہو تو اس کی پیداوار کا ایک تہائی کاشت کرنے والوں اور دو تہائی عمر اور مسلمانوں کا حق ہے، اور اگر آب پاشی ڈول سے ہو تو پیداوار کا دو تہائی کاشت کرتے والوں

کا اور ایک تہائی عمر اور مسلمانوں کا۔" (کتاب الخراج ص ۷۰)

اس خط کی پہلی الجھن، اَرض بیضاء، سے پیدا ہوتی ہے جس کے معنی بنجر، شوریلی زمین کے ہیں، یہ لفظ خط میں کئی بار آیا ہے۔ لسان العرب نے ارض بیضاء کے معنی لکھے ہیں" وہ زمین جس میں درخت اور کھیتی نہ ہو، لیکن خط ارض بیضاء میں آب پاشی، باغوں اور فصلوں کے وجود کو تسلیم کرتا ہے، دوسری الجھن لگان کی انوکھی اور غیر مسنون شرح ہے۔ قاضی اَبو یوسف نے اس خط پر نہ تو کوئی تبصرہ کیا ہے اور نہ اس سے کوئی قانونی استنباط کیا ہے، بلکہ اس پر محض اپنے اس باب کا خاتمہ کیا ہے جو اہلِ نجران سے حکومتِ اسلام کے تعلقات پر انھوں نے سپرد قلم کیا ہے۔ معلوم ہوتا ہے وہ خود اس خط سے حیران ہیں، لیکن اس پر رائے زنی خلافِ مصلحت سمجھتے ہیں۔

۸۹۔ شام و عراق کے گورنروں کے نام

یہ ہے وہ مشہور خط جو مؤرخین اسلام نے نجران کے عیسائیوں کی جلا وطنی سے متعلق نقل کیا ہے، جلا وطنی کے مختلف اسباب بیان کیے گئے ہیں۔ مثلاً یہ کہ بستر مرگ پر رسول اللہؐ نے فرمایا تھا کہ جزیرۂ عرب میں اسلام کے علاوہ اور کوئی مذہب نہیں رہنا چاہیے، مثلاً یہ کہ نجرانیوں سے رسول اللہؐ کے معاہدہ کی ایک دفعہ یہ تھی کہ وہ سود کھانا چھوڑ دیں گے، اس پر انھوں نے کئی برس عمل کیا لیکن عمر فاروق کے عہد میں پھر کھانا شروع کر دیا، مثلاً یہ کہ ان کی تعداد بہت بڑھ گئی تھی اور انھوں نے اتنے ہتیار اور گھوڑے جمع کر لئے تھے کہ یمن کے مسلمانوں

اور سرکار مدینہ کو خطرہ ہو گیا تھا کہ کہیں حملہ نہ کر دیں۔ ان اسباب میں پہلا سبب سب سے زیادہ ضعیف ہے، کیوں کہ مرتے وقت اگر رسول اللہؐ عیسائیوں کے نکالنے کی وصیت کر جاتے تو ابو بکر صدیقؓ اس کو پورا کرنا اپنا اولین فرض سمجھتے جس طرح انھوں نے اُسامہ بن زیدؓ کی مہم کو جو رسول اللہؐ کی علالت اور موت کی وجہ سے ٹل گئی تھی خلاف مصلحت ہونے کے باوجود پورا کر دیا تھا۔ یہ خط امرائے عراق و شام کے نام ہے اور جیسا کہ قارئین جانتے ہیں یہ دونوں ملک یا ان کے بیشتر حصہ سنہ ۱۶ھ سے پہلے اسلامی قبضہ میں نہیں آیا، بنا بریں سیف بن عمر اور ان کے شیوخ کی یہ رائے دل کو مطمئن نہیں کرتی کہ عمر فاروق نے سنہ ۱۳ھ میں خلیفہ ہوتے ہی یَعلیٰ بن مُنیہؓ کو نجرانیوں کی جلا وطنی پر مامور کیا۔

■ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ یہ دستاویز عمر أمیر المؤمنین نے اہل نجران کے لئے لکھی ہے کہ اُن میں سے جو کوئی (؟) اپنا گھر بار چھوڑ کر چلا جائے گا وہ خدا کی امان میں رہے گا، کوئی مسلمان اس کو نقصان نہیں پہنچائے گا اور اُس عہد کا پوری طرح پاس کیا جائے گا جو پیغمبر محمدؐ اور أبو بکرؓ نے اُن سے کیا تھا، واضح ہو کہ امرائے عراق و شام میں سے جس کسی کے پاس نجران کے عیسائی جائیں گے وہ ان کو کاشت کے لئے زمین دیں گے اور جتنی زمین وہ جوت بو لیں گے وہ 'صَدَقَۃٌ لِوَجہِ اللہ' اور نجران میں چھوڑی اراضی کے عِوَض ان کی ہو جائے گی، اس کو جوتنے بونے اور اپنے تصرف میں رکھنے سے کوئی ان کے آڑے نہ آئے گا اور نہ ان سے کوئی ٹیکس یا لگان لیا

جائے گا ، اگر کوئی (غیر مسلم) ان پر ظلم و ستم کرے تو جو مسلمان موقع پر ہوں ان کا فرض ہے کہ نجرانیوں کی حمایت کریں کیوں کہ اسلام نے ان کی حفاظت کا ذمہ لیا ہے ۔ نئی جگہ آنے کے چوبیس ماہ تک جزیہ سے بھی ان کو معافی دی جاتی ہے وَلَا یُکَلَّفُوْا اِلَّا مِنْ صُنْعِهِم الْبِرّ (؟) ان کے ساتھ نہ ظلم کیا جائے گا نہ زیادتی "

(کتاب الخراج ابو یوسف ص ۷۳)

۹۰ ۔ خط کی دوسری شکل

" واضح ہو کہ شام و عراق کے جس گورنر (دوسری روایت ۔ جن لوگوں) کے پاس بھی نجرانی پہنچیں ان کو چاہیئے کہ نجرانیوں کو زمین کاشت کرنے کی اجازت دیں اور جتنی زمین وہ جوت بو لیں ان کی ملکیت ہو جائے گی ، مالک کی خوشنودی کی خاطر اور ان کی چھوڑی زمین کے بدلہ میں " (کتاب الاموال بن سلّام ص ۱۸۹ و فتوح البلدان بلاذری ص ۷۷)

۹۱ ۔ یَعْلَیٰ بن مُنْیَہ رضؓ کے نام

یَمَن کے پایۂ تخت صَنْعاء[1] میں ایک عورت تھی جس کا ایک لڑکا تھا ۔ اُس کا خاوند کہیں سفر پر ایسا گیا کہ پھر نہ لوٹا ۔ عورت کا کچھ بُرے لوگوں سے ناجائز تعلق ہو گیا ۔ اس خوف سے کہ کہیں لڑکا خفیہ ملاقاتوں کا بھانڈا نہ پھوڑ دے ، ان لوگوں نے اس کو قتل کر دیا ۔ صنعاء کے مشہور محل غُمدان کے کھنڈر میں ایک کنواں تھا اس میں لڑکے کی

---

[1] دیکھئے نقشہ ۱ متابل ص۱

لاش پھینک دی۔ عورت نے یَعْلیٰ بن مُنْیَہ کو آکر خبر دی کہ میرا لڑکا لاپتہ ہوگیا ہے۔ یَعْلیٰ نے ایک عام جلسہ میں لوگوں سے اپیل کی کہ لڑکے کو تلاش کر کے لائیں۔ ایک شخص کا گذر غُمدان کے کنوئیں سے ہوا تو اس نے بہت سی نیلی مکھیاں کنوئیں میں آتی جاتی دیکھیں، اس کو شبہ ہوا اور اس نے کنوئیں میں جھانکا تو ناک نہ دی گئی۔ وہ یَعْلیٰ سے ملا اور کہا کہ غالباً لڑکا غُمدان کے کنوئیں میں مرا پڑا ہے۔ لوگ اُتارے گئے تو لڑکے کی لاش ملی۔ مجرمین نے قتل کا اعتراف کیا، اور راوی کہتا ہے کہ عورت نے بھی اقرار کیا کہ میں سازش میں شریک تھی۔

واقعہ کی رپورٹ مدینہ بھیجی گئی تو خلیفہ نے لکھا:-

"اُن سب کو قتل کی سزا دو جو قتل میں شریک ہوں، اگر صَنعار کے سب باشندوں نے قتل کی سازش کی ہوتی تو بلا شبہ میں سب کو قتل کر دیتا۔"

۹۲۔ خط کی دوسری شکل

"اِن سب کی گردن مار دو اور ان کے ساتھ عورت کو بھی قتل کر دو، اگر صنعار کے سب لوگ اس کے قتل میں شریک ہوتے تو میں سب کو قتل کر دیتا۔" (سُنَنَ دَارْقُطْنِیْ، ہند، ص ۴۷۴)

۹۳۔ یَعْلیٰ بن مُنْیَہ کے نام

یَمَن میں کئی خوشبودار چیزیں ہوتی تھیں جن میں ایک عنبر تھا یہ پُر اسرار مادہ عَدَن اور مُخا کے درمیانی ساحل پر ملتا تھا جہاں جنوبی

ہوائیں لاکر اس کو ڈالتی تھیں (اَحْسَنُ التَّقَاسِیم، تالیف مَقْدِسی، لیدن ۱۹۰۶ء م ص ۱۰۲) ایک شخص نے کافی مقدار میں عنبر پایا، گورنر کو اس کا علم ہوا تو وہ فیصلہ نہ کر سکے کہ اس پر محصول لیا جائے یا نہیں، انھوں نے مرکز سے رجوع کیا تو یہ جواب آیا :-

"عنبر تحفۂ خداوندی ہے۔ اس پر اور سمندر سے جو کچھ برآمد ہو، پانچواں حصہ محصول لیا جائے۔"

۹۴- یہ کتاب الخراج (ص ۷۰) کی روایت ہے۔ قاسم بن سلّام نے کتاب الأموال میں جو خط بیان کیا ہے اس میں دسواں حصہ لینے کا حکم ہے۔ خط کے الفاظ یہ ہیں :-

"سمندر سے جو موتی اور عنبر برآمد ہو اس پر دسواں حصہ محصول لیا جائے۔" (کتاب الأموال ص ۳۴۸)

۹۵- سفیان بن عبداللہ الثقفیؓ کے نام

سُفیان بن عبداللہ ۱۵ھ میں طائف کے گورنر مقرر ہوئے، انھوں نے عمر فاروق کو لکھا کہ طائف کی عمل داری میں کثرت سے شہد کے چھتے ہیں، ان کے مالک رسول اللہ کو شہد کا دسواں حصہ بطور ٹیکس دیتے تھے، جس کے بدلہ میں رسول اللہ نے ان کے چھتے سرکاری حفاظت میں لے لئے تھے۔ ان لوگوں نے اب ٹیکس تو بند کر دیا ہے، لیکن چاہتے ہیں کہ ان کے چھتے بدستور سرکاری حفاظت میں رہیں، آپ کی کیا رائے ہے؟ عمر فاروق نے لکھا :-

"چھتوں کے مالک حسب سابق اگر اتنا ٹیکس ادا کریں جو رسول

اللہ کو دیتے تھے تب تو ان کے چھتوں کو سرکاری حفاظت میں لے لو ورنہ نہیں۔" (عمرو بن شعیب۔ کتاب الخراج ابو یوسف ص ۵۵۔ ۵۶ و فتوح البلدان بلاذری ص ۶۸)

۹۶۔ خط کی دوسری شکل

"اگر وہ شخص دسواں حصہ جو رسول اللہ کو دیتا تھا ادا کرتا ہے تب تو اس کی وادی سلبہ کی حفاظت حکومت کی طرف سے کی جائے ورنہ نہیں، شہد بارش سے پیدا ہونے والے پھول پتیاں چوس کر مکھیاں بناتی ہیں، (انسانی محنت کو اس میں دخل نہیں) اس لئے جو چاہے اس کو کھا سکتا ہے۔" (سُنن أبی داؤد، مصر ۱۰۹/۲، و نصب الرأیہ لأحادیث الہدایہ، مصر ۳۹۰/۲، و لسان العرب بیروت اڈیشن ۳۸۲/۳ (لفظی فرق اور کمی بیشی کے ساتھ) و کنز العُمّال ۳۰۳/۳ و إزالۃ الخفاء ۱۰۱/۲)

متعدد کتابوں میں جن میں سُنَن أبی داؤد بھی شامل ہے، خط کے مخاطَب کا نام سُفیان بن وَھب بتایا ہے جو غلط ہے، صحیح نام سُفیان بن عبداللہ ثقفی ہے۔ (دیکھئے استیعاب، مصر ۵۶۰/۲ و طبری ۴۲/۵)

۲۔ محاذِ عراق و فارس

۹۷۔ مثنیٰ بن حارثہؓ اور دوسرے سالاروں کے نام

سیف بن عمر اور اُن کے شیوخ کی رائے ہے کہ ابوبکر صدیق کے عہد میں (۱۲ھ سے ۱۳ھ تک) خالد بن ولیدؓ اور ان کے دست راست اور سرحد عراق کے اولوالعزم قبائلی لیڈر مُثنّٰیؓ بن حارثہ شَیبانی نے خلیج بصرہ کے ساحلی شہر کاظمہ سے لے کر حیرہ تک زیرین اور وسطی عراق کا کافی علاقہ جو دیہاتوں اور حکومتِ ایران کے فوجی اڈوں پر مشتمل تھا، فتح کر لیا تھا۔ ربیع الاول ۱۳ھ میں سرکار مدینہ کی طرف سے خالد بن ولیدؓ کو شام کے محاذ پر جانے کا حکم ملا اور وہ اپنی کمان مُثنّیٰؓ کو سونپ کر دِمشق چلے گئے۔ ایران میں اس وقت سخت سیاسی انتشار تھا، تخت پر کوئی مضبوط بادشاہ نہ تھا، حکومت کی باگ ڈور فوجی افسروں کے ہاتھ میں تھی، جو آپس میں لڑ رہے تھے۔ مُثنّیٰؓ نے ان حالات سے فائدہ اُٹھانے کی ٹھانی۔ وہ ابوبکر صدیق کے پاس خود مدینہ حاضر ہوئے اور ایرانی حکومت کی کمزوری اور وہاں کی خانہ جنگی کا ذکر کر کے عراق پر باقاعدہ فوج کشی کی اجازت مانگی اور رسد طلب کی۔ اُن کے آنے کے چند دن بعد ابوبکر صدیق رحلت کر گئے۔ حضرت عمر نے خلیفہ ہو کر سب سے پہلا کام یہ کیا کہ عراق کے لئے ایک فوج تیار کی اور صحابی أبو عُبید ثَقَفی کی قیادت میں اس کو روانہ کیا۔ مُثنّیٰ بن حارثہ ان سے پہلے پہنچ گئے اور فرات و دجلہ کے درمیانی

دیہاتوں پر ترکتازی شروع کردی۔ چند دن بعد جب ابو عُبَید آئے تو فارسی فوجوں سے ان کے کئی کامیاب مقابلے ہوئے، لیکن ایک لڑائی میں جو "یومُ الجسر" (پُل کی لڑائی) کے نام سے مشہور ہے (آخر رمضان ۱۳ھ) ابو عُبَید نے اپنے ساتھیوں کے مشورہ کے برعکس تَہَوُّر اور بے احتیاطی سے کام لیا اور لڑتے ہوئے مارے گئے، مسلمانوں کو شکست فاش ہوئی، چار ہزار مسلمان قتل یا غرق ہوئے۔ خوش قسمتی سے اس وقت ایران میں پھر پھوٹ پڑ گئی اور "جنگ جسر" کے فاتح سالار واپس بلا لئے گئے، اور ایرانی حکومت کی توجہ عربوں کی طرف سے ہٹ گئی۔ معرکۂ جسر کے بعد مرکز سے کئی چھوٹی چھوٹی فوجیں آئیں جن کی مدد سے مثنّیٰ نے فارسیوں کو کئی لڑائیوں میں پسپا کیا۔ حالات سازگار دیکھ کر انھوں نے اب بڑے پیمانہ پر سواد (دِجلہ۔ فرات اور اُن سے نکلنے والی بہت سی نہروں سے سیراب ہونے والا علاقہ) بالائی اور زیریں عراق میں دہشت انگیزی اور ترکتازی شروع کردی۔ بغداد[1]، ساباط اور تکرِیت کے شہر اُن کی دست برد میں آگئے اور ایران کے عراقی پایۂ تخت مدائن پر خطرہ منڈلانے لگا۔ سواد کے رئیسوں اور عمائد کا ایک وفد رستم اور فیرُوزان سے ملا جو ملک کی سب سے بڑی مخالف پارٹیوں کے سرغنہ تھے۔ اس وقت حکومت کی باگ ڈور ملکہ بُوران کے ہاتھ میں تھی اور رُستم اُس کا وزیر تھا۔ وفد نے پہلے تو اُس پارٹی بندی کی مذمّت کی جس نے حکومت کی بُنیادیں ہلا دی تھیں، اور قومی وحدت میٹ دی تھی، دونوں لیڈروں سے جن کے درمیان ایرانیوں کی وفاداری بٹی ہوئی تھی اپیل کی کہ متحد ہو کر سواد کو عربوں کی دست

[1] مقامات کیلئے دیکھئے نقشہ ۲ مقابل صفحہ ۱۳۳

برد سے بچائیں۔ دونوں لیڈروں نے ہمدردی سے اپیل سنی، اُس کے بعد ممتاز فوجی افسروں کی ایک کانفرنس منعقد ہوئی، حکومت کی کمزوری، نظم ونسق کی ابتری اور عربوں کی ترکتازی کا جائزہ لیا گیا۔ سب نے اتفاق رائے سے طے کیا کہ کسروی نسل کے شہزادہ یَزدَجرد کو بادشاہ منتخب کیا جائے اور کِسرَوی خاندان کے عمائد اور فوجی کمانڈر اس کی وفاداری کا عہد کر کے نظم ونسق قایم کرنے میں لگ جائیں۔ وقت کا اہم ترین مسئلہ یہ تھا کہ عربوں کا سیلاب روکا جائے۔ نئے بادشاہ نے از سرِ نو عسکری تنظیم کی، عراق کی جو چھاؤنیاں معطّل پڑی تھیں یا جن پر عربوں نے قبضہ کر لیا تھا، ان کو پھر مستحکم کیا گیا اور نئی فوجی چوکیاں قائم کی گئیں، اس کے علاوہ عراق کے دیہاتوں میں عربوں کے خلاف سخت پروپگنڈا شروع کر دیا گیا، اور جزیہ گذار بستیوں میں بغاوت کی لہر دوڑ گئی۔ عرب مُحَصِّل جو تھوڑی بہت فوج کے ساتھ جزیہ وصول کرنے دیہاتوں میں مقیم تھے بھاگ آئے۔ ایرانی فوجیں ہر سمت سے اُٹھنے لگیں۔ ان حالات کے زیر اثر مثنیٰ کو ترکتازی بند کرنا پڑی اور وہ اپنے بکھرے ہوئے دستوں کو سمیٹ عربی سرحد میں آ گئے اور تخلستانِ ذی قار پر کیمپ لگایا۔ ایرانی انقلاب اور فارسیوں کی فوجی تیاریوں کی مرکز کو پہلے ہی اطلاع ہو چکی تھی، عمر فاروق نے مثنیٰ اور دوسرے فوجی لیڈروں کو لکھا:۔

" ایرانی فوجوں کی زد سے ہٹ جاؤ اور اُن دریاؤں، نہروں اور چشموں کے ساحل پر جو تمہارے علاقہ سے متصل ہوں مورچے بنا لو، (عیسائی قبائل) ربیعہ، مُضَر اور ان کے حلیفوں

کے سب بہادروں کو ساتھ لے لو، یہ لوگ اگر فوجی خدمت کے لئے برضا و رغبت تیار ہو جائیں، تو خیر، ورنہ ان کو جلا وطن کر دو، عربوں سے کہہ دو کہ خوب سنبھل جائیں اور جس سنجیدگی اور لگن سے فارسی اُٹھے ہیں اسی سنجیدگی اور لگن سے مقابلہ کے لئے تیار رہیں؛" (سیف بن عمر - طبری ۴/ ۸۲)

۹۸- خط کی دوسری شکل

مثنیٰ بن حارثہ شیبانی رضؓ کے نام

■ (عراق سے ہٹ کر) عربی سرحد میں آجاؤ، اور تمھارے آس پاس جو عرب قبیلے ہوں ان کو دعوت دو کہ تمھارے ساتھ مل کر فارسیوں سے لڑیں، اپنی سرحد میں ایسی جگہ مورچے بنا لو جہاں فارسی فوجیں تم سے قریب ہوں اور میری اگلی ہدایات کا انتظار کرو؛"
(سیف بن عمر- دوسری روایت - طبری ۴/ ۸۴)

۹۹- خط کی تیسری شکل

مثنیٰ بن حارثہ رضؓ کے نام

" واضح ہو کہ خدا نے طے کر دیا ہے کہ کچھ لوگ قتل ہوں گے اور کچھ طبعی موت مریں گے۔ بڑے خوش نصیب ہیں وہ جو خدا کی خاطر قتل ہوں! جو خوشنودی مولیٰ کے لئے مصیبتیں جھیلیں اور جان

دیں! تمھارے بارے میں مجھے جو خبریں موصول ہوئی ہیں وہ میری منشار کے عین مطابق ہیں، جہاں ہو وہیں ڈٹے رہو، جو عرب قبیلے تمھارے آس پاس ہوں ان کو اپنے ساتھ جنگ میں شریک ہونے کی دعوت دو، میرے پاس سے رسد آنے تک دشمن سے لڑنے میں عجلت نہ کرو، اِلّا یہ کہ وہ خود جنگ چھیڑ دے یا اس کو زک دینے کا کوئی عمدہ موقع تمھارے ہاتھ آئے، (اطمینان رکھو) رسد تمھارے پاس پہنچا ہی چاہتی ہے۔ (اِکتفاء، (قلمی) تالیف ابو رَبیع سُلَیمان کَلاعی بَلَنْسِی، ص ۳۶۶ دارالکُتُبِ المِصْرِیَّۃ، قاہرہ)

سعد بن ابی وقاصؓ کے نام

سَعدبن اَبی وَقّاصؓ کا تعارف:۔ قُریش کے ایک اچھے گھرانے سے تعلق تھا، سابقین اولین یعنی اِسلام کے ابتدائی جاں نثاروں میں تھے، سترہ اور بقول بعض انیس سال کی عمر میں مسلمان ہوئے (طَبَقات ابنِ سَعد جزء ۳، قسم اول، ص ۹۸ و استیعاب ۲/۴۴/۵) رسول اللہ، پھر ابوبکر صدیق اور اُن کے بعد عمر فاروق کے عہد میں ان کی سرکاری خدمات اس پایہ کی تھیں کہ عمر فاروق نے ان کو خلافت کا اہل سمجھا اور مرتے وقت چوٹی کے ان صحابہ میں داخل کیا جن کے نام خلافت کے لئے انھوں نے تجویز کئے تھے۔ جنگ قادسیہ میں عرب فوجوں کے سپہ سالار تھے، بالائی عراق فتح کیا اور کوفہ کی بنیاد ڈالی۔ کئی برس تک کوفہ اور اس کے ماتحت علاقوں کے گورنر رہے، پھر ۲۱ھ اور بقول بعض ۲۰ھ میں بعض کوفی عربوں کی بے جا شکایت پر معزول ہوئے۔ حضرت

علیؓ کی کسی جنگ میں شریک نہیں ہوئے اور نہ حضرت عثمان کی مخالفت میں عملی حصہ لیا۔ مخلص اور سنجیدہ مسلمان تھے، سیاست وایالت سے دست بردار ہو کر مدینہ سے باہر اپنی بتوائی ہوئی کوٹھی میں فروکش ہو گئے تھے۔ باقی عمر اطمینان سے گزاری۔ دولت مند اتنے تھے کہ ان کے صرف نقد روپئے کی زکاۃ پانچ ہزار درہم (ڈھائی ہزار روپئے سے زیادہ) سالانہ بتائی گئی ہے (طَبَقَات ابن سَعْد، جزء ۳، قسم اول ص ۱۰۵)۔ بچوں کی تعداد چونتیس تھی، حدیث کی روایت اور مذہبی امور میں رائے زنی سے گریز کرتے تھے۔ کسی نے ایک مسئلہ دریافت کیا تو انھوں نے یہ معنی خیز جواب دیا:

"مجھے ڈر ہے کہ اگر میں ایک بات کہوں گا تو تم اس میں سو کا اضافہ کر دو گے"۔ ۵۵ھ میں جب ان کی عمر ستر سے اوپر تھی وفات پائی۔ (طَبَقَات ابن سعد جزء ۳، قسم اول ص ۱۰۵ والاستیعاب ۲ / ۵۴۵)

جب عمر فاروق خلیفہ ہوئے اس وقت سعد بن أَبِی وقاصؓ نجد (شمالی حجاز) کے ہَوازِن قبیلوں میں مُحَصِّل زکاۃ تھے۔ اُنھوں نے بھرتی سے متعلق خلیفہ کا ارجنٹ مراسلہ پا کر ایسی بلیغ کوشش کی کہ ایک ہزار سوار تیر و تفنگ سے لیس جنگ پر جانے کے لئے تیار ہو گئے۔ کچھ تو اس کارگزاری کے صلہ میں، اور کچھ صحابہ کی سفارش پر عمر فاروق نے سعد کو عراق کی فوجوں کا سالار اعلیٰ مقرر کیا مدینہ سے روانگی کے وقت اُن کی کمان میں چار ہزار جوان تھے، جن میں یمن کے لوگوں کی اکثریت تھی، سعد کو ہدایت تھی کہ زَرُود جا کر کیمپ لگائیں

اور وہاں بسنے والے قبائل (تمیم، أسَد اور رِباب) کو لام پر چلنے کی دعوت دیں۔ زَرُود کی نخلستانی بستیاں عراق جانے والی سڑک پر مدینہ سے تین سو سات عرب میل (تقریباً ساڑھے چار سو انگریزی میل) شمال میں اور جنوب میں قادِسیّہ سے دو سو اسی میل (کوئی چار سو انگریزی میل) کی مسافت پر واقع تھیں، یعنی زَرُود مدینہ اور قادسیہ (سرحد عراق) کے لگ بھگ وسط میں تھا۔[2] (الأعلاق النفیسہ تالیف ابن رُستہ، لیدن ص ۱۷۴ - ۱۷۵)

سعدؓ کو آئے چند ہفتے ہی گذرے تھے کہ آٹھ ہزار تمیمی، أسَدی اور رِبی[1] جوان ان کے جھنڈے تلے آ جمع ہوئے۔ مُثنّٰی بن حارثہؓ کے کاری زخم لگا جو ناسور بن کر لا علاج ہو گیا تھا، چند ماہ علیل رہ کر وہ فوت ہوئے اور ان کی آٹھ ہزار فوج بھی سعدؓ سے آ ملی۔ کُل ملا کر قادِسیّہ کی بھیانک جنگ میں تیس پینتیس ہزار مسلمان شریک ہوئے جن میں عربی شجاعت، شرافت اور سپاہ گری کا بہترین عنصر شامل تھا، عمر فاروق نے کہا تھا: "بخدا میں ملوکِ عجم کی ملوکِ عرب سے خبر لوں گا، چنانچہ انھوں نے فارسیوں کے مقابلہ میں ہر "اس عرب کو لگا دیا جو "جنگی مہارت رکھتا تھا، جس کو خاندانی و سماجی وجاہت حاصل تھی، جو اپنی قوم کا خطیب یا شاعر تھا۔"

۱۰۰ - مرکزی نمائندوں کے نام

یزدِ جرد کی تاج پوشی، عراق میں عربوں کے خلاف بغاوت اور

[1] قبیلہ رِباب سے تعلق رکھنے والے۔ [2] دیکھئے نقشہ ۱ مقابل ص ۱۲۳

بڑے پیمانہ پر فوجی تیاری کی خبر سن کر عمر فاروق نے بلا تاخیر بھرتی شروع کردی اور یہ ارجنٹ مراسلہ جزیرہ نمائے عرب کے سارے حاکموں کو بھیجا:-

"ہر اس شخص کو جو مرد میدان ہو، یا جس کے پاس ہتیار یا گھوڑا ہو (لام پر جانے کے لئے) منتخب کرلو، اور میرے پاس بھیج دو، یہ کام بہت جلد ہونا چاہیئے۔" (سیف بن عمر۔ طبری ۴/۸۲)

۱۰۱۔ سعد بن ابی وقاصؓ کے نام

سعدؓ ابھی زَرُود ہی میں مقیم تھے کہ ان کو مُثنّیٰؓ بن حارِثہؓ کے انتقال کی اندوہناک خبر ملی۔ مُثنّیٰؓ بڑے دلاور، حوصلہ مند اور دم خم والے شہسوار تھے، جن کی بے پناہ تُرکتازیوں نے سارے عراق میں ہلچل مچادی تھی، 'جنگ جسر' کے کئی ہزار شکست خوردہ مسلمانوں کو وہ غیر معمولی ہمت وجرأت سے دریا پار نکال لائے تھے اور اس وقت عراق کی سرحد پر فوجوں کے قائد اعلیٰ تھے۔ 'جنگ جسر' میں ان کے ایک زخم لگا تھا جو ناسور بن گیا، کئی ماہ کی دکھ بھری علالت کے بعد ان کا انتقال ہوا۔ انتقال کی خبر سعدؓ کی معرفت عمر فاروق کو ہوئی تو انھوں نے زَرُود میں سعدؓ کا مزید قیام مناسب نہ سمجھا اور اُن کو حکم دیا کہ سرحدِ عراق کی طرف کوچ کریں اور وہاں مُثنّیٰؓ کی وفات اور ان کی فوجوں کے ہٹنے سے جو خلا پیدا ہوگیا ہے اس کو پُر کریں۔ خط کا مضمون یہ تھا:-

"شَرَاف کی طرف پیش قدمی کرو، اپنے ساتھی مسلمانوں کی سلامتی کا پورا خیال رکھو، جہاں تک ممکن ہو تمھارا طرزِ عمل اصلاحی اور تعمیری ہونا چاہیئے۔" (مدائنی۔ الاکتفاء ص ۲۷۵)

۱۰۲۔ سعد بن ابی وقاصؓ کے نام

سَعدؓ نے جب زَرُوْد سے شَرَاف کی طرف کوچ کیا تو یہ خط موصول ہوا:

"ایک سالار کو جس کا تقرر تمھاری صوابدید پر چھوڑتا ہوں کچھ فوج کے ساتھ فرجُ الہند (دجلہ ۔ فرات کے دہانہ) کو بھیجو جس کے سامنے وہ مورچے سنبھال لے تاکہ اگر کوئی فارسی فوج فرج الہند کی طرف سے تمھارے عقب میں حملہ کرنا چاہے تو اس کو روک لے۔" (سیف بن عمر۔ طبری ۴/ ۸۷)

۱۰۳۔ سعد بن ابی وقاصؓ کے نام

زَرُوْد سے ایک سَو نوے[۱۹۰] عرب میل (لگ بھگ دُو سو بچاسی[۲] انگریزی میل) شمال میں کوچ کرنے کے بعد سعدؓ بمقام شَرَافؓ[۱] (کاروان اسٹیشن) پر جہاں پانی اور چارہ کی آسانی تھی، فروکش ہوئے۔ یہ اسٹیشن قادِسِیَّہ کے میدان سے جہاں چند ماہ بعد مسلمانوں کی ایرانی فوجوں سے لڑائی ہوئی، نوّے[۹۰] عرب میل (ایک سو پینتیس انگریزی میل) دور تھا۔ (الأعلاق النَّفیسہ ص ۱۷۴ - ۱۷۵ و مُعجم البُلدان یاقوت ۵/ ۲۴۷)۔ شَرَاف[۲] سے سَعْدؓ نے مرکز کو رپورٹ بھیجی اور لکھا کہ سارے عربی ۔ عراقی سرحد پر مسلمانوں کی فوجی چوکیاں موجود ہیں۔ چوں کہ سرحد قریب آگئی تھی، عمر فاروق نے مسلمانوں کو فوجی ڈھنگ سے مرتب کرنا ضروری سمجھا تاکہ

---

[۱] حیرہ سے دجلہ ۔ فرات کے دہانہ تک [۲] دیکھئے نقشہ نمبر ۱ مقابل صـ۱

ان کی اگلی پیش قدمی ایک منظم فوج کی طرح ہو، چنانچہ انھوں نے لکھا:۔

"میرا یہ خط پا کر مسلمانوں کو دس حصوں میں بانٹو اور دس سپاہیوں پر ایک عریف (مکھیا) مقرر کرو اور ہر دسویں حصہ پر ایک سالار، پھر ساری فوج کو جنگی ڈھنگ سے مرتب کرو (یعنی میمنہ، میسرہ، قلب وغیرہ بناؤ) یہ کام مسلمان لیڈروں کی موجودگی اور مشورہ سے ہو، اسی طرح فوجی ٹکڑوں کے شمار کے وقت بھی وہ موجود ہوں۔ اس کے بعد سالاروں کو اپنے ماتحت ٹکڑوں میں بھیج دو اور ان سے کہو کہ قادسیہ کے میدان میں ملیں (؟) مُغیرہ بن شعبہ کو فرجُ الہند سے واپس بلا لو اور مجھے لکھو کہ فارسیوں کے منصوبے کیا ہیں۔" (سیف بن عمر۔ طبری ۴/ ۸۷)

۱۰۴۔ سعد بن ابی وقاص رضؓ کے نام

"اپنی فوجوں کے ساتھ شَرَاف سے فارس (قادِسیَّہ) کی طرف بڑھو۔ خدا پر بھروسہ رکھو اور اپنے تمام کاموں میں اس سے مدد مانگو۔ دھیان رہے کہ تم ایک ایسی قوم سے لڑنے جا رہے ہو جو تعداد میں تم سے زیادہ ہے، جس کے ہتیار تم سے بہتر ہیں، جو بڑی بہادر ہے اور ایک ایسے ملک میں داخل ہو رہے ہو جو اگرچہ میدانی ہے پھر بھی دریاؤں، نہروں اور اندھیری راتوں (؟) کی وجہ سے یہاں نقل و حرکت دشوار ہے۔ جب دشمن کی فوج یا اُس کا کوئی سپاہی تم سے مقابل ہو تو اس کے حملہ کا انتظار کئے بغیر حملہ کر دو، دشمن کے ساتھ کسی قسم کا مباحثہ نہ کرو، اس

بات کی پوری احتیاط رکھو کہ دشمن جو چالوں میں بڑا ماہر ہے کوئی
چال چل کر تم کو زک نہ پہنچا دے۔ اُس کی مادّی طاقت تم سے
بہت زیادہ ہے اور تم اسی وقت کامیاب ہو سکتے ہو جب
پوری لگن اور ہمت سے اس کا مقابلہ کرو۔ جب قادِسیّہ پہنچو
(قادسیہ عہدِ جاہلیت میں فارس کا دروازہ تھا۔ جہاں فارسیوں
نے عراق میں داخل ہونے والے ہر راستہ سے زیادہ فوجی استحکامات
کیئے تھے) جو فراخ، مسلح اور سرسبز بستی ہے جس کے آگے پُل
اور نہریں ہیں، تو تم کو چاہیئے کہ قادسیہ آنے والے سب راستوں
پر مورچے جمالو، اور تمھاری فوج (مغرب میں) صحراء عرب اور
(مشرق میں) آبادی کے درمیان کھلے میدان میں خیمہ زن ہو۔
فوج کو اس طرح مرتب کرکے تم پامردی سے اپنی جگہ ڈٹے رہو،
جب دشمن دیکھے گا کہ (تم نے جنگ میں تاخیر کرکے) اس کی غذائی
پوزیشن نازک کر دی ہے تو وہ رسالوں پیادوں اور اپنی ساری
مسلح طاقت سے تم پر ایک شدید حملہ کرے گا، اگر اس حملہ میں
تم صبر کا دامن پکڑے رہے، اس سے مقابلہ میں جاں سپاری کو
خوشنودی مولیٰ اور انعامِ ایزدی کا موجب سمجھا اور صدقِ دل سے
کوشش کی تو مجھے امید ہے تم کو فتح حاصل ہوگی۔ دشمن شکست
کھا کر پھر کبھی اتنی بڑی تعداد میں مقابلہ نہ کر سکے گا اور اگر کیا بھی
تو اُس کے حوصلے پست ہوں گے۔ اگر شکست تم کو ہوئی تو
صحراء (عربی علاقہ) تمھارے عقب میں ہوگا اور تم (دشمن کی)
آبادی سے ہٹ کر اپنے صحرائی علاقہ کی طرف پلٹ سکو گے اور

چوں کہ تم دشمن کی نسبت اس علاقہ سے زیادہ واقف ہوگے اور اس لئے اس کی نسبت زیادہ پُر جرأت، تم پلٹ کر اس پر حملہ کردو گے اور خدا تم کو فتح عطا کرے گا۔

طَبَری کا نسخہ یہاں ختم ہو جاتا ہے (۴/ ۸۹) لیکن اکتفاء میں یہ عبارت زیادہ ہے :-

"ضروری ہے کہ جہاں تم کیمپ لگاؤ تو وہ کھلی اور سرسبز جگہ ہو اور جب تم کسی جگہ اُترو تو اس کو چھوڑ کر پیچھے نہ ہٹو کیوں کہ اس سے تمھاری کمزوری ظاہر ہوگی اور تمھارے خلاف دشمن کا حوصلہ بڑھے گا۔ دشمن کی فوج میں جاسوس بھیجو، اور اس کو زک پہنچانے کے موقع کی ٹوہ میں رہو، عزیز و بے گانہ کسی پر بھروسہ نہ کرو اور جہاں کیمپ لگاؤ اس کے گرد و پیش کا مجھے حال لکھو اور یہ بتاؤ کہ دشمن کے اگلے اور پچھلے دستے تم سے کتنے فاصلہ پر ہیں، مجھے اس جگہ کا نام بھی بتاؤ جہاں سے وہ چلے ہیں، مجھے القاء ہوا ہے کہ تم فارس فتح کر لوگے اور سر بلند ہوگے۔"

(اکتفاء ص غالباً ۳۷۶)

۱۰۵۔ سعد بن ابی وقّاص رضؓ کے نام

شَراف سے کوچ کر کے سَعد مُغیثہ کے کاروان اسٹیشن پر جہاں پانی کا قدرتی انتظام تھا خیمہ زن ہوئے۔ مُغیثہ، قادِسیّہ سے چھتیس عرب میل جنوب مشرق میں تھا۔ یہاں سے انھوں نے چند ہراول دستے قادِسیّہ کے قریب ایک مناسب جگہ تلاش کرنے بھیجے، یہ

دستے تیس عرب میل شمال میں عُذَیب نامی ایک سرسبز جگہ پہنچے
جہاں پانی اور گھاس کے علاوہ کھجور کے بہت سے باغ بھی تھے۔ عذیب
سے قادسیہ صرف چھ عرب میل پرے تھا۔ (الأَعلاق النّفیسۃ ص ۱۷۵) ہراول دستوں
کے اربابِ رائے نے یہ جگہ اسلامی فوج کے کیمپ کے لئے مناسب سمجھ
کر سعدؓ کو لکھا کہ ہم نے جگہ تلاش کرلی ہے، اب آپ ساری فوج کے
ساتھ آجائیے۔ سعدؓ روانہ ہوگئے اور عُذَیب[له] و قادِسِیَّہ کے مابین ایک
کھلے میدان میں فروکش ہوئے۔ قادِسِیَّہ جہاں چندماہ بعد وہ فیصلہ کن
جنگ ہوئی جس نے ساسانی قصرِ حکومت کی بنیادیں ہلا دیں، عربی
ریگستان کے کنارہ اور کوفہ سے پندرہ اور بقول بعض انیس میل جنوب
مغرب میں ایک شہر تھا۔ یہ شہر کھلے میدان میں واقع تھا اور یہ میدان
بڑا وسیع تھا، اِس کی ایک حد سواد کے مزروعہ علاقہ سے ملتی تھی اور
دوسری عربی ریگستان سے، مٹی پتھریلی ہونے کے باعث یہاں زراعت تھی
نہ درخت، لیکن قادِسِیَّہ شہر کے مشرق میں متعدد نالے اور تالاب تھے
اور چند میل جنوب میں عُذَیب کے نخلستان۔ ساسانی حکمرانوں نے سواد
کو عربوں کی غارت گری سے بچانے کے لئے قادِسِیَّہ شہر اور اس کے آس
پاس متعدد فوجی چوکیاں بنائی تھیں۔ (الأَعلاق النفیسہ ص ۱۷۴ - ۱۷۵ و معجم البلدان
یاقوت ۶ / ۱۳۱ و کتاب مسالک الممالک از اِصطخری، طبع لیدن ۱۸۷۰ء ص ۸۲-
۸۳ و انسائکلوپیڈیا آف اسلام، عنوان قادِسِیَّہ از ایم اسٹرک **M. Streck**

۱۰۶- سعدؓ کو قادسیہ آئے کئی ہفتے گذر گئے لیکن چند سرحدی جھڑپوں
کو چھوڑ کر کوئی خاص جنگ نہ ہوئی۔ ایرانی فوجیں ابھی تک عراق
کے افق پر ظاہر نہیں ہوئی تھیں۔ ایک ماہ بعد سعدؓ نے عمر فاروق کو لکھا کہ

[له] دیکھئے نقشہ ۱۰ مقابل ص ۱۰

دشمن کی کوئی فوج ابھی تک ہم سے لڑنے نہیں آئی ہے، خدا سے ہماری فتح کے لئے دعا کیجئے، ہمارے سامنے ایک وسیع دنیا (عراق) ہے جہاں موجِ خون سر سے گذرے بغیر پہنچنا ممکن نہیں جیسا کہ خدا نے پہلے ہی خبردار کر دیا ہے: تم ایک بڑی سورما قوم سے لڑنے بلائے جاؤ گے۔ سَتُدْعَوْنَ إِلَىٰ قَوْمٍ أُولِي بَأْسٍ شَدِيدٍ۔ جواب میں عمر فاروق نے لکھا:-

"واضح ہو کہ ابوبکر رحمہ اللہ جب تک زندہ رہے خدا کی امان اور مدد سے سیدھے راستہ پر گامزن رہے، خدا نے ان کی قدر کی اور ان کی دست گیری فرمائی، جب ان کا انتقال ہوا تو خدا کی عنایتوں سے ان کا دل آسودہ تھا اور خدا ان سے خوش۔ ان کے بعد مجھے حکومت کی آزمائش میں ڈالا گیا، اور اس حکومت کو سنبھالنا اور اس سے عہدہ برآ ہونا میرے لئے اسی وقت ممکن ہے جب خدائے قوی وعظیم کی نظر رحم و کرم میری پشت پناہی کرے۔ مجھے معلوم ہے کہ فارس اپنے مزارِبہ، سورماؤں اور زبردست ہتیاروں سے (مِن قریب) تم پر چڑھائی کرے گا۔ میں تم کو خبردار کرتا ہوں کہ ان کی فوجوں سے مناظرہ نہ کرنا۔ جیسا کہ تم نے مجھے لکھا ہے قادِسیّہ ضروری اشیاء سے بھرپور جگہ ہے۔ جو مہم تمھارے سپرد ہے اس کو سنجیدگی سے انجام دو۔ مجھے لکھو کہ کتنی فارسی فوج تم سے لڑنے آئی ہے اور ان کا سپہ سالار کون ہے اور فارسیوں کی اگلی صفوں اور ان کے بادشاہ کے درمیان کتنا فاصلہ ہے، ان کے بارے میں سب باتیں صاف صاف اور صحیح لکھو۔ بحمد اللہ تم ایک ایسی مہم پر ہو جس کا والی و ناصر اللہ ہے۔ اللہ اپنے جاں نثاروں کی

نصرت کرتا ہے، اس نے مسلمانوں کی کامیابی کا ذمہ لیا ہے اور وہ اپنے ذمہ سے پھرنے والا نہیں ہے۔ وہ اسلام کو پوری طرح سر بلند کرے گا۔ جس کو اللہ نیک عمل بنانا چاہے اس کو اپنی عطا کردہ نعمتوں کے استعمال میں راستباز اور ان پر شکر گذار رہنے، اپنی اطاعت کرنے اور اپنے حقوق پہچانتے کی توفیق عطا کرتا ہے جو شخص اس کی خاطر لگن اور جاں سپاری کے جذبہ سے کام کرتا ہے اللہ اس کی مدد کرتا ہے، اور اس کی آرزوئیں بوجہ احسن پوری کرتا ہے بلا شبہ خدا کی کرامت تمام نعمت کی شکل میں اس شخص کو حاصل ہوتی ہے جس کا دین محفوظ رہے، بلا شبہ خدا اس شخص کی لگن اور جذبہ جاں سپاری کو درست رکھتا ہے جس میں اس کی اطاعت کا شوق ہو، بلا شبہ اس کی نظر میں بندوں کے مرتبے ان کی لگن اور جذبۂ جاں سپاری کے مطابق ہوتے ہیں۔ پس خدا کو خوب یاد کرو اور اس کی منشأ کے مطابق عمل کرو، ایسا کرنے سے راحت کے طالب کو راحت اور کامیابی مُیسّر ہوگی، جو نیک عمل دنیا میں کرو گے اس کا پھل آخرت میں تم کو ملے گا، تمھاری سلامتی اور کامیابی مجھے عزیز ہے اور چوں کہ تمھارا مقابلہ زبردست دشمنِ اسلام سے ہے دل کو تمھاری طرف سے فکر بھی ہے، میں اپنے اور تمھارے لئے سچے ایمان اور پاک عمل کی دعاء کرتا ہوں۔" (مدائنی الکتفا رص۲۷)

۱۰۷۔ خط کی دوسری شکل

اوپر والا خط جیسا کہ آپ نے پڑھا مدائنی نے پیش کیا ہے، اس

کی دوسری شکل سیف بن عمر کی زبانی سنیئے، دونوں میں لفظی ہم آہنگی بالکل مفقود ہے، تھوڑا سا معنوی اتحاد ہے اور اس بنا پر میں نے اس کو مدائنی کے خط کی دوسری شکل قرار دیا ہے۔ ذیل میں آپ اس شان کے ابھی کئی خط اور پڑھیں گے:۔

"اپنے دل کی دیکھ بھال کرتے رہو۔ لشکر کو 'سچی لگن' کی تلقین کرو اور اس بات کی کہ اپنی 'جان سپاری' کو خوشنودی مولی اور انعام ایزدی کا ذریعہ سمجھیں۔ جن کے دل میں سچی لگن اور جذبہ جاں سپاری نہ ہو ان میں یہ جذبہ پیدا کیا جائے۔ شدائدِ جنگ میں صبر و ہمت سے کام لینا، کیوں کہ جس پایہ کی لگن ہوتی ہے اُسی پایہ کی خدا مدد کرتا ہے اور جس پایہ کا جذبہ جاں سپاری ہوتا ہے اُسی پایہ کا انعام بھی خدا کی طرف سے ملتا ہے۔ اس بات کا پورا لحاظ رکھو کہ جن لوگوں پر تم بالا دست ہو ان کو تمھارے ہاتھوں نہ تو کوئی تکلیف پہنچے اور نہ اُن کی کوئی حق تلفی ہو، اس بات کا بھی پورا خیال رکھو کہ جو مہم تمھارے سپرد ہے اس کی انجام دہی میں کوتاہی نہ ہونے پائے۔ تم اور سب مسلمان خدا سے سلامتی اور عافیت کی دعاء مانگو اور لَاحَوْلَ وَلَاقُوَّۃَ کا ورد رکھو۔ مجھے لکھو کہ تمھاری معلومات کے مطابق فارسی لشکر کہاں تک پہنچا ہے، میں کچھ ہدایتیں لکھنا چاہتا تھا لیکن تمھاری فرودگاہ اور دشمن کے منصوبوں کا علم نہ ہونے کے سبب نہیں لکھ سکتا، لکھو کہ مسلمان کہاں پڑاؤ ڈالے ہیں اور اس علاقہ کا جغرافیہ بتاؤ جو تمھارے اور (فارس کے پایۂ تخت) مدائن کے درمیان واقع ہے، یہ جغرافیہ اتنا مفصل اور

واضح ہو گویا میں خود اس علاقہ کو دیکھ رہا ہوں۔ اپنے حالات سے مجھ کو ٹھیک ٹھیک با خبر رکھو۔ خدا سے ڈرتے رہو اور خدا ہی سے مدد اور فتح کی امید رکھو اور اپنی تیاری یا طاقت پر نہ پھولو۔ تم کو یاد رہے کہ خدا نے تمھاری فتح کا ذمہ لیا ہے اور اس کا وعدہ کیا ہے اور وہ اپنے وعدے سے کبھی نہیں پھرے گا۔ کوئی بات ایسی نہ ہونے پائے جس کی پاداش میں وہ تم کو فتح سے محروم کر دے اور تمھاری بجائے کسی دوسری قوم کو اپنی عنایتوں کا مستحق بنا لے۔" (سیف بن عمر۔ طبری ۴/ ۸۹ - ۹۰)

۱۰۸۔ سعد بن ابی وقاص رضؓ کے نام

مذکورہ بالا خط پاکر سعدؓ نے قادسیہ کے آس پاس کا جغرافیہ پیش کرتے ہوئے اپنے خط میں لکھا: سواد (عراق) کے دیہاتی علاقے کے وہ رئیس جنھوں نے مجھ سے پہلے مسلمانوں سے (خالدؓ اور مثنیٰؓ کی قیادت میں) سمجھوتے کیے تھے باغی ہو کر ایرانیوں سے مل گئے ہیں اور اُن کے ساتھ لڑنے آرہے ہیں، نیز یہ کہ ایرانی فوج کی کمان رستم اور دوسرے ممتاز فوجی افسروں کے ہاتھ میں ہے۔" عمر فاروقؓ نے جواب دیا:۔

"تمھارا خط موصول ہوا، حالات معلوم ہوئے۔ جہاں ہو وہیں ٹھہرے رہو حتّٰی کہ دشمن تمھارے اوپر حملہ آور ہو، تم کو یاد رہے کہ ہونے والی جنگ تاریخ میں یادگار رہے گی (؟)، اگر خدا

کے کرم سے دشمن پسپا ہو تو اس کا تعاقب کرنا اور اس کے پایۂ تخت مدائن میں گھس پڑنا، خدا نے چاہا تو مدائن تباہ ہوگا؟"
(سیف بن عمر۔ طبری ۴/۹۰)

۱۰۹۔ سعد بن ابی وقّاصؓ کے نام

مدائنی کی روایت کے مطابق سعدؓ کو جاسوسوں سے معلوم ہوا کہ فارسی فوجیں مدائن سے رستم اور دوسرے نامور سالاروں کی کمان میں روانہ ہو کر قادِسیّہ کے مضافات میں آ پہنچی ہیں۔ سعدؓ نے فوراً مرکز کو رپورٹ بھیجی جس میں تھا: "فارسیوں کا ایک بڑا لیڈر جس کا نام رستم ہے، گھوڑے، ہاتھی، بہت بڑی فوج اور سازو سامان کے ساتھ ہم سے لڑتے آگیا ہے، اُس کے اور ہمارے درمیان صرف پندرہ میل کا فاصلہ ہے اس کے اور ابن کسریٰ (یَزدَجِرد) کے مابین جو مدائن کے قصر أَبْیَض (مرمر محل) میں مقیم ہے، نوے میل سے زیادہ مسافت ہے۔ عمر فاروق نے لکھا:۔

"تمہارا خط آیا، معلوم ہوا کہ دشمن کہاں تک پہنچ گیا ہے اور تمہارے اور ابن کسریٰ کے درمیان کتنا فاصلہ ہے۔ جو خدا کی رہنمائی چاہتا ہے خدا اس کا دل اسلام کے لئے کھول دیتا ہے۔ ایک وفد ابن کسریٰ کے پاس بھیجو جو اس کو ایمان، یا جزیہ، یا بدرجۂ مجبوری جنگ کی دعوت دے۔ وہ اگر اسلام لے آئے تو اس کے حقوق و ذمہ داریاں تمھاری طرح ہوں گی اور اگر جزیہ دینا چاہے اور اسلام نہ لائے تو اس کی نیک عملی اس کے کام

آئے گی اور بد عملی سے نقصان اُٹھائے گا، اس کو جان کی امان دی جائے گی اور اس کی ذاتی جائداد بحال رہے گی اور اس کے خلاف کسی قسم کی ناحق کارروائی نہیں کی جائے گی ۔ اگر وہ اسلام اور جزیہ دونوں سے انکار کر دے تو پھر تم کو اس سے لڑتے ہوئے نہ تو گھبرانا چاہیئے نہ اس کی بڑی فوج اور عمدہ ہتیاروں سے پریشان ہونا چاہیئے ۔ اللہ سے مدد کی دعا مانگو، اور فتح کے لئے اُسی سے لو لگاؤ، اور اُسی پر بھروسہ کرو ۔ جب تم دشمن سے مقابل ہو تو اپنے سورماؤں کو آگے بڑھاؤ لیکن اس شان سے نہیں کہ ان کی بے قدری ظاہر ہو اور نہ ان کو اندھا دھند خطرہ کے منہ میں جھوکو ۔ جنگ کے شدائد صبر اور ہمت سے برداشت کرو، صبر فتح کی کنجی ہے، جنگ جیتو تو بھاگتی ہوئی منتشر فوجوں کو پیچھے سے موت کے گھاٹ اُتار دو، دشمن کے جوانوں کو قتل کر دو لیکن بچوں اور عورتوں پر ہاتھ نہ اُٹھاؤ، اپنی فوج کے عقب میں بھی دشمن کے کسی فرد کو نہ چھوڑو، اہلِ فارس اگر صلح کی پیش کش کریں تو اس شرط پر مانو کہ وہ اپنا گھر بار چھوڑ دیں گے، نہتے اور بے ضرر لوگوں کو اس شرط سے مستثنیٰ کر سکتے ہو ۔ میرا حکم اچھی طرح سمجھ لو اور اس کے مطابق عمل کرو۔"
(مدائنی ۔ اکتفاء ص ۲۷۹)

۱۱۰۔ خط کی دوسری شکل

"جاسوسوں کی لائی خبروں یا اُمنڈتی ہوئی ایرانی فوج کی کثرت اور

ساز و سامان سے ہرگز ہرگز غمگین نہ ہو۔ خدا سے مدد اور نصرت کی دعا، مانگو اور اُسی کی چشمِ کرم پر نظر رکھو۔ شاہ ایران کے پاس ایک وفد بھیجو جس میں وجیہ، صائب رائے، اور قوی دل لوگ ہوں جو اس کو اسلام کی دعوت دیں۔ مجھے یقین ہے کہ اس دعوت سے ان کے حوصلے پست ہو جائیں گے اور ان کو شکست ہوگی۔ ہر روز مجھے اپنے حالات سے آگاہ کرتے رہو۔" (سیف بن عمر۔ طبری ۴/۹۲)

۱۱۱۔ سعد بن ابی وقاصؓ کے نام

جنگ قادسیہ (سیف بن عمر۔ محرم ۱۴ھ، ابن اسحاق۔ شوال ۱۵ھ، واقدی ۱۶ھ) سے پہلے:

"مجھے اِلقاء ہوا ہے کہ دشمن کو تمھارے مقابلہ میں شکست ہوگی، پس شک و شبہ کو دل سے نکال دو اور "خوفِ خدا" کو اس کی جگہ دو، تمھارا کوئی فوجی اگر مذاق میں بھی کسی فارسی کو امان دے یا ایسا اشارہ کرے جس کا مطلب امان ہو یا زبان سے ایسا لفظ نکالے جس کو فارسی چاہے سمجھتا نہ ہو لیکن اُس کے ملک میں امان کی علامت سمجھا جاتا ہو تو اُس لفظ یا اشارہ سے امان نافذ کر دو۔ میدانِ جنگ میں ہنسنے ہنسانے سے پرہیز کرو۔ دشمن سے جو وعدہ کرو اس کو ہر حال میں پورا کرو، وفا، تو بے وفائی کے موقع پر بھی اچھا اثر دکھاتی ہے، لیکن غداری اگر غلطی سے بھی کی جائے تو اس کا انجام تباہی کے سوا کچھ

نہیں ہوتا، غداری سے تمہاری طاقت کم ہوگی، دشمن کی طاقت بڑھے گی، تمہاری فتح شکست سے اور دشمن کی شکست فتح سے بدل جائے گی۔ میں تم کو اس طرزِ عمل سے باز رہنے کی تاکید کرتا ہوں جس سے مسلمانوں کے نام کو بٹہ لگے یا اُن کی طاقت کو صدمہ پہنچے۔" (سیف بن عمر۔ طبری ۴/۹۰)

۱۱۲۔ سعد بن ابی وقاصؓ کے نام

یہ خط ابن عبدِ ربہٖ اور بعد کے کئی مؤلفوں نے بیان کیا ہے لیکن ان میں سے کسی نے نہ تو اس کے راویوں کے نام بتائے اور نہ سیاق و سباق کا ذکر کیا، بس اتنا کہنے پر اکتفا کیا ہے کہ اس کے مخاطَب سعدؓ تھے اور ان کی فوج بھی۔ خط کی غیر معمولی لمبائی اور قدیم کتابوں میں اس کے فقدان سے، اس کی صحت مشتبہ ہوگئی ہے۔ اختصار، قرنِ اول کے مسلمان حکمرانوں کی خصوصیت ہی نہ تھی بلکہ ایک وقتی ضرورت بھی تھی، کیوں کہ کاغذ کمیاب اور مہنگا تھا۔ عمر فاروق جن کی زندگی سادگی اور اختصار کا نمونہ تھی، کاغذ اور قلم دونوں کے استعمال میں یقیناً محتاط رہے ہوں گے، بہت ممکن ہے کہ ان کے متعدد خطوط یا خطوط کے حصوں کو تھوڑے بہت تصرف کے بعد راویوں نے یک جا کر کے خط واحد کی شکل میں پیش کر دیا ہو۔

"میں تم کو اور تمہاری فوج کو تاکید کرتا ہوں کہ ہر حال میں خدا سے ڈرتے رہیں، کیوں کہ خدا کا خوف دشمن کے مقابلہ

میں بہترین ہتیار اور جنگ کی سب سے موثر چال ہے۔
تم اور تمھاری فوج دشمن سے جتنا چوکنا رہے، اس سے
زیادہ "معاصی" سے ہوشیار رہیں کیوں کہ فوج کو دشمن سے
اتنا نقصان نہیں پہنچتا جتنا خود اپنے معاصی سے پہنچتا ہے۔
مسلمانوں کی فتح کا راز یہ ہے کہ اُن کا دشمن گرفتارِ "مَعَاصی"
ہے، اگر ایسا نہ ہو تو دشمن پر ہمارا قابو نہ چل سکے، کیوں کہ
ہماری تعداد اُس سے کم ہے اور ہمارے ہتیار اس کے ہتیاروں
سے گھٹیا ہیں۔ اگر "معاصی" میں ہم دشمن کے برابر ہوں تو
وہ قوت میں ہم سے بڑھ جاتے اور اگر ہم اپنی راستبازی کی
قوت سے اس پر غلبہ نہ پا سکیں تو اپنی فوجی قوت سے یقیناً
نہیں پا سکیں گے۔ یاد رہے کہ تمھارے ساتھ خدا کی طرف
سے ایسے فرشتے مامور ہیں جو تمھارے چال چلن پر نظر رکھتے
ہیں، جن کو تمھارے ہر فعل کا علم ہوتا ہے، اُن سے غیرت
کرو اور خدا کی نافرمانی (معاصی) سے بچتے رہو۔ یہ نہ کہو
کہ دشمن چوں کہ بُرا ہے اس لئے ہم پر کبھی فتح نہ پا سکے گا
کیوں کہ کبھی ایسا ہوتا ہے کہ کسی قوم پر اُس سے بُری قوم
غالب آ جاتی ہے جس طرح آتش پرست (مجوسی) کافر
بنو اسرائیل پر غالب آگئے جب بنو اسرائیل نے نافرمانیوں سے
خدا کو ناراض کیا، مجوسی ان کے گھروں میں گھس گئے اور خدا
کا حکم پورا ہو کر رہا۔ فَجَاسُوْا خِلٰلَ الدِّیَارِ وَکَانَ اَمْرُ اللّٰهِ
مَفْعُوْلًا (قرآنِ کریم)۔ خدا سے دعا مانگو کہ تمھارے اندر

"معاصی" سے بچنے کی طاقت پیدا ہو اور یہ دعا، اُسی خلوص سے ہو جس سے دشمن پر فتح پانے کی دعا، مانگتے ہو، میں بھی اپنے اور تمھارے لئے خدا سے یہ دعا، مانگتا ہوں۔ کوچ کے دوران فوج کے ساتھ مہربانی کا برتاؤ کرو، اور اُن کو اتنا زیادہ نہ چلاؤ کہ وہ تھک جائیں۔ ایسی جگہ ٹھہرنے سے ان کو نہ روکو جہاں سہولت و آرام مُیَسّر ہو، تاکہ وہ جب دشمن سے مقابل ہوں تو ان کی توانائی بحال ہو، وہ ایک ایسے دشمن سے لڑنے جا رہے ہیں جو اپنے گھر میں ہے اور جس کے سپاہی اور جانور تازہ دم ہیں۔ دورانِ کوچ میں ہر ہفتہ ایک دن اور ایک رات قیام کرو تاکہ فوج تازہ دم ہو جائے اور اپنے ہتیار اور سامان درست کر سکے۔ جن لوگوں سے تم صلح کرو یا جو جزیہ دے کر تمھاری پناہ میں آجائیں، ان کی بستیوں سے دور پڑاؤ ڈالو، اور کسی کو ان بستیوں میں نہ جانے دو، سوائے اس شخص کے جس کی راستبازی پر تم کو پورا بھروسہ ہو۔ تمھارا کوئی سپاہی یا فوجی افسر بستی والوں کی کسی چیز پر ناجائز قبضہ نہ کرے، کیوں کہ تم نے ان کی حفاظت، ان کی جان و مال اور آبرو کے احترام کا ذمہ لیا ہے اور یہ ایک آزمائش ہے جس طرح اپنے مؤاخذات سے عہدہ برآ ہونے کی ذمہ داری ان کے (ذمیوں اور اہل معاہدہ) لئے ایک آزمائش ہے، جب تک وہ اس ذمہ داری کو خوبی سے انجام دیتے رہیں، تمھارا فرض ہے کہ تم ان کے ساتھ اچھا برتاؤ کرو۔ جن (۱۰)

لوگوں نے تم سے صلح کی ہو اُن پر ظلم و ستم کر کے دشمن پر فتح پانے کی خواہش نہ کرو۔ جب دشمن کے علاقہ میں پہنچو تو تحقیق حال کے لئے جاسوس بھیجو اور دشمن کے معاملات سے پوری طرح باخبر رہو۔ تمھارے پاس جاسوسی کے لئے ایسے عرب یا مقامی لوگ ہوں جن کی نیک نیتی اور حق گوئی پر تم کو اعتماد ہو، کیوں کہ عادۃً جھوٹے کی رپورٹ کا کچھ حصہ اگر صحیح بھی ہو تو اس سے تم کو فائدہ نہ پہنچے گا۔ اور مُنافِق، تمھارے خلاف جاسوسی کرے گا تمھارے حق میں نہیں۔ دشمن کے علاقہ سے قریب پہنچ کر تم کو چاہیئے کہ ہراول دستے۔ اور فوجی ٹولیاں اپنے اور دشمن کے درمیان پھیلا دو، یہ فوجی ٹولیاں رسد اور فوجی اہمیت کی چیزوں کو دشمن تک پہنچنے سے باز رکھیں اور ہراول دستے دشمن کے فوجی راز دریافت کریں۔ ہراول دستوں کے لئے ایسے لوگ منتخب کرو جو بہادر اور صائب رائے ہوں اور اُن کو تیز رفتار گھوڑے دو، فوجی ٹولیوں میں ایسے لوگ ہوں جن کو جہاد کی لگن ہو اور جو تلواروں کے نیچے پامردی سے ڈٹے رہیں۔ دستوں اور ٹولیوں کے انتخاب میں ذاتی دلچسپی کو دخل نہ دو کیوں کہ ایسا کرنے سے تمھاری مہم کو جو نقصان پہنچے گا اور تمھاری لیاقت پر جو حرف آئے گا وہ اُس فائدہ سے کہیں زیادہ ہوگا جو دوستوں کے ساتھ رعایت کرنے سے ممکن ہے۔ دستے اور ٹولیاں اُس طرف بھیجو جہاں ان کے شکست کھانے، نقصان اٹھانے یا

تباہ ہونے کا اندیشہ نہ ہو۔ جب دشمن تمھارے سامنے آئے تو اپنی بکھری ہوئی فوجیں، ہراول دستے اور فوجی ٹولیاں قریب بلا لو، اور اپنی قوت اور چالوں سے کام لینے کے لئے تیار ہو جاؤ۔ جب تک دشمن خود حملہ آور نہ ہو، لڑنے میں جلدی نہ کرو، تاکہ تم اس کے فوجی رازوں اور کمزوریوں سے واقف ہو سکو اور اپنے گرد و پیش سے مقامی باشندوں کی طرح باخبر ہو جاؤ، اس واقفیت کے بعد تم اس بصیرت سے لڑ سکو گے جس سے وہ (دشمن) خود لڑنے پر قادر ہوگا۔ اس کے علاوہ تم اپنی فوج پر پہرہ دار مقرر کرو اور حتی الأمکان شب خون سے چوکنا رہو۔ اگر کوئی ایسا قیدی جس کو امان نہ دی گئی ہو تمھارے پاس لایا جائے تو اس کی گردن مار دو تاکہ دشمن کے دل میں ڈر بیٹھ جائے۔ اللہ تمھارا اور تمھارے ساتھیوں کا سر دھرا ہے، اُسی نے دشمن پر تمھاری فتح کا ذمہ لیا ہے اور وہی اس قابل ہے کہ اس سے مدد مانگی جائے۔" (عِقْد الفَرِید، مصر، ۱۹۱۳ء ۱/۶۷-۶۸ و نہایۃ الأَرَبْ از نُوَیری، مصر ۶/ ۱۶۸-۱۶۹ و جواہر الأدب از أحمد ہاشم بِک مصر، ۱/ ۱۷۷ و عصر القرآن از محمد مہدی بصیر، بغداد ص ۴۴-۴۵)

۱۱۳- سعد بن ابی وقّاص رضؓ کے نام

اِکتفاء نے مدائنی کے حوالہ سے اِس خط کا افتتاح ان الفاظ

میں کیا ہے: جب سعدؓ نے عمر فاروق سے مدد مانگی تو انھوں نے لکھا:۔

"تم نے مجھ سے مدد مانگی ہے حالانکہ تمھارے پاس دس ہزار فوج ہے جس میں مالِک بن عَوْف، حَنْظَلَہ بن رَبِیْعَہ، طُلَیحَہ بن خُوَیلد اور عمرو بن مَعْدِیْکَرِب اور اُن جیسے دوسرے عرب شہ سوار، اور ایسے جاں باز مجاہد ہیں جن کے دلوں میں انعامِ ایزدی اور جہاد کی پُرزور لگن ہے۔ خدا پر بھروسہ کرو اور اُس سے مدد کی دعاء مانگو۔ دشمن سے جنگ کرو اور ڈرو مت۔ سچی لگن، انعامِ ایزدی کی خواہش، جہاد کے جذبہ، دنیا سے بے رغبتی، اور انصاف کے ذریعہ فتح طلب کرو۔ جنگ کے مصائب کو صبر اور انتہائی صبر سے برداشت کرو، اور بہت ہی سچی لگن سے دشمن کا مقابلہ کرو، صبر فتح کی کنجی ہے، اور جس پایہ کا جذبۂ سر فروشی ہونا ہے اُسی پایہ کا خدا اجر دیتا ہے۔ مسلمانوں کی خیر و عافیت کا خیال رکھو اور دشمن کے شب خون سے چوکنا رہو۔ لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللہ کا ورد رکھو، لوگوں کو دشمن سے لڑنے بھیجو۔ سورماؤں کو ان کے حصہ سے زیادہ دو۔ مقتول دشمن کے ہتیار و وردی اس کے مسلمان قاتل کو دے دو۔ اہلِ معصیت کو عبرت انگیز سزا دو۔ فوج کو سات حصّوں میں بانٹو اور ہر حصّہ پر ایک افسر مقرر کرو۔ میں نے مُغیرہ بن شُعبہ کو لکھا ہے کہ بصرہ میں ان کے پاس جتنی فوج ہو اس کو لے کر تم سے آملیں۔

اور اُبوعبیدہ کو ہدایت کی ہے کہ شام سے ایک فوج تمھاری مدد کو بھیجیں۔ جب یہ کمک آجائے تو دشمن کا مقابلہ کرد، اس کے آنے سے پہلے اگر دشمن کو زک دینے کا کوئی اچھا موقع تمھارے ہاتھ آجائے تو اُس سے ضرور ضرور فائدہ اُٹھاؤ، اپنی فوج کی کمی اور دشمن کی کثرت سے بھی مت گھبراؤ، اکثر کم تعداد کو خدا فتح عطا کرتا ہے اور کثیر تعداد کی مدد سے ہاتھ اُٹھا لیتا ہے۔ تمھارے ساتھ طُلَیحَہ بن خُوَیلِد، عَمرِو بن مَعدِیکَرِب، حَنظَلَہ بن رَبِیعہ، اَوس بن مَعدان اور ابن زیدالخیل ہیں، ان میں سے کسی کو سو سے زیادہ جوانوں کا افسر نہ بنانا، عمرو اور طُلَیحہ سے جنگی معاملات میں مشورہ لو لیکن اُن دونوں کو عُہدہ نہ دو۔" (الاکتفاص ۳۸۱)

۱۱۴۔ سعد بن ابی وقّاص رضؓ کے نام

"طُلَیحَہ بن خُوَیلِد اور عَمرو بن مَعدِیکَرِب سے جنگی امور میں صلاح مشورہ کرو، کیوں کہ ہر کاریگر اپنی صنعت سے واقف ہوتا ہے، لیکن ان کو کوئی عہدہ نہ دو۔" (شرحُ نَہجِ البَلاغۃ، مصر، ۳ / ۹۸، و اِزالۃ الخَفاء ۲ / ۱۹۳ و تاریخ عمر، ابن جَوزِی ص ۹۹؟)

۱۱۵۔ سعد بن ابی وقّاص رضؓ کے نام

جنگ قادسیہ سے پہلے :۔

"لوگوں کو زمانہ جاہلیت کے واقعات سننے سنانے سے روکو، ایسا کرنے سے پرانی عداوتیں تازہ ہوں گی اور نئے کینے جنم لیں

گے ، اور جب تک وہ دل چسپی سے سنیں قرآنی آیتیں اُن کی سیرت و عمل کو بہتر بنانے کے لئے تلاوت کرو"
(اَنسابُ الاَشراف بَلاذُری (قلمی) ۹/۵۹۵)

۱۱۶۔ سعد بن ابی وقّاص رضؓ کے نام

"جو کمک تمہارے پاس مرنے والوں کے سڑنے گلنے سے پہلے پہنچ جائے ، اس کو مالِ غنیمت میں شریک کر لو" (الرَّدّ علی سِیَرِ الاَوزاعِی از قاضی اَبو یوسف (طڈیٹر اَبو وفار اَفغانی) مِصر، ص ۶ ، تھوڑے لفظی فرق کے ساتھ ص ۳۵ پر بھی و شَرحُ السِّیَرِ الکبیر سَرَخسی ۲/ ۲۵۲)

۱۱۷۔ سعد بن ابی وقّاص رضؓ کے نام

جنگ قادِسیّہ کے بعد عمرِ فاروق نے سعدؓ کو لکھا :۔
"مجھے بتاؤ کہ جنگ میں لوگوں کی شجاعت اور حربی کارگزاری کس پایہ کی تھی ، آیا عرب قبائل ایک دوسرے سے بڑھ چڑھ کر لڑے یا سب برابر رہے ." (مدائنی إکتفاء ص ۲۸۲)

۱۱۸۔ خط کی دوسری شکل

"مجھے بتاؤ کہ قادِسیّہ کی جنگ میں کون سب سے اچھا سوار، کون سب سے اچھا پیادہ ثابت ہوا ، اور سواروں میں کون سوار

خطرات کے سامنے سب سے زیادہ ثابت قدمی سے ڈٹا رہا"۔
(الاکتفاء ص ۲۸۴)

۱۱۹- خط کی تیسری شکل

• مجھے بتاؤ کہ "لیلۃ الہریر"[1] میں تم نے کس شخص کو سب سے زیادہ صابر پایا"۔ (الاکتفاء ص ۲۸۴)

۱۲۰- سعد بن ابی وقاصؓ کے نام

فتح قادسیہ کے بعد سعدؓ نے مرکز کو خوش خبری کا خط بھیجا اور اس میں لکھا کہ جنگ ختم ہونے کے دوسرے دن شام سے کئی سو مجاہدوں کی ایک کمک موصول ہوئی، میں نے ان کو مال غنیمت میں شریک نہیں کیا اور اس باب میں آپ کی رائے کا منتظر ہوں۔ عمر فاروق نے لکھا:-

"بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ سلام علیک، میں اس معبود کا سپاس گذار ہوں جس کے سوا کوئی عبادت کا مستحق نہیں اور اس کے نبی محمدؐ پر درود بھیجتا ہوں۔ تمھارا خط ملا، اس فتح کے لئے خدا کا بہت بہت شکر گذار ہوں جو تمھارے ہاتھوں اس نے ہم کو عطا کی۔ خدا نے مجھ کو تمھارا حاکم بنا کر میری آزمائش کی ہے جس طرح تم کو میرا ماتحت کر کے تمھاری آزمائش کرنا چاہی ہے۔

---

[1] جنگ قادسیہ کی آخری رات جب لڑائی سب سے بھیانک روپ میں تھی اور جس کی صبح کو مسلمان فتح یاب ہوئے۔

وإني والله لا أُحصي شيئا من أموركم فأعلمه وأمّا إذا اجتمع صلح (؟) جب حاکم ہمدرد ہو اور رعایا اس کی خیر اندیش تو حاکم کا فرض ہے کہ رعایا کے ساتھ اچھا برتاؤ کرے اور رعایا کا فرض ہے کہ حاکم کی خیر اندیش رہے اور اس کے حسنِ سلوک کی شکر گذار۔ مالِ غنیمت اُن لوگوں کا حق ہے جو جنگ میں شریک ہوں اور جو لوگ بطورِ کمک جنگ ختم ہونے کے تین دن بعد آئیں ان کو بھی مالِ غنیمت کا کچھ حصّہ ملنا چاہیئے۔ تمھارے غلام اور موالی تک اگر جنگ شروع ہونے کے تین بعد شریک ہوں تو وہ بھی مالِ غنیمت کا کچھ حصہ پائیں گے۔ جو مال و متاع بطور غنیمت تمھارے قبضہ میں آئے اس کی تقسیم انصاف سے کرو" (فتوح الشام والعراق و مصر واقدی، مصر، ۲/ ۱۱۵)

۱۲۱- خط کی دوسری شکل

"واضح ہو کہ مالِ غنیمت ان لوگوں کا حق ہے جو عملاً جنگ میں شریک ہوں، لیکن جو لوگ بطور کمک جنگ ختم ہونے کے بعد تین دن کے اندر اندر آئیں، ان کو بھی مالِ غنیمت کا کچھ حصّہ ملنا چاہیئے۔ اہل معاہدہ میں سے جن لوگوں نے تمھاری مدد کی ہو اور جنگ کے بعد تین دن کے اندر اندر مسلمان ہوگئے ہوں اور جو غلام جنگ میں تمھارے ساتھ لڑے ہوں اور اس کے بعد تین دن کے اندر آزاد کر دیئے گئے ہوں اُن

سب کو مالِ غنیمت کا حصہ دو" (مدائنی-اِکتفاء ص ۳۹۹)

خط کے سیاق و سباق پر روشنی ڈالتے ہوئے مدائنی کے راوی کہتے ہیں کہ فتح قادِسیّہ کے بعد سعدؓ نے مرکز سے تین قسم کے لوگوں کے بارے میں پوچھا تھا کہ آیا ان کو مالِ غنیمت میں شریک کیا جائے یا نہیں۔ اُن میں سے دُو صنفوں پر مدائنی نے روشنی ڈالی ہے۔ پہلی صنف "دیلمی سرداروں اور عراق کی فوجی چوکیوں" کے ان کمانڈروں پر مشتمل تھی، جنہوں نے اپنی حکومت کا ساتھ چھوڑ کر مسلمانوں کی وفاداری اختیار کرلی تھی اور گو کہ انھوں نے اسلام قبول نہیں کیا، جنگ قادِسیّہ میں وہ مسلمانوں کے دوش بدوش لڑے۔ رُستم کے قتل اور مسلمانوں کی فتح پر وہ اسلام بھی لے آئے۔ دوسری صنف شام سے آئی کمک پر مشتمل تھی، یہ وہ لوگ تھے جو کمانڈر خالدؓ کے ساتھ عراق کے مورچہ سے شام گئے تھے اور وہاں دِمشق اور یَرمُوک کے معرکوں میں حصّہ لے کر جنگ قادِسیّہ میں مسلمانوں کی پشت پناہی کے لئے بھیجے گئے تھے، اُس کا ایک حصّہ فتح سے دُو دن پہلے (یوم أغواث) اور آخری فتح کے تیسرے دن پہنچا۔

۱۲۲- خط کی تیسری شکل

بلاذُری نے اپنی فتوحُ البلدان میں اس خط کی بالکل مختلف شکل پیش کی ہے۔ شعبیؒ کے حوالہ سے لکھتے ہیں کہ عمر فاروقؓ نے ابوعبیدہؓ (گورنرِ شام) کو حکم دیا کہ مشہور یَمَنی لیڈر قَیس بن مَکشُوح مُرادی کی سرکردگی میں ایک فوج سعدؓ کی مدد کو بھیجیں۔ قیسؓ اپنے

سات سو ساتھیوں کے ساتھ جب موقع واردات پر پہنچے تو جنگ ختم ہو چکی تھی، تاہم انھوں نے مال غنیمت سے حصہ مانگا۔ سعدؓ نے مرکز سے رجوع کیا تو یہ جواب آیا:۔

"اگر قیس (بن مکشوح) مقتولین کے دفن سے پہلے آگئے ہوں تو اُن کو بھی حصہ دو" (فتوح البُلدان بلاذری، مصر، ص ۲۵۷)

۱۲۳۔ سعد بن ابی وقاصؓ کے نام

زُہرہ بن حویّہ تمیمی سعدؓ کے مقدمۃ الجیش کے ایک نو عمر، نڈر اور چابک دست کمانڈر تھے، ہر خطرہ میں گھس جاتے تھے، تلوار بازی اور تیر اندازی میں ان کو غیر معمولی مہارت تھی، جنگ قادسیہ میں بہت سے ایرانی ان کی تلوار کا شکار ہوئے، ان میں ایک بہت بڑا فوجی افسر جالینوس تھا۔ زُہرہؓ نے اس کی وردی اور ہتیار اتار لئے، وردی پر اتنا قیمتی کام تھا کہ کہا جاتا ہے اُس کی قیمت ستّر ہزار درہم (تقریباً چالیس ہزار روپے) اُٹھی زُہرہ وردی پہن کر سعدؓ کے پاس آئے تو انھوں نے وردی اتار لی اور ترشی سے کہا کہ تم نے میری اجازت کا بھی انتظار نہ کیا اور وردی پر قابض ہو گئے۔ زُہرہ کو یہ سختی ناگوار گذری اور انھوں نے شکایت کا خط مرکز کو لکھا اور سعدؓ نے بھی زُہرہؓ کی بے ضابطگی اور اس قدر قیمتی وردی پر تن تنہا قابض ہونے کی شکایت کی تو عمر فاروق کا یہ خط موصول ہوا:۔

"تم زُہرہ جیسے سُورما کا دل دُکھاتے ہو خاص کر جب کہ وہ جنگ

کی آگ میں بُری طرح جلا ہے اور جب کہ یہ آگ ابھی ٹھنڈی نہیں ہوئی ہے، تم اس کا حوصلہ توڑتے ہو اور اس کا دل برا کرتے ہو۔ وردی اور ہتیار (جو اس نے جالینوس کو مار کر) لیئے ہیں بحال کر دو اور اس کو (غیر معمولی جنگی کارناموں کے صلہ میں) مجاہدین قادِسِیَّہ سے پانچ سو درہم زیادہ عطا کرو"۔

(سیف بن عمر۔ طبری ۴/۱۳۵ و تجارب الأُمم از اِبن مِسْکَوَیہ (قلمی رقم ۴۴۴۴ دارالکتب قاہرہ ص ۲۲۶ و تاریخ ابن خلدون، مصر، ۲/۹۹)

عمر فاروق نے ۱۵ھ میں مجاہدینِ بدر کا سالانہ وظیفہ چار ہزار درہم مقرر کیا تھا اور مجاہدین قادِسِیَّہ کا دو ہزار سالانہ، لیکن جن لوگوں نے اس جنگ میں غیر معمولی کرتب دکھائے تھے ان کو پانچ سو درہم زیادہ دئے گئے، یعنی ڈھائی ہزار سالانہ، ایسے لوگ امتیازی وظیفہ دار کہلاتے تھے۔ (دیکھئے طبری ۴/۱۳۵)

۱۲۴۔ اس موضوع پر طَبَری نے ایک اور خط بیان کیا ہے جس کو سیف بن عمر ہی نے بعض دوسرے راویوں سے نقل کیا ہے۔ اس کا سیاق و سباق نہیں بتایا گیا لیکن مضمون سے ظاہر ہوتا ہے کہ کسی نے سعدؓ سے شکایت کی تھی کہ زُہرہؓ نے جالینوس کے موتی جڑے وہ بازو بند چرا لئے جن کو وہ فوج کے امتیازی نشان کے طور پر پہنے تھا۔ سعدؓ نے یہ شکایت آگے بڑھا دی، عمر فاروق نے لکھا:۔

"میں تمھارے مقابلہ میں زُہرہ سے زیادہ واقف ہوں۔ بلا شبہ

وہ ایسا آدمی نہیں (کہ مقتول کے) ہتیار اور وردی کا کوئی حصّہ چھپا لے، میں خدا سے دعا کرتا ہوں کہ تمھارا مخبر اگر جھوٹا ہو تو خدا ایک جوڑ بازو بند اس کے بازوؤں پر بھی بندھوا دے جس طرح اس نے زُہرہ کے بندھوائے ہیں۔ آئندہ کے لئے میری ہدایت ہے کہ جب کوئی شخص کسی کو میدانِ جنگ میں مار دے تو اس کے ہتیار وغیرہ مارنے والے کو دے دئے جائیں۔" (سیف بن عمر، دوسرے شیوخ سے۔ طَبَری ۴/۱۳۵)

۱۲۵۔ سعد بن ابی وقّاصؓ کے نام

اِزالۃ الخفار کی روایت کے مطابق یہ خط سعدؓ کو قادِسیّہ میں ملا، جنگ سے پہلے یا بعد؟ ہمارے راویوں نے یہ نہیں بتایا، لیکن فتح کے بعد اس کا آنا زیادہ قرینِ قیاس ہے:-

" نَضلَہ بن مُعَاویہ انصاری کی سرکردگی میں ایک فوج حُلوان کے مضافات میں چھاپے مارنے بھیجو" (اِزالۃ الخفار ۲/۱۶۷)

حُلوان سواد (عراق) کی شمالی سرحد کا آخری شہر تھا جہاں سے پہاڑی سلسلہ شروع ہوتا تھا۔

حسب الحکم سعدؓ نے تین ۳۰۰ سو سوار نَضلہؓ کی قیادت میں روانہ کئے۔ انھوں نے حُلوان کے مضافات میں غارت گری کی اور بہت سا مالِ غنیمت حاصل کیا۔ نَضلَہ نے اپنی کامیابی سے سعدؓ کو اور سعدؓ نے خلیفہ کو مطلع کیا تو یہ فرمان آیا:-

۱۲۶-

"اپنی فوج لے کر جاؤ اور (حلوان کے) پہاڑ پر کیمپ لگاؤ اور اس سے میرا سلام کہو۔" ازالہ (۲/ ۱۶۸) کی روایت یہاں ختم ہوئی، کنز میں یہ عبارت زیادہ ہے: "کیوں کہ رسول اللہ نے ہمیں خبر دی ہے کہ حضرت عیسیٰؑ کے ایک 'وصی' اس پہاڑ پر مقیم ہیں جو عراق کے ایک طرف کو واقع ہے۔" یہ روایت بیان کرنے کے بعد صاحب کنز لکھتے ہیں کہ کئی محدثوں نے ان خطوں کی سند ضعیف بتائی ہے، (کنز العمال ۶/ ۲۷۹) درایت سے بھی ان خطوں کی تصدیق نہیں ہوتی، کیوں کہ عمر فاروق کا سعدؓ کو عربی۔ عراقی سرحد پر یہ حکم دینا کہ کئی سو میل شمال میں عراق کی دوسری سرحد کے ایک پہاڑ پر جا کر خیمہ لگائیں اور اپنے پیچھے ایرانی فوجوں کو پشتی حملہ کے لئے آزاد چھوڑ دیں، کسی طرح سمجھ میں آنے والی بات نہیں۔

۱۲۷۔ سعد بن ابی وقاصؓ کے نام

جسر کی شکست میں چار ہزار مسلمان قتل یا غرق ہوئے، دو ہزار بھاگ کر عربی صحراء اور مدینہ میں چھپ گئے اور مُثنّیٰؓ بن حارثہ کے پاس صرف تین ہزار کی جمعیت رہ گئی۔ ایرانیوں سے نمٹنے کے لئے اُنھوں نے مرکز سے کمک طلب کی۔ حضرت عمر نے یمن کے قبیلۂ بجیلہ کو جو اس وقت مدینہ آیا ہوا تھا، مُثنّیٰؓ کی مدد کو بھیجنا چاہا لیکن اُن کو عراق کی بجائے شام جانے پر اصرار تھا، اس کی ایک وجہ تو یہ تھی کہ جسر کی تباہی سے لوگ ڈرے ہوئے تھے، اور دوسرے شام

کے محاذ پر یمن کے بہت سے قبیلے جا چکے تھے اور بَجِیلہ اپنے ہم وطن اور ہم نسل قبائل کے ساتھ رہنے کے خواہش مند تھے۔ وقت کے شدید تقاضہ کے زیر اثر عمر فاروق نے بَجِیلہ کو ایک رعایت دے کر عراق کی طرف مائل کرنا ضروری سمجھا۔ انھوں نے جَرِیر سے کہا جو بجیلہ کے لیڈر تھے کہ اگر تم عراق کے محاذ پر چلے جاؤ تو تمھارے قبیلہ کو (اگلی فتح کے) خُمس کا چوتھائی حصہ دوں گا۔ بَجِیلہ اور ان کے قبیلہ نے یہ بات مان لی۔ اگلی جنگ میں جو بُوَیب کے نام سے مشہور ہے مسلمانوں کو فتح ہوئی تو حسب قرار بَجِیلہ کو خُمس (مرکز کا حصّہ) کا چوتھائی دیا گیا۔ جنگ قادِسیّہ میں یہ لوگ پھر شریک ہوتے اور جب فتح ہوئی تو انھوں نے حسبِ سابق خُمس کا چوتھائی طلب کیا۔ سعدؓ ہچکچائے اور مرکز سے رجوع کیا تو یہ جواب آیا :-

"(اگر میں اب بھی بَجِیلہ کو رُبع خُمس دوں) تب تو یقیناً یہ میری گمراہی ہوگی۔ میں نے تو اُن کو رُبع خُمس اُس موقع پر دینے کا وعدہ کیا تھا جب اُن کو مُثنّیٰؓ کی مدد کے لئے بُوَیب بھیجا تھا۔ بُوَیب کی فتح پر وہ رُبع خُمس لے چکے، اس کے بعد وہ (مُثنّیٰؓ کی) دوسری جنگوں میں شریک نہیں ہوئے بلکہ عربستان لوٹ آئے۔ اِس مطالبہ پر جس کا ان کو حق نہیں اور نہ جس کے پورا کرنے کا مجھے حق ہے، ان کو ڈانٹو ڈپٹو، اور ان سے کہو کہ لَوۡلَا اِنِّیۡ قَاسِمٌ مَسۡئُوۡلٌ لَبَلَغۡتُ مِنۡهُمۡ (؟)" (اِکتفاء ص ۲۹۹)

لہ جہاں چند سال بعد کوفہ بسا وہاں بُوَیب ایک چھوٹی نہر تھی۔ معجم البلدان یاقوت ۲/ ۲۱۰۔

١٢٨- خط کی دوسری شکل

"اگر جریر سمجھتے ہوں کہ اُن کے قبیلہ اور انھوں نے "مُؤَلَّفَةُ القُلُوب" کے حصہ کے لیے جنگ کی تھی تو ان کو یہ حصّہ دے دو" (چوتھائی سواد) اور اگر انھوں نے اسلام اور انعامِ ایزدی کی خاطر کی تھی تب تو ان کا شمار مسلمانوں میں ہے اور اس حیثیت سے ان کو وہی حقوق حاصل ہوں گے جو مسلمانوں کو ہیں اور اُن پر وہی ذمہ داریاں ہوں گی جو مسلمانوں پر ہیں"۔ (فتوحُ البُلدان بَلاذُری مصر ١٩٣٢ء ص ٢٦٧ - ٢٦٨)

اس خط کو بَلاذُری نے واقدی کی سند پر نقل کیا ہے اور اس ضمن میں دو بالکل نئی باتیں ہیں: ایک یہ کہ عمر فاروق نے بَجیلہ سے خُمس کے چوتھائی کا نہیں (جیسا کہ سیف بن عمر اور کچھ دوسرے مورخوں کی رائے ہے) بلکہ سواد کے چوتھائی کا وعدہ کیا تھا، دوسرے یہ کہ بَجِیلَہ نے مطالبہ فتح قادِسِیَّہ کے بعد نہیں بلکہ فتح جَلُولاء (١٦ھ) کے بعد کیا جب پورا سواد اسلامی تسلط میں آیا۔ اِبن سلّام مصنف کتاب الأموال کے راویوں نے تو یہاں تک کہا ہے کہ بَجِیلَہ کو عملاً دو یا تین سال تک چوتھائی سواد کی آمدنی ملتی رہی پھر عمر فاروق نے ان کو سمجھایا کہ سواد کی حیثیت وقف علی المسلمین کی سی ہے اور کسی خاص جماعت یا قبیلہ کی ملکیت میں اس کا یا اس کے کسی حصّہ کا رہنا درست نہیں، تب وہ اپنے حصّہ سے دست بردار ہو گئے۔ (کتابُ الأموال ص ٦١)

۱۲۹-۱۳۰- سعد بن ابی وقاصؓ کے نام

یہ مراسلہ طبری کو چھوڑ کر کئی قدیم ترین مصنفوں نے نقل کیا ہے، اس کے راوی کہتے ہیں کہ فتح عراق کے بعد موصول ہوا لیکن خط کی اندرونی شہادت اور تاریخی قرائن سے اس بات کی تائید ہوتی ہے کہ جنگ قادسیہ کے بعد آیا ہوگا :-

"تمہارا خط ملا، تم نے لکھا ہے کہ مسلمان مالِ غنیمت کے علاوہ وہ اراضی املاک اور باشندے آپس میں تقسیم کرنا چاہتے ہیں جو انھوں نے بزورِ شمشیر فتح کئے ہیں۔ میرا خط پا کر دیکھو کہ مسلمان تمھارے کیمپ میں دشمن کا کیا سامان اور مویشی لائے ہیں، خمس نکال کر اس سامان کو لشکر میں بانٹ دو۔ اراضی، دریا اور نہروں کو ان لوگوں کے پاس چھوڑ دو جو کاشت کرتے رہے ہیں تاکہ اس سے جو خراج وصول ہو وہ مسلمانوں کی تنخواہوں اور وظیفوں میں دیا جا سکے، اگر ہم نے یہ اراضی فوج میں تقسیم کر دی تو بعد میں آنے والی نسلوں کے لئے کچھ نہ بچے گا"

(مدونۃ الکبریٰ امام مالک ص ۳۷۵ و ۳۸۰ و کتاب الأموال ابن سلام ص ۵۹ و شرح السیر الکبیر ۲/ ۲۷۱ و فتوح البلدان بلاذری، مصر ۱۹۳۲ء ص ۲۶۵ و معجم البلدان یاقوت، مصر، ۵/ ۱۶۲ ذکر سواد و تہذیب تاریخ دمشق ابن عساکر ۱/ ۱۸۱)

قاضی ابو یوسفؒ اور یحییٰ بن آدم قرشی نے اس خط میں الفاظ ذیل کا مزید اضافہ کیا ہے :-

ہیں نے تم کو لکھا تھا کہ (لڑنے سے پہلے) دشمن کو تین دن تک اسلام کی دعوت دینا، اور یہ کہ جنگ سے پہلے جو شخص یہ دعوت قبول کرلے گا اس کا شمار مسلمانوں میں ہوگا، اس کو ان کی طرح حقوق حاصل ہوں گے اور مال غنیمت سے بھی حصہ ملے گا، لیکن جو شخص شکست اور جنگ کے بعد اسلام لائے گا اس کا شمار ہوگا تو مسلمانوں میں پر اس کا مال و متاع مسلمان بانٹ لیں گے کیوں کہ اس کی دولت اسلام لانے سے پہلے ان کی ملک ہو چکی، یہ تھا میرا حکم اور یہ تھا میرا خط"

یحییٰ بن آدم قُرشی کی کتاب الخَراج میں یہاں یہ چند جملے اور زیادہ ہیں :-

"جب مسلمان اپنے مال کی زکاۃ اور ذِمّی از روئے معاہدہ مقرر کیا جزیہ ادا کر دے تو ان دونوں پر عُشور (دس فی صدی تجارتی ٹیکس) نہیں ہے۔ عُشُور صرف حربی تاجروں سے لیا جائے گا جب وہ اجازت لے کر ہماری عملداری میں آئیں گے"

(کتاب الخراج ابو یوسف ص ۴۲، وکتاب الخَرَاج یحییٰ بن آدم قُرشی مصر ۱۳۴۷ھ ص ۴۸ و ۲۷ - ۲۸، وکتاب الأموال ص ۵۹ و کنزُ العُمّال مُتّقی برہان پوری، حیدر آباد، ہند ۲/۱۹۵ و ۲/۲۹۷)

قاسم بن سَلّام صاحب کتاب الاموال نے یزید بن حبیب کے حوالہ سے اس حصہ کو مستقل خط کی حیثیت سے بھی نقل کیا ہے، اور چوں کہ اس میں اور اس کے ماقبل میں باعتبار مضمون کوئی ہم آہنگی نہیں، اس کا مستقل ہونا ہی قرینِ صواب نظر آتا ہے۔ (کتاب الأموال ص ۱۲۶) (۱۱)

۱۳۱۔ سعد بن ابی وقاصؓ کے نام

قادِسیہ کی شاندار فتح کے بعد جب اسلامی فوجیں عراق میں داخل ہوئیں تو آس پاس کے زمیندار اپنے اپنے وفد لے کر ان کے پاس آنے لگے۔ کسی نے کہا کہ ہم اپنے معاہدوں پر قایم ہیں جو ہم نے خالد بن ولیدؓ اور مثنیٰؓ سے کئے تھے، کسی نے دعوٰی کیا کہ ہم مسلمانوں کے دوست اور فارسیوں کے دشمن ہیں، کسی نے کہا کہ گو فارسیوں نے ہمیں مسلمانوں سے لڑنے پر مجبور کیا پر ہم لڑے نہیں۔ بلکہ روپوش ہو گئے۔ اس موضوع پر عمر فاروق کو دو مراسلے لکھے گئے ایک سعدؓ اور دوسرا فوجی کمانڈروں کی طرف سے۔ سعدؓ کے خط کا مضمون یہ تھا:۔ "جنگ کے بعد متعدد رئیس ہمارے پاس آئے جنہوں نے پاس عہد کیا تھا اور ہمارے خلاف جنگ میں شریک نہیں ہوئے تھے، ہم نے ان کے وہ معاہدے جو انھوں نے خالد بن ولیدؓ اور مثنیٰؓ سے کئے تھے (مشروط طور پر) بحال کر دئے ہیں، بتا ئیے ایسے لوگوں کے ساتھ کیا معاملہ کیا جائے جو

(۱) معاہدوں پر قائم رہے۔

(۲) جو گھر بار چھوڑ کر بھاگ گئے۔

(۳) جو دعوٰی کرتے ہیں کہ ان کو عہد شکنی اور لڑنے پر مجبور کیا گیا مگر وہ لڑے نہیں بلکہ روپوش ہو گئے۔

(۴) جو مقیم رہے اور جزیہ دینے کو تیار ہیں۔ امیرالمومنین ہم ایک دل نشیں ملک میں ہیں جہاں کی بستیاں جنگ کے زیر اثر اُجڑ گئی ہیں، (۱۱)

ہماری رائے ہے کہ اہلِ سواد کی دل جوئی کی جائے اور اُن کے ساتھ نرمی کا برتاؤ کیا جائے، اس سے سواد کی زراعت اور خوش حالی بڑھے گی اور دشمن کے حوصلے بھی پست ہوں گے۔"

فوجی کمانڈروں کے خط کا مضمون

"سواد کے بعض رئیس دعویٰ کرتے ہیں کہ مسلمانوں نے خالدؓ اور مثنیٰؓ کی فتوحات کے زمانہ میں ان سے معاہدے کئے تھے، لیکن جہاں تک ہمیں معلوم ہے خالدؓ اور مثنیٰؓ سے معاہدے کرنے والے سارے رئیس باستثنا، بانقیاء، بسما، اور اُلّیس، معاہدے توڑ کر باغی ہو گئے تھے۔ سواد کے باشندے کہتے ہیں کہ ایرانیوں نے ہم کو عہد شکنی اور مسلمانوں سے لڑنے پر مجبور کیا، لیکن ہم نہ تو لڑے اور نہ اپنے علاقے چھوڑ کر بھاگے۔"

پہلے مراسلہ کا جواب

"واضح ہو کہ خدائے بزرگ و برتر نے ہر معاملہ میں بعض مخصوص حالات میں ترک و اخذ کا حق دیا ہے، لیکن دو معاملے اس سے مستثنیٰ ہیں: انصاف اور یادِ خدا۔ خدا کی یاد میں کسی انسان کو کسی حال میں ترک و اخذ کا حق نہیں ہے، کیوں کہ خدا چاہتا ہے کہ اس کو زیادہ سے زیادہ یاد کیا جائے۔ انصاف کے معاملہ میں بھی کسی کو یہ اختیار نہیں کہ ایک کے ساتھ انصاف کرے اور دوسرے کے ساتھ نہ کرے، بلکہ اس پر لازم ہے کہ عزیز و بے گانہ، دوست و دشمن، ناداری و خوش حالی ہر شخص اور ہر حال میں انصاف سے کام لے۔ انصاف اگرچہ نرم نظر آتا ہے

ہے پر اس میں ظلم و باطل مٹانے کی بے پناہ قوت ہے اور ظلم سے چاہے وہ کتنا ہی سخت ہو کفر اور زیادہ پھیلتا ہے، سواد کے جو لوگ معاہدہ پر قایم رہے ہوں اور انھوں نے تمھارے خلاف فارسیوں کی مدد نہ کی ہو تو وہ تمھاری امان میں ہیں اور ان سے جزیہ وصول کیا جائے۔ جو لوگ کہتے ہیں کہ ان کو لڑنے اور عہد شکنی پر مجبور کیا گیا، لیکن انھوں نے تم سے نہ تو جنگ کی نہ گھر بار چھوڑ کر بھاگے، تو تم کو اختیار ہے چاہے ان کا دعویٰ مان لو اور چاہے رد کرکے معاہدہ کو برقرار نہ رکھو اور ان کو غیر مفتوحہ علاقہ میں پہنچا دو۔"

(سیف بن عمر۔ طبری ۴/۱۴۵)

۱۳۲۔ فوجی کمانڈروں کے نام

دوسرے مراسلہ کا جواب :۔

"جو زمیندار اپنے علاقوں میں رہے ہوں اور اُن سے معاہدے نہ ہوئے ہوں اُن کے ساتھ اہلِ معاہدہ کا سا معاملہ کیا جائے، کیوں کہ وہ گھر بار چھوڑ کر نہیں گئے اور نہ انھوں نے تمھارے خلاف دشمن کی مدد کی۔ جن کاشت کاروں کا طرزِ عمل یہ رہا ہو اُن کے ساتھ بھی یہی معاملہ کیا جائے۔ جو زمیندار دعویٰ کریں کہ اُن سے معاہدے کئے گئے تھے (اور انھوں نے تمھارے خلاف ایرانیوں سے تعاون بھی نہ کیا ہو) اور اُن کے دعوی کی تائید میں ثبوت فراہم ہو جائے تو وہ بھی جزیہ دے کر مسلمانوں کی امان میں رہیں گے اور اگر

ثبوت ان کے خلاف بہم ہو تو ان کے پرانے معاہدے منسوخ کر دئے جائیں (اور نئے معاہدے کئے جائیں)۔ جن زمینداروں نے ایرانیوں کے ساتھ تعاون کیا ہو اور گھر بار چھوڑ کر چلے گئے ہوں ان کے معاملہ میں تم کو خدا کی طرف سے اختیار ہے کہ ان کو بلا کر ان کی أراضی و أملاک لوٹا دو اور وہ جزیہ دے کر مسلمانوں کی امان میں رہیں اور اگر وہ واپس آنا پسند نہ کریں تو ان کی أراضی و أملاک آپس میں بانٹ لو۔" (سیف بن عمر۔ طبری ۴/ ۱۴۵-۱۴۶)

۱۳۳۔ سعد بن ابی وقّاصؓ کے نام

اس خط کا افتتاح کرتے ہوئے أبوالفرج عبدالرحمٰن حنبلی اپنی کتاب الأستخراج لأحکام الخَراج میں لکھتے ہیں :۔ سعدؓ نے عمرؓ کو لکھا کہ بغیر لڑے ہمارے ہاتھ ایک أراضی آئی ہے (بتائیے اس کا کیا کریں) تو انھوں نے جواب دیا :۔

"اگر تم اس کو آپس میں بانٹنا چاہو تو بانٹ لو اور اگر چاہو کہ وہ زمینداروں کے پاس رہے اور وہ اس کی کاشت کریں (تو یہ زیادہ مناسب ہے) تاکہ تمھارے بعد آنے والی نسلیں اس سے فائدہ اٹھا سکیں، مجھے اندیشہ ہے کہ (اگر زمین تم نے بانٹ لی) تو اس کی آب پاشی اور متعلقہ مسائل پر تمھارے درمیان اختلاف اور نفرتیں پیدا ہوں گی اور تم ایک دوسرے کو قتل کر دو گے۔"

(الأستخراج لِأحکام الخَرَاج، مصر ۱۹۳۴ء ص ۱۴)

۱۳۴۔ سعد بن ابی وقاصؓ کے نام

فتح کے بعد سعدؓ اور ان کی فوجیں دو ماہ تک قادسیہ میں ٹھہری رہیں۔ یہ وقت تازہ دم ہونے، آس پاس کے رئیسوں سے معاملہ کرنے اور مرکز سے اگلی اقوام کے لئے خط و کتابت پر صرف ہوا۔ دو ماہ بعد عمر فاروق نے کسریٰ کے عراقی پایۂ تخت مدائن پر پیش قدمی کا فرمان بھیجا۔ قادسیہ سے مدائن کا فاصلہ لگ بھگ ڈیڑھ سو انگریزی میل تھا۔ مدائن کے راستہ میں فارسی فوجیں چار جگہ مسلمانوں سے صف آرا ہوئیں، تاہم کوئی بڑی لڑائی نہیں ہوئی اور فارسی ہر جگہ پسپا ہوئے۔ مدائن کئی شہروں اور محلوں کا مجموعہ تھا جو زیادہ تر دجلہ کے مشرقی کنارے پر آباد تھے، اس کا ایک شہر جس کا نام بہرسیر[1] تھا غربی کنارہ پر واقع تھا اور مدائن سے ایک پل کے ذریعہ ملا ہوا تھا۔ بہرسیر میں ایک مضبوط قلعہ تھا اور حملہ آوروں کے سامنے فارسیوں نے ایک خندق بھی کھود لی تھی، مسلمانوں نے شہر کا محاصرہ کرلیا جو دو ماہ تک چلا، اس اثنار میں سعدؓ کے رسالے دجلہ و فرات کی درمیانی بستیوں پر ترکتازی کرتے رہے اور ایک لاکھ کسان پکڑ لائے۔ سعدؓ نے مرکز سے رجوع کیا کہ ان کسانوں کے ساتھ کیا معاملہ کیا جائے تو یہ جواب آیا:۔

" وہ کاشتکار جو تمھارے پاس آئے ہیں (؟) (پچھلی جنگ کے دوران) اگر گھروں پر رہے ہوں اور تمھارے خلاف فارسیوں کی مدد نہ کی ہو تو وہ تمھاری امان میں ہیں (اور جو تمھارے پاس نہ آئے ہوں اور گھر بار چھوڑ کر کے بھی نہ گئے ہوں۔ اضافہ از اِکتفاء) وہ

---

[1] دیکھئے نقشہ ۲ مقابل ص۱۲۳

بھی امان میں ہیں اور جو گھر بار چھوڑ کر بھاگ گئے اور پھر تم نے ان کو پکڑ لیا ہو تو ان کے ساتھ جو معاملہ چاہے کرو"۔

(سیف بن عمر۔ طبری ۴/۱۶۸)

۱۳۵۔ سعد بن ابی وقاصؓ کے نام

فتح مدائن کا مژدہ پا کر عمر فاروق نے لکھا:۔

"خدا سے ڈرنے کی تم کو فہمائش کرتا ہوں، خدا جس کے ڈر کی بدولت خوش نصیبی حاصل ہوتی ہے اور جس کے ڈر سے بے نیاز ہو کر لوگ بد نصیبی کا شکار ہوتے ہیں۔ سعدؓ تم اُن عنایتوں سے واقف ہو جو خدا نے ہمارے ساتھ کی ہیں: اُس نے شرک اور شرک والوں سے ہم کو بچایا، ہمیں ان کے بتوں کی پوجا سے نجات دلائی، ہمیں ان کی گمراہی سے نکال کر ہدایت کی راہ دکھائی، اور جس طرح ہم مشرکینِ قریش کے چنگل سے نکلے، اس کا حال بھی تم کو معلوم ہے: ہم نکلے تو مسلمانوں کی ایک ٹولی، وہ اور ان کا زاد راہ، اونٹ پر سوار تھی، صرف ایک لحاف تھا جس کو باری باری سے ہم اوڑھتے تھے، ہم میں سے جو لوگ اپنے مامن (مدینہ) پہنچے وہ تھک کر چور ہو چکے تھے، اور جو اپنے وطن (مکہ) رہے، وہ اپنے توحیدی خیالات کی وجہ سے مختلف آزمائشوں میں ڈالے گئے، اور ان کو جسمانی تکلیفیں پہنچائی گئیں، ایذا رسانی میں ان کے قریب ترین عزیز پیش پیش تھے، (ان حالات میں) رسولؐ قسم کھا کر کہتے "یقین کرو قیصر و کسریٰ کے

خزانے تمھارے ہاتھ آئیں گے"، جو سنتا وہ اس بات پر حیرت کرتا۔ خدا نے تم کو زندہ رکھا اور یہ پیش گوئی خود تمھارے ہاتھوں پوری ہوئی۔ دنیا کے ٹھاٹ باٹ میں نہ پڑنا، حتیٰ کہ ان بھوکے مجاہدوں سے جا ملو۔ جنھوں نے میلے کچیلے کپڑوں میں دنیا چھوڑی، جن کے پیٹ پیٹھوں سے لگے تھے، جن کے اور خدا کے درمیان کوئی پردہ نہیں ہے، دنیا نے ان پر اپنا جادو نہیں چلایا، اور مایا موہ نے ان کے ایمان میں کوئی خلل نہیں پیدا کیا، ان لوگوں کو اپنا مقتدا بناؤ اور دنیا کے چکر میں پڑ کر گمراہ نہ ہو اور وہ مبارک قوم بنے رہو جس کو سراہا گیا ہے اور جس کے بارے میں اللہ تبارک و تعالیٰ فرماتا ہے: ہم نے ان کو پیشوا بنایا ہے، ہمارے حکم سے وہ لوگوں کو سیدھا راستہ دکھاتے ہیں، ہم نے ان کے دل میں ڈال دیا ہے کہ عمل صالح کریں، نماز قایم کریں، اور زکاۃ ادا کریں، وہ ہمارے وفادار اور جاں نثار ہیں"۔ (مدائنی۔ اکتفاء ص ۴۰۷)

۱۳۶۔ قُطْبہ بن قَتادہ سَدُوسی رض کے نام

سنہ ۱۲ھ سے قُطبہ نامی ایک عرب لیڈر شَطُّ العَرَب[1] کے فارسی دیہاتوں اور فوجی چوکیوں پر برابر چھاپے مار رہا تھا۔ اُسی سال ابوبکر صدیق نے خالد بن ولید رض کو جو اس وقت مُسَیلِمہ کا قصہ پاک کر کے یمامہ[2] میں مقیم تھے حکم دیا کہ مُثَنّیٰ بن حارثہ کی پشت پناہی کے لئے

[1] دِجلہ و فرات کا دہانہ جس کی لمبائی سو میل کے قریب ہے [2] دیکھئے نقشہ ۱ مقابل ص۱

جائیں۔ مُثَنّیٰ اِس وقت حِیرہ کے آس پاس ایرانی فوجی چوکیوں اور دیہاتوں پر حملے کر رہے تھے۔ راستہ میں خالدؓ نے قُطبہ کے تعاون سے خُرَیبہ نامی ایک اہم فارسی چوکی فتح کی جو شَطُّ العَرَب کے جنوب مشرق میں عربی سرحد کے قریب تھی اور جس کے ذریعہ شَطُّ العَرَب کے زرخیز علاقہ اور اَہواز جانے والی سڑک کو عرب غارت گری سے محفوظ رکھا جاتا تھا۔ شَطُّ العَرَب اور مَیْسَان میں فتوحات کرتے، وہاں کے رئیسوں کو خراج گذار بناتے اور قُطبہ کو خُرَیبہ اور عربی۔ فارسی سرحد کی نگہداشت سونپ کر، خالد حِیرہ کی طرف نکل گئے۔ قُطبہ نے محسوس کیا کہ شطّ العرب کے فارسی حُکّام میں خالد کی تاخت کے بعد پہلی سی جارحانہ اسپرٹ نہیں رہی اور وہ کچھ بجھے بجھے سے ہیں۔ قُطبہ نے ان کو وہاں سے نکالنے کی ٹھانی لیکن اُن کی فوجی طاقت ناکافی تھی۔ انھوں نے عمر فاروق کو ایک عریضہ لکھا کہ مجھے تھوڑی سی کمک بھیج دیجئے تاکہ میں شَطُّ العرب کو فارسیوں سے آزاد کرلوں، اس وقت موقع بہت اچھا ہے۔ عمر فاروق نے جواب دیا:-

"تمھارا خط موصول ہوا جس میں تم نے اپنے آس پاس کی فارسی بستیوں پر ترکتاز کا ذکر کیا ہے، تمھاری یہ کارروائی مجھے پسند آئی، (تاہم کوئی خطرناک اقدام نہ کرو) اور اگلی ہدایت تک جہاں ہو وہیں ڈٹے رہو اور اس بات سے خوب چوکنا رہو کہ دشمن کے ہاتھوں تمھارے ساتھیوں کو کوئی نقصان نہ پہنچ جائے"

(مدائنی۔طبری ۴/۱۵۰)

۱۳۷۔ عُتبہ بن غَزوانؓ کے نام

جس طرح خالد بن ولیدؓ کو اَبوبکر صدیق نے مُثنّیٰؓ کی تقویت کے لئے بھیجا تھا اُسی طرح عُتْبہ بن غَزوان کو عمر فاروق نے قُطْبہؓ کی مدد پر مامور کیا، ربیع الأوّل یا ربیع الثانی ۱۴ھ۔ خالدؓ اور عُتبہؓ دونوں سالار اعلیٰ مقرر کئے گئے۔ عُتْبہؓ پانچ سو مجاہدوں کے ساتھ قطبہؓ سے جا ملے اور شَطُّ العَرَب کا وہ اہم بندرگاہ فتح کیا جو اُبُلّہ کے نام سے مشہور ہے۔ قرونِ وسطیٰ میں اُبُلّہ ایک بَیْنَ الأقوامی بندرگاہ تھا جہاں شرق میں چین، سماترا، جاوا، لنکا، ہند وغیرہ اور مغرب میں روم، مصر، ایران، عراق اور شام سے تجارتی سامان درآمد و برآمد کیا جاتا تھا۔ بندرگاہ اور اس کی تجارت فارسیوں کے ہاتھ میں تھی۔ یہاں کے مالِ غنیمت سے ایک عرب کو جس کا نام سَلْمہ تھا ایک دیگچی ملی جو پیتل کی سمجھی گئی لیکن تھی سونے کی۔ جب یہ بات عُتبہؓ کو معلوم ہوئی تو انھوں نے سَلْمہ سے کہا کہ دیگچی واپس کر دو لیکن انھوں نے نہیں کی۔ معاملہ عمر فاروق کے سامنے لایا گیا تو انھوں نے لکھا:۔

"سلمہ کو (جبراً) قسم دی جائے اور اگر وہ قسم کھا کر کہیں کہ میں نے دیگچی پیتل کی سمجھ کر لی تھی، تب تو ان کو دے دی جائے، اور اگر وہ قسم نہ کھائیں تو (ان سے لے کر) مسلمانوں میں بانٹ دی جائے"۔ (طبری ۴/ ۱۵۲)

اِبن جَوزی نے اپنی تالیف تاریخِ عمر بن خطاب میں عُتبہؓ کی جگہ قطبہ بن قَتَادہ کو اُبُلّہ کا فاتح اور اس خط کا مخاطب بتایا ہے۔ (تاریخ عمر

بن خطاب، ابن جوزی، مصر، مکتبہ جدیدة، ص ۹۵)

۱۳۸۔ عُتبہ بن غزوانؓ کے نام

عُتبہؓ نے خُرَیبہ میں اپنا کیمپ لگایا اور عمر فاروق سے مسلمانوں کے لئے ایک مستقل چھاؤنی کی اجازت مانگی جہاں وہ لڑائی سے واپسی پر سر چھپا سکیں۔ خلیفہ نے لکھا:۔

"اپنی ساری فوج ایک ایسی جگہ جمع کر لو، جو پانی اور چراگاہ سے قریب ہو اور مجھے اس کے جائے وقوع اور جغرافیہ سے آگاہ کرو"
(ابو عُبَیْدہ مَعْمر۔ فُتُوح البُلدان بَلاذُری ص ۳۴۱)

۱۳۹۔ عُتبہ بن غزوانؓ کے نام

یہ خط اسپین کے مشہور ادیب ابن عبد ربہ (م ۳۲۸) نے عِقدُ الفرید میں بیان کیا ہے:۔

"واضح ہو کہ تم اب امیر ہو، تمھاری بات سنی جاتی ہے، تمھارے احکامات پر عملدر آمد ہوتا ہے، کیا وبال ہے یہ نعمت اگر اس سے (خدا اور انسان کی نظر میں) تمھاری قدر و قیمت نہ بڑھے اور اگر اس کو پا کر تم اپنے سے کم رتبوں پر زیادتیاں کرو! اس لئے نعمت سے مصیبت کی نسبت زیادہ چوکنا رہو اور بچو ایسی غلطیوں سے جن پر چشم پوشی نہ ہو سکے اور ایسی لغزشوں سے جو معاف نہ کی جائیں والسلام" (العقد الفرید تحقیق و ضبط أحمد أمین وغیرہ سنہ ۱۹۴۰ء، ۳/۱۵۱)

۱۴۰۔ حُرقُوص بن زُہیر سَعدیؓ کے نام

عُتبہ بن غَزوان اور ان کے سالاروں نے مَیسَان[1] اور کل شطُّ العَرب کو جو صوبہ اَہواز کا ایک اہم حِصَّہ تھا مُسخَّر کر لیا تھا، کسروی نسل کا ایک ممتاز شہزادہ ہُرمزانِ اُہواز (خُوزِستَان) اور صُوبہ مِہر جَانقَذَق کا حاکم تھا. جنگ قادِسیَّہ سے لوٹ کر اس نے عربوں کو زیرین عراق سے نکالنے کے لئے مَیسان اور دَستُمیسان میں حملوں کا ایک سلسلہ شروع کر دیا. بصرہ اور کوفہ سے آئی کمک سے اس علاقہ کی فوجی چوکیوں پر مامور عرب سالاروں نے سڑکوں کے ایک اہم سنگم نہر تیریِ (طَبَری نہر تِیرَی) پر ہُرمزان سے مقابلہ کیا، ہُرمُزان کو شکست ہوئی، اَہواز کے دو خاص شہر مَناذِر اور نہر تِیرِیِ جو ایک بڑے دریا کی گود میں تھی اور کئی بڑی سڑکوں کے جنکشن، عربوں کے ہاتھ آئے اور ان کے ساتھ اَہواز کا جنوب۔مشرقی علاقہ بھی. مسلمانوں کو اپنی حکومت کے قلب میں مُتمکّن دیکھ کر، ہُرمُزان صُلح کے لئے مجبور ہو گیا اور اُن سے سمجھوتہ کر لیا. کچھ عرصہ بعد اس کے اور مفتوحہ علاقہ کے عرب سالاروں کے درمیان "حدودِ اَراضی" کے بارے میں اختلاف پیدا ہوا. ہُرمُزان نے معاہدہ توڑ دیا اور ایک بڑا لشکر تیار کیا جس میں فارس کے بہت سے جنگجو اور بہادر کُرد بھی شامل تھے. اَہواز کے سالاروں نے عُتبہ بن غَزوانؓ اور عمر فاروق کو صورتِ حال سے مطلع کیا اور کمک مانگی. عمر فاروق نے بے درنگ صحابی حُرقُوص بن زُہیر کی سرکردگی میں مدینہ سے ایک فوج روانہ کی اور اَہواز کی ساری فوج کا ان کو

[1] مقامات کیلئے دیکھئے نقشہ نمبر۲ مقابل صہ ۱۲۳

سپہ سالار مقرر کیا۔ حُرقُوص کی ہُرمُزان سے (اَہواز کے صدر مقام) سُوق الأہواز میں ایک بڑی لڑائی ہوئی جس میں فارسی ہارے۔ ہُرمُزان اپنے پہاڑی مُستَقر رَامَ ہُرمُز بھاگ گیا اور اس کے تعاقب میں عرب رسالے۔ اَہواز میں مچّھر، بچھّو، اور سانپ بہت ہوتے تھے، اور غالباً ان سے بچاؤ کی خاطر حُرقوص نے اپنا ہیڈ کوارٹر ایک پہاڑی پر قائم کیا، جب خلیفہ کو یہ معلوم ہوا اور شاید کسی نے شکایت بھی کی کہ پہاڑ پر چڑھنے اُترنے اور سامان فراہم کرنے میں لوگوں کو تکلیف ہوتی ہے تو انھوں نے حُرقوصؓ کو یہ خط لکھا:۔

"مجھے خبر ملی ہے کہ تم نے ایک ایسے پہاڑ پر اپنا کیمپ بنایا ہے جہاں چڑھنا دشوار ہے، تم میدان میں کیمپ لگاؤ تاکہ کسی مسلمان یا مجاہد کو تمھارے پاس جانے میں دقت نہ ہو۔ جو کام تمھارے سپرد ہے اس کی سربراہ کاری میں چست اور مستعد رہو، ایسا کروگے تو آخرت میں انعام پاؤگے اور دنیا میں بھی شاد کام رہوگے۔ اپنے فرائض کی انجام دہی میں نہ جلد بازی دکھاؤ نہ کوتاہی، ورنہ دنیا کا سکھ آرام بھی کھو گے اور آخرت کی سرخروئی بھی۔" (سیف بن عمر۔ طبری ۴/۲۱۰-۲۱۲)

۱۴۱۔ عُتبہ بن غَزوانؓ کے نام

جیسا کہ ابھی ذکر ہوا، حُرقُوصؓ سے شکست کھا کر ہُرمُزان اپنے پہاڑی مستقر رامہُرمُز بھاگ گیا۔ سوقُ الأہواز جہاں اُس نے شکست کھائی رامہُرمُز سے کوئی ساٹھ عرب میل شمالی مشرق میں

واقع تھا (الأعلاق النفیسہ، ابن رُستہ ص ۱۸۸)۔ یہ اس کی دوسری شکست تھی، وہ أہواز کا بہترین حصّہ کھو چکا تھا، اس کی عسکری طاقت ٹکڑے ٹکڑے ہو چکی تھی، اور اس کا باقی قلمرو عرب رسالوں کے زیرِ تاب تھا۔ اس نے صلح کی درخواست کی جس کو منظور کر لیا گیا۔ ایک مقررہ خراج کے بدلے اِن ضلعوں پر اس کی سیادت تسلیم کر لی گئی: رَامہُرمُز[1]، تُستَر، سُوس، جُندَیسابور، بُنیان، مہرجان، تَذَق (۱۷ھ)[1]۔ اس کے کچھ عرصہ بعد عمر فاروق نے گورنرِ بصرہ عُتبہ کو لکھا کہ دس دیانت دار سالاروں کا ایک وفد مدینہ بھیجیں جنہوں نے أہواز کی جنگوں میں شرکت کی ہو۔ اِس وفد کے ایک رکن مشہور تمیمی لیڈر أحنف بن قیس تھے جن کی سادگی اور پختہ عقلی نے عمر فاروق کو پہلے سے اپنا گرویدہ بنا رکھا تھا۔ انھوں نے أحنف رض سے پوچھا کہ أہواز کے ذمی جو اپنا گھر بار چھوڑ کر بھاگتے رہتے ہیں اس کی وجہ مسلمانوں کی بدسلوکی ہے یا کچھ اور۔ أحنف رض نے کہا کہ مسلمانوں کا برتاؤ ذمیوں کے ساتھ اچھا ہے اور ان کے ترکِ وطن کے کچھ اور ہی اسباب ہیں۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ خلیفہ کو اس جواب سے پوری تشفی نہیں ہوئی اور انھوں نے عُتبہ کو یہ تنبیہ نامہ لکھا:۔

"مسلمانوں کو ذِمّیوں کے ساتھ زیادتی کرنے سے روکو۔ ڈرو اور چوکنّا رہو اس بات سے کہ تمھاری کسی بد عہدی یا ستم سے سیادت و حکومت تم سے چھین لی جائے اور کوئی دوسری قوم تم پر غالب ہو جائے، کیوں کہ جو سیادت و حکومت تم

---

[1] دیکھئے نقشہ ۲ مقابل ص ۱۲۳

نے حاصل کی ہے وہ خدا کی مدد سے کی ہے اور راست بازی کے ایک عہد کے ماتحت جو خدا نے تم سے لیا ہے، اور اس عہد پر قائم رہنے کی خدا نے تم کو تاکید کی ہے۔ پس ضروری ہے کہ تم خدا سے کئے ہوئے عہد کو پورا کرو اور اس کی مرضی کے مطابق عمل کرو، جب ایسا کرو گے تو اس کی مدد ہمیشہ تمہارے شاملِ حال رہے گی۔" (سیف بن عمر۔ طبری ۴/ ۲۱۱-۲۱۲)

۱۴۲۔ علاء بن حضرمیؓ کے نام

قدیم مصنفوں میں صرف ابن سعد نے یہ خط نقل کیا ہے اور متاخرین میں متقی برہان پوری نے ابن سعد ہی کے حوالہ سے کنز العمال میں۔ اِس کے راوی امام شعبی بتائے جاتے ہیں، ان کی رائے ہے کہ علاء کا ۱۴ھ میں انتقال ہوا، لیکن دوسرے مورخ مثلاً سیف بن عمران کو کئی سال بعد تک زندہ دکھاتے ہیں، اور بعض نے ان کا سالِ وفات ۲۱ھ بتایا ہے۔ علاء کو یہ خط بحرین میں وصول ہوا جہاں وہ گورنر تھے، ابوبکر صدیق کے زمانہ میں بحرین کی ردّۃ بغاوت انھوں نے ہی فرو کی تھی اور اسی وقت سے وہاں کے حاکمِ اعلیٰ تھے۔

"عُتبہ بن غزوان کے پاس (بصرہ) روانہ ہو جاؤ، میں تم کو ان کی جگہ گورنر گورنر مقرر کرتا ہوں، تم کو یاد رہے کہ تم ایک ایسے شخص کے پاس جا رہے ہو جس کا تعلق مہاجرین اولین سے ہے، جن کی عاقبت خدا پہلے ہی بخیر کر چکا ہے۔ میں نے ان کو اس لئے برطرف نہیں کیا کہ

ان میں دیانت داری، حق کے معاملہ میں سخت گیری اور اعلیٰ شجاعت کے
صفات نہیں ہیں، بلکہ میرا خیال ہے کہ تم بصرہ کے محاذ پر ان سے زیادہ
مفید اور کار آمد ثابت ہو گے۔ عُتبہ کے حق اور رُتبہ کا لحاظ رکھنا، تم سے
پہلے میں نے ایک اور شخص کو گورنر مقرر کیا تھا لیکن اُس کا بصرہ پہنچنے
سے پہلے انتقال ہو گیا۔ اگر خدا کی مرضی ہے کہ تم وہاں
کے والی بنو تو تم ہی بنو گے اور اگر وہ عُتبہ کو بر قرار رکھنا
چاہتا ہے تو حاکم عُتبہ ہی رہیں گے، کیوں کہ اختیار سب باتوں کا اللہ
رب العالمین ہی کو ہے۔ تم کو یاد رہے کہ خدا کے حکم پر آنچ نہیں آتی
اور اس کی حفاظت وہی کرتا ہے جو اس کو نافذ کرتا ہے، پس اُسی
ذات پر اپنی نظر رکھو جس کی رضا جوئی کے لئے تم پیدا کئے
گئے ہو، تمھاری کدو کاوش اُسی کے لئے ہو، اُس کے سوا کسی
میں دل نہ لگاؤ، دنیا بلا شبہ فانی ہے اور آخرت دائم و قائم،
پس یہ ہرگز مناسب نہیں کہ ایک ایسی چیز (دنیا) جس کی خیر فانی ہے،
تم کو ایسی چیز (آخرت) سے جس کی خیر باقی ہے، بے پرواہ
کر دے۔ خدا سے پناہ مانگو کہ تم سے ایسے کام سرزد نہ ہوں جن
سے وہ ناراض ہو، بلا شبہ خدا حکم و علم میں جسے چاہتا ہے فضیلت
عطا کرتا ہے، خدا سے دعاء ہے کہ ہمیں اور تمھیں اپنی اطاعت کی
توفیق عطا فرمائے اور اپنے عذاب سے بچائے رکھے"۔
(شَعْبی۔طبقات ابن سعد ۴/۸۷ و کَنْزُ الْعُمّال ۳/۱۴۹)

۱۴۳۔ عُتبہ بن غزوانؓ کے نام

علاء بن حضرمی گورنر بحرین، سعد بن ابی وقاصؓ کے حریف تھے،

دونوں میں مسابقت کا جذبہ تھا، علاءؓ سعدؓ سے آگے بڑھنا چاہتے اور سعدؓ علاء سے۔ علاءؓ کو جب معلوم ہوا کہ سعدؓ نے قادسیّہ میں ایک عظیم الشان فتح حاصل کر کے کسروی حکومت کی بنیادیں ہلا دی ہیں اور عراق میں بڑھتے چلے جا رہے ہیں تو اُن کے دل میں بھی پُر زور خواہش ہوئی کہ ایران میں کوئی بڑی کامیابی حاصل کریں۔ ان کو معلوم تھا کہ عمر فاروق بحری فوج کشی کے خلاف ہیں، اس لئے انھوں نے بلا اجازت بحرین سے ایران کے جنوبی صوبہ فارس پر سمندر کے راستہ فوجیں اُتار دیں۔ چند ابتدائی فتوحات کے بعد ان کو مشکلات کا سامنا کرنا پڑا۔ فارسیوں نے ان کے ساحلی مستقر پر قبضہ کر لیا اور ان کی ساری کشتیاں جلا دیں۔ طاؤس نامی مقام پر (ہمارے جغرافیہ نویس اِس نام سے بالکل ناواقف ہیں) ایک جنگ ہوئی جس میں طرفین کا بھاری نقصان ہوا، عرب فوجیں شکستہ حال خشکی کی راہ سے بصرہ کی طرف روانہ ہوئیں، فارسیوں نے ہر طرف سے ان کو گھیر لیا۔ بحری فوج کشی اور اس کے انجام بد کا جب عمر فاروق کو علم ہوا تو وہ بہت ناراض ہوتے اور علاء کو معزول کر کے اُن کو سعدؓ کا ماتحت بنا دیا، دوسری طرف انھوں نے علاء کی فوج کو مصیبت سے نکالنے کے لئے گورنر بصرہ کو یہ خط لکھا :-

"علاء بن حَضرمی نے مسلمانوں کی ایک فوج سمندر کی راہ سے فارس کے ساحل پر اُتار دی، فارسیوں نے (ان کے بحری مستقر پر قبضہ کر کے) ان کی واپسی کی راہ کاٹ دی ہے۔ علاء نے یہ اقدام میری خلاف مرضی کیا اور میرا خیال ہے کہ ان کے پیشِ نظر

خدا کی خوشنودی بھی نہ تھی۔ مجھے اندیشہ ہے کہ اگر ان کی مدد نہ کی گئی تو دشمن ان پر قابو پالے گا اور ان کو اپنے جال میں پھانس لے گا، لہذا تم ان کی مدد کے لئے بصرہ سے ایک فوج بھیجو اور قبل اس کے کہ وہ تباہ کر دئے جائیں اُن کو اپنے پاس بلا لو؛

(سیف بن عمر۔ طبری ۴/۲۱۳)

۱۴۴۔ علاء بن حضرمیؓ کے نام

ناسخ التواریخ نے علاء کی فارس پر فوج کشی ۱۹ھ میں بتائی ہے جب اَبُو موسیٰ اَشعری بصرہ کے گورنر تھے، اس کے برخلاف سیف بن عمر نے اس کی تاریخ ۱۷ھ دی ہے جب بقول ان کے عتبہؓ گورنر تھے۔ دونوں کی تفصیلات بھی کئی جگہ ایک دوسرے سے مختلف ہیں اور ایک اہم فرق یہ ہے کہ حملہ آوروں کے جہاز فارسیوں نے نہیں جلائے تھے جیسا کہ سیف کا دعویٰ ہے بلکہ بحری طوفان سے برباد ہوئے تھے۔

"خدا نے حاکموں کو اعلیٰ اقتدار اس لئے عطا کیا ہے کہ لوگ ان کی اطاعت کریں، کیوں کہ عدم اطاعت سے بد امنی اور سماجی فساد پیدا ہوتا ہے۔ تم نے میری بغیر اجازت ایک فوج تیار کی، فارس پر حملہ کیا اور مسلمانوں کو تباہی کے خطرات میں مبتلا کیا، میں نے بصرہ کے گورنر کو لکھا ہے کہ تمھاری مدد کے لئے ایک فوج بھیجیں اور تم کو تباہی سے بچائیں۔ اب تم گورنر نہیں ہو، اور تم کو بحرین جانے کی ضرورت نہیں، تم بلا تاخیر سعد بن

أَبِی وَقَّاص کے پاس چلے جاؤ، اگر مجھے معلوم ہوتا کہ ان کی ماتحتی سے زیادہ اور کوئی بات تمھیں ناگوار ہوگی تو وہی کرتا"۔
(ناسخ التواریخ ۴/۳۶۷)

۱۴۵ - مُغیرہ بن شعبہؓ کے نام

بصرہ کے مُؤسّس اور گورنر عُتبہ بن غَزوان کے انتقال کے بعد بصرہ اور اس کے ماتحت علاقہ کے گورنر مُغیرہ بن شُعبہ ہوئے۔ عُتبہؓ کے عہد میں نافع بن حارث نے جو مشہور عرب طبیب حارِث بن کَلَدَة کے لڑکے اور رسول اللہ کے مَولیٰ أَبو بکرہ کے بھائی تھے، بصرہ کے قریب شَطُّ العرب کے ایک ہرے بھرے میدان میں گھوڑے پالنے کا ایک مرکز قائم کیا تھا۔ کسی تقریب سے یہ مدینہ آئے تو عمر فاروق سے درخواست کی کہ مجھے وہ قطعہ زمین دے دیجئے جس پر میں گھوڑے پالتا ہوں، یہ قطعہ کسی ذمی کی ملکیت نہیں ہے اور نہ اس کو دینے سے کسی مسلمان کو کوئی نقصان پہنچتا ہے۔ عمر فاروق نے گورنر بصرہ کو یہ سفارشی خط لکھا :-

"بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ عبداللہ عمر امیر المؤمنین کی طرف سے مُغیرہ بن شُعبہ کو سلام علیك۔ میں اس اللہ کا سپاس گذار ہوں جس کے سوا کوئی دوسرا عبادت کے لائق نہیں۔ واضح ہو کہ أبو عبداللہ (نافع کی کُنْیَہ) نے مجھے بتایا کہ ابن غَزوان کے عہد میں انھوں نے بصرہ (کے قریب) کاشت کی اور گھوڑے پالے جب کہ بصرہ کے کسی دوسرے شخص نے یہ کام نہیں کیا، لائق

تحسین ہے اُبو عبداللہ کا یہ اقدام ! تم کاشت کرنے اور گھوڑے پالنے میں اُن کے ساتھ تعاون کرو، میں نے ان کو کاشت کرنے کی اجازت دے دی ہے، اور وہ قطعہ ان کو دے دو جو انھوں نے جوتا بویا ہے بشرطیکہ اس پر لگان نہ ہو اور نہ ایسے علاقہ سے سیراب ہوتا ہو جس پر لگان ہے۔ (پھر تاکید ہے) کہ نافع کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آنا والسلام علیک ورحمۃ اللہ"
(فتوح البُلدان بَلاذُری ص ۳۵۹)

۱۴۶۔ خط کی دوسری شکل

ایک دوسری روایت ہے کہ سفارشی خط مُغیرہ کو نہیں بلکہ ان کے جانشین اَبو موسیٰ اَشعری کے نام تھا جو (بقول سیف بن عمر) اوائل ۱۷ھ میں بصرہ کے گورنر ہوئے۔ خط کا مضمون یہ تھا:۔
"اَبُوعَبدِ اللہ نے دِجلہ کے کنارہ (یعنی دجلہ۔ فرات کے ڈیلٹا کے کنارہ) مجھ سے ایک قطعہ زمین گھوڑے پالنے کے لئے مانگی ہے، (اگر اس کو دینے سے کسی مسلمان کو ضرر نہ پہنچتا ہو۔ اضافہ کتاب الخراج اِبن آدم قرشی ص ۷۹) اگر یہ قطعہ لگان (یا جزیہ) کی اراضی میں نہ ہو اور لگان (یا جزیہ) کے دریا اور نہروں سے اس کی سنچائی نہ ہوتی ہو تو ان کو دے دو" (کتاب الأموال قاسم بن سَلّام ص ۲۷۷ وکتاب الخراج یحیٰی بن آدم قُرشی ص ۲۶، وفتوح البلدان بلاذری ص ۳۵۹، وکنز العمال ۲/ ۱۸۹۔ ابن سعد نے طَبقَات میں اس خط کا جو خلاصہ نقل کیا ہے اس میں

نافع کو دس جریب زمین دینے کی سفارش کی گئی ہے۔ طبقات ۹۴/۷)

۱۴۷۔ مُغیرہ بن شعبہؓ کے نام

مُغیرہ بن شعبہ جب بصرہ کے گورنر تھے (غالباً ۱۷ھ تا ۱۸ھ) تو ایک خاتون اُمّ جمیل ان کے گھر آیا کرتی تھی۔ یہ شریف خاندان کی عورت تھی، جس کا خاوند جنگ میں مارا گیا تھا۔ شوہر کے بعد اس کی مالی حالت خراب ہوئی اور وہ بصرہ کے بڑے گھروں میں مالی مدد کے لئے آتی جاتی تھی، مُغیرہؓ جنسی میلان کے لئے مشہور تھے، بلکہ یہاں تک کہا گیا ہے کہ ان کو اُمّ جمیل سے محبت تھی، مُغیرہؓ کے کمرہ کی کھڑکی کے سامنے (رسول اللہ کے مولی) اُبوبکرہؓ کی کھڑکی کھلتی تھی، اُبوبکرہ کو مُغیرہؓ سے کد تھی، مُغیرہؓ ان کی طرف بڑھتے لیکن اُبوبکرہؓ ان سے کٹتے، ابوبکرہؓ کا خیال تھا کہ مُغیرہؓ میں وہ اخلاقی طہارت نہیں جو مسلمانوں کے امام میں ہونی چاہیئے ایک دن جب مُغیرہ اپنی بیوی سے مشغول تھے جن کی صورت اُمّ جمیل سے ملتی تھی، ہوا کے جھونکے سے اُبوبکرہؓ اور مُغیرہؓ کے کمروں کی کھڑکی کھل گئی۔ ابوبکرہؓ اس کو بند کرنے اٹھے تو سامنے مُغیرہؓ کو مشغول دیکھا وہ سمجھے اُمّ جمیل ہے۔ اُنھوں نے اپنے تینوں ساتھیوں کو جن سے وہ باتیں کر رہے تھے، بلا کر یہ نظارہ دکھایا اور جب مغیرہؓ نماز پڑھانے باہر نکلے تو انھوں نے ان کا راستہ روک لیا اور مسجد جانے سے باز رکھا۔ لوگوں نے مُداخلت کی اور ابوبکرہؓ کو مشورہ دیا کہ مرکز سے شکایت کریں، گورنر کو نماز پڑھانے سے نہ روکیں۔

اَبُو بَکرہ مع تینوں گواہوں کے مدینہ گئے۔ عمر فاروق ان کی شکایت سن کر دم بخود رہ گئے۔ انھوں نے صحابی اَبُو موسیٰ اشعریؓ کو بلایا اور کہا: میں تم کو بصرہ کا گورنر بناتا ہوں جہاں شیطان نے انڈے دئے ہیں یہ خط مُغیرہ کو دو اور بلا تاخیر ان کو مدینہ بھیج دو۔ خط کا مضمون تھا:۔

"مجھے ایک سنگین خبر ملی ہے جس کے زیرِ اثر اَبُو موسیٰ کو بصرہ کا گورنر بنا کر بھیج رہا ہوں، اُن کو حکومت کا چارج دے کر فوراً اِدھر کا رخ کرو۔" (سیف بن عمر۔ طبَری ۴/۲۰۷ و تاریخ ابن خلدون، مصر، ۲/۱۱۰)

۱۴۸۔ خط کی دوسری شکل

"مجھے معلوم ہوا ہے کہ تم نے ایک ایسا (سنگین اور شرمناک) کام کیا ہے کہ اگر اس کو کرنے سے پہلے تم مر جاتے تو تمھارے لئے بہتر تھا۔" (اَبُو کِنانہ قُرشی ۔ کنز العمال ۱/۲۲۸)

۱۴۹۔ بصرہ کے باشندوں کے نام

مذکورہ بالا خط رقم ۱۴۷ (روایت سیف بن عمر) کے ساتھ بصرہ کے باشندوں کے نام خلیفہ کا یہ فرمان لائے:۔

"میں اَبُو موسیٰ کو آپ کا گورنر بنا کر بھیج رہا ہوں تاکہ وہ آپ کے ظالموں کے مقابلہ میں آپ کے مظلوموں کی مدد کریں، آپ کے تعاون سے دشمنوں کے ساتھ جنگ کریں، ذمیوں کے جان، مال اور حقوق کی نگرانی کریں، آپ کا خراج وصول کر کے

اس کو آپ پر صرف کریں اور آپ کے راستوں کو محفوظ رکھیں"۔
(سیف بن عمر - طبری ۴/ ۲۰۷)

۱۵۰۔ سعد بن أبی وقاصؓ کے نام

یہ خط أعثم کوفی نے اپنی فتوح میں بیان کیا ہے۔ اس میں سعدؓ کو ہدایت کی گئی ہے کہ مزید پیش قدمی موقوف رکھیں اور اس وقت تک مدائن میں ٹھہریں جب تک شام میں ہرقل کی طرف سے ہونے والی بڑی یورش سے مسلمان عہدہ برآ نہ ہو جائیں۔ سعدؓ کو دوسری ہدایت یہ ہے کہ وہ کمک لوٹا دیں جو أبو عُبَیدہ بن جرّاح نے ان کو بھیجی تھی۔ أعثم نے تصریح کی ہے کہ عمر فاروق کا اصول تھا کہ جب عراق میں جنگ ہوتی تو شام میں عسکری کارروائی موقوف رکھتے اور جب شام میں جنگ ہوتی تو عراق میں :-

"ابھی کچھ عرصہ مدائن میں قیام کرو تا کہ تمھاری فوج تازہ دم ہو جائے اور تم مقامی حالات سے واقف ہو جاؤ۔ شکست خوردہ ایرانی فوجوں کا تعاقب نہ کرو اور وہ کمک لوٹا دو جو أبو عُبَیدہ نے بھیجی تھی۔ ہرقل نے حِمص پر یورش کر دی ہے اور جب تک اس سے ہماری جنگ ختم نہ ہو جائے، فارسیوں سے لڑائی موقوف رکھی جائے"۔ (فتوح أعثم کوفی ص ۳۵ نہ ناسخ التواریخ ۴/ ۲۵۱)

۱۵۱۔ سعد بن أبی وقاصؓ کے نام

کوئی آٹھ ماہ قیام کے بعد سعدؓ کو اپنے ہیڈ کوارٹر مدائن میں معلوم

ہوا کہ اُن کے شمال اور شمال مغرب سے دو فوجیں بڑے جوش و ولولے کے ساتھ مسلمانوں سے لڑنے اُٹھی ہیں : شمال مشرق میں ایرانی فوج مہران رازی کی سرکردگی میں بمقام جَلُولا، جمع ہوئی اور شمال مغرب میں علاقہ مَوْصِل کے عرب قبائل اور بازنطینیوں پر مشتمل رومی افسر أنطاق کی کمان میں بمقام تکریت[1]۔ جَلُولا، سواد کے شمال مشرق میں عراق و خراسان کی شاہراہ پر ایک بڑے دریا کے کنارہ مدائن سے نوّے عرب میل کے فاصلہ پر واقع تھا۔ ایرانیوں کے عقب میں دریا تھا اور داہنے، بائیں اور سامنے انھوں نے ایک چوڑی خندق کھود لی تھی، اور خندق کی طرف آنے والے راستوں میں لوہے کے کانٹے بچھا دئے تھے۔ یَزْدَجِرْد، جَلُولا[2] میں فوجی انتظام مکمل کرکے خود عراق کے سرحدی شہر حُلوان کو مع دفاتر کے منتقل ہوگیا۔ جنگ بقول سیف بن عمر ذوالقعدہ سنہ ۱۶ھ میں ہوئی، مدائن پر قبضہ کے نو ماہ بعد۔ ایرانی فوجوں کی تعداد اسّی ہزار سے زیادہ بتائی گئی ہے اور عربوں سے بیس ہزار سے کم۔ بڑا سخت رَن پڑا۔ مسلمانوں نے اسّی بار ایرانیوں پر دھاوے مارے، اور کئی مقابلوں میں بہت نقصان اٹھایا۔ بالآخر وہ کامیاب ہوئے اور ایرانی فوجیں حُلوان کی طرف بھاگیں جو عراق یا سَواد کا آخری سرحدی شہر تھا۔ سعدؓ نے مذکورہ بالا فوجی سرگرمیوں کی مرکز کو خبر دی تو یہ دو[2] فرمان موصول ہوئے :-

"ہاشم بن عُتبہ کی سرکردگی میں بارہ ہزار فوج جَلُولَاء بھیجو۔ اس فوج

[1] بغداد اور مَوصِل کے درمیان غربی دجلہ پر ایک مشہور شہر اور قلعہ تھا، بغداد سے نوے عرب میل شمال مغرب میں۔ معجم البلدان یاقوت ۲/ ۳۹۸ ۔ ۵ھ

[2] مقامات کیلئے دیکھئے نقشہ ۲ مقابل صـ۱۲۳

کے ہراول دستوں کے لیڈر قعقاع بن عمرو ہوں، میمنہ، میسرہ اور ساقہ (عقب کی حفاظتی فوج) کی کمان سعر بن مالک، عمرو بن مالک اور عمرو بن مُرّہ جُہنی کے ہاتھ میں ہو"۔ (سیف بن عمر۔ طبری ۴/۱۷۹)

۱۵۲۔ سعد بن أبی وقّاص رضی اللہ عنہ کے نام

"أنطاق کے مقابلہ کے لئے عبداللہ بن مُعْتَم کی قیادت میں ایک فوج بھیجو، اس کے مُقدمۃ الجیش کے لیڈر رِبعی بن أفکل عَنَزی ہوں، میمنہ، میسرہ، ساقہ اور رسالوں کے سالار اعلیٰ بالترتیب حارِث بن حَسّان ذُہلی، فُرات بن حَیّان عِجلی، ہانی بن قَیس اور عَرفَجہ بن ہَرثَمہ ہوں"۔ (سیف بن عمر ۴/۱۸۶)

۱۵۳۔ سعد بن أبی وقّاص رضی اللہ عنہ کے نام

"اگر خدا کی مدد سے مہران اور أنطاق کے لشکر شکست کھائیں تو ہراول دستوں کے لیڈر قعقاع بن عمرو کو حکم دو کہ سواد اور جبال کی سرحد پر مورچے سنبھال لیں"۔ (سیف بن عمر طبری ۴/۱۷۹)

۱۵۴۔ خط کی دوسری شکل

"اگر خدا کی مدد سے تم جَلُولاء میں فتح یاب ہو تو قَعقاع بن عمرو کو حلوان تک فارسیوں کا تعاقب کرنے بھیجو تاکہ دشمن سامنے سے مسلمانوں پر حملہ نہ کر سکے اور کل سواد تمہارے لئے قبضہ میں

آجائے" (سیف بن عمر کی دوسری روایت - طبری ۴/۱۸۵)

۱۵۵۔ سعد بن أبی وقاصؓ کے نام

تعاقب کے حق میں سیف بن عمر کے مذکورہ خط کے مقابلہ میں طبری نے تعاقب کی مخالفت میں محمد بن اسحاق مدنی کی سند پر یہ خط نقل کیا ہے :-

"جہاں ہو وہیں ٹھہرے رہو اور ایرانیوں کا تعاقب نہ کرو، مسلمانوں کے لئے ایک ہجرت گاہ اور بڑی چھاؤنی بناؤ لیکن اس بات کا خیال رہے کہ میرے اور ان کے درمیان کوئی دریا حائل نہ ہو۔"

(ابن اسحاق - طبری ۴/۱۴۱)

۱۵۶۔ سعد بن أبی وقاصؓ کے نام

جلولاء کی فتح کے بعد عرب فوج کے سپہ سالار ہاشم بن عتبہ قعقاعؓ کو فارسیوں کے تعاقب میں بھیج کر اور جلولاء میں کچھ حفاظتی فوج چھوڑ کر مدائن لوٹ آئے، اس اثناء میں ایک ایرانی فوج ہرمزان کے لڑکے کی قیادت میں صوبہ جبال سے سواد کے میدان میں نبرد آزمائی کے لئے اتری۔ اس کی خبر سعدؓ نے مرکز کو دی تو یہ خط آیا :-

"فارسیوں کے مقابلہ میں ضرار بن خطاب کی کمان میں ایک فوج بھیجو، جس کے ہراول دستوں کے لیڈر ابن ہذیل اسدی ہوں، بازوؤں کے سالار عبداللہ بن وہب راسبی اور مضارب بن فلان عجلی۔"

(سیف بن عمر - طبری ۴/۱۸۷)

۱۵۷۔ مسلمان فوج کے نام

یہ خط بے سیاق و سباق ہے۔ قاضی ابو یوسفؒ نے اس کو کتاب الخَراج میں نقل کیا ہے اور سنن کی بعض کتابوں میں بھی موجود ہے۔ اس کے اولین راوی ابو وائل بصری (وفات عہد حجاج بن یوسف) نے صرف اتنا کہا ہے کہ جب مسلمان خانقین میں مقیم تھے تو یہ موصول ہوا۔ کب اور کس تقریب سے؟ یہ نہیں بتایا۔ خانقین، جلولاء سے تقریباً بیس میل شمال مشرق میں اس سڑک پر واقع تھا جو حلوان کو جاتی تھی۔ جلولاء ذوالقعدہ ۱۶ھ میں فتح ہوا۔ شکست کھا کر ایرانی فوجیں خانقین میں پناہ گزیں ہوئیں جہاں ان کے ساتھ کچھ تازہ دم فوج بھی مل گئی۔ جلولاء سے قعقاع بن عمروؓ ان کے تعاقب میں آئے اور ان کو شکست دے کر خانقین پر قابض ہو گئے۔ یہ تفصیل سیف بن عمر نے طبری میں بیان کی ہے۔ ہو سکتا ہے کہ مراسلہ زیر بحث اس وقت آیا ہو جب مسلمان قلعۂ خانقین کا محاصرہ کئے ہوں، اور ہو سکتا ہے اس وقت آیا ہو جب وہ کسی دوسری مہم مثلاً حلوان یا جلولاء کو جاتے ہوئے خانقین میں دم لے رہے ہوں۔

"جب تم کسی قلعہ کا محاصرہ کرو اور اہلِ قلعہ اس شرط پر ہتیار ڈالنے کو تیار ہوں کہ ان کے ساتھ خدا کی منشاء کے مطابق معاملہ کیا جائے تو ان کی یہ بات نہ مانو کیوں کہ تم کو ان کے بارے میں خدا کی منشاء کا علم نہیں ہے، بلکہ وہ اس شرط پر ہتیار ڈالیں کہ تمھاری صوابدید کے مطابق ان کے ساتھ معاملہ

کیا جائے، پھر جو مناسب ہو ان کے ساتھ برتاؤ کرو۔ جب تمہارا کوئی فوجی دشمن کے کسی فرد سے کہے: لَا تَخَفْ (ڈر مت) یا مَتَرْس (ڈر مت) بزبان فارسی، یا لَا تَدْهَل (ڈر مت بزبان نبطی۔ اضافہ از سنن بیہقی) تو اس نے امان دے دی، کیوں کہ خدا سب زبانیں جانتا ہے"۔ (کتاب الخراج ابو یوسف، مصر ۱۳۰۲ھ ص ۱۲۶، وسنن الکبری بیہقی حیدر آباد ہند، ۹/۹۶ و کنز العمال ۳/۲۹۸)

۱۵۸۔ سعد بن أبی وقاصؓ کے نام

جلولاء کی فتح اور ہاشم کی مدائن واپسی کے بعد سعدؓ کو خبر ملی کہ اہل جزیرہ نے ایک فوج تیار کی ہے جس کا ایک حصہ ہرقل کی مدد کے لئے حمص بھیجا ہے اور دوسرا مسلمانوں سے لڑنے ہیت[1] جو مدائن کے مغرب میں غربی فرات پر ایک خوش حال شہر تھا۔ کمانڈر ان چیف نے مرکز کو اس کی اطلاع کی تو یہ حکم آیا:-

"اہل جزیرہ کی فوجوں سے مقابلہ کے لئے عمر بن مالک بن عتبہ کی قیادت میں ایک فوج ہیت بھیجو، اس کے مقدمۃ الجیش کے لیڈر حارث بن یزید عامری ہوں، میمنہ اور میسرہ کی کمان اعلیٰ بالترتیب ربعی بن عامر اور مالک بن حبیب کے ہاتھ میں ہو"۔ (سیف بن عمر طبری ۴/۱۸۷)

۱۵۹۔ فاتحین سواد کے نام

مسلمانوں کی ایک چیدہ جماعت نے حضرت عمر سے صوافی کی تقسیم

---

[1] دیکھئے نقشہ ۲ مقابل ص ۱۲۳۔

کے بارے میں دریافت کیا تو انھوں نے ذیل کا خط بھیجا۔ صَوافی کا اطلاق اراضی ذیل پر ہوتا تھا:۔

(۱) جو کسریٰ یا شاہی خاندان کی ملک تھی۔

(۲) جس کی آمدنی شاہراہوں، ڈاک کے راستوں، پلوں کی مرمت اور آتش کدوں کے لئے وقف تھی۔

(۳) جس کے مالک بھاگ گئے یا جنگ میں مارے گئے تھے۔

(۴) جس میں جنگلات تھے۔

(۵) جس میں تالاب اور چشمے تھے۔

صَوافی سے چالیس لاکھ اور بقول بعض ستر لاکھ درہم (پینتالیس ہزار روپئے) سالانہ کی آمدنی ہوتی تھی۔ (کتاب الخراج اَبُو یوسف ص ۵۷ و کتاب الخراج یحییٰ بن آدم قُرشی ص ۶۴ و فتوح البلدان بلاذری ص ۲۸۰)

"صَوَافی کو پانچ حصوں میں تقسیم کرو، جس میں سے چار حصے لشکر کو جس نے سَواد فتح کیا ہے دے دئے جائیں اور خمس (کی آمدنی) اس کی مقررہ مدوں میں صرف کے لئے میرے پاس بھیج دی جاتے۔ اگر فاتحین خود صوافی میں آباد ہو کر اپنے اپنے حصہ کی کاشت اور نگرانی کرنا چاہیں تو ان کو اس کا بھی حق ہے۔" (سیف بن عمر۔ طَبَری ۴/۱۸۴)

۱۶۰۔ فاتحین سواد کے نام

مذکورہ بالا خط کے بعد سیف بن عمر نے بعض دوسرے شیوخ

سے مراسلۂ ذیل نقل کیا ہے، جس کا مطلب واضح نہیں ہے :۔

"اپنے مفتوحہ اراضی (فیٔ) پر قبضہ کر لیجیے، اگر آپ نے ایسا نہ کیا فتقادم العہد یلجج (؟)، میں اپنی ذمہ داری سے سبک دوش ہوتا ہوں، مالک تو گواہ رہیو۔" (سیف بن عمر۔ طبری ۴/ ۱۸۴)

۱۶۱۔ سعد بن أبی وقاصؓ کے نام

فتح جَلُولَاء کے بعد کمانڈر اِن چیف نے مدائن سے جَلُولاء تک مفتوحہ سواد کی زراعت پیشہ آبادی کا شمار کرایا تو ایک لاکھ اور کچھ اوپر تیس ہزار تعداد آئی، سعدؓ نے خلیفہ سے دریافت کیا کہ ان کے ساتھ کیا معاملہ کیا جائے تو یہ فرمان آیا :۔

"کاشتکاروں کو ان کے سابقہ حال میں رہنے دو، لیکن ان میں جو لوگ تم سے لڑے ہوں یا بھاگ کر دشمن سے مل گئے ہوں اور ان کو تم نے پکڑ لیا ہو (تو ان کو یا تو معاف کر دو یا زرِ مخلصی لے کر چھوڑ دو، فَاِمَّا مَنًّا بَعْدُ وَاِمَّا فِدَاءً کے مطابق) بے قصور کاشتکاروں کے ساتھ وہی معاملہ کرو جو سواد کے دوسرے کاشتکاروں کے ساتھ کرتے ہو، اور جب میں کسی پیشہ کے لوگوں کے بارے میں کوئی ہدایت دوں تو اُن جیسے دوسرے پیشہ وروں کے ساتھ بھی میری اُس ہدایت کے مطابق عمل کرو۔" (سیف بن عمر۔ طبری ۴/ ۱۸۳)

۱۶۲۔ سعد بن أبی وقّاصؓ کے نام

مذکورہ بالا خط زراعت پیشہ لوگوں کے بارے میں تھا سعدؓ نے اب ان لوگوں کے متعلق ہدایت طلب کی جو زراعت پیشہ نہ تھے:۔

"غیر زراعت پیشہ لوگوں کو اگر تم نے آپس میں تقسیم نہ کیا ہو تو ان کے ساتھ تمھیں اختیار ہے جیسا چاہو معاملہ کرو، اور جو لوگ تمھارے ساتھ لڑے ہوں اور اپنی جائداد اور زمین چھوڑ کر بھاگ گئے ہوں، ان کی جائداد کے مالک مسلمان ہیں۔ اگر تم نے ان کو واپس آنے کی دعوت دی ہو اور انھوں نے جزیہ قبول کر لیا ہو اور ان کی جائداد تقسیم کرنے سے پہلے لوٹا دی ہو، تو وہ ذمّی ہو کر رہیں گے۔ اور اگر تم نے واپس آنے کی دعوت نہ دی ہو تو فاتح ان کی جائداد کے مالک ہوں گے۔"

(سیف بن عمر۔ طبری ۴/۱۸۳)

۱۶۳۔ سعد بن أبی وقّاصؓ کے نام

جَلُولاء، حُلوان اور تکرِیت کی فتح کے بعد مدائن سے ایک وفد مدینہ آیا، خلیفہ نے ان کے چہرے بے رونق اور جسم دُبلے دیکھ کر سبب دریافت کیا تو انھوں نے کہا کہ عراق کی آب و ہوا ہمیں راس نہیں آئی۔ خلیفہ نے مزید تحقیق کے لئے اس باب میں سعدؓ کو خط لکھا تو انھوں نے بھی وفد کے قول کی تائید کی۔ عمر فاروق نے یہ فرمان بھیجا:۔

"عربوں کو وہی جگہ راست آتی ہے جو ان کے اونٹوں کو سازگار

ہوتی ہے۔ سلمان اور حُذَیفہ کو ایک صحت بخش جگہ تلاش کرنے بھیجو، وہ ایسی جگہ منتخب کریں جو دریا سے قریب ہو لیکن کوئی دریا میرے اور تمھارے درمیان حائل نہ ہو" (سیف بن عمر۔ طَبَری ۴/۱۸۹ و فتوح البُلدان بَلاذُری ص ۲۸۴)

۱۶۴۔ سعد بن أَبی وقّاصؓ کے نام

مذکورہ بالا فرمان کے تحت ۱۷ھ میں کوفہ کی بنیاد ڈالی گئی۔ کوفہ کی نیو ایک نہایت وسیع میدان میں رکھی گئی جس کا ایک بازو دریائے فرات سے سیراب ہونے والے مزروعہ علاقہ سے متصل تھا اور دوسرا صحراءِ عرب سے۔ سب سے پہلے مسجد کی داغ بیل رکھی گئی۔ مسجد کے صحن کے سامنے گورنر کا مکان، بیت المال اور دفاتر بنائے گئے۔ کچھ عرصہ بعد بیت المال میں نقب لگا اور بہت سا روپیہ چوری گیا، اس کی خبر خلیفہ کو ہوئی تو یہ خط آیا:۔

"مسجد ہٹا کر دارالامارہ (گورنر کی رہائش گاہ) کے برابر بناؤ اور اس کا رُخ مسجد کے قبلہ کی طرف رکھو، مسجد میں نمازیوں کی رات دن موجودگی سے خزانہ کی حفاظت رہے گی" (سیف بن عمر۔ طَبَری ۴/۱۹۲)

۱۶۵۔ سعد بن أَبی وقّاصؓ کے نام

سُفیان بن عُیَینَہ کی روایت ہے کہ جب کوفہ کی بنیاد ڈالی گئی اور سعدؓ نے اپنی رہائش کے لئے مرکز سے مکان بنانے کی اجازت مانگی تو

یہ جواب آیا :۔

" ایسی جگہ (مراد کوٹھری) بنالو جہاں سورج اور بارش سے محفوظ رہو"

(ازالۃ الخفاء ۲ / ۱۰۰)، ابن عساکر کی تاریخ دمشق میں یہ الفاظ زیادہ ہیں: کیونکہ دنیا عارضی قیام گاہ ہے (تاریخ مدینہ دمشق ابن عساکر قلمی ۱۶ جزء ۱۳) معہد احیاء المخطوطات العربیّۃ عرب لیگ۔ قاہرہ)

۱۶۶- سعد بن أبی وقّاص رضؓ کے نام

مرکز کے زیر ہدایت سعدؓ نے مسجد، دارالأمارۃ کے برابر منتقل کر دی، دارالأمارۃ کی عمارت سادہ اور کچی تھی، اور غالباً اسی وجہ سے نقب بھی لگ گیا تھا، ایک فارسی رئیس نے اپنی نگرانی میں اس کو چونے سے بنوایا، پتھر کے ستون لگائے اور اس میں محل کی سی شان پیدا کردی، عمارت کے باہر ایک پھاٹک بھی لگایا گیا۔ دارالأمارۃ اور مسجد کے ارد گرد بازار تھا اور وہاں اس قدر شور ہوتا کہ سعدؓ اور سرکاری عملہ کے لئے کام کرنا مشکل ہو جاتا تھا۔ لوگوں نے یہ مشہور کر دیا کہ سعدؓ نے ٹھیکہ دار سے کہا تھا کہ ایسی عمارت بناؤ کہ شور و غوغا کی آواز مجھ تک نہ آئے،، عمر فاروق کو خبر پہنچی کہ سعدؓ نے اپنے لئے محل بنوایا ہے، اور عوام کی روک کے لئے اس میں ایک پھاٹک لگوایا ہے۔ یہ بات ان کو بہت ناگوار ہوئی۔ انھوں نے اپنے معتمد محمد بن مَسلَمہ کو مذکورہ ذیل خط دیا اور کہا کہ پہنچتے ہی سعدؓ کے محل کا پھاٹک جلا دینا۔ ایسا ہی کیا گیا۔ خط کا مضمون یہ تھا :۔

" مجھے معلوم ہوا ہے کہ تم نے ایک محل بنوایا ہے جس کو تم (۱۳۲)

قلعہ کی طرح استعمال کرتے ہو (یعنی عوام سے الگ تھلگ ہو گئے ہو) اور اس کا نام قصرِ سعد ہے اور تم نے اپنے اور پبلک کے درمیان ایک پھاٹک بھی لگوایا ہے، میں تو سمجھتا ہوں یہ تمھارا محل نہیں بلکہ کور دماغی کا محل ہے۔ اِس کے صرف ایک حصّہ میں بود و باش رکھو اور یہ حصّہ خزانہ سے متصل ہو، باقی عمارت بند کر دو، محل میں کوئی پھاٹک نہ لگواؤ، جس سے لوگوں کو اندر آنے اور اپنی ضروریات تمھارے سامنے پیش کرنے میں رکاوٹ ہو۔" (سیف بن عمر۔طَبری ۴/۱۹۳)

۱۶۷۔عُثمان بن حُنیفؓ کے نام

عُثمان بن حُنَیْف کو عمر فاروق نے دریائے فرات سے سیراب ہونے والے علاقہ کی پیمائش اور لگان بندی کا منتظم مقرر کیا تھا۔ بعض راویوں کی رائے ہے کہ پیمائش کے بعد عثمانؓ نے خود شرح لگان مقرر نہیں کی بلکہ مرکز سے رجوع کیا تو یہ فرمان آیا:۔

"ہر جریب زمین پر خواہ وہ عملاً زیرِ کاشت ہو یا نہ ہو ایک درہم (آٹھ آنے) نقد اور ایک قَفِیز جنس مقرر کرو۔ انگور کے باغ کی ہر جریب سے دس درہم (پانچ روپے) اور ترکاریوں کی ہر جریب سے پانچ درہم (ڈھائی روپے)، وصول کرو لیکن کھجور اور دوسرے پھل دار درختوں پر ٹیکس نہ لگاؤ۔" (نَصبُ الرَّأیَۃِ لأحادیث الہدایۃ للزیلعی مصر، ۳/۴۰۰)

خوارِزمی نے مَفاتیح العلوم (مصر ص۴۲) میں ایک جریب زمین کی (۱۳)

لمبائی، چوڑائی ساٹھ ذراع بتائی ہے۔ ذِراع دوؔ فٹ سے ذرا کم ہوتا ہے، اس حساب سے لگ بھگ چالیس گز لمبا اور چالیس گز چوڑا یا ایک سو ساٹھ مربع گز قطعہ ایک جریب ہوا۔ ایک جریب زمین کے دسویں کو قَفیز کہتے تھے، اور ایک جریب زمین کی پیداوار کے چوتھائی کو بھی اِسی نام سے یاد کیا جاتا تھا۔ اس خط میں قفیز سے مراد جریب کا چوتھائی ہے جو ہندی اوزان کے لحاظ سے اڑتالیس سیر کے لگ بھگ ہوا۔ (قفیز = ۸ مَکُّوک، امکّوک = ۱½ صاع، اصاع = ۸ رَطل، ایک رَطل = ½ سیر) صاع کی مقدار میں اختلاف ہے، ایک روایت کے مطابق حضرت عمر کا صاع ۵⅓ رِطل کا تھا، دوسری روایت کی رُو سے آٹھ رَطل کا، قرائن سے دوسری روایت کی تائید ہوتی ہے۔ دیکھئے کتاب الأموال قاسم بن سلام ص ۵۱۸ و کتاب الخَرَاج قُرشِی ص ۱۱۳ و اَحسَنُ التقاسیم فی مَعرِفَةِ الأَقالیم، مَقدِسی، لیدن ص ۹۹) یاقوت کی ایک تصریح سے ظاہر ہوتا ہے کہ جس قَفیز سے سواد کا لگان وصول کیا جاتا تھا وہ صرف چھ سیر کے برابر تھا۔ (معجم البُلدان یاقوت ذکر سواد ۵/۱۶۳)

عراق میں عمر فاروق کی شرح لگان سے متعلق دوسری روایت یہ ہے :-

ایک جریب گیہوں	چار	درہم	(دوؔ روپئے)
ایک جریب جَو	دو	درہم	(ایک روپیہ)
ایک جریب کھجور	آٹھ	درہم	(چار روپئے)
ایک جریب انگور کی بیل	چھ	درہم	(تین روپئے)

(معجم البلدان یاقوت ۵/۱۶۲)

۱۶۸-۱۶۹۔ عُثمان بن حُنیفؓ کے نام

عراق کی بہت سی اراضی اور جائداد ایرانی سرکار کی ملک تھی، جس کو اسلامی حکومت نے براہ راست اپنے تصرف میں لے لیا تھا۔ اس سے بقول بعض عمر فاروق نے کچھ لوگوں کو جنھوں نے غالباً فتح عراق میں کارہائے نمایاں انجام دئے تھے، کچھ جائدادیں عطا کیں، ان میں سے ایک جریر تھے جن کے قبیلہ بَجیلہ نے فتح عراق میں غیر معمولی قربانیاں کی تھیں، اور جنھوں نے خود قادِسیّہ اور بعد کی جنگوں میں سالار کی حیثیت سے مافوق العادت بہادری کے جوہر دکھائے تھے۔ جریر نے خلیفہ سے درخواست کی کہ مجھے سواد میں جائداد عنایت کیجئے۔ عمر فاروق نے ان کو یہ خط دے کر عُثمان بن حُنَیف کے پاس بھیجا:۔

" جریر بن عبدِ اللہ بَجَلی کو سرکاری اَراضی سے اتنی زمین دے دو جو ان کی روٹی سالن کے لئے کافی ہو، نہ اِس سے کم نہ زیادہ "

اب تک چوں کہ سرکاری زمین کا کوئی ٹکڑا کسی کو نہیں دیا گیا تھا، اور اس کی حیثیت مسلمانوں کی اجتماعی جائداد کی سی تھی، عثمانؓ کو زمین دینے میں تأمل ہوا اور وہ کھٹکے کہیں جریرؓ جعلی خط نہ لے آئے ہوں۔ تحقیق حال کے لئے انھوں نے مرکز کو خط لکھا تو یہ جواب آیا:۔

" (زمین کے بارے میں) جریر سچے ہیں، ان کو ایک قطعہ دے دو۔ تم نے اچھا کیا کہ مجھ سے رجوع کر لیا " (سیف بن عمر۔ طبَری ۴/۱۴۸)

۱۷۰۔ حُذَیفہ بن یمانؓ کے نام

حُذَیفَہ بن یَمان دِجلہ سے سیراب ہونے والے علاقہ کی پیمائش اور لگان بندی کے منتظم تھے جس طرح عُثمان بن حُنَیف دریائے فرات سے سیراب ہونے والے علاقہ کی پیمائش اور لگان بندی کے انچارج تھے. حُذَیفَہ کا ہیڈ کوارٹر مدائن تھا۔ انھوں نے ایک یہودی عورت سے شادی کرلی۔ اس کی خبر خلیفہ کو ہوئی تو انھوں نے یہ حکم لکھ بھیجا:۔

"مجھے معلوم ہوا ہے کہ تم نے مدائن کی ایک کتابی عورت سے شادی کی ہے، اُس کو طلاق دے دو" (سیف بن عمر۔ طَبَری ۴/۱۴۷)

۱۷۱۔ حُذَیفہ بن یمانؓ کے نام

حُذَیفہ نے اِس حکم کے خلاف احتجاج کرتے ہوئے اپنے عریضہ میں لکھا کہ میں اس وقت تک طلاق نہیں دوں گا جب تک آپ یہ نہ بتا دیں کہ آپ نے کیوں منع کیا ہے، کیا کتابی عورت سے نکاح جائز نہیں ہے؟ عمر فاروق نے جواب دیا:۔

"کتابی عورت سے شادی جائز ہے لیکن چوں کہ عجمی عورتیں دل فریب ہوتی ہیں اس لئے اگر تم نے ان سے شادی بیاہ کیا تو وہ تمھاری عرب بیویوں پر چھا جائیں گی" (سیف بن عمر۔طَبَری ۴/۱۴۷)

۱۷۲۔ خط کی دوسری شکل

"میں تاکید کرتا ہوں کہ میرا خط پاتے ہی (اپنی یہودی) بیوی کو طلاق دے

دو، مجھے ڈر ہے کہ دوسرے مسلمان (ذمی عورتوں کے حسن سے متاثر ہو کر ان سے شادی بیاہ میں تمھاری پیروی کرنے لگیں گے اور یہ مسلمان عورتوں کے لئے بڑی تباہی ہوگی"۔ (ازالۃ الخفاء ۲/ ۱۱۱ و ۱۸۱)

۱۷۳۔ خط کی تیسری شکل

"کتابی عورت سے تو نکاح حرام نہیں، لیکن مجھے ڈر ہے کہیں تم کتابی رنڈیوں سے شادی بیاہ نہ کرنے لگو"۔ (أحکام القرآن از جصّاص، مصر ۲/ ۳۲۴)

۱۷۴۔ حُذیفہ بن یمان رض کے نام

یہ خط عبدالرحمٰن حَنبلی نے اپنی أَلاُستخراج لأَحکام الخَراج میں شَعْبی کی سند پر نقل کیا ہے۔ حُذیفہ نے خلیفہ کو لکھا تھا:۔ یہاں کے کچھ لوگ لگان لگنے سے پہلے اسلام لے آئے اور کچھ لگان و جزیہ لگنے کے بعد مسلمان ہوئے، اُن کے ساتھ کیا معاملہ کیا جائے؟" عمر فاروق نے لکھا:۔

"جو لوگ لگان اور جزیہ لگنے سے پہلے اسلام لائے ہوں، ان سے زمین کا عُشر لو (لگان نہ لو) اور جزیہ ساقط کر دو، اور جو لگان و جزیہ کے بعد اسلام لائے ہوں، ان سے لگان وصول کرو (جزیہ نہ لو) کیوں کہ ان کی زمین اس وقت ہماری ملک ہو چکی تھی جب وہ غیر مسلم تھے"۔ (شَعْبی۔ أَلاُستخراج لأَحکام الخَراج، مصر، ۱۹۳۴ء صـ ۱۱)

۱۷۵۔ سعد بن اُبی وقّاصؓ کے نام

ذیل کے خط کی شانِ نزول بقول سیف بن عمر یہ ہے کہ شام کی فتح اور قیصر روم کے شام سے خروج کے بعد اُبو عُبیدہ بن جرّاح اپنے ہیڈ کوارٹر حمص میں مقیم تھے اور خالد بن ولید شمال کے سرحدی شہروں پر حملے کر رہے تھے کہ جزیرہ (میسو پوٹامیہ) کے عیسائیوں کو اندیشہ ہوا کہ کہیں ہماری شامت نہ آجائے، انھوں نے قیصرِ روم سے خط و کتابت کی اور باہمی تعاون اور مسلمانوں پر حملہ کا معاہدہ کیا، پھر ایک بڑی فوج نے جو رومیوں اور اہلِ جزیرہ پر مشتمل تھی، حمص پر چڑھائی کی، اس کے کئی ڈویژن دوسری اسلامی چھاؤنیوں (اَجناد) کی طرف بھیجے گئے تاکہ انھیں اُبو عُبیدہ کی مدد کو جانے سے باز رکھیں۔ اَبو عُبَیدہؓ نے خالدؓ کو شمال کی مہم سے اور کئی دوسرے فوجی سالاروں کو جو آ سکے، حمص بلا لیا، پھر بھی ان کی قوت اتنی نہ ہوئی کہ وہ دشمن کا وثوق سے مقابلہ کر سکتے۔ دشمن نے وہ سارے راستے روک لئے جن سے مسلمان فوجیں اپنے اڈوں سے حمص آ سکتیں۔ مجبوراً اُبو عبیدہؓ حمص کے قلعہ میں پناہ گیر ہو گئے اور ارجنٹ خط کے ذریعہ خلیفہ کو صورتِ حال سے مطلع کیا اور کمک مانگی ۱۷ھ۔ عمر فاروق نے سعدؓ کو جو کوفہ میں بس چکے تھے یہ خط لکھا:۔

"کوفہ کے مسلمانوں کو جنگ کے لئے فوراً تیار کرو اور جس دن یہ خط موصول ہو اُسی دن ایک فوج قعقاع بن عمرو کی سر کردگی

میں حمص بھیجو، وہاں ابُو عُبَیدہ کا محاصرہ کرلیا گیا ہے۔ فوج کو تاکید کرد کہ جتنی جلد ممکن ہو حمص پہنچیں"۔ (سیف بن عمر طَبَری ۴/۱۹۵)

۱۷۶۔ سعد بن أبی وقّاصؓ کے نام

"سُہَیل بن عَدِی کی سرکردگی میں ایک فوج جزیرہ کے شہر رَقّہ بھیجو، جزیرہ کے لوگوں نے ہی رومیوں کو حمص پر حملہ کے لئے ابھارا ہے، اور ان سے پہلے قَرقِیسِیاء کے باشندے یہی حرکت کر چکے ہیں، دوسری فوج عبدُاللہ بن عِتبَان کی سالاری میں (جزیرہ کے شہر) نَصِیبِین پر چڑھائی کے لئے روانہ کرو، ان کو بھی اہل قرقیسیاء نے حملہ کے لئے اکسایا تھا (؟) جب یہ دونوں سالار رَقّہ اور نَصِیبِین سے فارغ ہو جائیں تو حَرّان اور (جزیرہ کے پایۂ تخت) رُہا کا قصد کریں۔ ایک تیسری فوج وَلید بن عُقبہ کی کمان میں جزیرہ کے (عیسائی) عرب قبائل رَبِیعہ، اور تَنُوخ کی جانب روانہ کرو اور عِیاض بن غَنم کو بھی جزیرہ کے محاذ پر بھیجو، اگر جنگ ہو تو دوسرے سب افسران کے ماتحت ہوں گے اور ان کی رائے سے کام کریں گے"۔ (سیف بن عمر۔ طَبَری ۴/۱۹۵)

۱۷۷۔ سعد بن أبی وقّاصؓ کے نام

جزیرہ پر فوج کشی کے موضوع پر ابھی آپ نے سیف بن عمر کے

---

[1] جزیرہ کے شہروں کے لئے دیکھئے نقشہ نمبر۲ مقابل صفحہ ۱۲۳

راویوں کا خط ملاحظہ کیا، اِس موضوع پر اب آپ ابن اسحاق کا نقل کردہ خط پڑھئے ۔آپ دیکھیں گے کہ روایت کے یہ دونوں اسکول نہ تو مضمون خط میں متفق ہیں، نہ اس کے سیاق و سباق میں :۔

"خدا نے شام و عراق مسلمانوں کو فتح کرائے : اب تم کوفہ سے ایک لشکر جزیرہ فتح کرنے بھیجو، اس فوج کی کمان ان تین میں سے کسی ایک کے ہاتھ میں ہو : خالد بن عُرفُطہ، ہاشم بن عُتبہ، اور عیاض بن غَنم۔" (اِبن اسحاق - طَبری ۴/۱۹۶)

۸۔۱۷ قیصرِ روم کے نام

جیسا کہ اوپر بیان ہوا عمر فاروق نے جزیرہ کی مہم چار افسروں کے سپرد کی تھی جن میں ایک ولید بن عُقبہ تھے۔ اُن کو حکم تھا کہ جزیرہ کے عرب قبائل کو مسلمانوں کے ساتھ مل کر رومیوں سے لڑنے کی دعوت دیں، اِس دعوت کو قبیلہ اِیاد کے علاوہ سب نے مان لیا، کچھ نے مسلمان ہو کر اور کچھ نے عیسائی رہ کر۔ قبیلہ اِیاد کے کئی ہزار افراد گھر بار چھوڑ کر رومی حکومت میں چلے گئے۔ ولید نے مرکز کو اس کی اطلاع دی توسیف کا کہنا ہے کہ عمر فاروق نے یہ تہدید آمیز مراسلہ قیصر کو بھیجا :۔

"مجھے معلوم ہوا ہے کہ ایک عرب قبیلہ ہمارا ملک چھوڑ کر تمھاری قلمرو میں چلا گیا ہے، تم اس کو ضرور ضرور لوٹا دو، ورنہ ہم دارالاسلام کے عیسائیوں سے معاہدہ توڑ کر (قبیلہ اِیاد کی مُساوی تعداد) تمھارے ملک کو جلا وطن کر دیں گے۔" (سیف بن عمر - طَبری ۴/۱۹۸ و تاریخ اِبن خلدون، مصر ۲/۱۰۸)

قیصر کے حکم سے ایاد کے چار ہزار آدمی اسلامی قلمرو میں لوٹ آئے، باقی جزیرہ اور شام میں روپوش ہو گئے جزیرہ پر مسلمانوں کا قبضہ بقول سیف ۱۷ھ اور بقول ابن اسحاق ۱۹ھ میں ہوا۔

۱۷۹۔ ولید بن عُقبہؓ کے نام

جزیرہ کا ایک سر بر آوردہ عیسائی عرب قبیلہ تَغلِب تھا۔ ولید نے ان کو اسلام کی دعوت دی لیکن وہ تیار نہ ہوئے اور کہا ہم جزیہ دے کر اپنے مذہب پر قایم رہنا چاہتے ہیں۔ ولید نے کہا کہ تم عرب ہو اور عربوں کو جزیہ دینے کا حق نہیں ہے، تم کو مسلمان ہونا پڑے گا۔ وہ راضی نہ ہوئے۔ ولید نے مرکز کو اطلاع دی تو یہ جواب آیا :-

"صرف جزیرہ نمائے عرب کے بسنے والے عربوں کے لئے اسلام قبول کرنا ضروری ہے، قبیلہ تَغلِب کے لوگ اگر اسلام قبول نہ کریں اور جزیہ دینے کو تیار ہوں تو ان کو ایسا کرنے دو بشرطیکہ وہ اپنے بچوں کو عیسائی نہ بنائیں، جزیہ گذار ہونے کے بعد اگر کوئی تَغلبی مسلمان ہو تو اس کا اسلام قبول کرلو"

(سیف بن عمر ۔ طبری ۴/۱۹۸)

۱۸۰۔ نُعمانْ بن عَدِیؓ کے نام

نُعمان بن عَدِی صحابی کو عمر فاروق نے ضلع مَیسان (زیریں عراق) کا افسر خراج مقرر کیا۔ جب نُعمان مدینہ سے جانے لگے تو اُن کی بیوی

وطن چھوڑ کر پردیس جانے کے لئے تیار نہ ہوئیں اور اُن کو مجبوراً اکیلا جانا پڑا۔ میسان کی شادابی اور آسائش نعمان کو بہت بھائی اور انھوں نے بیوی کو بلانے کے لئے شوق انگیز شعر لکھے جن میں چند یہ ہیں :-

مَنْ مُبْلِغُ الحَسْنَاءَ أَنَّ حَلِيلَهَا　　بِمَيْسَانَ يُسْقَى فی زُجَاجٍ وحَنْتَمِ

کوئی ہے جو میری حسین بیوی کو یہ خبر پہنچائے کہ تمھارے شوہر کو شیشہ کے گلاس اور فیروزی جگ سے شراب پلائی جاتی ہے۔

إذا شِئْتُ غَنَّتْنِی دَهَاقِینُ قَرْيَةٍ　　وَصَنَّاجَةٌ يَجْذُو علی كل مَنْسِمِ

جب گانا سننے کو میرا جی چاہتا ہے تو سر راہ ناچنے والا جنگ نواز اور گاؤں کے مُقدّم مجھے گانا سناتے ہیں۔

لَعَلَّ أَمِيرَ المُؤمنين يَسُوءُهُ　　تَنَادُمُنَا فی الجَوْسَقِ المُتَهَدِّمِ

اگر امیر المؤمنین کو معلوم ہو جائے کہ میں ساتھیوں کے ساتھ ٹوٹے قلعہ میں بیٹھ کر شراب پیتا ہوں تو مجھے اندیشہ ہے کہ وہ ناراض ہوں گے۔

ان اشعار کا جب مدینہ میں چرچا ہوا تو عمر فاروق نے نعمان کو معزول کر کے مدینہ بلا لیا۔ نعمانؓ نے کہا یہ سب شاعرانہ تفریح تھی، میں نے شراب سونگھی تک نہیں۔ ان اشعار سے بیوی کو اکسانا مقصود تھا۔ عمر فاروق نے عذر قبول کیا مگر نعمان کو پھر کبھی کوئی منصب نہیں دیا۔ معزولی کے خط کا مضمون یہ تھا :-

"بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ حٰمٓ تَنزِيلُ الكتاب مِنَ اللهِ العزيزِ العليم غافِرِ الذَّنبِ وَقَابِلِ التَّوب شديدِ العِقاب ذی الطَّوْلِ۔ واضح ہو کہ تمھاری وہ نظم جس کا ایک شعر ہے : لَعَلَّ أَمِيرَ المؤمنين

یسوءہ ÷ تَنَادُمُنا فی الجَوْسَق المتهدَّم، میں نے سنی . بلا شبہ مجھے تمہارے یہ شعر برُے لگے اور میں تم کو معزول کرتا ہوں" (شرح نہج البلاغہ، اِبن أَبی الحدید ۳/۹۸ و اِستیعاب ۱/۲۹۶، و فتوح البلدان بلاذری ص ۳۹۳ و معجم البلدان یاقوت ۸/۲۸۸ و اِزالۃ الخفاء ۲/۷۳، وکنز العُمَّال ۲/۱۷۵ و تاریخ عمر، اِبن جوزی ص ۸۶)

طَبَقَات ابن سعد (لیدن ۴/۱۰۳) میں ہے کہ عمر فاروق نے اشعار سن کر کہا: بلا شبہ مجھے یہ اشعار بُرے لگے ہیں، اگر کوئی نعمان کے پاس جائے تو کہہ دے کہ میں نے ان کو معزول کر دیا ہے . اس روایت میں فرمان معزولی کا ذکر نہیں ہے .

۱۸۱۔ کوفہ کے مسلمانوں کے نام

خط کے ناقل أَبو قُرَّہ (یا أَبو قَرْوَہ) کِندی ہیں جن کو طَبَری نے ۱۵ھ تا ۲۰ھ کوفہ کا قاضی بتایا ہے :۔

"لوگ یہ کہہ کر سرکاری روپیہ لیتے ہیں کہ ہم جہاد کو جائیں گے، پھر اپنے حاکموں کی مخالفت کرتے ہیں اور جہاد کے لئے نہیں جاتے:" (طَبَقات ابن سعد ۶/۱۰۲)

۱۸۲۔ قاضی شُریحؒ کے نام

طَبَری نے لکھا ہے کہ عمر فاروق نے شُرَیح کِندی کو ۲۲ھ میں کوفہ کا قاضی مقرر کیا . وہ ساٹھ سال سے زیادہ اس منصب پر فائز

رہے یعنی ۱۸ھ سے ۹۰ھ تک جب غالباً پیرانہ سالی کی وجہ سے انھوں نے استعفار دیا۔ قضار سے متعلق مراسلہ ذیل خط کی صورت میں کئی کتابوں میں درج ہے، لیکن بعض راوی کہتے ہیں کہ خط کے مضمون سے مشابہ یہ ہدایتیں عمر فاروق نے زبانی دی تھیں جب وہ قاضی ہو کر کوفہ جا رہے تھے :-

"خدا کی کتاب میں جو فیصلہ تم کو ملے اس کو بے چون و چرا اختیار کر لو اور اگر وہاں کوئی فیصلہ نہ ملے تو سنت کی طرف رجوع کرو اگر وہاں بھی نہ ملے تو اپنے اجتہاد سے کام لو، اس کے علاوہ عدالت میں نہ کسی سے لڑو، نہ جھگڑو، نہ کوئی چیز خریدو، نہ بیچو" (شعبی - سُنَن کبریٰ بیہقی ۱۰/۱۱۰)

خط کا مضمون :-

"اگر تمھارے پاس کوئی ایسا مسئلہ آئے جس کا حل قرآن میں ہو تو اس کے مطابق فیصلہ کرو اور کسی مجتہد کی رائے کی طرف قطعاً دھیان نہ دو، اگر مسئلہ ایسا ہو جس کا حل قرآن میں نہ ہو تو سنت رسول کی طرف رجوع کرو اور اگر وہاں بھی حل نہ ملے تو "أئمۂ ھدی" کی آراء اور فیصلوں سے کام لو، اور اگر کسی مسئلہ میں قرآن، سنت اور أئمۂ ھدی سے روشنی نہ ملے تو تم کو اختیار ہے خواہ اپنے اجتہاد سے کام لو، خواہ مجھ سے رجوع کر لو اور میرا خیال ہے تمھارے لئے بہتر یہی ہے کہ مجھ سے رجوع کر لو" (شعبی - سنن کبریٰ بیہقی ۱۰/۱۱۰ و کنز ۳/۱۷۵، إعلام الموقعین إبن قیم جوزی مصر ۱/۵۱ و ۱/۷۱ اور کنز العمال ۳/۱۷۳

اور إزالۃ الخفاء ۲/۸۵-۸۶ میں بھی تھوڑے لفظی فرق کے ساتھ)

۱۸۳- قاضی شُریحؒ کے نام

"عدالت میں نہ لڑو، نہ جھگڑو، نہ بیچو، نہ خریدو اور جب غصہ میں ہو تو کوئی مقدمہ فیصل نہ کرو"۔ (البیان والتّبیین، جاحظ، مصر ۱۳۳۲ھ ۲/۷۵)

۱۸۴- سعد بن أبی وقّاصؓ کے نام

یَزدَ جَرد نے جب دیکھا کہ ایک طرف عرب عراق میں گھس پڑے ہیں اور دوسری طرف انھوں نے أہواز کے ایک اہم حصہ پر قبضہ جما لیا ہے تو وہ بہت پریشان ہوا۔ اُس نے أہواز اور فارس کے ارباب اقتدار سے خط وکتابت کی اور ان کو غیرت دلائی، اور اکسایا کہ عربوں کو ملک سے نکالنے کے لئے تن، من، دھن کی بازی لگا دیں، چنانچہ عراق اور أہواز کے رئیس بڑی شد و مد سے فوجی تیاری میں مشغول ہو گئے۔ أہواز کے کمانڈر ان چیف حُرقُوص بن زُہیر اور دوسرے ضلع کے کمانڈروں کو خبر پہنچی کہ ہُرمُزان نے ایک لشکر جرار تیار کیا ہے اور فارس و عراق کے رئیسوں سے مسلمانوں پر حملہ کی سازش کی ہے، انھوں نے ایک طرف عمر فاروق کو اور دوسری طرف بصرہ کے نئے گورنر ابوموسیٰ اشعری کو صورت حال سے مطلع کیا اور کمک مانگی۔ عمر فاروق نے کوفہ کے گورنر سعدؓ کو یہ ارجنٹ مراسلہ بھیجا :-

"أہواز کے محاذ پر جلد ایک بڑی فوج بھیجو جس کے سالارِ اعلیٰ

نُعمان بن مُقَرِّن ہوں۔ اِس فوج کے یہ سالار۔ سُوَید بن مُقَرِّن، عبداللہ بن ذی سَہمین، جَرِیر بن عبد اللہ حمیری اور جَرِیر بن عبداللہ بجَلَی (رسالوں کے ساتھ) ہُرمزان کے مستقر کا رخ کریں اور تحقیق کریں (کہ اس کے بارے میں نقضِ عہد کی جو افواہ گرم ہے کہاں تک درست ہے اور) اس کے ارادے کیا ہیں"۔

(سیف بن عمر طبَری ۴/۲۱۵)

۱۸۵۔ اَبوموسیٰ اشعریؓ کے نام

سعدؓ کو مذکورہ بالا فرمان لکھنے کے بعد ذیل کا مراسلہ ابومُوسیٰ اشعریؓ کو جو اس وقت بصرہ کے گورنر تھے ارسال کیا:۔

"ایک بڑی فوج اَہواز کو بھیجو جس کے سالارِ اعلیٰ سُہَیل بن عدی کے بھائی سَہل بن عَدِی ہوں۔ ان کے ساتھ یہ سالار ہوں: بَراء بن مالِک، عاصِم بن عمرو، مَجزاَۃ بن ثَور، کَعب بن سُوْر، عَرفَجہ بن ہَرثمہ، حُذَیفہ بن مِحصَن، عبدالرّحمٰن بن سَہل اور حُصَین بن مَعبَد۔ بصرہ اور کوفہ کی کل فوجوں کی کمان اَبو سَبرہ بن رُہم (صحابی) کو دو۔ جو فوجیں بطور کمک بعد میں آئیں وہ بھی اَبو سَبرہ کے ماتحت ہوں گی"۔ (سیف بن عمر۔ طبَری ۴/۲۱۵)

۱۸۶۔ جُندی سابُور کی فوج کے نام

عرب فوجیں رامَ ہُرمز،[1] اِیذَج، تُستَر اور سُوس فتح کر کے اَہواز

---

[1] مقامات کیلئے دیکھئے نقشہ نمبر۲ مقابل صفحہ ۱۲۳

کے آخری اہم شہر جُندَی سَابُور کا محاصرہ کئے ہوئے تھیں کہ اُن کے ایک غلام نے چپکے سے تیر میں پَروانۂ اَمان باندھ کر شہر پناہ کے اندر پھینکا۔ شہر پناہ کے اندر پھینکا۔ شہر کے لوگوں کو سخت پریشانی میں یہ پیغام ملا تو انھوں نے دروازے کھول دئے اور اُن کے چوپائے باہر نکل آئے۔ مسلمان یہ حال دیکھ کر حیران ہوئے اور اہلِ شہر سے دروازے کھولنے کی وجہ دریافت کی تو انھوں نے کہا: آپ نے جو پروانۂ امان تیر میں باندھ کر پھینکا تھا، ہم نے اس کو منظور کر لیا ہے اور جزیہ دے کر آپ کی حفاظت میں رہنے کو تیار ہیں۔ مسلمانوں نے کیمپ میں تحقیق کی تو معلوم ہوا کہ ایک غلام نے یہ اقدام کیا تھا۔ مسلمانوں نے کہا کہ یہ کام ہمارے غلام نے کیا ہے، ہم اس کے ذمہ دار نہیں ہیں۔ اہلِ شہر بولے: 'ہم کیا جانیں آپ نے بھیجا ہے یا آپ کے غلام نے، اگر آپ نہیں مانتے تو ہم دروازے بند کئے لیتے ہیں؛ اس باب میں عمر فاروق سے رجوع کیا گیا تو انھوں نے لکھا:۔

"خدا نے وفائے عہد کا مرتبہ بہت بلند رکھا ہے، تم اس وقت تک باوفا نہیں ہو سکتے جب تک ایفائے عہد کی صحت میں شک کے باوجود ایفائے عہد نہ کرو (؟) (جُنْدَی سَابُور کے باشندوں کے ساتھ جو وعدہ غلام کے پروانہ میں کیا گیا ہے) اس کو پورا کرو اور اہل شہر کو امان دے دو" (سیف بن عمر۔ طَبَری ۲۳۱/۴)

۱۸۷۔ خط کی دوسری شکل

بعض مورخوں کی رائے ہے کہ پروانۂ امان کا واقعہ حصن سِیراف (صوبۂ

کا ساحلی شہر) کے محاصرہ کے دوران پیش آیا، نیز یہ کہ عمر فاروق کا خط حسب ذیل تھا:-

"مسلمان غلام (مسلمانوں کے غلام - کتاب الأموال ص ۱۸۷) کی حیثیت دوسرے مسلمانوں کی سی ہے، اگر غلام امان دے دے تو یہ ایسا ہے کہ گویا مسلمان نے امان دی ہو، لہذا امان نافذ کر دی جائے" (فتوح البلدان بلاذری مصر ۱۹۳۲ء ص ۳۸۲ و کتاب الأموال قاسم بن سَلّام ص ۱۷۸ و معجم البُلدان یاقوت ۵/۱۸۶، ذکر شہریاج یعنی حسن سیراف).

۱۸۸- خط کی تیسری شکل

"چوں کہ غلام سے مسلمانوں کو قوت حاصل ہوتی ہے، اس لئے اس کی امان مسلمانوں کی امان کے برابر ہے" (فتوح البلدان، بلاذُری، مصر ۱۹۳۲ء ص ۳۸۳)

۱۸۹- سعد بن أبی وقّاصؓ کے نام

"کسی گھوڑے کو خصی نہ کرو اور نہ دو میل سے زیادہ دوڑاؤ" (شرحُ السِّیَرِ الکبیر سَرَخسی ۱/۶۲)

۱۹۰- سعد بن أبی وقّاصؓ کے نام

ایک شخص نے غالباً کوفہ کے خزانہ میں ڈاکہ ڈالا، گورنر نے خلیفہ کو
۱۴) اس کی خبر دی تو جواب آیا:-

"چوری کی سزا میں اُس کا (چور کا) ہاتھ نہ کاٹا جائے"۔ (کتاب الخراج أبو یوسف ص ۱۷۱)

۱۹۱۔ سعد بن ابی وقاصؓ کے نام

شرحُ السِّیَرِ الکبیر میں اِس خط کا مخاطَب سعدؓ اور عمارؓ (بن یاسر) کو بتایا گیا ہے۔ عمار بن یاسر سعدؓ کے بعد کوفہ کے گورنر ہوئے، سعدؓ کے عہد میں جہاں تک معلوم ہے کوفہ یا کوفہ کی عملداری میں کسی منصب پر فائز نہیں تھے۔ اس لئے میرا خیال ہے کہ عنوان میں ان کا نام راوی نے غلطی سے دے دیا۔ کچھ دوسرے راویوں نے خط کا مخاطب طارِق بن شِہاب کو بتایا ہے، یہ طارق کوفہ کے باشندے تھے، لیکن اُن کا کسی عہدہ پر فائز ہونا رجال اور تاریخ کی پیشِ نظر کتابوں سے ظاہر نہیں ہوتا۔ خط کی شانِ نزول یہ ہے کہ بغداد کے ضلع نہر الملک کی مالک ایک ذمی عورت تھی، وہ مسلمان ہو گئی اور غالباً اس نے چاہا کہ اب لگان کی جگہ مجھ سے عُشر (دسواں حصہ) لیا جائے، گورنر کوفہ نے خلیفہ کے سامنے اس معاملہ رکھا تو یہ جواب آیا:۔

"زمین عورت کو دے دو، وہ اس کا لگان ادا کرے"۔

یعنی مسلمان ہونے کے باوجود وہ زمین کا لگان دے گی جو غیر مسلم دیتے ہیں اور عُشر نہیں دے گی، کیوں کہ اس کی زمین اس کے مشرف باسلام ہونے سے پہلے مسلمانوں کی مِلک ہو چکی۔ (شرح سِیَرِ الکبیر سَرَخسی ۴/۲۰۵ و کتاب الأموال قاسم بن سلّام مخاطب خط طارق بن شِہاب ص ۸۷)

۱۹۲۔ سَعد بن أَبی وقّاصؓ کے نام

یہ خط ابن عبد ربہ نے عِقدُ الفرید میں نقل کیا ہے، اس کے سیاق و سباق پر روشنی نہیں ڈالی گئی، ایسا معلوم ہوتا ہے کہ سعدؓ کو لکھے گئے کسی بڑے خط کا ٹکڑا ہے۔ ابن عبد رَبّہ نے دوسری جگہ اِس کا مخاطب أبو موسیٰ أشعری کو بتایا ہے:۔

"اگر تم معلوم کرنا چاہو کہ خدا تم کو کتنا چاہتا ہے تو یہ دیکھو کہ لوگ تم کو کتنا چاہتے ہیں۔ یاد رہے کہ لوگوں کو تم سے جتنا زیادہ فائدہ پہنچے گا، اتنا ہی زیادہ انعام خدا تم کو عطا کرے گا"۔ (العِقد الفَرید (اڈیٹر أحمد أمین) ۱۹۴۰ء ۲/ ۳۱۲ و ۱/ ۲۳۲ ـ مکتوب الیہ أبو موسیٰ أشعری)۔

۱۹۳۔ خط کی دوسری شکل

"اے (بنو أہیب کے) سعد! جب خدا کسی بندہ کو چاہتا ہے تو اس کو لوگوں کا چہیتا بنا دیتا ہے، پس یہ معلوم کرنے کے لئے کہ خدا تم کو کتنا چاہتا ہے یہ دیکھو کہ لوگ تم کو کتنا چاہتے ہیں۔ یاد رہے کہ لوگوں کو تم جتنا فائدہ پہنچاؤ گے اتنا ہی انعام خدا کے ہاں تم کو ملے گا"۔ (إزالۃ الخفاء شاہ ولی اللہ دہلوی ۲/ ۱۸۲)

۱۹۴۔ سَعد بن أَبی وقّاصؓ کے نام

جب یَزدَجِرد شاہ ایران نے دیکھا کہ عربوں نے أہواز کا صوبہ

بھی فتح کر لیا (۲۰ھ بقول سیف اور ۲۱ھ بقول ابن اسحاق وغیرہ) اور ان کے حوصلے برابر بڑھتے جا رہے ہیں تو وہ غیر معمولی گرم جوشی سے عرب سیلاب روکنے کی کوشش میں لگ گیا۔ ملک کے تمام صوبہ داروں کو توبیخ و ترغیب کے خط لکھے اور فوجیں مانگیں۔ اسکیم یہ تھی کہ عربوں کی عسکری قوت کا ایران یا عراق میں قلع قمع کر کے اور کھوئے ہوئے صوبوں پر پھر متصرف ہو کر، اُن کے ملک پر چڑھائی کی جائے اور مدینہ کی حکومت ختم کر دی جائے۔ یَزْدَ جِرد نے اپنی اِس بھرپور اور آخری کوشش کے لئے کوئی کسر اُٹھا نہ رکھی۔ کہا جاتا ہے کہ مختلف صوبوں سے آئی ہوئی فوجوں کی تعداد ڈیڑھ لاکھ سے زیادہ تھی، اور جنگ کا سامان بہت اعلیٰ اور فوج کے حوصلے بہت بلند تھے۔ أعثم کوفی (ص ۶۹) نے یہاں تک لکھا ہے کہ چند فوجیں حُلوان، خانقین اور جُلولاء[۱] بھیج دی گئی تھیں اور ان کا رُخ مدائن اور کوفہ کی طرف تھا۔ جس وقت یَزْدَ جِرد کی فوجی کارروائی اور منصوبوں کی خبر کوفہ کے گورنر سعدؓ کو ہوئی۔ نُعمان بن مُقَرِّن صحابی زیرین عراق کے ضلع کَسکَر کے عاملِ خراج تھے۔ انھوں نے عمر فاروق کو لکھا کہ مجھے یہ کام پسند نہیں ہے، میرے دل میں جہاد کی لگن ہے۔ نُعمانؓ عراق اور اَہواز کی جنگوں میں بڑے امتیاز سے لڑے تھے۔ عمر فاروق کو نِہاوَند کے لئے (جہاں ایرانی فوجیں جمع ہو رہی تھیں) ایک نڈر اور پختہ کار سالار کی ضرورت تھی اور یہ سالار اُن کو نُعمانؓ میں مل گیا، چنانچہ انھوں نے سعدؓ کو لکھا:۔

"نُعمان نے مجھے لکھا ہے کہ تم نے اُن کو تحصیل خراج کا کام سونپا ہے، جو اُن کو ناپسند ہے، اُن کو تو جہاد کی لگن ہے۔ لہٰذا تم وقت کی سب سے اہم مہم نِہاوَند کا اُن کو سالار بنا کر بھیجو۔" (ابن اِسحاق طَبَری۔

---

[۱] مقامات کیلئے دیکھئے نقشہ نمبر ۲ مقابل صـ۱۲۳

۴/ ۲۳۱ - ۲۳۲)

۱۹۵۔ نُعمان بن مُقرّنؓ کے نام

"بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ عبد اللہ عمر أمیر المؤمنین کی طرف سے نُعمان بن مُقرّن کو سلام علیک۔ اُس معبود کا سپاس گذار ہوں جس کے سوا کوئی عبادت کا مستحق نہیں۔ مجھے معلوم ہوا ہے کہ ایرانیوں کی ایک بڑی فوج تم سے لڑنے نہاوند[۱] میں جمع ہوئی ہے۔ میرا خط پا کر خدا کے حکم اور مدد سے ان مسلمانوں کے ساتھ جو تمھارے پاس ہیں نکل کھڑے ہو۔ اُن کو پتھریلے یا دشوار گذار راستوں سے نہ لے جانا، نہ اُن کو کسی جائز حق سے محروم کرنا جس کے زیرِ اثر وہ اسلام سے منحرف ہو جائیں۔ نشیبی جنگلوں سے بھی ان کو ہرگز نہ گذارنا (جہاں وہ بیماریوں میں مبتلا ہوں۔ یا درندوں کا لقمہ بنیں) کیوں کہ مجھے ایک مسلمان کی جان ایک لاکھ دینار (تیرہ چودہ لاکھ روپیے) سے زیادہ عزیز ہے۔" (اِبن اسحاق۔ طبری ۴/ ۲۳۲)

۱۹۶۔ خط کی دوسری شکل

"بعد سلام کے واضح ہو کہ اہل کوفہ نے مجھے مطلع کیا ہے کہ فارسی لشکر بہت بڑی تعداد میں اسلام کا چراغ گُل کرنے نہاوند میں جمع ہوا

---

[۱] مدائن سے تقریباً سوا تین سو عرب میل شمال مشرق میں ایک کوہستانی ضلع تھا۔ الأعلاق النفیسہ ص ۱۶۳ - ۱۶۶ دیکھئے نقشہ ۳ مقابل صفحہ ۲۱۳

ہے۔ مجھے فضل ایزدی سے پوری امید ہے کہ مسلمانوں کو فتح ہوگی۔ میں نے اہل کفر و ضلالت کے لئے ایک لشکر مقرر کیا ہے اور تم کو اس کا سالار مقرر کرتا ہوں۔ یہ خط پا کر تم کو چاہیے کہ اُن مسلمانوں کے ساتھ جو چلنے کو تیار ہوں مدائن کا رُخ کرو اور وہاں سفید محل (قصر أبیض) کے پاس کیمپ لگاؤ تا کہ بصرہ اور کوفہ سے جو فوجیں اس مہم کے لئے مقرر کی گئی ہیں تم سے آملیں۔ جب ساری فوج یک جا ہو جائے، تو تم خدا کی مدد اور نظرِ کرم پر بھروسہ کر کے نہاوند کو روانہ ہو جاؤ اور وہاں پہنچ کر جنگی کارروائی شروع کر دو۔ مجھے پکی امید ہے کہ خدا تمھاری مدد کرے گا اور دشمن سرنگوں ہوں گے۔ سائب بن أقرع[1] کو تمھارے پاس بھیج رہا ہوں اُن کو جو کام سونپا ہے تم کو زبانی بتائیں گے اور تمھارے ساتھ رہیں گے تم پر لازم ہے کہ خدا کی مدد اور فضل پر بھروسہ رکھو اور اس کے وعدہ کو جو اس نے فارس و شام کی فتح کا ہم سے کیا ہے، برحق سمجھو، کیوں کہ خدا اپنے وعدہ سے کبھی نہیں پھرتا۔ إِنَّ اللّٰهَ لَا يُخْلِفُ الْمِيْعَادَ (قرآن کریم) جب دشمن سے تمھارا مقابلہ ہو تو تم ڈٹے رہنا اور صبر کا دامن مضبوطی سے تھامے رہنا، خدا صبر کرنے والوں کے حق میں فرماتا ہے کہ ان کو بے اندازہ انعام ملے گا۔ يُوَفَّى الصَّابِرُوْنَ أَجْرَهُمْ بِغَيْرِ حِسَابٍ" (فتوح أعثم کوفی ص ۷۰) اس سے ملتا جلتا خط ناسخ التواریخ میں بھی موجود ہے جلد ۴ ص ۳۹۶)۔

---

[1] سائب حساب داں تھے، ان کے ذمہ مالِ غنیمت کی نگہداشت اور تقسیم تھی، بلاذری نے اُن کو ابو موسیٰ أشعری کا داماد بتایا ہے۔ فتوح البلدان ص۳۱۵

۱۹۷- خط کی تیسری شکل

جب عمر فاروق کو معلوم ہوا کہ یَزدَ جِرد نے اپنے قلمرو کے ہر صوبہ اور شہر سے فوجیں بلائی ہیں اور اُن کی ڈیڑھ لاکھ (فتوح البلدان۔ ساٹھ ہزار) کے قریب جمعیت نِہاوَند میں جمع ہوئی ہے تو انھوں نے صحابہ سے مشورہ کیا کہ آیا اس بڑے خطرہ کے مقابلہ کے لئے میں خود جاؤں یا کسی کو بھیجوں۔ طے ہوا کہ آنے والی مہم ایک باہمت، نڈر اور تجربہ کار سالار کے سپرد کی جائے اور عمر فاروق مرکز سے باہر نہ جائیں۔ ان کی نظر انتخاب نعمان بن مُقرِّنؓ پر پڑی جن کا دل جہاد کے لئے بے تاب تھا۔ ہم اوپر پڑھ آئے ہیں کہ نُعمانؓ جب کَسْکَر (وسطی عراق) کے عامل خراج تھے تو مرکز کے زیر حکم ایک کوئی فوج لے کر اَہواز گئے تھے جہاں ہُرمُزان نے معاہدہ توڑ کر کئی فارسی حلیفوں کے ساتھ فوج کشی کی تھی اور وہاں رَامَہرمُز، إِیْذَج اور دوسرے مقامات پر کئی اہم فتوحات حاصل کرکے اپنی فوج کے ساتھ بصرہ میں دم لے رہے تھے کہ یَزدَ جِرد نے نِہاوَند میں فوجیں جمع کرنی شروع کیں۔ عمر فاروق نے یہ خط نُعمان کو لکھا اور ایلچی سے تاکید کردی کہ سالارِ اعلیٰ کو صورتِ حال سے پوری طرح باخبر کردے:۔

"میں نے تم کو اس لشکر کا سالار اعلیٰ مقرر کیا ہے جو فارسیوں سے رزم آرا ہوگا۔ تم اَہواز کے محاذ سے چل دو اور ماہ[1] جا کر خیمہ لگاؤ۔

---

[1] ماہ سے مراد غالباً ماہ شہریاراں ہے (اور ماہ کوفہ یا دینَوَر نہیں) جو اُس ضلع کا نام تھا جس میں طَزَر نامی شہر آباد تھا جہاں بقول سیف بن عمر نُعمانؓ نے اپنا خیمہ لگایا تھا اور جہاں بصرہ اور کوفہ کی فوجیں اُن سے آ ملی تھیں، ماہ شہریاراں، حُلوان سے شمال مشرق میں اندازاً پندرہ بیس میل دور تھا۔

میں نے اہالی کوفہ کو لکھا ہے کہ ایک فوج تمہارے پاس بھیجیں۔ جب کل فوج جمع ہو جائے تو فَیرُوزَان (فارسی سپہ سالار) اور اس کی فارسی و غیر فارسی فوجوں سے لڑنے نکل جانا۔ مسلمانو! خدا سے فتح کی دعا مانگتے رہو اور لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہ کا ورد رکھو۔"
(سیف بن عمر۔ طبری ۴/۲۳۹)

۱۹۸۔ خط کی چوتھی شکل

"میں نے ایک لشکر مدینہ، کوفہ اور بصرہ سے نِہَاوَند کو روانہ کیا ہے اور تم کو اس کا سالارِ اعلیٰ مقرر کیا ہے، اس لشکر میں طُلَیحہ بن خُوَیلِد اور عمرو بن مَعدِیکَرِب موجود ہیں، ان کو اپنے ساتھ رکھو اور جنگی معاملات میں ان سے صلاح مشورہ لو، تمہیں اگر کوئی حادثہ پیش آئے تو سپہ سالار حُذَیفہ (بن یمان) ہوں گے، اور اگر حُذَیفہ قتل ہوں تو جَرِیر بن عبداللہ اور اگر جریر شہید ہوں تو مُغِیرہ بن شُعبہ ان کی جگہ لیں گے اور اگر مُغیرہ شہید ہوں تو اَشعث بن قیس سپہ سالار ہوں گے۔" (مدائنی۔ اِکتفاء ورق ۲۱۱ دارالکتب المِصرِیَّۃ، قاہرہ)

۱۹۹۔ نُعمان بن مُقرّنؓ کے نام

سیف بن عمر کا بیان ہے کہ جب نُعمان طَزَر نامی شہر میں خیمہ زن تھے تو ان کو ذیل کا مراسلہ موصول ہوا۔ طَزَر، حُلوان سے لگ بھگ چالیس بیالیس میل مشرق میں خراسان جانے والی سڑک سے کوئی بیس

میل ہٹ کر ایک وسیع میدان میں واقع تھا۔ کوفہ کی فوج اسی جگہ نعمان سے ملی تھی۔ طزر سے نہاوند اندازاً نوے عرب میل دور تھا۔ (مقدسی ص ۲۹۳ و ۴۰۱ و معجم البلدان یاقوت ۴ / ۲۴۰ و ۶ / ۴۹) نعمانؓ نے اسی جگہ سے طلیحہ، عمرو بن معدیکرب اور عمرو بن سلمی کی سر کردگی میں گشتی دستے ایرانی لشکر کے حالات اور گرد و پیش کا جغرافیہ دریافت کرنے روانہ کئے تھے۔

"واضح ہو کہ تمہاری فوج میں ایسے لوگ ہیں جو عہدِ جاہلیت میں بڑے سورما اور صاحب اقتدار تھے، اُن کو ایسے لوگوں پر ترجیح دو جو علم جنگ میں نسبتاً کم ہوں، اُن سے مشورہ کرو اور اُس کے مطابق عمل کرو۔ طلیحہ، عمرو بن معدیکرب اور عمرو بن ابی سلمی سے جنگی معاملات میں صلاح لو لیکن کوئی عہدہ اُن کو نہ دو۔"
(سیف بن عمر۔ طبری ۴ / ۲۴۰)

۲۰۰۔ خط کی دوسری شکل

"تمہارے لشکر میں دو نامور عرب بہادر ہیں، عمرو بن معدی کرب اور طلیحہ بن خویلد۔ ان کو فوج میں حاضر رکھو، ان کی قدر کرو اور جنگی امور میں ان سے مشورہ لو اور ان کو گشتی دستوں میں بھیجو، لیکن ان کو کوئی عہدہ نہ دو، اور جب جنگ ختم ہو جائے تو اُن کو اُسی رتبہ پر لوٹا دو جس پر وہ تھے۔" (شرح نہج البلاغہ ۳ / ۱۲۶ بحوالہ کتاب مقاتل الفرسان تالیف أبو عبیدہ معمر بن مثنّی و إزالۃ الخفاء ۲ / ۲۰۲)

۲۰۱۔ خط کی تیسری شکل

"اپنی جنگ میں عمرو بن معدیکرب اور طلیحہ اَزدی (صحیح اَسَدی) سے ان کو کوئی عہدہ دئے بغیر، مدد لو، کیوں کہ ہر کاریگر اپنے ہنر کو خوب سمجھتا ہے۔" (اَلعِقد الفرید ۱/۱۲۰، مصر ۱۹۴۰ء، وإزالۃ الخفاء (۲/۱۹۳)، میں خط کا مخاطب سعد بن اَبی وَقّاص کو بتایا گیا ہے)

۲۰۲۔ نہاوَند کی فارسی فوجوں کے نام

نُعمانؓ کو حکم تھا کہ لڑنے سے پہلے فارسیوں کو اسلام کی دعوت دیں، اس کے علاوہ عمر فاروق نے براہ راست یہ مراسلہ بھیجا جو مُغیرہ بن شعبہ نے فارسی فوجوں کو پڑھ کر سُنایا:۔

"ہم تم کو اُس طریقِ زندگی کی طرف بلاتے ہیں جس کی طرف خدا اور اس کے پیغمبر نے بلایا ہے، وہ طریقِ زندگی یہ ہے کہ تم سب مسلمان ہو جاؤ، اگر تم نے ایسا کیا تو تم ہمارے بھائی ہو، تم کو وہ سارے حقوق ملیں گے جو ہم کو حاصل ہیں اور تم پر وہ ساری ذمہ داریاں ہوں گی جو ہم پر ہیں۔ اگر تم مسلمان ہونا نہیں چاہتے تو جزیہ دو، اور اگر جزیہ دینے کے لئے بھی تیار نہیں، تو ہم تمھارے خلاف خدا سے مدد لیں گے۔" (مَدائنی۔ اِکتفاء کَلاعی بَلنسی ص ۴۲۲، دارالکتب المصریہ، قاہرہ)

۲۰۳۔ اَہواز کے سالاروں کے نام

صوبۂ اَہواز کی حد مشرق میں صوبۂ فارس سے ملتی تھی اور شمال میں

صوبۂ جبال سے جس کے مغربی ضلع نِہاوَند میں ایرانی فوجیں جمع ہو رہی تھیں۔ فارس سے نِہاوَند جانے کے کئی راستے اَہواز سے گذرتے تھے اور ایک بڑی سڑک براہِ راست جبال کے شہر جَیّ (اصفہان) سے ہوکر جاتی تھی۔ عمر فاروق نے نِہاوند کے فارسیوں کے مقابلہ کے لئے جو قدم اُٹھائے ان میں ایک یہ تھا کہ انھوں نے اَہواز کے سرحدی سالاروں کو لکھا کہ سرحد پر مسلح چوکیاں بنا لیں اور فارس سے نِہاوَند کو کمک نہ جانے دیں:-

"اہلِ فارس کو اپنے بھائیوں کے خلاف (نِہاوند میں) مدد کرنے سے باز رکھو، اور اس طرح اپنی قوم اور اَراضی کی حفاظت کرو۔ فارس اور اَہواز کی سرحد پر ڈٹے رہو حتیٰ کہ میں نئی ہدایات بھیجوں"

(سیف بن عمر - طَبَری ۴ / ۲۳۹)

۲۰۴ - عبداللہ بن عبداللہ بن عِتبانؓ کے نام

جب سعد بن اَبی وَقّاص شکایتوں کی صفائی پیش کرنے کوفہ سے مدینہ روانہ ہوئے تو انھوں نے ایک معزز انصاری عرب عبدُاللہ بن عبدِاللہ بن عِتبان کو اپنا جانشین مقرر کیا جن کو بعد میں عمر فاروق نے گورنری پر بحال رکھا۔ جس وقت نِہاوَند میں جمع ہونے والی ایرانی فوجوں سے تصادم کی تیاری ہو رہی تھی، عبد اللہ کوفہ کے گورنر تھے۔ عمر فاروق نے نُعمانؓ کو مذکورہ بالا خط (رقم ۱۹۷) لکھنے کے بعد عبداللہ کو یہ فرمان بھیجا:-

"کوفہ سے اتنی اتنی[1] فوج نُعمان بن مُقَرِّن کے پاس بھیجو۔ میں نے

---

[1] ان الفاظ سے ظاہر ہوتا ہے کہ ناقل اصل خط کا خلاصہ اپنے الفاظ میں بصیغۂ حاضر پیش کر رہا ہے۔

ان کو لکھا ہے کہ اُہواز سے ماہ (غالباً ماہِ شہریاراں) کی طرف پیش قدمی کریں۔ کوفہ کی فوج کو چاہیئے کہ ماہ میں نعمان سے جا ملیں اور اس کو ساتھ لے کر نعمان نہاوند کا رُخ کریں۔ نعمان کے پاس پہنچنے تک کوفہ کی فوج کے سالار اعلیٰ حُذَیفہ بن یمان رہیں گے۔ میں نے اُن کو یہ بھی لکھا ہے کہ اگر تمھارے ساتھ کوئی حادثہ پیش آئے تو سالارِ اعلیٰ حُذَیفہ ہوں گے اور اگر حُذَیفہ مارے جائیں تو نعیم بن مُقرّن" (سیف بن عمر۔ طبری ۴/۲۲۹)

۲۰۵۔ عبداللہ بن عبداللہ بن عِتبان رضؓ کے نام

سیف بن عمر کی رائے میں اُہواز کے شہر سُوس، رَامَہُرمُز، تُستَر اور جُندَی سابُور پر مسلمانوں کا قبضہ ۱۷ھ میں ہوا، لیکن کچھ دوسرے مورخ کہتے ہیں کہ یہ شہر ۱۹ھ سے ۲۰ھ تک مسلمانوں کے قبضہ میں آئے۔ جیسا کہ ہم اوپر پڑھ چکے ہیں ہُرمُزان اُہواز کا حاکم تھا اور اس کے صوبہ کا جنوبی حِصّہ مسلمانوں نے ۱۶ھ میں فتح کر لیا تھا۔ ۱۷ھ میں اس نے تابِ مقابلہ نہ لاکر اپنے باقی علاقہ کے لئے جو تُستَر، جُندَی سابور، رامَہُرمُز، سُوس اور نہر جانقذق[1] پر مشتمل تھا، سمجھوتہ کر لیا، جب اس سمجھوتہ کی خبر شاہ ایران یَزدَجرد کو ہوئی جو اُس وقت رَیّ اور بقول بعض مَرو میں جنگی منصوبے بنا رہا تھا، تو اُس کو بہت صدمہ ہوا اور اُس نے صوبۂ فارس کے گورنر شہرک اور وہاں کے دوسرے فوجی منصب داروں کو لکھا: "معلوم ہوتا ہے تم اپنے شاندار مذہب کو خیرباد کہہ چکے ہو، تم

[1] اُہواز کا نقشہ دیکھیے مقابل صـ۱۲۳

نے عربوں کی طرف سے آنکھیں بند کرلی ہیں، انھوں نے سواد پر قبضہ کیا، پھر مدائن پر، اور تم نے کوئی خبر نہ لی، پھر جب وہ أہواز کی طرف مائل ہوئے تب بھی تم نے ہُرمزان کی مدد نہیں کی اور اس کو مجبوراً سمجھوتہ کرنا پڑا، یہی نہیں ان عربوں نے خود تمھاری زمین پر حملہ کیا (علاء حضرمی کی فارس پر فوج کشی کی طرف اشارہ ہے) اور تم ایسے بے خبر رہے کہ وہ صحیح سلامت تمھارے ملک سے بچ نکلے، اب غیرت و حمیت سے کام لو اور ہُرمُزان کی مدد کے لئے سپاہی اور جانور بھیجو، تاکہ وہ جنگ کے لئے تیار ہو سکے اور أہواز کو عربوں کے پنجے سے نکالے"۔

دوسرا خط ہُرمُزان کو لکھا جس میں تھا کہ میں نے فارس کے گورنر شہرک کو فرمان بھیجا ہے کہ ایک لشکر تمھاری مدد کو لے کر جائے۔ خاطر جمع رکھو اور جنگ کے لئے تیار ہو جاؤ" (ناسخ التواریخ ۴/ ۳۶۷) اس کے علاوہ یَزدَ جِرد نے براہِ راست أہواز کے مفتوحہ شہروں کو خفیہ سفارتیں بھیجیں اور سارے علاقہ میں بغاوت کی رو دوڑا دی، یہاں کے کئی شہر پہلے بھی عہد شکنی کر چکے تھے۔ سنہ ۲۱ھ میں تُستَر کے نہایت مستحکم شہر کا محاصرہ ہوا، فارسیوں کی طرف سے ہُرمُزان خود جنگ کی قیادت کر رہا تھا۔ بڑا سخت معرکہ تھا، قلعہ بند فوجیں جب چاہتیں نکلتیں اور خون کی ہولی کھیل کر پھر قلعہ بند ہو جاتیں، اس کے علاوہ ہُرمُزان نے یَزدَ جِرد سے جو اُس وقت نِہاوَند میں ہونے والی جنگ کا انتظام کر رہا تھا، چالیس ہزار فوجیں بطور کمک منگوالی تھیں (أعثم ص۲۵ و ناسخ التواریخ ۴/ ۳۷۰) جب محاصرہ کو کئی مہینے گذر گئے اور مسلمان پڑے پڑے اُکتا گئے تو ایک فارسی کی رہ بری سے قلعہ فتح ہوا، ہُرمُزان قریب کے ایک دوسرے پہاڑی قلعہ

میں چلا گیا اور اس شرط پر سپر ڈالنے کو تیار ہوا کہ اس کی قسمت کا فیصلہ عمر فاروق کریں۔ شرط مان لی گئی اور ایک وفد جس میں احنف بن قیس تھے، ہُرمُزان اور خمس لے کر مدینہ روانہ ہوا۔ اَہواز کی کئی بغاوتوں اور ہُرمُزان کی دو بار عہد شکنی سے عمر فاروق کو یہ شبہ تھا کہ مسلمان عُمّال اہل معاہدہ سے بد سلوکی کرتے ہوں گے۔ چنانچہ انھوں نے وفد کے ارکان سے کہا: "مجھے ایسا محسوس ہوتا ہے کہ مسلمان ذمیوں کے ساتھ ظلم کرتے ہیں جس سے وہ بغاوت پر آمادہ ہو جاتے ہیں۔" وفد کے سر برآوردہ ارکان بولے: جہاں تک ہمیں معلوم ہے مسلمانوں کا سلوک ذمیوں کے ساتھ اچھا ہے۔" عمر فاروق:- پھر یہ بغاوتیں کیوں ہوتی ہیں؟" اس سوال کے جواب دیئے گئے جن سے عمر فاروق کو تشفی نہیں ہوئی، تب دانائے عرب اَحنف بن قیس نے کہا: امیر المومنین آپ نے ایران میں پیش قدمی سے ہم کو باز رکھا ہے، آپ کا فرمان ہے کہ جتنا علاقہ ہمارے پاس ہے، اُسی پر اکتفاء کریں، بات یہ ہے کہ شاہ ایران زندہ ہے اور اپنی قوم کے درمیان موجود ہے، جب تک وہ اپنے ملک میں ہے، ایران کے باشندے برابر ہمارے ساتھ بر سر پیکار رہیں گے، کیوں کہ جب کسی ملک میں دو حریف بادشاہ ہوتے ہیں تو وہ لڑتے ہیں حتی کہ ان میں سے ایک فریق دوسرے کو نکال دیتا ہے، آپ کو معلوم ہے کہ ہم کو یکے بعد دیگرے جو فتوحات حاصل ہوئی ہیں وہ اپنے جارحانہ حملوں سے نہیں بلکہ ایرانیوں کے حملوں یا عہد شکنیوں کی بدولت ہوئی ہیں۔ اہل ایران کو عہد شکنی پر اُبھارنے والا ان کا بادشاہ ہے اور وہ برابر ایسا کرتے رہیں گے الا یہ کہ آپ ہم کو ان کے ملک میں پیش قدمی کی اجازت دیں۔ اگر آپ نے اجازت دی تو ہم شاہ

کو اس کی کشور اور اس کی قوم کی قوت و عظمت کے حصار سے باہر نکال دیں گے، پھر ایرانیوں کی امیدیں ٹوٹ جائیں گی اور ان کے دل میں ایسی مایوسی گھر کر لے گی کہ آئندہ کبھی بغاوت کی جرأت نہ کریں گے۔" عمر فاروق ان پر مغز باتوں سے بہت متاثر ہوئے اور کہا: تمھارا خیال واقعی صحیح ہے؛ ابھی وہ تجویز "پیش قدمی" پر غور ہی کر رہے تھے کہ خبر آئی کہ یزد جرد کی فوجیں نہاوند میں جمع ہو رہی ہیں اور کچھ عراق کے سرحدی شہروں کی طرف بڑھ آئی ہیں۔ عمر فاروق کی ساری توجہ اس نئے خطرہ کی طرف مرکوز ہو گئی۔

نہاوند کی انتہائی سخت جنگ سے فارغ ہونے کے بعد عمر فاروق نے محسوس کیا کہ احنفؓ کی بتائی ہوئی پیش قدمی کی تجویز پر عمل کئے بغیر چارہ نہیں ہے۔ اہواز میں جو بغاوتیں ہوتی رہیں ان کے علاوہ یزد جرد سنہ ۱۴ھ سے لے کر سنہ ۲۱ھ تک ہر دوسرے سال یورش کرتا رہا تھا، اور جب نہاوند کے بعد دو[2] تازہ بغاوتیں دینور[1] اور ہمذان کے لوگوں نے معاہدے توڑ کر کیں تو عمر فاروق نے بلا تاخیر پیش قدمی کی کارروائی شروع کر دی۔ ایران میں چار نئے محاذ مقرر کئے اور ان پر الگ الگ سالاروں کے تحت بصرہ اور کوفہ سے فوجیں بھیجیں۔ ان میں سے ایک سالار عبداللہ بن عبداللہ بن عتبانؓ تھے جن کے بارے میں ہم پڑھ آئے ہیں کہ (بقول سیف بن عمر) سعد نے کوفہ سے جاتے وقت ان کو اپنا جانشین بنایا تھا اور عمر فاروق نے ان کو گورنری پر بحال رکھا تھا۔ عبداللہ ممتاز انصاری صحابی تھے اور جنگی پینتروں میں مہارت رکھتے تھے۔ نہاوند کی لڑائی ان کے عہد گورنری میں ہوئی، فتح نہاوند نیز دینور اور ہمذان کی بغاوت کے بعد "جارحانہ پیش قدمی" کی اسکیم پر عمل شروع ہوا تو عمر فاروق نے ان کو اصفہان کے محاذ کے لئے نام زد کیا اور زیاد بن حنظلہؓ کو جو سعد

۱؎ دیکھئے نقشہ ۳ مقابل ص ۲۱۳

کے عہد میں شہر کے قاضی تھے گورنر مقرر کیا۔ ساتھ ہی انھوں نے بصرہ کے گورنر ابو موسیٰ اشعریؓ کو لکھا کہ ایک فوج لے کر اُہواز کی راہ سے اصبہان کی طرف بڑھو اور ابن عِتبانؓ کی فوجوں سے مل جاؤ۔ اصبہان وسط ایران میں ایک اہم تمدنی و تجارتی مرکز تھا جہاں سے ہو کر کئی بڑی سڑکیں ملک کے مختلف صوبوں کو جاتی تھیں۔ ابن عِتبان کو حضرت عمرؓ نے جو خط لکھا اس کا مضمون سیف بن عمر نے یہ بیان کیا ہے:۔

"کوفہ سے مدائن کا رُخ کرو اور وہاں پہنچ کر مسلمانوں کو جنگ پر جانے کی دعوت دو۔ جو لوگ برضا و رغبت تمھارے ساتھ جانے کو تیار ہوں ان کو ساتھ لے لو اور مجھے صورتِ حال سے مطلع کرو۔"
(سیف بن عمر۔ طبری ۴/ ۲۴۶)

۲۰۶۔ عبد اللہ بن عبد اللہ بن عِتبانؓ کے نام

ابن عِتبان مدائن سے نہاوند پہنچے اور وہاں کی حفاظتی فوج سے جو لوگ ان کی ہمراہی کو تیار ہوئے ان کو لے کر اصبہان روانہ ہوئے۔ اصبہان کے مضافاتی شہروں اور قصبوں نے معمولی مقابلہ کے بعد سمجھوتے کر لئے، پھر اصبہان کے دارالحکومت جیؔ[1] کا محاصرہ ہوا اور یہاں بھی کسی بڑی جنگ کے بغیر سمجھوتہ ہوگیا۔ اَبو موسیٰ اشعری جب ابن عِتبانؓ سے ملے تو اس وقت جیؔ اور اس کا مضافاتی علاقہ فتح ہو چکا تھا۔ ابن عِتبانؓ نے مرکز کو فتح کی خبر دی تو یہ فرمان آیا:۔

"تم کِرمان کا رُخ کرو اور سُہیل بن عَدِیؔ سے جا ملو جن کو اہل

---

[1] پرانے زمانہ میں اِصفہان ایک بڑا صوبہ تھا، اس کے پایۂ تخت کا نام جیؔ تھا، جیؔ کے گرد ایک چوڑی اور مضبوط فصیل تھی۔ معجم البلدان یاقوت ۱/ ۲۷۱ دیکھئے نقشہ ۳۷ مقابل ص ۲۱۳

کرمان سے لڑنے بھیجا گیا ہے۔ جَیّ میں ایک محافظتی فوج چھوڑ دو اور اصبہان پر سائب بن اقرع کو محصّلِ خراج مقرر کرو"۔

۲۰۷۔ کوفہ کے باشندوں کے نام

جس وقت اہل فارس کی زبردست فوجی تیاری کی خبریں جس نے بعد میں جنگ نہاوند کی شکل اختیار کی، سارے مفتوحہ علاقہ میں گرم ہو رہی تھیں، اس وقت کوفہ کے کچھ تنگ نظر اور مفسد عربوں نے اپنے گورنر سعد بن ابی وقّاص کی خلیفہ سے شکایت کی اور ان کو معزول کرانا چاہا۔ عمر فاروق نے شکایت کی تحقیق کی اور گو اُس سے کوئی وزنی بات سعدؓ کے خلاف بہم نہ ہو سکی، پھر بھی انھوں نے ایک دوسرے شخص عبدُ اللہ بن عبدِ اللہ بن عِتْبان کو گورنر مقرر کیا۔ نئے گورنر کے عہد میں نہاوند کی مشہور اور فیصلہ کن جنگ ہوئی۔ کچھ عرصہ بعد ان کو ایک عسکری مہم پر بھیجا گیا اور ان کی جگہ زیاد بن حَنْظَلَہ گورنر مقرر ہوئے۔ زیاد کو یہ عہدہ پسند نہ آیا اور جلد ہی انھوں نے استعفار دے دیا۔ اہل کوفہ کی قبائلی تنگ نظری اور فتنہ پرور رجحانات دور کرنے کے لئے عمر فاروق نے ضروری سمجھا کہ کوفہ میں تعلیم قرآن کا مناسب اور مستقل انتظام کیا جائے اور یہ انتظام براہ راست مرکز کی زیر نگرانی ہو، گورنر کو دوسرے کاموں سے اتنا وقت نہ ملتا تھا کہ تعلیم و تربیت کی طرف کما حَقہ توجہ دے سکتا، اس لئے انھوں نے گورنر کے فرائض دو حصوں میں بانٹ دئے اور مدینہ سے دو آدمی بھیجے، ایک عمّار بن یاسر جن کے سپرد امامت اور فوجی معاملات تھے اور دوسرے عبد اللہ بن مسعود جن کو تعلیم قرآن (۱۵)

اور خزانہ کی نگرانی سونپی گئی ۔ ان کے ہاتھ عمر فاروق نے اہل کوفہ کے نام یہ خط بھیجا :۔

"واضح ہو کہ میں تمھارے پاس عمار بن یاسر کو گورنر اور ابن مسعود کو معلم اور وزیر بنا کر بھیج رہا ہوں ، یہ دونوں رسول اللہ کے برگزیدہ ساتھی ہیں اور بدر کے مجاہد ، ان کی پیروی کرو اور ان کا کہا مانو ، میں عبد اللہ بن مسعود (جیسے عالم دین کو جن کی مجھے ضرورت ہے ، ایثار کر کے تمھارے پاس بھیج رہا ہوں ، میں نے ابن مسعود کو تمھارے خزانہ کا نگراں بھی بنا دیا ہے ، اور عثمان بن حُنیف کو سواد کے خراج و اراضی کا منتظم مقرر کیا ہے ، تینوں کے لئے ایک بکری یومیہ راشن مقرر کرتا ہوں : آدھی مع پیٹ کے عمار کے لئے اور جو بچے وہ باقی دونوں کے واسطے" (طَبقات ابن سعد ۳/۶)

۲۰۸۔ خط کی دوسری شکل

"واضح ہو کہ میں نے عَمّار بن یاسر کو تمھارا گورنر اور عبداللہ بن مسعود کو معلم و وزیر نامزد کیا ہے ، ان کے علاوہ حذیفہ بن یمان کو دِجلہ اور عثمان بن حُنیف کو فرات سے سیراب ہونے والے علاقہ کا منتظم اور حاکم خراج مقرر کیا ہے" (سیف بن عمر۔ طَبری ۴/۲۴۷)

۲۰۹۔ خط کی تیسری شکل

"واضح ہو کہ میں تمھارے پاس عَمّار بن یاسر کو گورنر اور عبد اللہ (بن مسعود) کو معلم اور وزیر بنا کر بھیج رہا ہوں ، یہ دونوں رسول اللہ کے

کے برگزیدہ ساتھیوں میں سے ہیں، ان کا کہا مانو اور ان کے طور طریق پر عمل کرو۔ میں نے عبداللہ (جیسے عالم دین کو جن کی مجھے یہاں ضرورت ہے) تمھارے پاس بھیج کر قربانی کی ہے"
(حارثہ بن مُضرّب۔ طبقات ابن سعد ۶/۳ و تذکرۃ الحفاظ ذہبی حیدر آباد، ہند، ۱/۱۴ و إزالۃ الخفاء ۲/۱۸۵ تھوڑے فرق کے ساتھ، و کتاب البلدان ابن الفقیہ، لیدن ۱۳۰۲ھ ص ۱۶۴ - ۱۶۵ کمی بیشی کے ساتھ)

۲۱۰۔ خط کی چوتھی شکل

"اہل کوفہ! تم عربوں کے سرتاج ہو اور میرا تیر جسے میں اُس وقت چھوڑتا ہوں جب قریب یا دور کوئی خطرہ پیدا ہو۔ میں عبداللہ بن مسعود کو تمھارے پاس بھیج رہا ہوں، میں نے ان کو تمھارے لیے منتخب کیا ہے اور ان کو بھیج کر میں نے تمھاری ضرورت کو اپنی ضرورت پر ترجیح دی ہے" (طَبَقَاتُ ابْنِ سعد ۶/۳)

۲۱۱۔ پانچویں شکل

"قسم ہے اس خدا کی جس کے سوا کوئی معبود نہیں، میں نے (ابن مسعود کو بھیج کر) تمھاری ضرورت کو اپنی ضرورت پر ترجیح دی ہے۔ ان سے علم دین (خوب) سیکھو" (طَبَقَات ابن سعد ۶/۳- ۴ و ۳/۱۱۱)

۲۱۲۔ عبداللہ بن مسعودؓ کے نام

جیسا کہ اوپر ذکر ہوا عبد اللہ بن مسعود کے ذمہ خزانہ کی نگرانی اور اہل کوفہ کو تعلیم قرآن کا کام سونپا گیا تھا۔ ابن مسعودؓ کوفہ کی جامع مسجد میں بیٹھ کر قرآن خوانی اور قرآن فہمی کا درس دیتے تھے، اس کے علاوہ جو مسئلے اُن سے پوچھے جاتے اُن کا جواب قرآن کی روشنی میں اپنے اجتہاد سے پیش کرتے، حدیث کی طرف بہت ہی کم رجوع کرتے تھے۔ اُن کے حلقے سے کئی مشہور عالم نکلے جن کے ہاتھوں بعد میں کوفہ کا مدرسۂ اجتہاد، پروان چڑھا۔ ذیل کے خط کی شانِ نزول یہ ہے کہ عمر فاروق نے ایک شخص کو قرآن کے الفاظ: لَیَسْجُنُنَّہٗ حَتّٰی حِیْنٍ کو عَتّٰی حِیْنٍ پڑھتے سنا۔ دریافت کرنے پر اس نے بتایا کہ مجھے عبد اللہ بن مسعود نے اسی طرح پڑھایا ہے۔ ابن مسعودؓ کی پیدائش اور پرورش قبیلہ ہُذیل میں ہوئی تھی، ہُذیل اور قریش کی عربی میں جزوی اختلاف تھا مثلاً یہ کہ وہاں کے لوگ حَتّٰی کو عَتّٰی پڑھتے تھے۔ عمر فاروق کو یہ بات کھٹکی اور گو کہ رسول اللہ نے اپنی زندگی میں اس نوع کے اختلاف کو گوارا کرلیا تھا، عمر فاروق جیسا کہ خط سے ظاہر ہے، اختلاف قراءۃ کو ناپسند کرتے تھے، اُن کی خواہش تھی کہ سب مسلمان قرآن کو قریش کی طرح پڑھیں کیوں کہ مکہ اور مدینہ کی عربی سب قبیلوں کی عربی سے زیادہ نکھری اور ستھری تھی، چنانچہ انھوں نے ابن مسعودؓ کو لکھا:۔

"سلام علیک! خدا نے قرآن فصیح اور صاف عربی میں نازل کیا ہے اور یہ وہ عربی ہے جو قُریش کے لوگ بولتے ہیں۔ میرا خط پاکر تم لوگوں کو قریش کی (فصیح) عربی میں قرآن پڑھاؤ اور ہُذیل کی عربی میں قرآن نہ

بڑھاؤ" (ازالۃ الخفاء ۱/۱۹۷ و ابن الأنباری - کنز ۱/۲۸۴ - ۲۸۵)

۲۱۳- عمّارؓ بن یاسرؓ کے نام

جنگ نہاوند کے موقع پر کوفہ کے گورنر عمّار بن یاسرؓ کمک لے کر آئے، جب وہ پہنچے تو مسلمان فتح یاب ہو چکے تھے. تو واردوں نے مالِ غنیمت سے حصہ مانگا تو فاتح فوج نے دینے سے انکار کیا. اور ایک عرب نے طیش میں آکر عمّارؓ بن یاسرؓ سے کہا: اے کنکٹے غلام، تو ہمارے مال غنیمت میں (جس کو ہم نے خون بہا کر حاصل کیا ہے) شریک ہونا چاہتا ہے!، عمارؓ نے قضیہ عمر فاروق کے سامنے رکھا تو یہ جواب آیا:

"بلا شبہ مالِ غنیمت ان لوگوں کا حق ہے جو عملاً لڑائی میں شریک ہوں"
(طارق بن شہاب - شرح سِیَرُ الکبیر ۲/۲۵۱ - ۲۵۲ و سنن کُبریٰ بیہقی ۹/۵۰)

۲۱۴- عمّارؓ بن یاسرؓ کے نام

مدائن میں مسلمانوں کو ایک قبر ملی جس میں انھوں نے ایک لاش دیکھی زربفت کے کپڑوں میں لپٹی ہوئی اور اس کے پاس روپئے رکھے تھے. یہ کفن اور روپیہ لے کر وہ عمّارؓ بن یاسر کے پاس آئے، ان کی سمجھ میں نہ آیا کہ کیا کریں، انھوں نے عمر فاروق سے رجوع کیا تو یہ جواب آیا:-

"یہ چیزیں ان کو (پانے والوں کو) دے دو اور اُن سے نہ چھینو"

(کتاب الأموال لابن سلّام ص ۲۴۳)

۲۱۵-۲۱۶-۲۱۷۔ مُغیرہ بن شعبہؓ کے نام

سلاھ میں اہلِ کوفہ کی شکایت پر عمّار بن یاسر گورنری سے مستعفی ہوئے اور ان کی جگہ مُغیرہ بن شعبہ کا تقرر ہوا جو عمر فاروق کی وفات یعنی ۲۳ھ تک اپنے عہدہ پر فائز رہے۔ امام شعبی راوی ہیں کہ عمر فاروق نے اہلِ کوفہ کی توجہ شعر و شاعری سے ہٹا کر قرآن اور اخلاقی طہارت کی طرف پھیرنے کے لئے گورنر کو یہ خط لکھا:۔

"شہر کے شاعروں کو بلا کر ان سے جاہلی و اسلام کا کلام سنو اور مجھے اس کی ایک رپورٹ بھیجو۔"

جب شاعر جمع ہوئے تو گورنر نے مشہور مُعلّقہ شاعر لبید بن ربیعہ سے کہا کہ اپنا جاہلی اور اسلامی کلام سنائیں۔ لبید نے کہا: جب سے مجھے خدا نے بَقَرَہ اور آل عمران کی سورتیں عطا کی ہیں، شعر و شاعری سے مجھے دل چسپی نہیں رہی۔" اس کے بعد ایک دوسرے شاعر أغلَب عِجْلی سے کلام سنانے کو کہا گیا۔ انھوں نے کہا: "رَجَز کے شعر سناؤں یا قصیدہ کے، میرے پاس ہر قسم کے اشعار موجود ہیں" دونوں شاعروں کے جواب کی خبر خلیفہ کو ہوئی تو یہ فرمان آیا:

"أغلب کی سالانہ تنخواہ سے پانچ سو درہم کم کر کے لبید کی تنخواہ میں بڑھا دو۔"

أغلَب کو اس حکم سے حیرت ہوئی اور کوفت بھی اور وہ فریاد کرنے خلیفہ کے پاس گئے اور کہا: تعمیل حکم کا آپ نے مجھے خوب صلہ دیا کہ

میری تنخواہ ہی کم کر دی !، عمر فاروق نے اپنے فیصلہ پر نظر ثانی کی اور گورنر کو لکھا :۔

" أغلب کی تنخواہ میں پانچ سو درہم جو کم کئے ہیں بڑھا دو اور لبید کی تنخواہ میں جو اضافہ کیا ہے اُسے برقرار رکھو۔" (شبلی۔کنز العمال ۱۷۶/۲)

۲۱۸۔ بلاذُری نے أنساب الاشراف (قلمی) میں سعید ثَوری کے والد کے حوالہ سے لکھا ہے کہ عمر فاروق نے خط سعد بن أبي وقاص کو لکھا تھا اور اس کا مضمون یہ تھا :۔

"(فحول شعراء یعنی) صف اول کے شاعروں نے جو شعر اسلام لانے کے بعد کہے ہوں وہ مجھے لکھ بھیجو۔" لبید نے کہا : میں نے اسلام کے بعد کوئی شعر نہیں کہا، قرآن نے شعر و شاعری سے میری توجہ ہٹالی ہے۔ عمرؓ نے ان کی تنخواہ بڑھا دی۔" (أنساب الأشراف ۹ /۲۹۴)

۲۱۹۔أحنف بن قیسؓ کے نام

جارحانہ پیش قدمی کے منصوبہ کے تحت صوبہ خراسان کی مہم اُحنف بن قیس کے سپرد کی گئی۔ خراسان ملک ایران کا سب سے بڑا شمالی صوبہ تھا جہاں سے ہو کر عراق کی تجارتی و عسکری شاہراہ خوارزم، ماوراء النھر اور چین کو جاتی تھی۔ جَلُولاء اور حُلوان سے بھاگنے کے بعد شاہ یَزدَجِرد خراسان کے مشہور شہر مرد شاہجان میں مقیم ہوا اور یہاں بیٹھ کر فرمانوں اور سفارتوں کے ذریعہ عربوں کو ملک سے نکالنے کی جد و جہد میں مصروف تھا۔ جب اس کو معلوم ہوا کہ عرب فوجیں خراسان میں گھس آئی ہیں تو

اس نے ماوراء النہر کے حاکموں اور شاہ چین سے مدد مانگی۔ لیکن بیرونی مدد آنے سے پہلے مسلمانوں نے اُس پر ایسی یورش کی کہ وہ مَرْو شاہجان چھوڑ کر مَرو رود (ایک سو چالیس عرب میل جنوب میں[1]) بھاگ گیا، اور وہاں سے بَلْخ (تین سو چھپتر عرب میل مشرق میں[2]) جو دریائے جیحون (ایران کی آخری مشرقی حد) سے قریب واقع تھا، مسلمان تعاقب کرتے ہوئے آ پہنچے، جنگ ہوئی جس میں شکست کھا کر یَزدَ جِرد نے خراسان چھوڑ دیا اور منگولی ترکوں کے پاس جا کر پناہ لی۔ اُحنف نے خلیفہ کو اپنی فتوحات اور یَزدَ جِرد کے فرار کی خبر دی اور دریا پار اس کے تعاقب کی اجازت مانگی تو یہ خط موصول ہوا:-

"دریا (جیحون) کے پار ہرگز نہ جاؤ اور اپنی فتوحات اُس علاقہ تک محدود رکھو جو اُس سے ورے ہے۔ مسلمانو! جس سیرت سے تم نے خراسان فتح کیا ہے اس سے واقف ہو، اس پر قایم رہوگے تو کامیابی ہمیشہ تمھارے قدم چومے گی، ہرگز دریا پار نہ جانا، (مجھے اندیشہ ہے ایسا کرنے سے) تمھارا شیرازہ بکھر جائے گا۔" (سیف بن عمر- طَبَری ۴ / ۲۶۳ - ۲۶۴)

۲۲۰- عُتبہ بن فرقدؓ کے نام

پیش قدمی کے منصوبہ کے تحت عمر فاروق نے ایران کے مختلف محاذوں پر فوجیں بھیجیں تو آذربیجان[3] کے صوبہ کیلئے دو[2] افسر مقرر کئے: ایک عتبہ بن فرقد اور دوسرے بُکَیر بن عبد اللہ۔ آذربیجان کا صوبہ ان دونوں

---

[1] صبح الأعشی ۴/۳/۴۰۳ [2] صبح الأعشی ۴/۳/۴۰۳ [3] دیکھئے نقشہ ۱ مقابل ص۱ و ۳ مقابل ص۲۱۳

میں بانٹ دیا گیا۔ ایک کو حُلوان کے راستہ سے اور دوسرے کو مَوصِل کی راہ سے آذربیجان میں داخل ہونے کا حکم تھا۔ آذربیجان میں کوئی بڑی لڑائی نہیں ہوئی اور دونوں اپنے اپنے حدود میں سمجھوتے کرتے آگے بڑھتے رہے حتیٰ کہ سارا صوبہ اسلامی قلمرو میں آگیا۔ بُکیر بن عبد اللہ مرکز کی اجازت سے مُوقان اور شِروان مسخر کرنے بڑھ گئے اور آذربیجان کے کل صوبہ پر عتبہ بن فرقد گورنر مقرر ہوئے۔ آذربیجان بقول واقدی و اَبُومعشر ۲۲ھ میں اور بقول سیف بن عمر ۱۸ھ میں فتح ہوا۔ اَبُوعُثمان نَہدی راوی ہیں کہ جب میں عُتبہ کے ساتھ آذربیجان میں تھا تو یہ خط مدینہ سے موصول ہوا:۔

مسلمانو! رداء اور ازار (تہبند) پہنو، (شروال اُتار دو، تم کو اپنے دادا اسماعیل کا لباس پہننا چاہیئے ۔ ازالۃ) چرمی موزے اتار دو، جوتے پہنو، نشانہ بازی کی مشق کرو، رکابیں کاٹ دو، اور گھوڑے کی پیٹھ پر کود کر بیٹھا کرو، (دھوپ میں رہا کرو کہ وہ عربوں کا حمام ہے ۔ ازالۃ) بات چیت عربی میں کرو، (اپنے دادا) مَعَدّ (بن عَدنان) کی سی سادہ زندگی اختیار کرو، موٹا پہنو اور موٹا کھاؤ، (اِخْشَوْشَنُوْا)، مشقت اور تکلیف کی عادت ڈالو، (اِخْشَوْشَبُوا۔ اِزالۃ) بھائیوں کی طرح رہو، تنعم کی زندگی سے بچو، رسول اللہ نے ریشم پہننے سے منع کیا ہے الا یہ کہ اس کی لمبائی چوڑائی اتنی ہو: تین انگل یا چار انگل"۔ (اَنساب الأشراف بلاذری قلمی ۹/۶۱۵۔ ۶۱۶ و شُعَبُ الأیمان بَیہقی قلمی جزء ثانی، رقم ۸۱۰، بے تصریح صفات، دارالکتب المصریۃ، قاہرہ، و مُسنَد ابی عُوانہ قلمی، رقم [۲۰۰۴] ۳۲۸۱،

ازہر یونیورسٹی لائبریری، قاہرہ، ومختصر أبي عوانة الفرائیني قلمی، جزء اول رقم ۵۳۴، دارالکتب قاہرہ، وشرح صحیح مسلم نوَوی مصر ۱۴/۴۶، اس میں خط کا صرف ایک ٹکڑا ہے، وصحیح بخاری مصر ۱/۱۵۱، وسنن أبي داؤد مصر ۲/۳۰، ان دونوں میں لبس ریشم کی مباح مقدار والا حصہ ہے، ونصب الرأیہ زیلعی مصر ۴/۲۲۶ وسنن کبریٰ بیہقی ۱۰/۱۲۸ وکنز العمال ۸/۵۷ و۲/۱۴۱ وإزالة الخفاء ۲/۱۲۸۔ خط کے دو مشکل لفظوں "إخشَوْشَنُوا" اور "إخشَوْشَبُوا" کی قاسم بن سلّام نے اپنی غریب الحدیث میں وضاحت کی ہے، قلمی نسخہ رقم [۱۴۹۶] ۱۶۵۷۵، ازہر یونیورسٹی لائبریری۔)

خط کے پہلے راوی أبو عثمان نہدی بصرہ کے ایک مشہور فقیہ ہیں جن کا انتقال حجاج بن یوسف کی گورنری بصرہ کے اوائل میں بتایا جاتا ہے (طبقات ابن سعد جزء ۷ قسم اول ص ۶۸) رُواۃ خط کی ایک جماعت کہتی ہے کہ أبو عثمان نہدی نے اُن کو بتایا کہ خط زبانی ہدایات کی شکل میں تھا جو عمر فاروق نے عُتبہ بن فرقد یا ان کے بھیجے ہوئے وفد کو دئے تھے، اور غالباً یہی قول صحیح بھی ہے، دوسری جماعت کا دعوی ہے کہ عمر فاروق نے مذکورہ بالا ہدایات کو خط کی شکل میں پیش کیا تھا، روایت کا ایک دوسرا اور پہلے سے زیادہ سنگین اختلاف یہ ہے کہ بعض راویوں نے ریشم کی اس مقدار کا سرے سے ذکر ہی نہیں کیا جس کی رسول اللہ نے لباس یا آستینوں میں اجازت دی تھی۔ شارح نہج البلاغۃ نے لکھا ہے کہ یہ خط ایک عام ہدایت نامہ کا حصہ ہے جو عمر فاروق نے گورنروں کو بھیجا تھا۔ شرح میں جو خط بیان ہوا ہے اس میں یہ الفاظ زیادہ ہیں:۔

"اور اپنے لڑکوں کو تیراکی اور تیر اندازی کی مشق کرایا کرو"۔

(شرح نہج البلاغۃ ۳/۱۱۹)

۲۲۱۔خط کی دوسری شکل

" اے عُتبہ بن فرقد! عیش و آرام کی زندگی سے پرہیز کرو، ریشم اور اہل شرک کا لباس نہ پہنو، رسول اللہ نے ریشم پہننے سے منع کیا ہے الا یہ کہ وہ اتنا ہو، یہ کہتے ہوئے رسول اللہ نے اپنی دو انگلیاں اُٹھا دیں " (تاریخ عمر بن خطاب ابن جوزی۔ مطبعۃ محمد علی صُبیح، مصر ص ۹۴)

۲۲۲۔عُتبہ بن فَرقدؓ کے نام

عُتبہ بن فَرقد گورنر آذربیجان نے عمر فاروق کے لئے دو پٹاریوں میں ایک حلوہ بھیجا جس کا نام خَبیص تھا اور اس کو ہوا کے اثر سے محفوظ رکھنے کے لئے پٹاریوں پر نمدے کا استر دے کر چمڑا چڑھا دیا۔ عمر فاروق سمجھے کہ پٹاریوں میں سرکاری روپیہ آیا ہے، لانے والے نے جب بتایا کہ خبیص ہے تو آپ نے پٹاری کھلوائی اور چکھ کر دیکھا اور بولے: بہت مزے دار ہے" پھر لانے والے سے پوچھا: کیا عُتبہ کی فوج کے سب لوگ یہ حلوہ سیر ہو کر کھاتے ہیں؟ لانے والے نے نفی میں جواب دیا۔ عمر فاروق نے حلوہ واپس کر دیا اور یہ پر عتاب خط عُتبہ کو لکھا:۔

" واضح ہو کہ خَبیص حلوہ نہ تو تمھاری محنت کا ثمرہ ہے، نہ تمھاری ماں نہ تمھارے باپ کی (بلکہ مسلمانوں کے خون پسینہ سے تم کو حاصل ہوا ہے)، (اس لئے تمھارے لئے مناسب ہے کہ) تم وہی غذا کھاؤ جس سے تمھاری فوج کے باقی مسلمان اپنے گھر پر سیر ہوتے ہیں (جس

غذا سے تم خود سیر ہوتے ہو وہی باقی مسلمانوں کو بھی دو۔ سنن بیہقی ۱۰/۱۲۸) أبو عثمان نہدی۔ أنساب الاشراف قلمی ۹/ ۵۹۳ و ۱۲/ ۱۱۹۰-۱۱۹۹ و شعب الایمان بیہقی قلمی جزء ثانی رقم ۸۱۰ دارالکتب قاہرہ، و مسند ابی عوانہ قلمی رقم [۲۰-۴ح] ۳۲۸۱، ورق ۲۰۰ ازہر یونیورسٹی لائبریری، قاہرہ و فتوح البلدان بلاذری، مصر ص ۳۳۶ و تاریخ صنعاء قلمی از احمد بن عبد اللہ رازی رقم ۲۰۰۳، بے تصریح صفحات، دارالکتب، دارالکتب، قاہرہ۔

۲۲۳۔ عُتبہ بن فرقدؓ کے نام

عُتبہ بن فرقدؓ نے عمر فاروق کو چالیس ہزار درہم شراب کی زکاۃ (صَدَقَۃُ الخمر) کی مد میں بھیجے تو انھوں نے یہ پر ملامت خط لکھا:۔

"تم نے شراب کی زکاۃ مجھے بھیجی ہے حالانکہ مہاجرین کی نسبت یہ خود تمھارے زیادہ شایانِ شان ہے، اس بات کی خبر لوگوں کو کر دنیا"۔ (کتاب الأموال ابن سلام ص ۱۵)۔

۲۲۴۔ عُتبہ بن فَرقدؓ کے نام

عُتبہ بن فرقد صحرائی بستیوں میں گئے ہوئے تھے، رمضان کا مہینہ تھا، وہاں کے لوگوں نے بعد عصر ہلال دیکھا اور یہ سمجھ کر کہ چاند کل کا ہے روزہ توڑ دیا، اس بات کی خبر عمر فاروق کو ہوئی تو انھوں نے لکھا:۔

"اگر چاند صبح کو نظر آئے تو روزہ توڑ دو، کیوں کہ (یہ اس بات کی دلیل ہے کہ) وہ کل کا ہے، اور اگر چاند آخر دن میں نظر آئے تو اس دن کا روزہ

پورا کر لو۔ کیوں کہ (یہ اس بات کی دلیل ہے کہ) وہ آنے والی کل کا ہے"(مغیرۃ بن إبراہیم ۔ مُصَنَّف ابنِ أَبِي شَيْبَةَ قلمی رقم ۸۰۲، ۲/۲۰م، دارالکتب المصریہ، قاہرہ وکنز ۴/۳۲۵)۔

۲۲۵۔ مسلمانوں کے نام

رؤیت ہلال کے موضوع پر ابو وائل بصری نے عمر فاروق کا یہ خط نقل کیا ہے جو ایک نئے اصول پر مشتمل ہے :۔

"کچھ نئے چاند بڑے ہوتے ہیں، اس لئے اگر تم دن میں چاند دیکھو تو اس وقت تک روزہ نہ توڑو جب تک دو مسلمان گواہی نہ دیں کہ انھوں نے گذشتہ رات چاند دیکھا تھا"۔ (مُصَنَّف ابن أَبِي شيبہ قلمی ۲/۲۰م وکنز ۴/۳۲۵)

۲۲۶۔ آذربیجان کے مجاہدوں کے نام

"مجھے معلوم ہوا ہے کہ تم ایک ایسے ملک میں ہو جہاں کھانے میں مردہ جانوروں کا گوشت شامل ہوتا ہے، اور جہاں مردہ جانوروں کی کھال یا سمور پہنی جاتی ہے، بنا بریں تم وہی گوشت کھاؤ جو ذبیحہ ہو اور وہی کھال پہنو جو ذبیحہ جانور کی ہو"۔ (زید بن وہب ۔ طَبَقات ابن سعد ۶/۶۸)

۲۲۷۔ نُعَیم بن مُقَرِّنؓ کے نام

یہ نُعمان بن مُقَرِّنؓ کے بھائی ہیں جو نہاوند کی فوجوں کے سالارِ

اعلیٰ تھے۔ جنگ نہاوند کے بعد شکست خوردہ ایرانیوں کے تعاقب میں نُعَیم بن مُقرّنؓ اور قعقاع بن عمروؓ کو بھیجا گیا۔ ان کا گذر ہَمذان کے ضلع سے ہوا تو وہاں کے حاکم نے ایک سمجھوتہ کرلیا۔ جب یہ دونوں افسر نہاوند واپس آئے تو ہَمذان کے حاکم نے سمجھوتہ توڑ دیا۔ اسی زمانہ میں حضرت عمر نے "پیش قدمی" کی مہم شروع کی اور مدینہ سے بصرہ اور کوفہ کے سالاروں کو ایران کے مختلف محاذوں کے لئے جھنڈے بھیجے تو ایک جھنڈا نُعَیم بن مُقرّنؓ کو بھی دیا گیا، اُن کے ذمہ یہ کام تھا کہ ہَمذان کو واگذار کر کے شمال مغرب کے شہروں پر چڑھائی کریں۔ سیف بن عمرؒ نے حضرت عمر کا یہ چند لفظی خط نُعَیمؓ کے نام نقل کیا ہے:-

"نہاوند سے یلغار کر کے ہَمذان پہنچو، تمہارے مقدمۃ الجیش کی کمان سُوید بن مُقرّنؓ (نُعَیم کے بھائی) کے ہاتھ میں ہو اور میمنہ و میسرہ کے سالار علی الترتیب رِبعی بن عامر تمیمی اور مُہَلہِل بن زید طائی ہوں"

(سیف بن عمر - طبری ۴/۲۵۱)

۲۲۸- نُعَیم بن مُقرّنؓ کے نام

سنہ ۲۲ھ میں جب ہَمذان اور اس کا مضافاتی علاقہ مسخر کر کے نُعَیمؓ انتظامی معاملات میں مصروف تھے، دَیلَم (گیلان) اور آذربیجان کے حاکموں نے مشترکہ خطرہ کے مقابلہ کے لئے ایک سمجھوتہ کیا اور واج روذ کے مقام پر فوجیں لے کر جمع ہوئے۔ نُعَیمؓ اپنا ایک جانشین ہَمذان میں چھوڑ کر ولج روذ[1] پہنچے۔ وہاں دونوں فریقوں میں سخت جنگ ہوئی جو

---

[1] ہَمذان اور قزوین کے وسط میں ایک جگہ تھی۔ یاقوت ۸/۳۷۰

بقول سیف نہاوند کے معرکہ سے کسی طرح کم نہ تھی۔ آخر میں نُعیمؓ فتح یاب ہوئے۔ جب فتح کی خبر حضرت عمر کو ہوئی تو انھوں نے نُعیم کو لکھا:-

"ہَمَذان میں اپنا ایک نائب مقرر کرو، اور سِماک بن خَرَشَہ کی قیادت میں بُکَیر بن عبداللہ کو کمک بھیجو (یہ "پیش قدمی" کے منصوبہ کے تحت آذربیجان کے محاذ پر بھیجے گئے تھے)۔ تم خود رَیّ کی طرف یلغار کرو اور وہاں فارسی فوج سے لڑو، اور جنگ میں کامیاب ہونے کے بعد وہیں قیام کرو کیوں کہ رَیّ (شمالی ایران) میں ایک مرکزی جگہ ہے اور وہاں ہر قسم کی سہولتیں موجود ہیں۔" (سیف بن عمر- طبری ۴/۲۵۲)

۲۲۹- خط کی دوسری شکل

"اپنی صوابدید سے کسی کو ہَمَذان میں اپنا نائب مقرر کرو اور خود رَیّ کی طرف روانہ ہو۔ سِماک بن خَرَشَہ کو ایک فوج دے کر آذربیجان فتح کرنے بھیجو۔" (ناسخ التواریخ ۴/۲۱۶)

۲۳۰- نُعیم بن مُقرّنؓ کے نام

رَیّ کا حاکم بہرام چوبیں کا پوتا سیاوخش تھا۔ عربوں سے صف آرا ہونے کے لئے اُس نے دُنباوند، طَبرستان، قُومِس اور جُرجان[۱] سے مدد طلب کی۔ فوج کے کمانڈر ان چیف زینبی ابوفرّخان کو سیاوخش سے چھپی عداوت تھی۔ وہ نُعیمؓ سے آملا۔ رَیّ کے باہر پہاڑ کے دامن میں دونوں فوجیں اُتریں۔ زینبی کی ایک چال سے مسلمانوں کو آسانی سے فتح نصیب ہوئی۔ اس تعاون کے صلہ میں نُعیمؓ نے رَیّ کی منصب داری

---

۱ دیکھئے نقشہ ۳ مقابل صـ۲۱۳

زینبی کو دے دی۔ رَیّ کی فتح کا حال جب حضرت عمر فاروق کو معلوم ہوا تو انھوں نے نُعَیمؓ کو یہ خط لکھا:۔

"سُوید بن مُقَرِّن کو ایک فوج دے کر قُومس تسخیر کرنے بھیجو، اُن کے مقدمۃ الجیش کے لیڈر سماک بن مخرمہ اور میمنہ اور میسرہ کے سالار علی الترتیب عُتَیبہ بن نہاس اور ہند بن عمرو جَمَلی ہوں"

(سیف بن عمر۔ طبری ۴/۲۵۴)

۲۳۱۔ خط کی دوسری شکل

"چوں کہ بھاگی ہوئی فارسی فوجوں کا کوئی سالار نہیں ہے، اس لئے ان کا قصہ پاک کرنا بہت آسان ہے تم خود رَیّ میں مقیم رہو اور اپنے بھائی سُوید بن مُقَرِّن کو دامغان بھیجو اور اُن کو تاکید کرو کہ جب قومس فتح ہو جائے تو بھاگی ہوئی عجمی فوجوں کا جہاں تک تعاقب ممکن ہو کریں"

یہاں بھاگی ہوئی عجمی فوجوں، کے اشارہ کی وضاحت ضروری ہے، جیسا کہ ہم نے اوپر پڑھا زینبی نے ایک چال چلی تھی اور وہ یہ کہ اُس نے نُعَیم بن مُقَرِّنؓ سے کہا کہ سیاوخش کی فوجیں آپ کے مقابلہ میں اتنی زیادہ ہیں کہ کھلے میدان میں ان سے مقابل ہونا آداب دانش کے خلاف ہے، میری رائے ہے کہ آپ دس ہزار فوج مجھے دیں اور باقی سے سیاوخش کے ساتھ رزم آرا ہوں، میں ایک چھپے راستہ سے جا کر شہر پر قبضہ کر لوں گا۔ جب جنگ کی آگ خوب بھڑک گئی تو زینبی ایک پہاڑی راستہ سے شہر میں اُترا، پیچھے پیچھے اس کی فوج تھی۔ شہر میں آکر فوج نے

تلواریں سونت لیں ۔ ایک قیامت برپا ہوگئی ، لوگ بھاگ کر سیاؤخش کے پاس گئے اور حالات سے مطلع کیا ۔ اس کی فوج بال بچوں کو بچانے بدحواس ہو کر شہر کی طرف بھاگی تو سامنے زینبی کی فوج اور پیچھے نُعیمؓ کے رسالے تھے ، اس نرغہ میں پھنس کر بہت سے فوجی مارے گئے اور ان کی ایک خاصی تعداد بھاگ کر قُومس کے صدر مقام دامغان میں پناہ پذیر ہوئی ، اس بھاگی ہوئی فوج کے لیڈر سارے کے سارے کھیت رہے تھے اور یہ قیادت سے محروم ہو کر کچھ ایسے حیران و پریشان تھے جیسے بے نگہبان کا گلّہ ۔ (ناسخ التواریخ ۴ / ۱۴۱۶ - ۱۴۱۷)

۲۳۲۔ مُغیرہ بن شُعبہؓ کے نام

معن بن زائدہ نامی ایک عرب نے خلیفہ کی طرف سے گورنر کوفہ مُغیرہ بن شعبہؓ کو ایک جھوٹا خط لکھا جس میں تھا کہ معن کو کوفہ کے خزانہ سے اتنی اتنی رقم دے دو ۔ خط کے نیچے خلیفہ کے نام کی مہر تھی جو معن نے خود گھڑی تھی ۔ مغیرہ بن شُعبہؓ نے رقم دے دی ۔ عمر فاروق کو اس کا علم ہوا تو انھوں نے لکھا :۔

" مجھے معلوم ہوا ہے کہ معن بن زائدہ نامی شخص نے خلافت کی مہر گھڑوائی اور اس کے ذریعہ کوفہ کے خزانہ سے روپیہ حاصل کیا۔ یہ خط پاکر میرے اس حکم کی تعمیل کرنا جو میں نے معن کے بارے میں اپنے ایلچی کو دیا ہے اور اس کی بات ماننا "۔ (فتوح البلدان بلاذری مصر ص ۴۴۸)

۲۴۳۔ سائب بن أقرع رضؓ کے نام

نہاوند کی ہولناک جنگ میں مال غنیمت کی نگہداشت اور تقسیم پر مرکز کی طرف سے مامور تھے، ان گنتی کے عربوں میں تھے جو حساب کتاب جانتے تھے، بلاذری نے (فتوح البلدان ص ۳۰۴) ان کو ابوموسی اشعریؓ کا داماد بتایا ہے۔ فتح نہاوند کے بعد عراق کے قدیم پایۂ تخت مدائن کے کلکٹر مقرر ہوئے۔ اس زمانہ میں ہمذان اور جلولاء میں بغاوت ہوئی، باغیوں نے وہاں مقیم عربوں اور اُن کے غلاموں کو پکڑ لیا اور سامان لوٹ لیا، یہ عرب، ان کے غلام اور سامان یا تو بازاروں میں بیچ دیئے گئے یا باغیوں کے کام آئے۔ سائب بن أقرعؓ نے ایک فوج لی اور باغیوں کی گوشمالی کر کے بغاوت فرو کردی۔ کچھ عرب، ان کے غلام اور سامان تو باغیوں سے واگذار کرا لیا گیا، لیکن عربوں کی ایک خاصی تعداد مع ان کے غلاموں اور سامان کے بک چکی تھی، ان کے بارے میں سائبؓ نے مرکز سے دریافت کیا تو یہ جواب آیا:

"جو مسلمان اپنے غلام اور سامان جوں کا توں پالیں، وہ ان کو مل جانا چاہیئے، اور اگر غلام اور سامان تاجروں کی ملک بن چکے ہوں تو وہ نہیں لیا جا سکتا، اور جن آزاد عربوں کو تاجروں نے خرید لیا ہو تو ان کو اصل قیمت دے کر واپس لے لیا جائے، کیوں کہ آزاد نہ خریدا جا سکتا ہے، نہ بیچا جا سکتا ہے۔" (کنز العمال ۲/۳۱۳ ومُغنی ابن قُدامہ مصر ۱۰/۸۰-۴ والشرح الکبیر از مقدسی حاشیہ مغنی ۱۰/۷۹-۴ معمولی اضافہ کے ساتھ)

ابو موسیٰ اشعریؓ کے نام

ابو موسیٰ اشعریؓ کا تعارف: چھوٹے قد کے دبلے پتلے لیکن دم خم کے آدمی تھے۔ اسلام سے پہلے غالباً تجارت کرتے تھے، جزیرۂ عرب، بحر قلزم اور مسیحی حبش میں خوب گھومے پھرے تھے، نئے لوگوں سے میل جول اور مختلف طور طریق اور مذاہب کے مشاہدہ سے ان کا ذہنی افق وسیع ہو گیا تھا۔ ۱۰ھ میں رسول اللہؐ نے ان کو یمن کے ضلع مارب کا حاکم مقرر کیا، اور بعض مورخ کہتے ہیں کہ ان کی نگرانی میں جنوبی یمن کا کافی بڑا اور اہم علاقہ دیا گیا۔ زبید، عدن، رمع اور ساحل، تعلیم قرآن اور تحصیل زکاۃ ان کے خاص فرائض تھے۔ ابو موسیٰ اشعریؓ کا شمار صف اول کے اُن چھ صحابہ میں ہے جن سے لوگوں نے دین اسلام حاصل کیا یعنی عمر بن خطابؓ، علی بن ابی طالبؓ، اُبیؓ بن کعبؓ، عبد اللہ بن مسعودؓ، زید بن ثابتؓ اور وہ خود، لگ بھگ پچیس برس تک اسلام کی خدمت کرتے رہے، معلم، فاتح اور منتظم کی حیثیت سے، اسلام کی ابتدائی تاریخ میں ان کی خدمات ممتاز ہیں۔ ۱۷ھ میں بصرہ اور اس کے ماتحت علاقوں کے گورنر مقرر ہوئے اور اَہواز، فارس اور کرمان میں نمایاں فتوحات حاصل کیں۔ حضرت عثمانؓ کے عہد میں اہلِ کوفہ کے مطالبہ پر وہاں کے گورنر ہوئے اور حضرت علیؓ کی خلافت کے پہلے سال الگ کئے گئے۔

ابو موسیٰ اشعریؓ حضرت عثمانؓ کی مخالف تحریک کو بے انتہا خطرناک سمجھتے تھے، اور حضرت علیؓ کی کسی جنگ میں شریک نہیں ہوتے۔

مسلمانوں کا اتحاد اور اسلام کا استحکام ان کو بہت عزیز تھا۔ جب اُفقِ اسلام پر سِول وار کی گھٹا چھا رہی تھی اور اہلِ کوفہ کو طلحہ بن عبد اللہؓ اور زُبیر بن عوّامؓ سے لڑنے دربار خلافت سے بار بار بلایا جا رہا تھا تو عرصہ تک اور پیہم دھمکیوں کے باوجود انھوں نے قرآنی آیات اور رسول اللہؐ کے فرمودات کا واسطہ دے کر اور مستقبل کے برے نتائج سے ڈرا کر، شہر کے لوگوں کو روکے رکھا، اس کی ان کو بھاری قیمت دینا پڑی: ان کو ذلت کے ساتھ معزول کیا گیا، سِول وار کے کچھ متوالوں نے ان کا سامان تک لوٹ لیا اور سخت بے آبرو ہو کر کوفہ سے نکالے گئے، تاہم اُن کی قربانی رائگاں نہیں گئی، کیوں کہ انھوں نے کوفہ کے اکثر باشندوں کو اپنا ہم خیال بنا لیا تھا۔ ۳۷ھ میں جنگ صِفّین ہوئی جس میں اسلامی عرب شجاعت و شرافت کا عنصرِ اعظم فنا ہو گیا، جنگ کا خاتمہ اس تجویز پر ہوا کہ فریقین کے دو نمایندوں کی ایک کمیٹی مقرر کی جائے جو حضرت علیؓ اور حضرت معاویہؓ کے جھگڑے کو قرآن کی مدد سے طے کرے، اہل کوفہ نے حضرت علیؓ کی طرف سے ابو موسیٰ اشعریؓ کو نمایندہ بنایا، امیر معاویہؓ کی طرف سے عمرو بن عاصؓ مقرر ہوئے۔ ابو موسیٰ نے صورت حال پر ٹھنڈے دل سے غور کیا، اُن کے سامنے پھر اسلام کا استحکام اور مسلمانوں کا اتحاد تھا، انھوں نے وہ فیصلہ دیا جس کے لئے بڑے دل گردہ کی ضرورت تھی، جس کے سامنے شخصیتیں بے وزن تھیں، جو ذاتی نقصان یا بدنامی سے بے پرواہ تھا۔ ایک بڑے مجمع کے سامنے جو حضرت علیؓ اور امیر معاویہؓ کے بہت سے حمائیتوں پر مشتمل تھا، انھوں نے یہ اعلان کیا: صاحبو!

ہم نے (یعنی میں نے اور عمرو بن عاص نے) غور کیا کہ اس قوم کو کس طرح اتحاد اور اجتماعی بہبودی حاصل ہو سکتی ہے اور ہم اس نتیجہ پر پہنچے ہیں کہ اس کی صورت بس یہ ہے کہ علیؓ اور معاویہؓ کو معزول کیا جائے، اور خلافت کا مسئلہ بذریعہ شوریٰ طے ہو اور لوگ جس کو خلافت کا اہل سمجھیں منتخب کرلیں" (الأخبار الطّوال، دِینوری، لیدن صـ۲۱۲) یہ فیصلہ قدرتی طور پر دونوں فریقوں کو ناپسند تھا، اس کے بعد ابو موسیٰؓ ہمیشہ کے لئے حکومت و سیاست سے کنارہ کش ہو گئے اور گوشہ عزلت میں پناہ لی جہاں چار سال بعد ۴۲ھ میں اور بقول بعض چودہ سال بعد ۵۲ھ میں وفات پائی۔ (أنساب الأشراف بلاذری (قلمی) مُصَوَّر ۲/۲۵۵، طَبقات ابن سعد ۴/۱۶۹، ۴/۷۸، إستیعاب ۱/۳۸۰، تذکرۃ الحُفّاظ ذہبی، حیدر آباد، ہند، ص ۲۱-۲۲، ہول دار کے خلاف ابو موسیٰؓ کی تقریروں اور ہول دار کے خلاف رسول اللہؐ کے فرمودات کے لئے ملاحظہ ہو تاریخ طبری ۵/۱۸۷-۱۹۰ و سنن ابن ماجہ قلمی رقم ۲۲۱، دارالکتب قاہرہ ۴/۱۲۶-۱۲۸، و کتاب الدّیات شیبانی، مصر ۱۳۲۳ھ صـ۲۲-۲۳)

عمر فاروق کے جن خطوط تک ہماری رسائی ہوئی ہے اُن میں ایسے خطوں کی تعداد سب سے زیادہ ہے جو أبو موسی أشعریؓ کو لکھے گئے تھے، اس سے یہ نہ سمجھنا چاہیئے کہ عمر فاروق نے ابو موسیٰؓ کو اپنے سارے افسروں سے زیادہ خط لکھے بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ دوسرے حاکموں کو لکھے خطوں کی نسبت وہ خط زیادہ تعداد میں محفوظ رہے جن کے مخاطب ابو موسی اشعریؓ تھے۔ اس کی ایک وجہ یہ ہے کہ ابو موسی کو لکھے مراسلوں میں سے ایک خاصی بڑی تعداد کا تعلق اہم موضوعات

سے تھا، جیسے مثلاً نماز، زکاۃ اور انصاف۔ اس لئے یہ مراسلے اہتمام سے یاد رکھے گئے اور دوسری وجہ یہ ہے کہ ابو موسیٰؓ نے ان سب خطوں کو جمع کر لیا تھا جو عمر فاروق نے ان کو لکھے تھے اور مرتے وقت اپنے صاحبزادے ابو بُردہؒ کو تاکید کی تھی کہ ان کو محفوظ رکھیں، اس مجموعہ نے ایک خاندانی تبرک کی حیثیت اختیار کرلی، ابو موسیٰؓ کے لڑکے، پوتے وغیرہ جو ممتاز سرکاری عہدوں پر تھے خود بھی اِن سے استفادہ کرتے اور علم کے دوسرے پیاسوں کو بھی ان سے سیراب ہونے دیتے۔

(دیکھئے تاریخ عمر بن خطاب ابن جوزی مصر، ص۱۳۳)

صوبۂ أہواز (خوزستان) میں أبو موسی أشعریؓ کی فاتحانہ سر گرمی کے بارے میں قدیم عرب مورخوں میں سخت اختلاف ہے، ایک جماعت کہتی ہے کہ صوبہ أہواز کا بیشتر حصہ انھوں نے مرکز کے زیر ہدایت خود فتح کیا، دوسری جماعت کا دعوی ہے کہ أہواز کا تقریباً نصف حصہ ان کے گورنر ہونے سے پہلے فتح ہوچکا تھا اور باقی نصف ان کی گورنری کے زمانہ میں دوسرے سالاروں نے فتح کیا، اور یہ کہ ان کا حصہ اِس فتح میں بس اتنا تھا کہ وہ دو بار کمک لے کر آئے تھے، اس جماعت کے نمایندہ سیف بن عمرؓ کہتے ہیں کہ جب ربیع الأول ۱۷ھ میں ابوموسیٰؓ بصرہ کے گورنر ہوئے تو أہواز کی یہ چھاؤنیاں اور ضلعے پہلے ہی اسلامی تصرف میں آچکے تھے: مَناذِر[ل]، نہر تیریٰ، سوق الأہواز (أہواز کا صدر مقام) اور سُرَّق، بالفاظ دیگر صوبہ کے تقریباً آدھے جنوب مشرقی اور جنوب مغربی حصہ پر قبضہ ہوچکا تھا اور ہُرمُزان والی أہواز کے پاس صرف یہ ضلعے باقی رہ گئے تھے: سُوس، تُستَر، جُندَی سابُور اور بُنیان۔ یہ علاقہ بصرہ

ل مقامات کیلئے دیکھئے نقشہ ۲ مقابل ص۲۲۳

اور کوفہ کی فوجوں نے مرکز کی طرف سے مقرر کئے ہوئے سالاروں کی قیادت میں فتح کیا اور اس فتح کے دو نازک مرحلوں پر ابو موسیٰؓ کمک لے کر آئے۔ اور یہ نازک مرحلے تھے تُستر اور سُوس کے محاصرے۔ دوسری جماعت جس کی نمایندگی ابو مخنف، واقدی اور مدائنی کرتے ہیں کہتی ہے کہ تقریباً سارا اُہواز، ابو موسیٰؓ نے مرکز کی زیر ہدایت خود فتح کیا، اس بنیادی اور حیران کن اختلاف کے علاوہ دوسرا اختلاف تاریخ فتوح کے بارے میں ہے، سیف بن عمر کی رائے ہے کہ ۱۷ھ سے ۲۱ھ تک سارا اہواز اسلامی قبضہ میں آچکا تھا، دوسرے مورخ کہتے ہیں کہ اس پر قبضہ چھ سات سال میں ۲۰ھ تک مکمل ہوا۔ ذیل میں اہواز سے متعلق جو خط بیان ہوئے ہیں ان کے راوی وہ مورخ ہیں جو کہتے ہیں کہ اہواز ابو موسی اشعریؓ کے ہاتھوں فتح ہوا۔

۲۳۴۔ أبو موسی اشعریؓ کے نام

"بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ عبد اللہ عمر بن خطاب کی طرف سے عبد اللہ بن قیس (ابو موسی) کو واضح ہو کہ فارسیوں نے اُہواز، تُستر، مناذر اور دوسرے مقامات پر فوج جمع کی ہے اور عن قریب مسلمانوں پر حملہ کرنے والے ہیں، یہ خط پڑھتے ہی ایک فوج تیار کرو۔ بصرہ کے جو لوگ جانے کو تیار ہوں ان کی دل جوئی کرو اور جہاں تک ممکن ہو زیادہ سے زیادہ تعداد میں فوجیں فراہم کرو اور لڑنے نکل جاؤ۔ جب دشمن کے علاقہ میں پہنچو تو کسی

اور مشورہ پر عمل کئے بغیر سب سے پہلا کام یہ کرنا کہ ان کو دین حق کی دعوت دینا، اور جو شخص اس دعوت کو قبول کرے اس کو امان دینا، یاد رہے کہ اس کے مال و متاع سے تم صرف ضرورت کی حد تک فائدہ اٹھا سکتے ہو، خود کو راہ راست پر رہنے کی تلقین و تاکید کرتے رہو. لشکر کو اتنا زیادہ لڑائی میں مصروف نہ رکھو کہ ان کا دل اُکتا جائے. ان کو چاہیئے کہ ہر جنگ میں سچی لگن سے شریک ہوں. سب کے ساتھ اچھا سلوک کرو اور انکسار سے پیش آؤ یاد رہے کہ خدا کے ہاں کسی آفریدہ کی وہ عزت و حرمت نہ ہوگی جو اس مسلمان کی ہوگی جس کا اعمال نامہ ظلم و ستم سے پاک ہو گا. مظلوم کے ساتھ انصاف کرو اور ظالم سے اس کا حق دلواؤ. مسلمانوں میں دوستی و یکجہتی پیدا کرنے کی کوشش کرو، ان کو قرآن خوانی کی تاکید کرو اور خدا کی سزا سے ڈراتے رہو، زمانۂ جاہلیت کے تذکرے کرنے یا اُس زمانہ کے طور طریق اختیار کرنے سے باز رکھو، کیوں کہ ان باتوں سے دلوں میں کینے پیدا ہوں گے اور پرانی عداوتیں تازہ ہوں گی. پسر قیس! تم کو یاد رہے کہ خدا نے اِس دین کے ماننے والوں کی فتح کا ذمہ لیا ہے، لہذا ایسی زندگی گذارو کہ خدا تم سے خوش رہے، ایسا نہ ہو کہ تمھاری بدکرداری سے وہ اپنی نظر کرم ہٹا لے اور کوئی دوسری قوم اس کی عنایت کی مستحق ہو جائے۔" (فتوح اعثم کوفی ص۶۳)

۲۳۵- اَبُو موسیٰ اشعریؓ اور فوج کے نام

حسب الحکم ابو موسیٰ اشعریؓ بصرہ سے ایک فوج لے کر اُہواز روانہ

ہوئے، ان کا ابتدائی مقابلہ جاٹوں اور اَساورہ[1] سے ہوا جو بڑی بہادری سے لڑے لیکن بالآخر شکست کھائی، اسلامی فوج نے اُن کو غلام بنا کر آپس میں بانٹ لیا۔ مفتوحہ علاقہ کی کھیتی باڑی جاٹوں کے ہاتھ میں تھی اور اَساورہ بڑے زمیندار تھے۔ ان کی غلامی سے یہ سوال پیدا ہوا کہ اراضی کی کاشت اور اس کی دیکھ بھال کیسے ہو۔ عمر فاروق کو اس صورت حال کا علم ہوا تو انھوں نے لکھا:۔

"کاشتکاری تمھارے بس سے باہر ہے، اس لئے غلاموں کو چھوڑ دو اور اُن سے خراج (زمین کا لگان) وصول کرو"

(شُوشیں عَدَوی۔ فتوح البلدان ص ۳۷۰)

۲۳۶۔ ابوموسیٰ اشعریؓ اور فوج کے نام

جاٹوں اور اُساورہ کو ٹھکانے لگا کر ابو موسیٰؓ اَہواز کے نہایت اہم شہر مَناذِر کی طرف بڑھے، مناذر سڑکوں کا جنکشن تھا اور کئی طرف سے دریا اور نہریں اس کو گھیرے ہوئے تھیں اور شہر کے گرد ایک مضبوط فصیل بھی تھی، بڑا سخت مقابلہ ہوا، کئی ماہ بعد شہر بزورِ شمشیر فتح ہوا، شہر کے لوگوں کو مسلمانوں نے غلام بنا لیا، مناذر کے باشندے بھی زیادہ تر زراعت پیشہ تھے۔ حضرت عمر نے اس موقع پر بھی بجنسہٖ ان مصالح کی بنا پر غلاموں کو رہا کرا دیا جن کی بنا پر جاٹوں اور اساورہ کو آزاد کیا تھا جیسا کہ پچھلے خط میں قارئین نے پڑھا:۔

"بلا شبہ مناذر سواد کے ایک گاؤں کی طرح ہے، اس لئے تم کو

---

[1] گھوڑا فوج کے منصب دار۔

دہاں جو کچھ ملا ہے (باشندے اور ان کا مال و متاع وہ سب) لوٹا دو" (مُہَلَّب بن اَبی صُفرہ - فتوح البُلدان بلاذری ص ۲۷۱)

۲۳۷- ابوموسیٰ اشعریؓ کے نام

ابو موسیٰؓ نے عمر فاروق کو لکھا کہ اسلامی فوج میں بہت سے قدآور کالے رنگ کے عراقی گھوڑے ہیں جو حال میں مسلمانوں کے قبضہ میں آئے ہیں، مال غنیمت میں ان گھوڑوں کا کیا حصہ ہونا چاہیئے؟ عمر فاروق نے جواب دیا:-

"یہ تُرکی نسل کے گھوڑے ہیں، ان میں جو گھوڑا باعتبار کار کردگی، عربی گھوڑے کے قریب قریب ہو، اس کو (مال غنیمت کا) ایک حصہ دو، دوسروں کو کچھ نہیں" (شرح السِّیَر الکبیر سرخسی ۲/۱۷۹ والمُغنی تالیف ابن قدامۃ، مصر ۱۰/۴۴۶)

۲۳۸- ابوموسیٰ اشعریؓ کے نام

جب اَبو موسیٰؓ سُوس کے محاصرہ میں مشغول تھے، یزدجرد نے فارس کے پایۂ تخت اِصطخر سے ایک فوج سُوس کی مدد کو بھیجی جس میں شاہی خاندان کے کئی درجن فوجی افسر تھے- یہ فوج ابھی راستہ ہی میں تھی کہ سُوس کے کمانڈر نے صلح کرلی، اس اثنار میں ایک دوسری فوج نے رامَہُرمُز کے پہاڑی شہر پر قبضہ کر لیا جو سوس کے جنوب مشرق میں ایک سو ستر ہ میل دور تھا (مسالک الممالک اِصطخری ص ۹۵) سُوس کے بعد ابو موسیٰؓ نے تُستَر کا محاصرہ کیا اور ان کی مدد کے لئے کوفہ سے ایک فوج آگئی، شاہی

خاندان کے یہ اعلیٰ فوجی افسر پہلے ہی مسلمانوں کے یقین محکم، ڈسپلن اور فتوحات کو دیکھ کر سمجھ چکے تھے کہ ایران کے اقبال کا تارہ غروب ہو چکا۔ سُوس اور رامہرمز جیسے مستحکم شہروں کی تازہ شکست نے ان کے حوصلے بالکل ہی پست کر دئے، اور انھوں نے مسلمان ہونے کا فیصلہ کرلیا، اور دس آدمیوں کا ایک وفد ابو موسیٰؓ کے پاس بھیجا جو اس وقت تستر کا محاصرہ کئے ہوئے تھے، وفد کے لیڈر شِیرَوَیہ اَسواری نے کہا کہ ذیل کی شرطوں پر ہم اسلام لانے کو تیار ہیں :-

۱۔ آپ کے ساتھ مل کر فارسیوں سے لڑیں گے۔

۲۔ آپ کی باہمی لڑائیوں میں غیر جانب دار رہیں گے۔

۳۔ اگر کوئی عرب ہم سے لڑے گا تو آپ ہماری مدد کریں گے۔

۴۔ ہم جس شہر میں چاہیں گے آباد ہوں گے۔

۵۔ ہم جس قبیلہ سے چاہیں گے منسلک ہوں گے۔

۶۔ ہم کو ممتاز درجہ کا وظیفہ (شرف عطاء) دیا جائے گا۔

۷۔ آپ کا خلیفہ ہمارے عہد نامہ پر دستخط کرے گا۔

اَبو موسیٰؓ نے کہا یہ شرطیں انوکھی ہیں، مسلمان ہو جاؤ پھر حقوق اور پابندیوں میں تم دوسرے مسلمانوں کے برابر ہوگے۔ وفد راضی نہ ہوا، ابو موسیٰؓ نے وفد کی شرائط مرکز کو لکھ بھیجیں، حضرت عمر فاروق کا جواب آیا کہ فارسیوں کے مطالبے منظور کر لو، یہ سارے شہ سوار (اَساورہ) مسلمان ہوگئے اور تستر کے محاصرہ میں مسلمانوں کے دوش بدوش لڑنے لگے۔ ایک دن اَبو موسیٰؓ نے ان کے لیڈر سیاہ سے کہا کہ میں سمجھتا تھا کہ تمھارے ساتھی کارہائے نمایاں کر کے دکھائیں گے، مگر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ تم لوگ اوپری دل

سے لڑ رہے ہو۔ سیاہ نے کہا: "ہم ابھی نئے نئے مسلمان ہوئے ہیں، ہمارے سینوں میں وہ مذہبی جوش اور لگن نہیں جو آپ کے سینوں میں ہے، اس کے علاوہ آپ نے ہم کو ممتاز درجہ کا وظیفہ بھی نہیں دیا۔"
ابو موسیٰؓ نے یہ باتیں لکھ کر مرکز کو بھیجیں تو یہ جواب آیا :۔

"ان (شاہی فوجی افسروں) کی شجاعت اور جنگی کارکردگی کو نظر میں رکھ کر ان کو سب سے اونچا وظیفہ دو، جتنا زیادہ سے زیادہ کسی عرب کو دیا گیا ہو۔" (مدائنی - طبری ۴/۲۱۸ - ۲۱۹ و فتوح البلدان بلاذری مصر ۱۹۳۲ء ص ۳۸۰)

اس فرمان کے زیر اثر ابو موسی اشعریؓ نے سو افسروں کو درجہ اول کا وظیفہ یعنی دو ہزار درہم سالانہ اور چوٹی کے چھ آدمیوں کو ممتاز درجہ کا وظیفہ (شرف عطاء) دیا، یعنی دو ہزار پانچ سو درہم سالانہ، کچھ دن بعد اِن کے لیڈر سیاہ نے جان پر کھیل کر ایک چال چلی جس سے قلعہ فتح ہو گیا۔

۲۳۹ - ابوموسی اشعریؓ کے نام

جب سوس فتح ہوا اور مسلمان قلعہ میں داخل ہوئے تو وہاں شاہی محل کے ایک کمرہ میں زربفت میں لپٹی ہوئی ایک لاش پائی، لاش کے پاس بہت سا روپیہ رکھا تھا اور اس مضمون کی ایک تحریر: "اگر کسی کو روپیہ کی ضرورت ہو تو وہ ایک مقررہ میعاد کے لئے۔ یہاں سے قرض لے سکتا ہے، اگر وقت پر واپس نہیں کرے گا تو کوڑھی ہو جائے گا۔"
ابو موسیٰؓ نے لاش کے بارے میں تحقیق کی تو معلوم ہوا کہ حضرت دانیالؑ

کی ہے۔ سُوس میں ایک سال بارش نہ ہونے سے سخت قحط پڑا، شہر کے باشندوں کو معلوم ہوا کہ دانیالؑ کی دعار سے بارش ہوتی ہے، دانیالؑ اس وقت بابل میں تھے، فارسیوں کا ایک وفد حضرت دانیالؑ کو لینے گیا، مگر وہاں کے ارباب اقتدار نے ان کو سوس جانے کی اجازت نہیں دی، فارسیوں نے پچاس آدمی بطور ضمانت بابل میں چھوڑے اور حضرت دانیالؑ کو لے آئے، اُن کی دعار سے خوب بارش ہوئی اور قحط دور ہوگیا۔ کچھ عرصہ بعد حضرت دانیالؑ کا سُوس میں انتقال ہوگیا، ان کی لاش کو بڑے احترام سے شاہی محل میں مومیائی لگا کر جگہ دی گئی۔ (فتوح أعثم ص ۶۴ و فتوح البلدان ص ۳۸۶) ابو موسی اشعریؓ نے لاش اور روپئے کے بارے میں مرکز سے رجوع کیا تو یہ فرمان آیا:۔

"لاش کو کفناؤ اور خوشبو لگا کر نماز جنازہ پڑھو، پھر دفن کر دو جس طرح دوسرے انبیار دفن کئے گئے ہیں، روپیہ کو بیت المال میں جمع کر دو" (کتاب الأموال قاسم بن سلّام ص ۲۴۳ و کنز العمال ۳۱۰/۶)

۲۴۰ - خط کی دوسری شکل

"لاش کو غسل دو، حنوط لگاؤ اور کفن پہناؤ، پھر جنازہ کی نماز پڑھو اور دفن کر دو" (جنائز مَروَزی، کنز العمال ۳۱۰/۶)

۲۴۱ - خط کی تیسری شکل

"دانیال کو سِدر (بیری کے پتوں) اور پھولوں کے آب جوش سے

غسل دو"۔ (جنائز مروزی کی دوسری روایت۔ کنز ۶/ ۳۱۰)

إزالۃ الخفاء کی روایت کی رو سے یہ خط پیغمبر دانیال سے متعلق نہیں بلکہ عام مسلمان مردوں کے لئے ہدایت نامہ تھا، خط کے الفاظ یہ ہیں:۔

"اپنے مُردوں کو سدر اور پھولوں کے آب جوش سے غسل دیا کرو"

ان دونوں مراسلوں کے راوی ایک تابعی ہیں جن کا نام استیعاب اور اصابہ دونوں میں أبو تمیمۃ الہجیمی بتایا گیا ہے، کاتب نے غلطی سے اس کو إزالۃ الخفاء میں تمیمۃ البجیمی اور کنز العمال میں ابو تمیم الہجیمی لکھا ہے۔

۲۴۲۔ اکابر فوج کے نام

اس خط کو قدیم تاریخوں میں فتوح أعثم اور عہد قریب کی تاریخوں میں ناسخ التواریخ نے نقل کیا ہے گو یہ بالکل یقینی ہے کہ ناسخ التواریخ کے مؤلف نے جو اکثر أعثم کے حوالے دیتا ہے اس خط کا مواد فتوح اعثم ہی سے لیا ہے، خط کا مضمون اور اس کا پس منظر أعثم اور ناسخ دونوں میں مشترک ہے، فرق بس اتنا ہے کہ أعثم نے صیغۂ غائب میں خط کا ذکر کیا ہے اور ناسخ نے صیغۂ متکلم میں، طبری کی تاریخ الرسل والملوک؛ فتوح البلدان بلاذری، تاریخ ابن واضح یعقوبی اور الأخبار الطوال دینوری جیسے پرانے تاریخی وثائق میں نہ تو خط کا ذکر ہے اور نہ اُن واقعات کا جو خط کے محرک ہیں۔ خط کا سیاق وسباق یہ ہے کہ ابوموسی اشعریؓ سوس فتح کر کے جب تُستر کی طرف بڑھے تو ان کو معلوم ہوا کہ والی أہواز ہُرمزان اپنے خزانے لے کر تُستر آگیا ہے اور وہاں فارسیوں اور کُردوں پر مشتمل ایک فوج تیار کرلی ہے اور یہ کہ ایک دوسری فوج یزدجرد نے بھی اس

کی مدد کے لئے بھیجی ہے، اس کے لشکر کی مجموعی تعداد ساٹھ ہزار اور مسلمانوں کی دس ہزار بتائی گئی ہے. ہونے والی جنگ پر ہرمزان کی موت و زیست کا انحصار تھا کیوں کہ تُستر اس کے قلمرو کا سب سے مستحکم عسکری نقطہ تھا، اس کی شہر پناہ بہت بلند اور مضبوط تھی، دریائے دُجیل اور دوسری قدرتی رکاوٹوں نے اس کو بہت محفوظ بنا دیا تھا، ہرمزان نے خود اس کی مرمت کرائی اور کھانے پینے کا سامان اور گھوڑوں کا چارہ ذخیرہ کر لیا (الأخبار الطوال لیدن ص ۱۳۷) شہر پناہ کے اندر ایک اور قلعہ تھا جو ہفت خوان سے آنکھ ملاتا تھا، یہاں ہرمزان کے خزانے اور دفتر تھے. ابو موسیٰؓ کو تُستر کے ہولناک دفاع کا حال معلوم ہوا تو انھوں نے مرکز سے مدد طلب کی، عمر فاروق نے بلا تاخیر کوفہ کے گورنر عمار بن یاسرؓ اور حلوان کے عامل جریر بن عبداللہ بجلیؓ کو فرمان بھیجے کہ فوراً ابو موسیٰؓ کی مدد کو فوج لے کر جائیں، یہ دونوں فوجیں جب پہنچیں تو مسلمانوں کی کل تعداد بیس ہزار ہو گئی، ابو موسیٰؓ نے اطمینان کا سانس لیا. یہ جمعیت ضروریات محاصرہ سے زیادہ سمجھی گئی اور اُس کا ایک حصہ دو سالاروں جریرؓ اور نعمان بن مقرنؓ کی کمان میں رامہرمز[1] کی جانب بھیج دیا گیا تا کہ وہاں کے باشندوں کو مشرف باسلام ہونے کی دعوت دیں اور اگر اُس سمت سے کوئی فارسی فوج ہرمزان کی مدد کو آئے تو اس کو تتر بتر کر دیں. جریر بن عبداللہ بجلیؓ رامہرمز[2] کے باہر خیمہ زن ہوئے اور نُعمان بن مقرنؓ شہر کے نواح میں

---

[1] سوس کے جنوب مشرق میں پچاس عرب میل دور. الأعلاق النفیسہ ابن رستہ ص ۱۸۸ و مسالک الممالک اِصطخری ص ۹۵.

[2] ہرمزان کا پایۂ تخت، تُستر سے سو عرب میل جنوب مشرق میں. مسالک الممالک اِصطخری ص ۹۵.

چلے گئے اور کئی قلعے مسخر کئے، جب شہر کے لوگوں نے اسلام کی دعوت رد کر دی تو جریرؓ نے گھیرا ڈال دیا، کئی سخت مقابلوں کے بعد شہر کے کمانڈر نے ہار مانی۔ جو لوگ بھاگ سکے وہ بھاگ گئے، باقی قید کر لئے گئے اور ان کا سامان اور جانور فوج نے آپس میں بانٹ لیا، اس واقعہ کی خبر جب ابو موسی اشعریؓ کو ہوئی، جو ہنوز تُستَر کے محاذ پر تھے تو وہ بہت آزردہ ہوئے اور اکابر فوج سے کہا: میں نے رامہرمز کے باشندوں کو چھ ماہ کی مہلت اور امان دی تھی تاکہ قبول اسلام کے بارے میں خوب غور کر لیں، مگر جریرؓ اور کوفہ کی فوجوں نے جلد بازی کی اور میعاد گذرنے سے پہلے شہر کا محاصرہ کرکے بزور شمشیر اس کو فتح کر لیا اور اہل شہر کے بال بچوں، مال و متاع اور مویشیوں کو آپس میں بانٹ لیا، اس سنگین معاملہ میں آپ کی کیا رائے ہے؟ اکابر فوج نے کہا: آپ صورتِ حال سے خلیفہ کو مطلع کیجئے اور ان کے فیصلہ کے مطابق عمل کیجئے"؛ یہی کیا گیا۔ قدرتی طور پر عمر فاروق کو افواج کوفہ کی دست درازی ناگوار گذری، تاہم ان کے لئے یہ باور کرنا بھی دشوار تھا کہ جریرؓ اور اُن کی فوج نے سالار اعلیٰ کے احکام کی خلاف ورزی کی ہوگی۔ معاملہ نازک اور تحقیق طلب تھا، انہوں نے ابو موسیٰؓ کو خط نہیں لکھا جن کی حیثیت مدعی کی سی تھی بلکہ فوج کے اکابر کی ایک تحقیقاتی کمیٹی مقرر کی جس میں أنس بن مالکؓ، حذیفہ بن یمانؓ اور بَراء بن عازبؓ قابل ذکر ہیں:۔

"اس معاملہ کی خوب تحقیق کیجئے اور معلوم کیجئے کہ ابو موسی نے (جیسا کہ ان کا دعوی ہے) رامہرمز کے باشندوں کو چھ ماہ کی مہلت دی تھی یا نہیں اور آیا کوئی تحریری معاہدہ اس باب میں ان سے کیا تھا، ابو موسی

سے بھی حلف لیا جائے اور اگر وہ از روئے حلف کہیں کہ انھوں نے
چھ ماہ کی مہلت دی تھی تو وہ تمام غلام اور لونڈیاں جو رامہرمز
سے لائی گئی ہیں واپس کر دی جائیں ، اور اگر کوئی عورت کسی
مسلمان سے حاملہ ہو گئی ہو تو اس کو روک لیا جائے حتیٰ کہ اس
سے بچہ پیدا ہو ، پھر اس کو اختیار ہو گا چاہے وہ اسلام لا کر
مسلمانوں کے ساتھ رہے ، اور چاہے رامہرمز لوٹ جائے ۔"
(ناسخ التواریخ جلد دوم ، از قسم دوم ص ۳۰۴)

۲۴۳ - ابوموسیٰ اشعریؓ کے نام

اُہواز کے دوٗ شہروں میں مقابلہ بہت سخت ہوا ۔ مَناذر اور تُستَر ،
تُستَر کا قلعہ دشوار گذار پتھریلی زمین پر واقع تھا اور دوٗ طرف سے دریائے
دُجَیل اس کو گھیرے تھا ۔ ایک فارسی نے قلعہ کا وہ خفیہ راستہ مسلمانوں
کو بتا دیا جو دریا میں کھلتا تھا ، مسلمانوں کی ایک چیدہ جماعت دریا سے
ہو کر قلعہ میں گھس آئی اور اُس کے پھاٹک کھول دئے ، شہر پر اسلامی
قبضہ ہو گیا ، بہت سی عورتیں ان کے ہاتھ آئیں جن میں حاملہ عورتوں
کی تعداد خاصی تھی ، عمر فاروق کو اس کا علم ہوا تو انھوں نے لکھا :

"کوئی مسلمان ، حاملہ عورت سے اس وقت تک ہم بستر نہ ہو
جب تک اُس کے بچہ نہ ہو جائے مسلمانو ! مشرکوں کی اولاد
میں شریک نہ بنو ، کیوں کہ نطفہ ہی سے بچہ بنتا ہے ۔"

(۱۷) (ازالۃ الخفاء ۲ / ۱۱۵ و حسن بصری ۔ کنز العمال ۵ / ۱۶۹)

۲۴۴ - فاتحین تُستَر کے نام

بعض مورخ کہتے ہیں کہ تُستَر کی فتح کے بعد بصرہ اور کوفہ کی فوجوں میں جھگڑا ہوا، بصرہ فوج نے کہا کہ تُستَر ہم نے فتح کیا ہے اس لئے اس کے ماتحت علاقہ کی آمدنی کے حقدار ہم ہیں، کوفہ فوج نے (جو بطور کمک آئی تھی) دعوی کیا کہ فتح ہمارے ہاتھوں ہوئی، اس لئے تُستَر اور اُس کے ماتحت دیہاتوں کا خراج ہم کو ملنا چاہیئے ابو موسی اشعریؓ جب مفاہمت کی کوشش میں ناکام ہوئے تو انھوں نے قضیہ مدینہ بھیجا۔ عمر فاروق نے لکھا:-

"تُستَر کی اصل فاتح، بصرہ فوج ہے، کوفہ فوج بطور کمک آئی اور فتح کو آسان بنایا، اور مسلمانوں نے جو بھائی بھائی ہیں باہمی تعاون سے کامیابی حاصل کی، (چوں کہ تُستَر پر فوج کشی بصرہ فوج کے ہاتھوں ہوئی) اس لئے وہی اس کے فاتح قرار دئے جائیں گے، (اور چوں کہ کوفہ فوج بطور کمک آئی) ان کو فتح کے ثمرات مال غنیمت کی حد تک ملیں گے۔ دونوں فوجیں ایک دوسرے کا خیال رکھیں اور آپس میں نہ لڑیں، والسلام"

(فتوح أعثم ص ۶۷)

۲۴۵ - ابو موسی اشعریؓ کے نام

مراسلۂ ذیل أعثم کوفی کی فتوح سے ماخوذ ہے، أعثم نے لکھا ہے کہ صوبۂ فارس اور کرمان کے فاتح ابو موسی اشعریؓ تھے، یہ ایک (۱۷

منفرد رائے ہے جس کی توثیق جہاں تک مجھے معلوم ہے دوسرے قدیم مورخوں نے نہیں کی ہے، سیف بن عمر کا مسلک تو اس سے بالکل مختلف ہے، وہ کہتے ہیں کہ ۱۷ھ میں عمر فاروق نے ایران میں جارحانہ پیش قدمی کی اسکیم کے تحت سات محاذ قائم کئے تھے، جن میں دو فارس اور کرمان[۱] کے صوبے تھے اور اُن میں سے کسی ایک کی کمان ابو موسیٰؓ کے ہاتھ میں نہ تھی اور نہ وہ اُن کی فتح کے دوران کبھی کمک لے کر آئے تھے۔ ان دو متضاد روایتوں کے بین بین ایک تیسری روایت ہے جس کی رُو سے ابو موسیٰؓ کئی بار مرکز کے زیر ہدایت بصرہ سے کمک لے کر فارس کی لڑائیوں میں شریک ہوئے تھے اور ان کی مدد سے اُس محاذ کے کمانڈر عثمان بن أبي العاصؓ (گورنر بحرین) نے کئی اہم معرکے جیتے تھے، تاہم اس بات کی تصدیق اس روایت سے بھی نہیں ہوتی کہ ابو موسیٰؓ نے کرمان کی فتح میں حصہ لیا تھا۔

"ابو موسیٰؓ، تمہارا خط ملا، خدا کے فضل اور مدد سے تم کو جو فتوحات حاصل ہوئی ہیں اس کا حال معلوم ہوا، یہ پڑھ کر مسرت ہوئی کہ فارس اور کرمان کے صوبے مسلمانوں کے قبضہ میں آگئے خدا کی ان عنایتوں کا بہت بہت شکر گذار ہوں، تم نے لکھا ہے کہ یہ خط خراسان کی سرحد سے لکھ رہا ہوں، شاید اب تمہارا ارادہ خراسان میں داخل ہونے کا ہے، اگر یہ بات ہے تو تم خراسان کی مہم موقوف رکھو، ہم کو خراسان نہیں چاہیئے۔ یہ خط پڑھ کر ان تمام شہروں پر جو خدا کی مدد سے تم نے فتح کئے ہیں راستباز، خوش خصال، امانت دار اور بھروسہ کے حاکم مقرر

---

[۱] دیکھئے نقشہ ۱۲ مقابل صہ ۱

کرو اور خود بصرہ لوٹ آؤ، خراسان کا خیال دل سے نکال دو، ہم کو خراسان اور خراسان کو ہم سے کوئی سروکار نہیں، کاش ہمارے اور خراسان کے درمیان آہنی پہاڑ اور آتشیں دریا اور ہزاروں دیواریں سد سکندری کی طرح حائل ہوتیں!" (فتوح أعثم کوفی ص ۷۹ و ناسخ التواریخ)

۲۴۶۔ ابو موسیٰ اشعریؓ کے نام

ذیل کا خط عمر فاروق کے ان اجتہادات میں سے ایک ہے جن کی بنیاد نہ تو قرآن کریم کے مدنی قوانین پر ہے اور نہ سنت نبوی پر بلکہ جو وقت اور ضرورت کے تقاضوں سے اجتماعی بھلائی کے لئے وجود میں آئے تھے اور جن کو ایجاد کرنے والا مجتہد پورے خلوص سے سمجھتا تھا کہ اسلام کا مزاج ان کا متحمل ہو سکتا ہے۔ ابو موسیٰ اشعریؓ نے لکھا کہ جب مسلمان تاجر دارالحرب جاتے ہیں تو وہاں کی حکومت ان سے دس فیصدی تجارتی ٹیکس لیتی ہے، کیا ہم بھی دارالحرب کے تاجروں پر ٹیکس لگائیں؟ عمر فاروق نے اس کی اجازت ہی نہ دی بلکہ تجارتی ٹیکس کا ایک ضابطہ مقرر کیا جس میں حربی، ذمی اور مسلمان سب شامل تھے:۔

"تم حربی تاجروں سے اسی قدر ٹیکس لو جتنا وہ مسلم تاجروں سے لیتے ہیں۔ ذمیوں سے پانچ فیصدی وصول کرو اور مسلمانوں سے ہر چالیس درہم کے مال پر ایک درہم (۲ ½ فی صدی) دو سو درہم سے کم مال پر کوئی ٹیکس نہیں ہے، جب مال تجارت دو سو درہم کا ہو تو اس پر ٹیکس پانچ درہم ہوگا اور اُس سے زیادہ کے مال پر اسی

شرح سے ٹیکس لیا جائے گا۔" (کتاب الخراج أبو یوسف، مصر ۱۳۰۲ھ ص ۷۸)

۲۴۷۔ خط کی دوسری شکل

"جب حربی تاجر ہمارے علاقہ میں آئیں تو ان سے دس فی صدی ٹیکس لو جو مسلمان تاجروں سے دار الحرب میں لیا جاتا ہے۔ ذمی تاجروں سے پانچ فیصدی وصول کرو اور مسلمان تاجروں سے جب ان کا مال دو۲ سو درہم قیمت کا ہو تو ڈھائی فی صدی کے حساب سے ٹیکس لو، پھر ہر چالیس درہم کے مال پر ایک درہم کی شرح سے ٹیکس لیا جائے"۔ (کتاب الخراج۔ یحیی بن آدم قرشی مصر ۱۳۴۷ھ ص ۱۷۳)

دونوں نسخوں کا معنوی فرق یہ ہے: پہلے نسخہ کی رو سے دو سو۲ درہم کے مال پر نہ تو مسلمان سے تجارتی ٹیکس لیا جائے گا نہ ذمی اور حربی سے، لیکن دوسرے نسخہ کی رو سے جیسا کہ خط کے الفاظ سے ظاہر ہے، دو۲ سو سے کم کے مال پر ذمی اور حربی سے ٹیکس لیا جائے گا مسلمان سے نہیں۔

(۲) پہلے نسخہ کی رو سے دو۲ سو سے زیادہ کے مال پر ٹیکس لگے گا چاہے زیادہ مال کی قیمت چالیس درہم سے کم ہو، لیکن دوسرے نسخہ کی رو سے چالیس درہم سے کم مال کی قیمت پر ٹیکس نہیں لگے گا۔

متعدد کتابوں میں ایک روایت بیان ہوئی ہے جو گذشتہ دونوں خطوں کی تردید کرتی ہے اس کے راوی زیاد بن حُدَیر ہیں جن کو عمر فاروق نے میسو پوٹامیہ میں دریائے فرات کے ایک نقطہ پر جو پل کے ذریعہ اسلام و روم کی قلمرو کو ملاتا تھا، کسٹم افسر (عاشر) تھے، انھوں نے ایک صحابی کو

جن کا نام عبد اللہ بن مُغفل ہے بتایا کہ ہم نہ تو کسی مسلمان سے تجارتی ٹیکس لیتے ہیں اور نہ کسی ذمی و معاہد سے بلکہ صرف رومی تاجروں سے جس طرح وہ ہمارے تاجروں سے تجارتی ٹیکس وصول کرتے ہیں" (کتاب الخَراج، قرشی ص ۱۷۳، اس سلسلہ میں ملاحظہ ہو طبقات ابن سعد ۶/۸۹ والمآصر فی بلاد الروم والأسلام از میخائیل عواد، بغداد ۱۹۴۸ء ص ۱۳ و شرح السِّیَر الکبیر سرخسی، ۴/۲۸۱)

۲۴۸۔ زیاد بن حُدیرؓ کے نام

ابھی ہم نے پڑھا کہ عمر فاروق نے حربی تاجر کے مال پر دس فی صدی ٹیکس مقرر کیا تھا جس کا مدعا بظاہر یہ سمجھ میں آتا ہے کہ دارالاسلام میں حربی تاجر کا داخل ہونا وجوب ٹیکس کے لئے کافی تھا اور مدت قیام کا ٹیکس سے کوئی تعلق نہ تھا، لیکن ایک دوسری روایت اس بات کی خبر دیتی ہے کہ ٹیکس کی مذکورہ شرح یعنی دس فی صدی اسی حالت میں تھی جب حربی تاجر، اسلامی حکومت میں چھ ماہ یا اس سے کم رہتا، لیکن اگر اس کو ایک سال تک رہنا پڑتا، تو ٹیکس کی شرح کم ہو کر پانچ فی صدی ہو جاتی۔ معلوم ہوتا ہے کہ پہلا خط لکھتے وقت حربی تاجر کی مدت قیام کا پہلو خلیفہ کے ذہن میں نہ تھا، پھر جب ان کی توجہ اس طرف دلائی گئی اور ان کو محسوس ہوا کہ حربی کی زیادہ دن تک اہل وعیال اور وطن سے دوری ذہنی اور مالی ہر دو اعتبار سے اس پر بوجھ بن جائے گی، تو انھوں نے اس کے حق میں رعایت ضروری سمجھی، زیاد بن حُدَیر جو میسوپوٹامیہ میں روم و اسلام کی سرحد پر کسٹم

اَفسر) تھے، راوی ہیں کہ میں نے مرکز کو لکھا کہ بعض حربی تاجروں کو (غالباً سامان نہ بکنے یا بقایا وصول نہ ہونے کی صورت میں) بہت دن تک اسلامی حکومت میں رکنا پڑتا ہے، اس لئے ان کے ساتھ کچھ رعایت ہونی چاہیئے، عمر فاروق نے لکھا:-

"اگر حربی تاجر اسلامی حکومت میں چھ ماہ (یا کم) ٹھہریں تو ان سے دس فیصدی ٹیکس لو اور اگر ان کو ایک سال تک ٹھہرنا پڑے تو پانچ فیصدی ٹیکس لو" (کتاب الخراج یحیٰ بن آدم قرشی ص ۱۷۲)

۲۴۹- زیاد بن حُدیرؓ کے نام

امام شعبیؒ کی روایت کے مطابق زیاد بن حُدیر عراق و شام کے کسٹم اَفسر تھے، یعنی جو حربی، ذمی اور مسلم تاجر دریائے فرات عبور کر کے شام جاتے یا شام سے عراق آتے تو اُن سے تجارتی ٹیکس وصول کرتے تھے۔ ایک تغلبی عرب اپنا گھوڑا بیچنے نکلا، زیادؓ کے عملہ نے گھوڑے کی قیمت بیس ہزار درہم متعین کی اور (دس فیصدی کے حساب سے) ایک ہزار درہم ٹیکس مانگا، تغلبی عرب ٹیکس دے کر چلا گیا۔ کچھ عرصہ بعد وہ لوٹا تو گھوڑا جو بکا نہ تھا اس کے ساتھ تھا، کسٹم کے عملہ نے پھر ٹیکس مانگا۔ تغلبی کو دوبارہ ٹیکس دینے میں تامل ہوا اور وہ سیدھا عمر فاروق کے پاس شکایت کرنے مدینہ چلا گیا۔ خلیفہ نے اس کے ساتھ انصاف کیا اور یہ فرمان زیاد بن حُدیر کو بھیجا:-

"جس تاجر سے تم ٹیکس لے چکے ہو وہ ایک سال کے اندر اندر

اگر دوبارہ تمہارے پاس سے گذرے تو ٹیکس نہ لو الا یہ کہ تم اس کے پاس نیا سامان پاؤ۔" (کتاب الخراج ابو یوسف ص ۷۹)

۲۵۰- خط کی دوسری شکل

"تغلبی تاجروں سے سال میں صرف ایک بار تجارتی ٹیکس لو"
(کتاب الخراج قرشی ص ۶۸ و شرح السِّیَرَ الکبیر سرخسی ص ۲۹۵
مکتوب الیہ : عُمّال)

۲۵۱- ابوموسیٰ اشعریؓ کے نام

ابو موسی اشعریؓ نے بصرہ سے ایک وفد مدینہ بھیجا جس میں دانائے عرب أحنف بن قیسؓ بھی تھے۔ وفد کے لوگوں نے عمر فاروق سے اپنے مطالب کی باتیں کیں، لیکن اُحنف نے ایک پر سوز اور دل نشین تقریر کی جس میں اہل بصرہ کی اقتصادی بدحالی اور مشکلات کا ذکر تھا اور ان کے حل کے لئے مناسب تجویزیں پیش کی گئی تھیں۔ عمر فاروق پر اس تقریر کا گہرا اثر ہوا، وہ پہلے بھی کئی بار أحنف کو آزما چکے تھے اور ان میں وہ خوبیاں پائی جاتی تھیں جو ایک کامیاب لیڈر اور صالح رہبر کے لئے ضروری ہیں۔ عمر فاروق نے اُحنف کو بطور انعام ایک رقم پیش کی، لیکن أحنف نے اس کو واپس کرتے ہوئے کہا: امیر المؤمنین ہم نے بصرہ سے مدینہ کا طول طویل ریگستانی سفر عطیوں کی خاطر نہیں کیا ہے، میرا انعام یہ ہے کہ آپ اہل بصرہ کی مشکلات دور فرما دیں۔" عمر فاروق نے ابو موسیٰؓ کو لکھا:-

"أحنف بن قیس کو اپنا مقرب بنا لو، معاملات حکومت میں ان سے صلاح مشورہ کرو اور ان کی بات مانو" (طبقات ابن سعد جلد ۷، قسم ثانی، ص ۶۷ و أنساب الأشراف بلاذری ۱۱ / ۹۰۰ و تہذیب تاریخ دمشق ابن عساکر ۷/۱۱)

۲۵۲- ابو موسی اشعریؓ کے نام

عُتبہ بن غزوانؓ نے بصرہ کی جب بنیاد ڈالی اس وقت کوئی عمارت اینٹ گارے یا چونے سے نہیں بنائی گئی، لوگوں نے نرکل کی جھونپڑیاں بنالی تھیں جس کے گھنے جنگل بصرہ کے آس پاس تھے.

چند سال بعد جب ابو موسی اشعریؓ گورنر ہوئے تب بھی جھونپڑیاں موجود تھیں، ان میں کئی بار آگ لگ چکی تھی، کچھ عرصہ بعد جب اہل بصرہ کی مالی حالت بہتر ہوئی، تو گارے، اینٹ اور چونے کے مکان بنانے کی لوگوں میں خواہش پیدا ہوئی. ابو موسیؓ نے اس باب میں مرکز سے اجازت مانگی تو یہ جواب آیا:

"اہل بصرہ کے لئے میں گھر اور مکان ناپسند کرتا تھا، لیکن چوں کہ انھوں نے (نرکل کے مکان) بنا لئے، (اب ممانعت کا موقع نہیں رہا) ان کو چاہیئے کہ (نئے مکانوں کی) چھت نیچی رکھیں، دیواریں چوڑی بنائیں اور چھت کے تختے قریب قریب لگائیں"

(عُبَید اللہ بن أبی بکرۃ - أنساب الأشراف بلاذری، قلمی، ۹/۵۹۸)

۲۵۳- ابو موسی اشعریؓ کے نام

جب أہواز میں فتوحات سے حکومتِ بصرہ کی آمدنی بڑھی اور بڑی

مقدار میں لگان، جزیہ اور مالِ غنیمت آنے لگا تو اس کا حساب کتاب رکھنے کے لئے ریاضی دان ماہروں کی ضرورت پڑی، عرب ریاضی سے ناواقف تھے، فارسی و عیسائی اس فن سے آشنا تھے، گورنر بصرہ ابوموسیٰؓ نے خلیفہ کو لکھا کہ دیوان مال کا کام فارسی و عیسائی عملہ کے بغیر نہیں چل سکتا، بتایئے کیا کیا جائے۔ عمر فاروق نے لکھا:-

"عجمیوں کو پھر وہ اختیار و اقتدار نہ دو جو خدا نے ان سے سلب کر لیا ہے، ان کو اس سطح پر رکھو جس پر خدا نے ان کو لا اُتارا ہے۔ تم خود (یعنی مسلمان) حساب کتاب سیکھو"

(تجارب الأمم مسکویہ قلمی رقم ۴۴۴۶، ۱/۲۳۸ دارالکتب المصریہ قاہرہ)

۲۵۴- أنساب الأشراف میں بلاذری نے ایک خط نقل کیا ہے جو غیر مسلموں کو اسلامی حکومت میں عہدے نہ دینے کے اس حکم کی جو عمر فاروق کی طرف منسوب خط میں ابھی آپ نے پڑھا۔ صاف صاف تردید کرتا ہے: اس خط کا مخاطب یزید بن ابی سفیانؓ یا ان کے بھائی معاویہؓ کو بتایا گیا ہے جو شام کے گورنر تھے۔

"کسی (ماہر حساب) رومی کو مدینہ بھیجو تاکہ ہمارے قانون میراث کا حساب کتاب سنبھال سکے" (ابن اسحاق۔ أنساب الأشراف بلاذری قلمی ۹/۵۸۵)

۲۵۵- ابوموسیٰ اشعریؓ کے نام

ابوموسیٰؓ نے اپنے سکریٹری سے عمر فاروق کو خط لکھوایا تو اس نے عنوان

میں : مِن أَبِي موسى لکھنے کے بجائے مِن أَبُو موسى لکھا، اس فحش غلطی پر خلیفہ اتنے برہم ہوئے کہ گورنر کو حکم دیا :

"میرا خط پا کر اپنے سکریٹری کے ایک کوڑا مارو اور نوکری سے الگ کر دو"۔ (فتوح البلدان بلاذری، مصر ص ۳۴۱ و کنز العمال ۲۴۴/۵)

بعض لوگوں کا خیال ہے کہ عمر فاروق کی برہمی کا سبب یہ تھا کہ سکریٹری نے سرکاری آداب کا لحاظ نہیں رکھا، اس کو لکھنا چاہیئے تھا: إلى عمر بن الخطاب أمير المؤمنين من أبي موسى الأشعري .

۲۵۶۔ خط کی دوسری شکل

"اپنے سکریٹری کے سر پر ایک کوڑا رسید کرو" (أدب الكتاب تالیف محمد بن یحیٰی صولی، مصر ۱۳۴۱ھ ص ۱۲۹)

۲۵۷۔ خط کی تیسری شکل

"اپنے سکریٹری کے ایک کوڑا مارو، اور اُس کی جگہ مسلمان (حنیف) سکریٹری مقرر کرو"۔ (مسطر الورّاق ۔ أنساب الاشراف بلاذری ص ۵۹۲ ۔ ۵۹۳)

۲۵۸۔ خط کی چوتھی شکل

"تمہارے سکریٹری نے ایک نحوی غلطی کی ہے، اس کے ایک کوڑا مارو"۔ (تاریخ عمر بن خطاب ابن جوزی ص ۹۵)

۲۵۹- ابوموسی اشعریؓ کے نام

" مجھے معلوم ہوا ہے کہ بڑے شہروں کے مسلمان حماموں میں غسل کرنے لگے ہیں، تاکید ہے کہ کوئی مسلمان حمام میں بغیر تہبند پہنے داخل نہ ہو، اور جب تک حمام سے نکل نہ آئے خدا کا کوئی نام زبان سے نہ نکالے، اور دو شخص ایک ساتھ حوض میں نہ نہائیں"

(مصنّف عبدالرزاق، و مصنّف ابن أبي شَيبه و شُعَب الأيمان بیہقی - کنز ۵/۱۳۶)

۲۶۰- خط کی دوسری شکل
(مخاطب : شام کے مسلمان)

"کوئی شخص بغیر تہبند باندھے حمّام میں داخل نہ ہو، اور عورت صرف اس وقت جب اس کو کوئی ایسی بیماری ہو جس کے علاج کے لئے حمام جانا ضروری ہو۔ تمھاری تفریح کی تین چیزیں ہونی چاہیئں: گھوڑے کی سواری، عورت اور تیر اندازی"

(جبیر بن نُفیَر - ازالۃ الخفاء ۲/۱۳۹)

۲۶۱- ابوموسی اشعریؓ کے نام

" سنت نبوی کو خوب سمجھو، عربی زبان خوب سیکھو، قرآن کو صاف اور صحیح لہجہ میں پڑھو، کیوں کہ وہ صاف اور فصیح عربی میں ہے، مَعَد بن عَدنان کے طور طریق اختیار کرو[1]، کیوں کہ تم مَعَد بن عدنان

---

[1] یعنی مَعَد بن عَدنان کی طرح محنت مشقت اور سادگی کی عادت ڈالو، مَعَد بن عدنان شمالی جزیرۃ العرب کا بہت پرانا خاندان تھا، شمالی عرب قبیلے اسی خاندان کی اولاد تھے۔

کی اولاد میں ہو " (مصنف ابن ابی شیبہ - کنز العمال ۵/۲۴۱)

۲۶۲- خط کی دوسری شکل

"دین کی سمجھ بوجھ پیدا کرو، سنت نبوی سے واقفیت حاصل کرو، عربی زبان سیکھو اور سمجھو، وتعلموا طعن الدرایة (؟)، خوابوں کی اچھی تعبیر کیا کرو، ابوالاسود (دؤلی) سے کہو کہ اہل بصرہ کو عربی قواعد سکھائیں " (شعبی - إنباہ الرواۃ علی أنباء النحاۃ از قفطی، مصر ۱۹۵۰ء ۱/۱۶)

۲۶۳- خط کی تیسری شکل

"میں تم کو ان کاموں کا حکم دیتا ہوں جن کا قرآن نے حکم دیا ہے، اور ان کاموں سے روکتا ہوں جن سے محمدؐ نے روکا ہے، اور تاکید کرتا ہوں کہ سنت، فقہ، اور عربی زبان میں بصیرت پیدا کرو، اور خوابوں کی تعبیر بیان کیا کرو، جب کوئی مسلمان بھائی تم سے خواب بیان کرے تو کہو اس کی تعبیر ہمارے لئے اچھی ہے، دشمن کے لئے بری " (حمزہ زیات - أنساب الأشراف بلاذری ۹/۶۲۴ و إزالۃ الخفاء ۲/۱۳۹)

۲۶۴- ابوموسی اشعریؓ کے نام

"اہل بصرہ کو تاکید کرو کہ عربی سیکھیں، ایسا کرنے سے ان میں صحیح بول چال کا سلیقہ پیدا ہوگا، ان کو عربی اشعار پڑھنے اور

دوسروں کو سنانے کی بھی تلقین کرو، ایسا کرنے سے ان میں اخلاق عالیہ پیدا ہوں گے"۔ (ابن الأنباری۔کنز ۲۴۱/۵)

۲۶۵۔ خط کی دوسری شکل

"لوگوں کو عربی سیکھنے کی تاکید کرو، کیوں کہ عربی سیکھنے سے عقل بڑھتی ہے اور انسانیت پیدا ہوتی ہے"۔ (لسان العرب ابن منظور، بیروت ۱۵۵/۲)

۲۶۶۔ ابوموسی اشعریؓ کے نام

راوی اس خط کی شان نزول یہ بتاتے ہیں کہ ایک سورما کو ابوموسیٰؓ نے کسی وجہ سے مال غنیمت کا پورا حصہ نہیں دیا، وہ بگڑا اور ابوموسیٰؓ سے کچھ ترش باتیں کیں، گورنر نے غصہ ہوکر اس کے بیس کوڑے لگوائے اور اس کے لمبے بال کٹوا دئے، یہ شخص بال لے کر خلیفہ کے پاس آیا اور بالوں کا لچھا جیب سے نکال کر ان کے سینہ پر دے مارا، عمر فاروق کو ابو موسی اشعریؓ کی سختی بری لگی اور انھوں نے یہ خط بھیجا:

"فلاں نے مجھ سے تمھاری یہ یہ شکایت کی ہے، قسم دے کر کہتا ہوں کہ اگر تم نے اس کو سب کے سامنے مارا ہے تو تم بھی سب کے سامنے بیٹھو اور اس کو بدلہ لینے دو، اور اگر تم نے اکیلے میں اس کو مارا ہے تو اسی طرح اس کے سامنے بیٹھ کر اس کو بدلہ لینے دو"۔ (أنساب الأشراف بلاذری قلمی ۵۹۲/۹)

د محلّی ابن حزم اندلسی مصر ۱۳۵۱ھ ۹/۳۷۹ و سنن بیہقی۔
کنز العمال ۷/۲۹۹)

۲۶۷۔ابوموسی اشعریؓ کے نام

عبد اللہ بن عمرؓ کی روایت ہے کہ حج یا عمرہ کے موقع پر ایک شخص عمر فاروق کے پاس روتا ہوا آیا اور کہا میں نے شراب پی تھی، اس کی پاداش میں ابو موسیٰؓ نے میرے کوڑے مارے، سر منڈوایا، اور منہ کالا کرا کے سڑکوں پر میرا گشت کرایا اور منادی کرا دی کہ کوئی میرے ساتھ نہ تو کھائے پیے اور نہ اٹھے بیٹھے۔ اس رسوائی سے مجھے ایسا صدمہ ہوا ہے کہ کبھی دل چاہتا ہے کہ ابوموسیٰؓ کو مار ڈالوں، کبھی سوچتا ہوں آپ مجھے شام بھجوا دیں، جہاں کوئی مجھے جاننے والا نہ ہو، اور کبھی دل میں ہوک اٹھتی ہے کہ دارالحرب چلا جاؤں اور غیر مسلموں کے ساتھ زندگی گذار دوں۔

راوی کہتا ہے کہ، عمر فاروق یہ شکایت سن کر آب دیدہ ہو گئے۔ اس آدمی کو دلاسا دیا اور یہ پُر عتاب خط گورنر کو لکھا:۔

"سلام علیک۔ فلاں بن فلاں تیمی نے مجھ سے تمہاری زیادتیوں کی شکایت کی، خدا کی قسم، تم نے پھر کبھی یہ حرکت کی (شراب نوشی کی سزا میں سر منڈوایا اور منہ کالا کرا کے سڑکوں پر گشت کرایا) تو میں بھی تمھارا منہ کالا کرا کے سڑکوں پر گشت کراؤں گا، اگر تم میری دھمکی آزمانا چاہتے ہو تو پھر یہ حرکت کر کے دیکھ لو۔" (سنن کبری بیہقی۔ کنز العمال ۳/۱۰۷)

۲۶۸- خط کی دوسری شکل

"فلاں آدمی میرے پاس آیا اور مجھ سے تمھاری یہ یہ شکایتیں کیں، میرا خط پاکر لوگوں کو حکم دینا کہ اس کے ساتھ اٹھیں بیٹھیں، اس سے ملیں جلیں اور اگر وہ توبہ کرلے تو اس کی شہادت قبول کرلیں"
عمر فاروق نے اس شخص کو کپڑے اور دوسو درہم بھی عطا کیے۔
(عبد اللہ بن عمر۔ تاریخ عمر بن خطّاب ابن جوزی ص۹۲)

۲۶۹- ابوموسی اشعریؓ کے نام

"عبرتناک سزا میں کسی کے بیس کوڑوں سے زیادہ نہ مارو"
(أنساب الأشراف بلاذری ۹/۶۲۴)

۲۷۰- ابوموسی اشعریؓ کے نام

"واضح ہو کہ خدا کی نظر میں سب سے زیادہ خوش نصیب حاکم وہ ہے جس کی خدمت سے رعیت کو سکھ اور آرام ملے، اور خدا کی میزان میں وہ حاکم نہایت بدنصیب ہے جس کی بد اعمالیوں سے رعیت تباہ ہو۔ خبردار! تن آسانی اور شکم نوازی تمھارا مقصد حیات نہ ہو جائے، اگر تم نے ایسا کیا تو یقیناً تمھارے ماتحت بھی ایسا ہی کریں گے اور تمھاری مثال اس چوپائے کی سی ہوگی جو گھاس کا ہرا بھرا میدان دیکھے اور موٹا ہونے کے لئے اس میں گھس جائے، حالانکہ موٹاپے میں اس کی موت مضمر ہے" (حلیۃ الأولیاء از ابونعیم

مصر ۱/ ۵۰، و إزالة الخفاء ۱/ ۵۹ و ۲/ ۱۴۸ و ۲/ ۱۸۱ و تاریخ عمر بن خطاب ابن جوزی ص ۹۵ و مصنف ابن أبی شیبۃ۔ کنز العمال ۸/ ۲۰۹، کتاب الخراج ابو یوسف طبع مصر میں کاتب کی غلطی سے وإياك ان ترتع فترتع عمالك کی جگہ ان تزيغ فتزيغ عمالك ہے۔

۲۷۱۔ ابو موسیٰ أشعری رضؓ کے نام

"عوام میں کچھ ایسے ممتاز لوگ ہوتے ہیں جو ان کی ضروریات (حکام کے سامنے) پیش کرتے ہیں، تم کو چاہیئے کہ ان کی قدر و منزلت کرو، ایک غریب مسلمان عافیت کے ساتھ رہ سکتا ہے اگر اس کے ساتھ انصاف ہوتا رہے اور سرکار سے قومی آمدنی کا ٹھیک ٹھیک حصہ اس کو ملتا رہے، والسلام" (أنساب الأشراف بلاذری ۹/ ۴۲۲ و تاریخ عمر بن خطاب ابن جوزی ص ۹۹ و سنن کبری بیہقی، و دار قطنی۔ کنز العمال ۳/ ۱۶۵)

۲۷۲۔ ابو موسیٰ اشعری رضؓ کے نام

"سال میں ایک دن ایسا مقرر کرو جب خزانہ میں ایک درہم تک نہ رہے، اور وہاں صاف جھاڑو دِل جائے۔ تاکہ خدا کو معلوم ہو کہ میں نے ہر حق دار کا حق ادا کر دیا ہے" (حسن بصری۔ طبقات ابن سعد ۳/ ۲۱۸ و أنساب الأشراف بلاذری قلمی ۹/ ۶۰۷، و تاریخ مدینہ دِمشق ابن عساکر مائکرو فلم ۱۶ معہد إحیاء المخطوطات العربیۃ،

جامعۃ الدُّوَل العربیہ، قاہرہ و کنز العمال ۲/۳۱۷)

۲۷۳- ابوموسیٰ اشعریؓ کے نام

"واضح ہو کہ کام کو قوت سے انجام دینے کا مدار اس بات پر ہے کہ آج کا کام کل پر نہ چھوڑا جائے، کیوں کہ اگر تم ایسا کرو گے تو کام بہت بڑھ جائیں گے اور تمھاری سمجھ میں نہ آئے گا کہ کون سا کام پہلے کرو اور کون سا بعد میں، اس طرح بہت سے کام ضائع ہو جائیں گے۔ اگر حاکم ان ذمہ داریوں سے عہدہ برآ ہو، جو خدا کی طرف سے اس پر عائد ہیں، تو رعایا بھی اُن ذمہ داریوں سے عہدہ برآ ہوگی جو حاکم کی طرف سے ان پر عائد ہوتی ہیں، اگر حاکم نفس کوش ہوگا تو رعایا بھی نفس کوش ہو جائے گی۔ (حاکموں کے ظلم و بے التفاتی کی وجہ سے) رعیت ان سے دور بھاگتی ہے، خدا کی پناہ مانگتا ہوں کہ میرے دل میں رعیت کی طرف سے نفور یا گریز پیدا ہو، گریز جس کی وجہ پُرانے کینے، دنیا کی چاہت، اور ہوا پرستی ہوتی ہے۔ اس لئے رعایا (کے معاملات سے دلچسپی لو اور اس کے) ساتھ انصاف کرنے بیٹھا کرو چاہے دن میں ایک ہی گھنٹہ کے لئے بیٹھو۔" (حسن بصری۔ کتاب الأموال قاسم بن سلاّم ص ۸ و تاریخ عمر بن خطاب ابن جوزی ص ۹۵ اختصار کے ساتھ و سُنَن کبریٰ بیہقی ۱۰/۱۳۵، لیکن سُنَن کے نسخے میں پہلا جملہ نہیں ہے، اور متن میں بھی جزوی اختلاف ہے۔)

۲۷۴۔ ابو موسیٰ اشعریؓ کے نام

"واضح ہو کہ کام کو قوت سے انجام دینے کا مدار اس بات پر ہے کہ آج کا کام کل پر نہ اُٹھا رکھو، کیوں کہ اگر تم ایسا کروگے تو کام اتنا بڑھ جائے گا کہ تمھارے لئے یہ فیصلہ کرنا مشکل ہو جائے گا کہ پہلے کس کو کرو اور بعد میں کس کو، نتیجہ کے طور پر بہت سے کام خراب ہو جائیں گے، اگر تم کو دو کاموں میں سے ایک کے کرنے کا اختیار دیا جائے، اور ان دو میں ایک سے دنیا سدھرتی ہو اور دوسرے سے آخرت، تو وہ کام اختیار کرو جس سے آخرت سدھرے، کیوں کہ دنیا فانی ہے اور آخرت باقی۔ خدا سے ڈرتے رہو اور قرآن کی تعلیمات کو سمجھو، کیوں کہ وہ علم کا سرچشمہ ہے اور دلوں کی بہار" (مُصَنَّف ابن أبي شَيبَہ۔کنز العمال ۲۰۸/۸ و إزالة الخفاء ۱۸۲/۲)

۲۷۵۔ ابو موسیٰ اشعریؓ کے نام

"واضح ہو کہ لوگ اپنے بادشاہوں سے دور بھاگتے ہیں، خدا کی پناہ مانگتا ہوں کہ جاہلانہ ہٹ، پرانے کینے، ہوا پرستی اور دنیا کی چاہت میرے یا تمھارے اوپر غلبہ کرلے (اور عوام کی خدمت سے بے پرواہ کر دے) اس لئے (ضروری ہے) کہ لوگوں کی داد فریاد سننے ہر دن بیٹھا کرو چاہے ایک ہی گھنٹے کے لئے ہو۔ جب ایسے دو راستے تمھارے سامنے ہوں کہ ایک پر چل کر خدا کی رضا، حاصل

ہوتی ہو اور دوسرے پر چل کر کوئی دنیاوی ترقی ، تو پہلا راستہ اختیار کرو ، کیوں کہ دنیاوی فائدے فانی ہیں ، اور آخرت کے لطف جاودانی ، خدا سے خوب ڈرو ، بدمعاشوں غنڈوں کو ڈراؤ دھمکاؤ اور ان کا شیرازہ بکھیر دو ، جب دو قبیلوں میں جنگ ہو اور وہ اپنے حمایتیوں کو (جاہلی دستور کے مطابق) یاآلَ فُلاں کہہ کر پکاریں تو سمجھ لو کہ شیطان نے ان کو بھڑکایا ہے ، تلوار سے ان کی خبر لو حتیٰ کہ وہ قانون اسلام کی طرف رجوع کریں اور ان کی پکار خدا اور امام کی طرف ہو ۔ مجھے معلوم ہوا ہے کہ قبیلۂ ضَبَّہ کے لوگ اپنے حمایتیوں کو لڑائی کے وقت (جاہلی شان سے) آلِ ضَبَّہ مدد ! آلِ ضَبَّہ مدد کے نعرے لگا کر بلاتے ہیں ۔ بخدا مجھے نہیں معلوم کہ خدا نے کبھی ان کے ہاتھوں کوئی اچھا کام کرایا اور ان کے ذریعہ کبھی کوئی برائی دفع کی ۔ میرا خط پڑھ کر ان کی ایسی خبر لو کہ اگر انھیں عقل نہ آئے تو کم از کم حکومت کا خوف ان کے دل میں بیٹھ جائے ، ان کے قبیلہ کے (سمجھ دار لیڈر) غیلان بن خَرَشَہ کو اپنے مشیروں میں داخل کرلو۔ مسلمان مریضوں کی عیادت کرو اور ان کے جنازوں میں شریک ہو ۔ ان کے لیے اپنا دروازہ کھلا رکھو اور ان کے معاملات سے ذاتی دلچسپی لو ، تم ان ہی میں سے ایک ہو ، فرق بس اتنا ہے کہ تمھارے کندھوں پر ذمہ داریوں کا بھاری بوجھ رکھ دیا گیا ہے ۔

مجھے معلوم ہوا ہے کہ تمھارے اور تمھارے خاندان کے کھانے ، لباس اور سواری میں ، عام مسلمانوں سے مختلف ، ایک انفرادی شان پیدا ہوگئی ہے ، عبد اللہ خبردار ! تمھاری حالت اس چوپایہ

کی سی نہ ہو، جو ایک شاداب مرغزار سے گذرے تو موٹا ہونے کے سوا اس کا کوئی مقصد ہی نہ ہو، حالاں کہ موٹاپے میں اس کی موت ہے۔ یاد رہے کہ حاکم کو خدا کے پاس لوٹ کر جانا ہے، نیز یہ کہ حاکم ٹیڑھی چال چلتا ہے تو رعایا بھی ٹیڑھی چال چلنے لگتی ہے اور سخت بد نصیب ہے وہ حاکم جس کی بداعمالیوں سے رعایا تباہ ہو۔" (البیان والتبیین جاحظ، مصر ۱۳۳۲ھ ۲/۱۵۶ و عیون الأخبار از ابن قُتیبہ، مصر ۱/۱۹، خط کا اکثر حصہ، و شرح نہج البلاغۃ مصر ۳/۹۴ کمی بیشی کے ساتھ، والعقد الفرید ۱/۶/۴ کمی بیشی کے ساتھ، إزالۃ الخفاء ۲/۱۰۱، خط کا کچھ حصہ، ۲/۱۹۱ پر بھی و کنز العمال ۳/۱۴۹ - ۱۵۰ خط کا بیشتر حصہ)

۲۷۶۔ ابوموسیٰ اشعریؓ کے نام

"دنیا میں تم کو جتنا رزق ملا ہے اس پر قانع رہو، خدا نے کسی کو زیادہ اور کسی کو کم رزق دیا ہے وہ خوش حال لوگوں کو آزمانا چاہتا ہے کہ وہ کس طرح اُس کا شکر ادا کرتے ہیں، اور شکر ادا کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ (خدا کی عطا کردہ دولت سے) وہ زکاۃ ادا کریں جس کا خدا نے ان کو حکم دیا ہے۔" (حسَن بصری۔ کنز العمال ۲/۱۵۱)

۲۷۷۔ ابوموسیٰ اشعریؓ کے نام

ایک مسلمان نے کسی ذمی کو مار ڈالا، ابو موسیٰؓ نے اس کی اطلاع

مرکز کو دی اور پوچھا کہ قاتل کو کیا سزا دی جائے تو یہ جواب آیا :

" اگر قاتل نے طیش میں آکر قتل کیا ہو تو اس سے چار ہزار درہم تاوان لے کر مقتول کے وارثوں کو دلوا دو، اور اگر وہ پیشہ ور ڈاکو ہو تو اس کو قتل کر دو " (عمرو بن دینار۔ سنن کبریٰ بیہقی ۸/۳۲ و کنز العمال ۷/۳۰۴ تقدیم و تاخیر و اختلاف عبارت کے ساتھ)

۲۷۸۔ خط کی دوسری شکل

" اگر قاتل پیشہ ور ہو تو اس کو قتل کر دو، اور اگر پیشہ ور نہ ہو تو اس کو قتل نہ کرو (بلکہ خونبہا دلوا دو)"... عمرو بن دینار۔ سنن کبریٰ بیہقی ۸/۳۲

فقہائے اسلام نے ایسی روایتیں بھی نقل کی ہیں جن سے ظاہر ہوتا ہے کہ ذمی کے مسلمان قاتل کو عمر فاروق نے موت کی سزا دی تھی، اور یہ کہ ایک یہودی مقتول کا خوں بہا بارہ ہزار درہم دلوایا تھا۔ (دیکھئے کنز العمال ۷/۳۰۴ بحوالہ تہذیب الآثار ابن جریر طبری و شعب الایمان بیہقی)

۲۷۹۔ ابوموسیٰ اشعریؓ کے نام

ابو موسیٰ اشعریؓ نے خلیفہ کو لکھا کہ جب مسلمانوں کو فارسیوں پر شبہ ہوتا ہے تو وہ ان کو قتل کر دیتے ہیں، اس باب میں آپ کا کیا حکم ہے، عمر فاروق نے جواب دیا :-

"فارسی غلام ہیں، ان کے مقتول کا خوں بہا ایک غلام کی قیمت کے برابر مقرر کردو۔" (مُصَنّف عبدالرزاق۔ کنز العمال، ۷/۴۴)

کنز العُمّال میں امام طَبَری کی تہذیب الآثار سے ایک روایت نقل کی گئی ہے جس میں عمر فاروق کے دُو قریب ترین مشیروں۔ حضرت علیؓ اور حضرت ابن عباسؓ کا اس سے بالکل مختلف نظریہ پیش کیا گیا ہے، ان دونوں کی رائے تھی کہ اگر کوئی مسلمان کسی غلام، عیسائی یہودی یا عورت کو عمداً قتل کر دے تو اس کو قتل کی سزا ملنا چاہیئے۔ یہ باور کرنا بہت مشکل ہے کہ قتل جیسے سنگین معاملہ میں عمر فاروق اپنے مشیران خاص سے اس درجہ مختلف الخیال تھے۔ خود رسول اللہؐ کا اس باب میں کیا طرز عمل تھا؟ آپ سے متعدد حدیثیں منقول ہوئی ہیں جو بتاتی ہیں کہ ذمی اور معاہد کی جان آپ کی نظر میں مسلمان کے برابر تھی، جب ایک مسلمان نے کسی یہودی کو قتل کر دیا تو آپ نے مسلمان کو قتل کی سزا دی اور کہا: انا أحق من وفی بذمتہ (سُنن کبریٰ بیہقی ۸/۳۰-۳۱)۔ رسول اللہ کی ایک مشہور حدیث ہے: جس نے ذمی یا معاہد کو قتل کیا اس کو جنت کی خوشبو تک میسر نہ ہوگی۔ من قتل قتیلا من اھل الذمۃ لم یرح رائحۃ الجنۃ"

۲۸۰-۲۸۱- کوفہ کے گورنر کے نام

سطور بالا قلم بند کرنے کے بعد خوارزمیؒ کی جامع مسانید أبی حنیفہؒ ہاتھ آئی اور اس میں عمر فاروق کا ایک خط ملا جس سے بالکل واضح ہو جاتا ہے کہ وہ النفس بالنفس کے قرآنی اصول پر کاربند تھے،

اور انھوں نے مسلمان کے ہاتھوں مقتول ذمی کے ورثاء کو حق دیا تھا کہ خواہ اس کو قتل کر دیں یا خوں بہا لے لیں۔ خط کے راوی کوفہ کے باشندے ہیں جہاں قتل کا واقعہ پیش آیا تھا، اس لئے اس کی سند اور زیادہ قوی ہو گئی ہے، مقتول ایک عیسائی تھا اور اُس کا قاتل قبیلہ شیبان کا ایک بہادر۔ عمر فاروق کوفہ کے گورنر کو (جس کا نام راوی نے نہیں بتایا) لکھتے ہیں:۔

"(مسلمان) قاتل کو مقتول کے وارثوں کے حوالہ کر دو، اگر وہ چاہیں اس کو قتل کر دیں اور چاہیں معاف کر دیں"

خط گورنر کے پاس پہنچا تو غالباً کوفہ سے ایک وفد خلیفہ کے پاس آیا اور اُن کو بتایا کہ قاتل ایک ممتاز شہ سوار ہے جس نے قیمتی خدمات انجام دی ہیں، اس کو قتل کی سزا نہ دی جائے بلکہ اس سے مقتول کا خوں بہا دلوا دیا جائے۔ ان حالات میں عمر فاروق نے اپنے پچھلے فیصلہ پر نظرِ ثانی کی اور گورنر کو لکھا:

"سرکاری خزانہ سے خوں بہا دے کر اس کی جان بچا لو"

ایک دوسری روایت بتاتی ہے کہ قاتل کو حُنین کے حوالہ کر دیا گیا جو مقتول کا والی تھا۔ حُنین قتل کرتے گھبرایا، کہیں رائے عامہ اس کے خلاف نہ ہو جائے اور اس کو نقصان پہنچے، مسلمان اس سے کہتے "قتل کیوں نہیں کرتے؟" تو وہ ٹالنے کے لئے کہہ دیتا "جب زور کا غصہ چڑھے گا تب قتل کروں گا"۔ مسلمان اس بُری طرح اس کے پیچھے پڑے کہ بالآخر اس نے قاتل کو مار ڈالا، ورنہ غالباً وہ اس کو معاف کر دیتا یا خوں بہا لے لیتا۔ (جامع مسانید ابی حنیفہؒ از خوارزمی، حیدر آباد ہند، ۱۳۳۲ھ

۱/۱۷۷ و ۱۷۸)

۲۸۲- ابو موسی اشعریؓ کے نام

مجاشع بن مسعود سُلَمیؓ بصرہ کے ممتاز لوگوں میں تھے، ابتدائی فتوحات میں سالار فوج کی حیثیت سے انھوں نے نمایاں حصہ لیا تھا، اَہواز کے بعض اضلاع کے کلکٹر بھی رہے تھے۔ اُن کی بیوی خُضَیراء نے گھر سجایا اور پردے لگائے، کہا جاتا ہے کہ خُضَیراء سے پہلے بصرہ میں کسی نے پردے نہیں لگائے تھے، کسی حریف نے خلیفہ سے شکایت کردی اور جیساکہ سب جانتے ہیں عمر فاروق کی طبیعت پر ہر تکلف بار تھا، چنانچہ انھوں نے ابو موسی اشعریؓ کو لکھا:۔

" مجھے معلوم ہوا ہے کہ خُضَیراء نے اپنا گھر پردوں سے سجایا ہے، میرا خط پاکر اس کے پردے پھاڑ دو، خدا اس گھر کو رسوا کرے۔"

(ابن عساکر - کنز العمال ۷/۱۴۶)

۲۸۳- خط کی دوسری شکل

" مجھے معلوم ہوا ہے کہ بصرہ کی ایک عورت نے اپنے گھر میں پردے لٹکاتے ہیں جس طرح خانۂ کعبہ میں لٹکاتے جاتے ہیں، میں تم کو قسم دیتا ہوں کہ میرا خط پڑھتے ہی کسی کو اس عورت کے گھر بھیج کر پردے پھٹوا دینا۔" (أنساب الأشراف بلاذری قلمی ۹/۶۲۴)

۲۸۴۔ مُجاشع بن مسعود کے نام

کچھ لوگ کہتے ہیں کہ خط براہ راست خُضَیراء کے شوہر مُجاشع کے نام تھا:

"مجھے خبر ملی ہے کہ خُضیراء نے اپنا گھر پردوں سے آراستہ کیا ہے جس طرح خانہ کعبہ آراستہ کیا جاتا ہے، تم کو قسم ہے کہ میرا خط پڑھتے ہی سب پردے پھاڑ ڈالنا" (شعب الأیمان بیہقی قلمی رقم ۸۱۰، بے قید صفحات، دارالکتب المصریہ، قاہرہ وکنز العمال ۷/۱۴۶)

۲۸۵-۲۸۶-۲۸۷۔ ابو موسیٰ اشعریؓ کے نام

ایک عرب عمر فاروق کے پاس آیا اور بولا: أمیر المؤمنین، النّٰزعات غَرْقاً کے کیا معنی ہیں؟ انھوں نے پوچھا: تم کون ہو؟ نو وارد: میں بصرہ کا باشندہ ہوں، میرا تعلق قبیلۂ تمیم کی شاخ بنوسعد سے ہے۔ عمر فاروق: اچھا تو تو ایک اُجڈ قبیلہ سے تعلق رکھتا ہے، لے میں تیرے گورنر کو ایسا خط لکھتا ہوں جو تو ناپسند کرے گا، یہ کہہ کر انھوں نے اس کو ایسا دھکا دیا کہ اس کی ٹوپی گر گئی اور اس کے بڑے گھنے بال کھل گئے یہ دیکھ کر عمر فاروق نے کہا: اگر تیرے بال منڈے ہوتے تو مجھے تیرے بارے میں پوچھنے کی ضرورت نہ تھی۔ پھر یہ خط ابو موسیٰؓ کو لکھا:

"اَصبغ بن علیم[1] تمیمی کار آمد باتوں کو چھوڑ کر (مراد قرآن کی واضح

---

[1] صَبیغ بن عِسْل - اصابہ ۲/۱۹۸۔

آیات) غیر ضروری اور دور از کار باتوں (مراد مشکلات، ومتشابہات قرآن) کے پیچھے پڑا ہے، میرا یہ خط جب وصول ہو تو سارے مسلمان اُصبغ کے ساتھ خرید و فروخت بند کر دیں، اگر وہ بیمار ہو، تو کوئی اُس کی عیادت کو نہ جائے، اگر اُس کا انتقال ہو تو کوئی اس کے کفن دفن میں شریک نہ ہو"

خط لکھنے کے بعد عمر فاروق نے لوگوں سے مخاطب ہو کر فرمایا: خدا نے جب آپ کو پیدا کیا تو وہ آپ کی کمزوریوں سے واقف تھا، اس لئے اس نے ایک نبی بھیجا اور آپ کو ایک کتاب عطا کی جس میں اس نے مثبت و منفی ضابطے آپ کے لئے مقرر کئے اور کچھ باتیں بغیر وضاحت چھوڑ دیں، لیکن بھول و نسیان سے نہیں بلکہ از راہ لطف و کرم، ان باتوں کی کھوج میں پڑ کر اپنا وقت ضائع نہ کیجئے"

(نصر فی الحجۃ - کنز العمال ۱/۲۲۹ - ۲۳۰)

ایسی ہی ڈرامائی شان کی ایک اور کہانی ہے جس کے ناقل مشہور تابعی مسیبؓ کے صاحبزادے سعیدؒ ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ صبیغ تمیمی (اُصبغ کی جگہ) عمر فاروق کے پاس آیا اور بولا: الذاریات ذروا کا کیا مطلب ہے؟ عمر فاروق: ذاریات کے معنی ہیں ہوائیں، اگر میں نے رسول اللہؐ کی زبان سے یہ معنی نہ سنے ہوتے تو اپنی طرف سے نہ کہتا۔ صبیغ: والحاملات وقرا کا کیا مطلب ہے؟ عمر فاروق: حاملات کے معنی ہیں بادل، اگر میں نے رسول اللہؐ کی زبان سے یہ معنی نہ سنے ہوتے تو اپنی طرف سے نہ کہتا۔ صبیغ: والمقسّمات أمرا کا کیا مفہوم ہے؟ عمر فاروق: مقسمات کی تفسیر ہے ملائکہ، اگر میں نے رسول اللہؐ کی زبان

سے یہ تفسیر نہ سنی ہوتی تو اپنی طرف سے ایسا نہ کہتا۔ اس کے بعد عمر فاروق نے صبیغ کے سو کوڑے لگوائے اور ایک کوٹھری میں بند کروا دیا، جب اس کے زخم ٹھیک ہوئے تو اس کو بلایا اور مزید سو کوڑے لگوائے، پھر اس کو ایک اونٹ پر بٹھایا اور ابو موسیٰؓ کے نام یہ دستی خط دے کر اس کو بصرہ بھیج دیا:۔

"لوگوں کو اس کے ساتھ اُٹھنے بیٹھنے سے منع کر دو، (اور اس کی سالانہ تنخواہ بند کر دو۔ اصابہ ۲/۱۹۸) اور اس کے ساتھ خرید و فروخت بند کر دو۔ تاریخ عمرؓ ابن جوزی ص ۹۳)

زیادہ دن تک صبیغ سوشل بائیکاٹ برداشت نہ کر سکا، اس نے گورنر کے سامنے توبہ کی۔ گورنر نے خلیفہ کو لکھا کہ صبیغ نادم ہے اور وعدہ کرتا ہے کہ آئندہ ایسے سوالات نہیں کرے گا۔ عمر فاروق نے لکھا:۔

"میرا خیال ہے کہ صبیغ نے جو کہا سچے دل سے کہا ہے، اب اس کو لوگوں کے ساتھ اٹھنے بیٹھنے کی اجازت دے دو۔" (افراد دارقطنی۔ کنز العمال ۱/۲۶۶ و اصابہ ۲/۱۹۸۔۱۹۹)

۲۸۸۔ ابو موسیٰ اشعریؓ کے نام

"نماز ظہر اس وقت پڑھو جب سورج بیچ آسمان سے ہٹ جائے، عصر اس وقت جب سورج ڈھلنے لگے، لیکن ہنوز روشن ہو، مغرب اس وقت جب سورج غروب ہو جائے، عشاء اُس وقت جب شفق چھپ جائے، عشاء کی نماز آدھی رات تک پڑھی جاسکتی ہے، اس سے زیادہ دیر کرنا مناسب نہیں، نماز فجر اُس وقت پڑھو

جب ستارے روشن اور گھنے ہوں، فجر کی قرارت لمبی ہونی چاہیئے۔
یہ بات یاد رہے کہ دو نمازوں میں بلا عذر جمع کرنا گناہ کبیرہ ہے"
(مُصَنَّف عبدالرزاق و مُصَنَّف ابن أبی شیبہ۔ کنزالعمال ۴/۱۸۷)

۲۸۹۔ خط کی دوسری شکل

"نماز ظہر پڑھو جب سورج بیچ آسمان سے ذرا ہٹ جائے، عصر، جب سورج تیز اور چمک دار ہو، مغرب، جب سورج غروب ہو جائے، عشاء، شفق غائب ہونے کے بعد آدمی رات تک۔ یہی مسنون طریقہ ہے، فجر کی نماز اس وقت پڑھو جب اندھیرا ہو اور نماز میں قرارت لمبی ہونی چاہیئے" (أبو مہاجر۔ کنزالعمال ۴/۱۸۷)

۲۹۰۔ خط کی تیسری شکل

"نماز ظہر اس وقت ادا کرو جب سورج بیچ آسمان سے ذرا ہٹ جائے، عصر اس وقت جب سورج صاف اور چمکدار ہو اور اس میں زردی نہ آئی ہو، مغرب اُس وقت جب سورج چھپ جائے، عشاء کی نماز نیند نہ آنے تک موخر کی جا سکتی ہے، فجر کی نماز اس وقت ادا کرو جب ستارے نمودار ہوں اور اس میں طِوال المُفَصَّل میں سے دو لمبی سورتیں تلاوت کرو" (المؤطّا امام مالک و مُصَنَّف عبدالرزاق۔ کنز ۴/۱۸۷ و إزالۃ الخفاء ۲/۹۲)

۲۹۱ - خط کی چوتھی شکل
گورنروں کے نام

"میری نظر میں تمہارا سب سے اہم فرض نماز ہے، جو اس فرض کو پابندی سے ادا کرے گا وہ اپنا دین محفوظ رکھے گا، اور جو اس اہم فرض سے غفلت برتے گا وہ یقیناً کم اہم فرائض سے اور زیادہ غفلت برتے گا، ظہر کی نماز کا وقت شروع ہوتا ہے جب سورج میں کھڑی عمودی چیز کا سایہ خود اس کے برابر ہوجاتے، نماز عصر اس وقت پڑھو جب سورج تابناک اور روشن ہو، عصر کے وقت میں اتنی گنجائش ہوتی ہے کہ ایک اونٹ سوار چھ یا نو عرب میل[1] کی مسافت طے کرلے، نماز مغرب اس وقت پڑھو جب سورج غروب ہوجائے، نماز عشاء غروب شفق سے لے کر تہائی رات تک پڑھ سکتے ہو، نماز عشاء پڑھے بغیر جو سوئے، خدا کرے اس کو کبھی سونا نصیب نہ ہو! کبھی نصیب نہ ہو! کبھی نصیب نہ ہو. نماز فجر اس وقت پڑھو جب ستارے روشن اور گھنے ہوں، نماز فجر کے وقت جو سوئے، خدا اس کو کبھی سونا نصیب نہ کرے"!

(مُوَطَّأ امام مالک ص ۳ و مدونۃ الکبری ۱/۶۰ چھ یا نو عرب میل کی مسافت طے کرلے تک" وسنن کبری بیہقی ۱/۴۴۵ - ۴۴۶)

۲۹۲ - ابوموسی أشعری رضؓ کے نام

"مغرب کی نماز میں قِصار مُفَصَّل، عشاء کی نماز میں وسط مُفَصَّل،

---

[1] ایک عرب میل لگ بھگ ڈیڑھ انگریزی میل کے برابر ہے۔

اور فجر کی نماز میں طِوال مُفصّل تلاوت کیا کرو۔" (مُصنّف عبدالرزاق و ابن ابی داؤد۔ کنز العمال ۴/ ۲۰۶)

۲۹۳۔ ابوموسیٰ اشعریؓ کے نام

"مجھے ان لوگوں کے نام لکھ بھیجو جن کو قرآن حفظ یاد ہے۔" (أبو کِنانہ قُرشی۔ طَبقات ابن سعد جلد ۷، قسم اول ص ۹۴)

۲۹۴۔ خط کی دوسری شکل

فوجی مرکزوں کے گورنروں کے نام

"مجھے ان سب لوگوں کی ایک فہرست بھیجو جن کو قرآن حفظ یاد ہے تاکہ میں ان کا امتیازی وظیفہ (۲۵۰۰ درہم سالانہ) مقرر کروں اور اُن کو اسلامی قلمرو میں تعلیم دینے بھیجوں۔" (کِنانہ عَدَوی بحوالۂ ابن زَنجُویَہ۔ کنزُ العُمّال ۱/ ۲۱۷)

۲۹۵۔ حُفّاظ قرآن کے نام

ابوموسیٰ اشعری نے بصرہ کے تین سو سے اُوپر حافظوں کی فہرست بھیجی تو عمر فاروق نے ان کے نام یہ خط لکھا:۔

"بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ عبد اللہ عمر کی طرف سے عبداللہ بن قیس اور حُفّاظ قرآن کے نام، سلام علیکم، واضح ہو کہ یہ قرآن تمہارے لئے باعث اجر و شرف ہونے والا ہے، لہذا اس کی تعلیم پر عمل کرو اور اس کو اپنے مقاصد کا آلۂ کار نہ بناؤ، جو قرآن کو اپنی خواہشات

کا آلۂ کار بنائے گا قرآن اس کو جہنم میں دھکیل دے گا، اور جو
قرآن کو اپنا قائد و متبوع بنائے گا قرآن اس کو جنّت کے باغوں
کی سیر کرائے گا، قرآن کو خدا کے حضور میں تمھارا سفارشی ہونا چاہیئے،
نہ کہ تمھارے خلاف چغل خور، کیوں کہ قرآن جس کا سفارشی ہوگا،
وہ جنّت میں جائے گا، اور قرآن خدا سے جس کی چغلی کھائے گا،
وہ دوزخ میں جلے گا، یاد رہے کہ یہ قرآن ہدایت کا چشمہ، علم کا
کنول اور رحمٰن کی تازہ ترین کتاب ہے، اس کے ذریعہ خدا اندھی
آنکھیں، بہرے کان اور بند دل کھول دیتا ہے، یاد رہے کہ جب
خدا کا بندہ رات میں اُٹھتا ہے اور مسواک کر کے وضو کرتا ہے،
پھر تکبیر نماز کہہ کر قرآن پڑھتا ہے، تو فرشتہ اس کا منہ چومتا ہے اور
کہتا ہے: پڑھو، پڑھو، تم پاک و صاف ہو گئے، قرآن پڑھ کر
تم کو لطف آئے گا، اور اگر رات میں اٹھنے والا بغیر مسواک کئے
وضو کر لے تو فرشتہ اس کی نگرانی تو کرتا ہے لیکن منہ نہیں چومتا،
خبردار! نماز میں قرآن خوانی ایسی ہے جیسے کسی کو چھپا خزانہ مل
جائے، اس میں بڑی خیر و برکت ہے، اس لئے جتنا زیادہ ہو سکے
قرآن پڑھا کرو۔ نماز نور ہے، زکاۃ بُرہان، صبر روشنی، روزہ ڈھال،
اور قرآن تمھارے حق میں یا تمھارے خلاف ایک دلیل ہے، پس
قرآن کا احترام کرو اور اس سے بے اعتنائی نہ برتو، کیوں کہ خدا
عزت کرتا ہے اس کی جو قرآن کی عزت کرتا ہے اور بے آبرو کر دیتا
ہے اس کو جو قرآن کی بے حرمتی کرتا ہے، یاد رہے کہ جو قرآن پڑھے
اور اس کو یاد کرے اور پھر اس کے مطابق عمل بھی کرے، ایسے

شخص کی دعار خدا قبول کرتا ہے، اگر دعار کرنے والا چاہے تو خدا
دنیا میں اس کی دعار پوری کر دیتا ہے ورنہ اس کی مانگی ہوئی چیز
آخرت کے لئے جمع ہوجاتی ہے، یاد رہے کہ خدا کا انعام بہترین
اور ہمیشہ رہنے والا ہے اور یہ ان لوگوں کو نصیب ہوگا جو صاحب
ایمان ہیں اور اپنے مالک پر بھروسہ کرتے ہیں"۔ (ابن زنجویہ-
کنز العمال ۱/ ۲۱۷)

ایک دوسری اور غالباً زیادہ مستند روایت سے ظاہر ہوتا ہے کہ مذکورہ بالا خط عمر فاروق نے نہیں لکھا تھا بلکہ ابوموسی اشعریؓ نے حفاظ قرآن کے سامنے اس خط کے مضمون سے ملتی جلتی تقریر کی تھی۔ روایت ابوکنانہ کے حوالہ سے بیان کی گئی ہے جن کا بیان کردہ خط رقم ۲۹۵ آپ نے ابھی پڑھا۔ وہ کہتے ہیں کہ ابوموسیؓ نے حفاظ قرآن کا ایک جلسہ کیا جس میں لگ بھگ تین سو حافظ شریک ہوئے اور یہ تقریر کی:-

"بلا شبہ قرآن آپ کے حق میں باعث اجر اور آپ کے خلاف باعث سزا ہونے والا ہے، پس قرآن کی اتباع کیجئے اور قرآن کو اپنی خواہشات کا آلۂ کار نہ بنایئے، کیوں کہ جو قرآن کو اپنا قائد بنائے گا، قرآن اس کو جنت کے باغوں میں لا اتارے گا اور جو قرآن کو خواہشات نفس کا آلہ بنائے گا، قرآن اس کے دھپ مار کر جہنم میں دھکیل دے گا"۔ (صفوۃ الصفوۃ از ابن جوزیؒ
حیدر آباد ہند ۱۳۵۵ھ ۱/ ۲۶۶)

اس سلسلہ کے دوسرے خط

۲۹۶ - "اُن لوگوں کو مالی عطیے دو جو قرآن پڑھیں"

حاکم نے جس کا نام نہیں بتایا گیا اس فرمان پر عمل کیا، نتیجہ یہ ہوا کہ بہت سے لوگ محض روپیے کی خاطر قرآن پڑھنے لگے، حاکم نے خلیفہ کو صورت حال سے مطلع کیا تو یہ خط آیا:

۲۹۷ - "جو لوگ فیاض مزاج ہوں اور رسول اللہؐ کی صحبت سے بھی مشرف ہو چکے ہوں، ان کو مالی عطیے دو" (کتاب الاموال قاسم بن سلام ص ۲۶۰)

۲۹۸-۲۹۹ - سعد بن ابی وقاصؓ کے نام

سعد بن ابی وقاصؓ (جنگ قادسیہ میں عربوں کے سالار اعلی) کے پاس مال غنیمت سے ہر شخص کو حصہ دینے کے بعد کچھ مال بچ گیا جس کی پوری فوج میں مساویانہ تقسیم ممکن نہ تھی، انھوں نے خلیفہ سے پوچھا کہ اس کو کس طرح ٹھکانے لگایا جائے تو یہ جواب آیا:-

"بچا مال حفاظ قرآن میں بانٹ دو"

اس فرمان کی وصولی کے بعد، راوی کہتا ہے کہ سعدؓ کے پاس دو شہسوار آئے جنہوں نے جنگ میں کارہائے نمایاں کیے تھے، ان میں سے ایک نے کچھ شعر بھی کہے جن میں اپنی بہادری کا ذکر کر کے خواہش انعام ظاہر کی تھی۔ سعدؓ نے خلیفہ کو خط لکھا جس میں بچا مال ان دونوں کو دینے کی سفارش تھی۔ عمر فاروق نے سفارش قبول کی (۱۹)

اور لکھا:

" فاضل مال دونوں بہادروں کو ان کی جنگی کارگزاری کے انعام کے طور پر دے دو" (اصابہ ۱/۱۷۲)

۳۰۰۔ سعد بن أبی وقاصؓ کے نام

دوسری روایت ہے کہ اہل کوفہ کی تنخواہیں دینے کے بعد کچھ رقم کوفہ کے خزانہ میں بچ رہی، اس کے بارے میں سعد بن أبی وقاصؓ نے خلیفہ سے پوچھا کہ کیا کریں تو جواب آیا کہ شہر کے حافظوں میں بانٹ دی جائے۔ بہت سے لوگوں نے یہ دیکھ کر کہ حفظ قرآن پر انعام ملا ہے قرآن پڑھنا اور یاد کرنا شروع کر دیا۔ اگلے سال سعدؓ نے خلیفہ کو مطلع کیا کہ گذشتہ سال کل سات حافظ تھے اور اس سال ستر ہیں، عمر فاروق نے اپنے پچھلے حکم پر نظر ثانی کی اور لکھا:

" فاضل رقم ان لوگوں میں بانٹ دو جنہوں نے لڑائی میں کارہائے نمایاں کئے ہیں اور جن کے ہاتھوں دشمن کو خوب زک پہنچی ہے"

۳۰۱۔ سعد بن أبی وقاصؓ کے نام

بشر بن ربیعہ ایک کوفی عرب نے عمر فاروق کو کچھ شعر موزوں کر کے بھیجے جن میں قادسیہ کی ہولناک جنگ میں اپنی مردانگی کا ذکر کیا اور انعام کی خواہش ظاہر کی۔ عمر فاروق نے سعدؓ کو لکھا:۔

" بشر بن ربیعہ کو بھی سورماؤں کی فہرست میں داخل کر لو"

(اصابہ ۱/۱۷۲)

۳۰۲ - ابوموسی اشعریؓ کے نام

" مجھے معلوم ہوا ہے کہ تم بہت سے لوگوں کو ایک ساتھ ملاقات کے لئے بلا لیتے ہو، میرا خط پڑھ کر اس طریقہ پر عمل کرو: سب سے پہلے معزز لوگوں، اہل قرآن اور اہل تقوی کو بلاؤ، اور جب یہ لوگ (تمھاری مجلس میں) بیٹھ جائیں تو عام لوگوں کو باریابی کی اجازت دو۔ آج کا کام کل پر مت چھوڑو، ورنہ کام اتنا بڑھ جائے گا کہ تم سمیٹ نہ سکوگے۔ من مانی (ھَوَی) سے بچتے رہو، من مانی، دنیا پرستی اور کینہ پروری ایسی برائیاں ہیں جن میں کثرت سے لوگ مبتلا ہیں۔ محاسبہ نفس کرو جب تم معاش کی طرف سے بےفکر ہو، کیوں کہ جو خوش حالی میں احتساب نفس کرتا ہے اس کا انجام خوش کن ہوتا ہے اور جو زندگی کی رنگ رلیوں میں پڑا، اور خواہشات کا متوالا بنا، اس کا انجام ندامت اور حسرت کے سوا کچھ نہیں"

اس کے بعد جو عبارت ہے اس کا ترجمہ دو قائم بالذات خطوں کی صورت میں پہلے گذر چکا ہے، دیکھئے خط رقم ۳۹ و ۴۲

(اِزالۃ الخفاء ۲ / ۱۹۸ و شرح نہج البلاغۃ ۳ / ۱۱۹ و کنز العمال ۳ / ۱۶۷، خط کا ابتدائی حصّہ: عام لوگوں کو باریابی کی اجازت دو تک، حَسن بصری کے حوالہ سے ابن جوزی نے تاریخ عمر بن خطاب میں بھی دیا ہے ص ۹۶)

۳۰۳ - ابوموسی اشعریؓ کے نام

"جس (حاکم) کی نیت پاک و صاف ہوتی ہے، خدا تعالی رعایا

کے ساتھ اس کے معاملات خود سلجھا دیتا ہے اور جو حاکم رعیت
کے ساتھ ریاکاری سے پیش آتا ہے، خدا اس کو رسوا کر دیتا ہے؛
فما ظنّک بثواب عند اللہ فی عاجل رزقہ وخزائن
رحمتہ والسلام[1] (؟)" (شعبیؒ - حلیۃ الأولیاء ۱/۵۰
و تاریخ عمر بن جوزی ص ۹۵)

۳۰۴ - ابو موسیٰ اشعریؓ کے نام

کہا جاتا ہے کہ ابو موسیٰ اشعریؓ کو ایک غیر عرب لونڈی پسند تھی اور وہ اس کو خریدنا چاہتے تھے، انھوں نے اس باب میں خلیفہ سے مشورہ کیا تو یہ فرمان آیا:-

"ایسی لونڈی مت لو جس کا تعلق ان عورتوں[2] سے ہو، کیوں کہ یہ زنا کو عار نہیں سمجھتیں، خدا نے شرم و حیا ان کے چہروں سے ایسی سلب کر لی ہے جیسے کتوں سے۔ بہتر ہے کہ تم کوئی عرب لونڈی خرید لو، وہ دل سے تم کو چاہے گی اور خلوص سے بچوں کی دیکھ بھال بھی کرے گی" (ابن عساکر - کنز العمال ۵/۴۸)

۳۰۵ - ابو موسیٰ اشعریؓ کے نام

"فصل مقدمات کے وقت نہ تو بیچو، نہ خریدو، نہ خرید و فروخت کی بات طے کرو، نہ کسی کی جائداد کی دلالی کرو، نہ رشوت لو اور

---

[1] یہ جملہ اپنے ماقبل سے بے ربط ہے اس لئے اس کا ترجمہ نہیں کیا گیا۔
[2] راوی نے یہ تصریح نہیں کی کہ یہ کس قوم و ملت کی عورتیں تھیں۔

نہ غصہ کی حالت میں دو آدمیوں کا مقدمہ فیصل کرو "
(کنز العمال ۳/ ۱٦۵)

۳۰٦- ابوموسیٰ اشعریؓ کے نام

"مجلس عدالت میں نہ تو (اہل مقدمہ سے) اکتاؤ، نہ غصہ ہو، نہ بے چینی اور چڑ چڑاپن ظاہر کرو، اور جب مدعی و مدعیٰ علیہ تمھارے پاس بیٹھیں اور اُن میں سے کوئی ایک دوسرے کے ساتھ زیادتی کرنا چاہے تو اس کو سزا دو " (بغوی۔ ازالۃ الخفاء ۲/ ۱۱۹)

۳۰۷ - ابوموسیٰ اشعریؓ کے نام

"اگر تم نے کوئی فیصلہ دیا ہو پھر زیادہ غور و خوض سے تم کو بہتر فیصلہ سوجھے تو پہلا فیصلہ منسوخ کرنے میں تم کو تردد نہ ہونا چاہیئے، کیوں کہ حق قدیم ہے اور اس کو کوئی چیز مٹا نہیں سکتی، اور حق کی طرف رجوع کرنا غلط بات پر جمے رہنے سے بہتر ہے " (بغوی - ازالۃ الخفاء ۲/ ۱۱۹، یہ خط تھوڑے سے لفظی فرق کے ساتھ اور پچھلے خط کا پہلا جملہ، عمر فاروق کے اس مشہور مراسلہ میں بھی موجود ہے جو انھوں نے فصل مقدمات کے بارے میں ابو موسیٰ اشعریؓ کو لکھا تھا جیسا کہ عنقریب آپ پڑھیں گے)

۳۰۸ - ابوموسیٰ اشعریؓ کے نام

عمر فاروق کا یہ سب سے مشہور خط ہے جو ادب، اور قانون

کی بہت سی کتابوں میں نقل کیا گیا ہے۔ اس میں انصاف اور فصل مقدمات کے کچھ بنیادی اصول بیان ہوئے ہیں اور قیاس و اجتہاد کی اجازت دی گئی ہے۔ اس کو ایک دوسری اہمیت یہ حاصل ہے کہ یہ یا اس کا کچھ حصہ عمر فاروق کا غالباً سب سے مستند اور کم سے کم مشتبہ خط ہے۔ اس کا راوی بیان کرتا ہے کہ ابو موسیٰ اشعریؓ نے حضرت عمرؓ کے وہ سارے مراسلے جو ان کو بھیجے گئے تھے اہتمام سے جمع کر لئے تھے اور مرتے وقت اپنے بیٹے ابو بردہؒ (حجاج کے قاضی کوفہ) کو تاکید کی تھی کہ انھیں پڑھیں اور محفوظ رکھیں، راوی نے یہ خط ابو بردہؒ کے لڑکے سعیدؒ کے پاس دیکھے اور ذیل کا خط اس کو اتنا پسند آیا کہ اس نے نقل کر لیا۔ (تاریخ عمر بن خطاب از ابن جوزی ص ۱۲۴)

شارح نہج البلاغہ اور مصنف نہایۃ الأرب نے لکھا ہے کہ یہ مراسلہ ابو موسیٰؓ کو عراق کے قاضی کی حیثیت سے بھیجا گیا تھا، قدیم مصنّفوں میں ابن الفقیہ صاحب کتاب البُلدان نے بھی ابو موسیٰؓ کو بصرہ کا قاضی بتایا ہے، لیکن یہاں یہ بتا دینا ضروری ہے کہ اکثر مورخ ابو موسیٰؓ کے صرف گورنر ہونے کی خبر دیتے ہیں، ابو موسیٰؓ کے عہد میں بصرہ کے قاضی ایک اور بزرگ تھے جن کا نام کعب بن سُور ازدی ہے۔ اس خط کے جتنے نسخے میری نظر سے گذرے ہیں ان سب میں لفظی و معنوی فرق ہے، لیکن یہ فرق کچھ اسی خط کے ساتھ مخصوص نہیں، عربی کی کوئی پرانی تصنیف اِلّا یہ کہ وہ خود مصنّف کے ہاتھ کی ہو، اس سے خالی نہیں، یہ فرق ہر اس لٹریچر میں ہونا ضروری ہے جو

روایت و نسخ کی گود میں پلا بڑھا ہو، اس فرق کی وجہ کبھی تو کاتبوں کی بھول چوک اور غفلت ہوتی ہے اور کبھی اُن کے اور راویوں کے تصرفات۔ خط زیر بحث ارباب قلم کو محبوب تھا، اس لئے اس کے نسخے بہت ہیں، مگر میرے پیش نظر نسخوں میں دو بھی بالکل ایک سے نہیں، کہیں اختلاف کم ہے، کہیں زیادہ، کہیں لفظی اختلاف زیادہ ہے، کہیں معنوی، علاوہ بریں اکثر نسخوں میں ایسے لفظ اور جملے بھی ہیں جن کا مفہوم متعین کرنا اور سیاق و سباق سے ان کا ربط قائم کرنا دشوار ہو جاتا ہے، لیکن بعض دوسرے نسخوں میں ان کی جگہ ایسے لفظ اور جملے بھی ملتے ہیں جن سے مفہوم اور ربط کی مشکل آسان ہو جاتی ہے، میں نے خط کا ترجمہ دارقطنی کی سنن کے دوسرے نسخہ سے کیا ہے :-

"واضح ہو کہ فصل مقدمات ایک اہم فریضہ ہے جو ہر زمانہ میں (یا ابتدائے اسلام سے) ادا ہوتا رہا ہے۔ جب کوئی مقدمہ تمہارے پاس آئے تو اس کے تمام پہلوؤں کو اچھی طرح سمجھو (اور جب صحیح فیصلہ سوجھ جائے تو اس کو نافذ بھی کر دو) کیوں کہ زبانی فیصلہ بے سود ہے جب تک اس کو عملاً نافذ نہ کیا جائے۔ مدعی اور مدعی علیہ کے ساتھ ایک سا برتاؤ کرو، کسی فریق سے التفات برتنے، عدالت میں بٹھانے یا انصاف کرنے میں کوئی امتیاز نہ برتو، تاکہ "بڑا آدمی" یہ توقع نہ کرے کہ تم اس کے ساتھ رعایت کرو گے اور "غریب" کو یہ اندیشہ نہ ہو کہ اس کے ساتھ بے انصافی سے پیش آؤ گے۔ مدعی سے گواہ مانگے جائیں، اور مدعی علیہ سے

قسم لی جائے۔ مسلمانوں کے درمیان صلح کرانا جائز ہے بشرطیکہ
اس سے قرآن کا کوئی قانون نہ ٹوٹے۔ اگر آج تم کوئی فیصلہ
کرو اور بعد میں (مزید غور و خوض کرکے) اس سے بہتر فیصلہ تم
کو سوجھے تو پہلے فیصلہ کو رد کر سکتے ہو، اس لیئے کہ "حق" ازلی
ہے اور اس کی طرف رجوع کرنا غلطی پر اڑے رہنے سے بہتر ہے۔
خوب خوب غور کرو اس مقدمہ پر جو تمھارے دل میں خلش پیدا کئے
ہو اور جس کا حل قرآن و سنت میں تم کو نہ ملے۔ ایسے مسائل
کو اچھی طرح ذہن نشین کرو جس میں کوئی "وجہ مشابہت" ہو اور
باہم ملتے جلتے مسائل سے ملتے جلتے فیصلے اخذ کرو، ان فیصلوں
میں سے جس کے بارے میں تم سمجھو کہ انصاف سے قریب تر ہے'
اور خدا کو سب سے زیادہ پسند ہوگا اس کو اختیار کرلو۔ کوئی
شخص اگر اپنے دعوی کو ثابت کرنے یا گواہ فراہم کرنے کے لئے
مہلت مانگے تو اس کو مہلت دو اور اگر میعاد مقررہ میں وہ گواہ
پیش کردے تو اس کا حق دلوادو، ورنہ اس کے خلاف فیصلہ کرو،
یہ بہترین طریق کار ہے جس سے فریقین کی نظر میں نہ تو تمھاری
غیر جانب داری مشتبہ[1] ہوگی اور نہ ان کو تمھارے
فیصلہ پر اعتراض کا موقع رہے گا۔ ہر مسلمان کو گواہی دینے کا
حق ہے الا یہ کہ کسی سنگین جرم میں کوڑوں کی سزا بھگت چکا ہو
یا جھوٹی شہادت کے لئے بدنام ہو، یا (اگر آزاد کردہ غلام ہے تو)
اس پر غلط آقا کی طرف خود کو منسوب کرنے یا (آزاد ہے تو) غلط
حسب نسب بتانے کا الزام ہو۔ تمھاری چھپی بد اعمالیوں (کی سزا)

---

[1] متن میں أجلی للعمی ہے جس کا مفہوم مبہم ہے، میں نے ترجمہ کے لئے أجلی للشک کی روایت اختیار کی ہے جو متعدد نسخوں میں پائی جاتی ہے۔

کا معاملہ خدا کے ہاتھ ہے، (دنیا میں قانونی) سزا سے بچنے کے لئے اُس نے گواہی اور حلف ضروری قرار دیا ہے۔ خبردار، انصاف کرتے وقت۔ انصاف جو خدا کے انعام اور اچھی شہرت کا موجب ہے، تمھارے دل میں اہل مقدمہ سے خفگی، اکتاہٹ یا چڑچڑاپن پیدا نہ ہو اور نہ (حق بات میں) فریقین کے ساتھ بدمزاجی سے پیش آؤ، کیوں کہ جو خدا سے اپنے معاملات میں مخلص ہوتا ہے، خدا لوگوں سے اُس کے معاملات ٹھکانے لگا دیتا ہے، اور جو لوگوں کے سامنے ریا کرتا ہے، خدا اُس کو رسوا اور خوار کر دیتا ہے[1]۔"

(سُنن دارقطنی، ہند، ص ۵۱۲ و عیون الأخبار ابن قتیبہ مصر ۱۹۲۵ء ۱/ ۶۶ و أنساب الأشراف قلمی ۹/ ۶۲۳ والبیان والتبیین جاحظ مصر ۱۳۳۲ھ ۲/ ۱۳۴ و العقد الفرید، مصر ۱۹۱۳ء ۱/ ۴۶ و شرح نہج البلاغۃ ۳/ ۱۱۹ و کامل مُبَرّد لیبزک ۱۸۶۴ء ۱/ ۹ و نہایۃ الأرب نُویری مصر ۱۹۲۶ء ۶/ ۲۵۷ و أدب القاضی از أبوزید سَمعانی قلمی رقم [۶۲۹] ۱۰۸۱۲ ص ۴ - ۵ ازہر یونی ورسٹی لائبریری قاہرہ، و إعلام المُوَقِّعین ابن قَیِّم مصر ص ۷۱ - ۷۲ و مبسوط سرخسی مصر ۱۶/ ۶۰ - ۶۵ و سُنن کبری بیہقی ۱۰/ ۱۰۶ صرف آخری حصہ، و نصب الرایۃ لأحادیث الہدایۃ ۴/ ۸۱ - ۸۲ و تاریخ عمر بن خطاب ابن جوزی ص ۱۳۵ و مسند بزّار قلمی رقم [۹۲۴] ۲۹۰۲۹ أزہر یونیورسٹی لائبریری و صبح الأعشی ۱/ ۱۹۳ - ۱۹۴ و مقدمہ ابن خلدون مصر ۱/ ۱۸۴ و کنز العمال (خط کا بیشتر حصہ) ۳/ ۱۲۴ و إزالۃ الخفاء ۲/ ۱۱۹)

---

[1] یہ آخری جملہ ماسبق سے بے ربط معلوم ہوتا ہے۔

۳۰۹۔ابوموسیٰ اشعریؓ کے نام

ـ "صبر کا دامن پکڑ لو، یاد رکھو کہ صبر دو قسم کا ہوتا ہے، ایک اعلیٰ اور ایک اس سے کم درجہ کا۔ مصیبتوں میں صبر کرنا اچھا ہے، لیکن اُن امور سے بچنا جن سے خدا نے روکا ہے اعلیٰ صبر ہے، یہ بھی یاد رہے کہ صبر، ایمان کا ستون ہے۔ اور یہ اس لئے کہ "خوفِ خدا" (تقویٰ) سب سے افضل بھلائی ہے، اور خوفِ خدا صبر ہی کے ذریعہ ممکن ہے۔" (غزالیؒ۔ إزالۃ الخفاء ۲/۱۷۳)

۳۱۰۔مسلمانوں کے نام

"بَراء بن مالکؓ کو مسلمانوں کی کسی فوج کا سالار نہ بناؤ، وہ سخت بے باک آدمی ہیں، مسلمانوں کو ہلاکت میں ڈال دیں گے۔"
(شرحُ السِّیَرَ الکبیر سرخسی ۱/۴۸ و إستیعاب ۱/۵۸، و صفوۃ الصَّفوۃ ابن جوزی ۱/۲۵۶)

بَراء بن مالکؓ، رسول اللہؐ کے مشہور خادم اُنس بن مالکؓ کے بھائی، بڑے بے دھڑک آدمی تھے۔ جنگ یمامہ میں انھوں نے شجاعت کے ایسے کرتب دکھائے کہ ہر زبان پر ان کی تعریف تھی۔ وہ اپنی اور دشمن کی طاقت ناپے تولے بغیر ہر خَطرہ میں گھس پڑتے تھے، سنہ۲۰ھ میں تُستَر کے محاصرہ کے دوران مرکز کے اشارہ پر جب عَمَّار بن یاسرؓ (گورنر کوفہ) کمک لے کر آئے تو یہ ان کے میمنہ کے کمانڈر تھے (فتوح البلدان ص ۳۷۳) قلعۂ تُستر کے دروازہ پر لڑتے ہوئے شہید ہوئے۔ اگر مذکورہ بالا خط صحیح ہے تو فتوح البلدان کی یہ روایت صحیح نہیں ہو سکتی کہ بَراءؓ، عمار بن یاسرؓ کی فوج کے

میمنہ کے کمانڈر تھے یا پھر یہ ماننا پڑے گا کہ خلیفہ کے اِس حکم کی تعمیل نہیں کی گئی۔

۳۱۱ - عثمان بن أبی العاص ثقفیؓ کے نام

رسول اللہؐ نے اُن کو طائف کا گورنر مقرر کیا تھا، مخلص محنتی اور اولوالعزم حاکم تھے، انھی کی کوشش کا نتیجہ تھا کہ رسول اللہؐ کی وفات پر جب رِدَّہ کی آندھی چلی تو طائف کے لوگ مرتد نہیں ہوئے۔ ۱۵ھ میں عمر فاروق نے ان کو عُمان اور بحرَین کا گورنر مقرر کیا۔ انھوں نے اپنے بھائی کو بحرَین بھیجا اور خود عُمان[1] کا رخ کیا جہاں ہندوستان سے جہاز آیا جایا کرتے تھے، یہاں بہت سے لوگ تھے جو ہندوستان کا سفر کر چکے تھے اور وہاں قیام اسلام کے خواہش مند تھے، غالبًا ان کی ترغیب پر عثمان بن أبی العاصؓ ایک بیڑا لے کر تانہ پہنچے جو موجودہ بمبئی کے قریب جنوب میں ایک بڑا تجارتی بندرگاہ تھا، افسوس ہے کہ اس بحری فوج کشی کی تفصیل اور اس کے نتائج پر ہمارے مورخوں نے روشنی نہیں ڈالی، غالب قرینہ ہے کہ عثمانؓ نے بمبئی کے علاقہ میں کوئی فتح نہیں کی اور نہ کسی راجہ سے کوئی معاہدہ کیا۔ اس بحری اقدام کی خبر عمر فاروق کو نہیں کی گئی تھی، جب ان کو اس کا علم ہوا تو وہ برہم ہوئے اور عثمانؓ کو لکھا:-

" ثقیف کے بھائی! تم نے کیڑوں کو لکڑی پر سوار کیا (مسلمانوں

---

[1] جزیرہ عرب کا شمال مشرقی علاقہ جو مغرب میں خلیج فارس، شمال میں خلیج عُمان اور مشرق میں بحر ہند سے گھرا ہوا ہے اور مشرقی بحری تجارت کا قدیم زمانہ میں اہم مرکز تھا۔ دیکھئے نقشہ ۱ مقابل ص۱۔

کو کشتیوں میں سفر کرا کے سمندری خطروں میں ڈالا) قسم کھا کر کہتا ہوں کہ اگر مسلمان تباہ ہو جاتے تو ان کے برابر تعداد تمھارے قبیلے کے لوگوں سے لے لیتا؟ (فتوح البلدان بلاذری ص ۴۲۰)

۳۱۲ - عثمان بن أبی العاص ثقفیؓ کے نام

سنہ۲۰ یا سنہ۲۱ میں عمر فاروق کے حکم سے عثمان بن ابی العاصؓ نے فارس[1] پر فوج کشی کی اور اس کے جنوبی حصہ کو مسخر کیا، غالباً سنہ۲۲ میں مرکز کی طرف سے ان کی مدد کے لئے ابو موسیٰ اشعریؓ کی کمان میں بصرہ سے ایک فوج آئی اور اس کے ساتھ یہ فرمان :-

"عبداللہ عمر امیر المؤمنین کی طرف سے عثمان بن ابی العاصؓ کو سلام علیک، واضح ہو کہ میں نے عبداللہ بن قیس (ابو موسیٰؓ) کو تمھاری مدد کے لئے بھیجا ہے، جب وہ تمھارے پاس پہنچیں، تو کل فوج کے سالار اعلیٰ تم[2] ہو گے، باہمی صلاح مشورہ سے کام کرنا"

(الاستیعاب ۲/۴۸۳ و فتوح البلدان ص ۳۸۰)

۳۱۳ - عثمان بن أبی العاص ثقفیؓ کے نام

نصر بن حجاج مدینہ کا ایک خوبرو جوان تھا، جسمانی ملاحت کے علاوہ اس کے لمبے گھنے بال خاص طور پر دل کش تھے، جدھر نکل جاتا نظریں اس پر ٹک جاتیں۔ مدینہ کی ایک عورت نے اپنے اشعار میں نصر

---

[1] خلیج فارس سے متصل ایران کا جنوبی صوبہ۔
[2] متن میں تم کی جگہ عثمان ہے جو بظاہر بے محل ہے۔

کا پر شوق ذکر کیا، عمر فاروق کو اس کی خبر ہوئی تو انھوں نے نصر کو بلایا اور اس کے لمبے ریشمی بال کٹوا دئے، لیکن اب بھی اُس کا حسنِ کرشمہ ساز کم نہ ہوا، عمر فاروق نے اس کو مدینہ سے بصرہ جلا وطن کر دیا، وہاں مُجاشع بن مسعودؓ کی حسین بیوی خُضیراء سے جس کے پردے عمر فاروق نے پھٹوا دئے تھے جیسا کہ آپ نے اوپر پڑھا، اس کو محبت ہوگئی، گورنر بصرہ ابو موسیٰؓ نے نصر کا شہر میں رہنا مناسب نہ سمجھا اور مشورہ دیا کہ جہاد کے لئے فارس چلے جاؤ، نصر اب فارس آگیا، جہاں عثمان بن ابی العاصؓ فتوحات میں مصروف تھے، کچھ ہی دن گذرے تھے کہ ایک بڑے زمیندار کی لڑکی نصر پر فریفتہ ہوئی یا نصر اس پر، عثمانؓ نے چاہا کہ نصر کو فارس سے نکال دیں، نصر نے کہا: اگر تم نے ایسا کیا تو میں دارالحرب چلا جاؤں گا" اس کی خبر عمر فاروق کو کی گئی تو انھوں نے لکھا:

"نصر کے بال کاٹ دو، اس کی قمیص اتنی اونچی کردو کہ پنڈلیاں کھل جائیں اور اس کو ہر وقت مسجد میں رکھو" (الاصابہ، مصر ۳/۵۸۹)

۳۱۴- جزء بن مُعاویہؓ کے نام

جزء بن مُعاویہ مشہور دانائے عرب أحنف بن قیس کے چچا تھے، أہواز کے ضلع سُرّق اور بقول بعض مناذِر کے کلکٹر تھے:

"تمھارے علاقہ میں جو پارسی ہوں ان سے جزیہ وصول کرو، عبدالرحمٰن بن عوف نے مجھے بتایا ہے کہ رسول اللہؐ نے ہجر کے پارسیوں سے جزیہ لیا تھا" (سُنن دارقطنی دہلی ص ۲۲۶ و جامع ترمذی، ہند ص ۲۴۰)

اس خط سے لازم آتا ہے کہ اِس کی نگارش سے پہلے جو ۲۰ھ کے یقیناً بعد ہوئی ہوگی، عراق کے سارے فارسی مشرکوں کے درجہ میں تھے، تاریخی شہادت یہ بات تسلیم نہیں کرتی، سُرّق و مناذر ۱۷ھ کے لگ بھگ فتح ہوئے، اس سے کئی برس پہلے ۱۲-۱۳ھ میں خالد بن ولیدؓ اور مثنیٰ بن حارثہؓ نے دِجلہ کے دہانہ میں اور حیرہ کے نواح میں جو فارسی علاقہ فتح کیا تھا، اس پر جزیہ لگایا گیا تھا، اس کے بعد ۱۴ھ یا ۱۵-۱۶ھ میں یعنی بعہد عمر فاروق جب عراق فتح ہوا تب بھی مفتوح فارسیوں کو ذمی قرار دے کر ان پر جزیہ لگایا گیا، یہ حقائق اس بات پر دلالت کرتے ہیں کہ مناذر اور سُرّق پر اسلامی تسلط سے کئی سال پہلے ہی فارسیوں کو ذمیوں کے حقوق حاصل ہو چکے تھے۔ پھر خط کے ان الفاظ سے کہ: عبد الرحمٰن بن عوف نے بتایا ہے کہ رسول اللہؐ نے ھَجَر کے فارسیوں سے جزیہ وصول کیا تھا، یہ باور کرنا مشکل ہے کہ رسول اللہؐ کی یہ کارروائی عمر فاروق سے مخفی رہی ہوگی جو رسول اللہؐ کے قریب ترین مشیروں میں تھے۔

۳۱۵۔ جزء بن معاویہؓ کے نام

ابھی آپ نے پڑھا کہ جزءؓ سُرّق یا مناذر کے کلکٹر تھے، ان کے سکرٹیری بَجالہ بن عَبَدَہ کہتے ہیں کہ عمر فاروق نے اپنی وفات سے ایک سال پہلے یہ مراسلہ بھیجا:-

"ہر جادوگر کی گردن مار دو، (وہ سارے نکاح جو پارسیوں نے ذی محرموں سے کئے ہوں، منسوخ کر دئے جائیں) اور ذی محرم

شوہر اور بیوی کو الگ کر دیا جائے، ان کو کھانا کھاتے وقت گنگنانے سے بھی روکو" (سُنن دار قطنی ص ۲۲۶ و سُنن ابی داؤد مصر ۳۰/۲ وکتاب الأموال قاسم بن سَلّام ص ۳۶ و کنز ۴۲۹/۶)

یہاں یہ اعتراض پیدا ہوتا ہے کہ فارسیوں کا ذی محرم سے نکاح کرنا اور کھانا کھاتے وقت گنگنانا (زمزمہ) ان کے مذہبی معاملات تھے، اور فارسی اسلام کی امان میں آکر ذمی ہو گئے تھے اور ذمیوں کو اسلام نے شخصی و مذہبی امور میں آزاد چھوڑا تھا، پھر عمر فاروق نے یہ مداخلت کیوں کی؟ ہمارے پاس اس کا کوئی معقول جواب نہیں ہے، اس لئے زیادہ قرین قیاس اس خط کی وہ شکل معلوم ہوتی ہے جو ابن سعد نے طبقات میں نقل کی ہے (خط رقم ۲۱۷)

۲۱۶ ۔ خط کی دوسری شکل

"تمہارے علاقہ میں جو پارسی ہوں ان کو دعوت دو کہ ماؤں، بیٹیوں اور بہنوں سے شادی کرنا چھوڑ دیں اور سب مل کر کھانا کھایا کریں، اگر ایسا کریں گے تو ہم ان کو اہل کتاب کا درجہ دے دیں گے۔ اس کے علاوہ ہر جادوگر اور کاہن کی گردن مار دو" (ابن زنجویہ۔ کنز العمال ۳۰۰/۲)

۲۱۷ ۔ خط کی تیسری شکل

"ہر جادوگر اور جادوگرنی کی گردن مار دو" (طبقات ابن سعد جلد ۷، قسم ثانی ص ۹۴ و عمرو بن دینار ۔ إزالۃ الخفاء ۱۲۵/۲)

۲۱۸ - ابو موسیٰ اشعریؓ کے نام

سوتی ہوئی عورت کے ساتھ کسی نے زنا کی، اس واقعہ کی رپورٹ کرتے ہوئے ابو موسیٰ اشعریؓ نے عمر فاروق سے دریافت کیا کہ عورت کو سزا دی جائے یا نہیں تو یہ جواب آیا:-

"وہ تہامی[1] (عورت) تھی سو گئی، (کبھی سوتی عورتوں کے ساتھ یہ واقعہ پیش آجاتا ہے۔"

عورت کو زنا کی قانونی سزا نہیں دی گئی۔ (شعیب بن شہاب جرمی - کنز ۳/۸۷)

۲۱۹ - ابو موسیٰ اشعریؓ کے نام

"اپنی قلمرو کی مسلمان عورتوں کو حکم دو کہ زیورات کی زکاۃ نکالیں۔" (شعیب بن یسار - سنن کبریٰ بیہقی ۴/۱۳۹، مصنّف بن ابی شیبہ میں یہ الفاظ زیادہ ہیں: ولا یجعلن الهدیة والزیادة تقارضا بینهن" (مصنّف قلمی رقم ۲۰۸۰، ۲/۷۹م دارالکتب قاہرہ)

---

[1] تہامہ کی رہنے والی، حجاز کے جنوب میں ساحلِ سمندر سے متصل نہایت گرم علاقہ کا نام تہامہ تھا۔

۳۔ محاذِ مصر و افریقہ

عمرو بن عاص رضؓ کے نام

عمرو بن عاص کا تعارف : بڑے بلند ہمت اور چست ذہن آدمی تھے، قد چھوٹا تھا، اور آنکھیں بڑی، دہانہ چوڑا، چہرہ پر بشاشت و نکھار، سینہ اور مونڈھے کشادہ[1]۔ اسلام سے پہلے قریش کے سورماؤں میں ان کا شمار تھا۔ چمڑے اور عطر کی تجارت کرتے تھے[2]، اور اس ناتے شام، مصر اور حبشہ کا سفر کر چکے تھے، جہاں مختلف مذاہب کے لوگوں سے ملنے جلنے اور مختلف تمدنوں، اور اخلاق کے مشاہدہ سے ان کی نظر میں گہرائی اور تجربہ میں وسعت پیدا ہوگئی تھی۔ اسلام سے پہلے ان کو رسول اللہؐ سے سخت بیر تھا، ان کے خلاف پروپگنڈا کرتے اور ان کی ہجو میں شعر کہتے، بدر، اُحد اور خندق کی لڑائیوں میں بڑی گرم جوشی سے ان کے خلاف لڑے[3]۔ رسول اللہؐ اور اسلام کی طرف سے ان کے خیالات اس وقت بدلے جب مسیحی حبش کے شاہ نجاشی نے ان کے سامنے قریش کے طرز عمل کی مذمت کی، رسول اللہؐ کی تحریک کو سراہا اور ان کی نبوت خود تسلیم کی۔ ۸ھ میں جب ان کی عمر لگ بھگ پینتیس سال[4] کی تھی

---

[4] عمرو بن عاصؓ کی عمر سے متعلق ہمارے راویوں نے چار تاریخیں بیان کی

باقی فٹ نوٹ اگلے صفحہ پر (۲۰)

مشرف باسلام ہوئے۔ کہا جاتا ہے کہ یہ، اور قریش کے دو[2] معزز خالد بن ولیدؓ اور عثمان بن طلحہؓ مل کر رسول اللہؐ کی خدمت میں اسلام لانے حاضر ہوئے تو آپ نے خوش ہو کر صحابہ سے کہا: "لو مکہ نے اپنے جگر پارے تمھارے پاس پھینک دیے!" رسول اللہؐ نے ان کی بڑی قدر کی اور پہلے چند قبیلوں میں اسلام کی دعوت دینے بھیجا، پھر عُمان (شمال مشرقی جزیرۃ العرب) میں معلم اور محصل زکاۃ مقرر کیا۔ رِدّۃ کی افراتفری میں مدینہ آگئے اور جب کچھ عرصہ بعد خلیفہ اول نے شام فتح کرنے کئی سالاروں کے تحت فوجیں بھیجیں تو صوبہ فلسطین کی فتح پر اُن کو مامور کیا۔ شام میں انھوں نے بڑی لیاقت سے اپنے فرائض انجام دیے اور کئی نازک موقعوں پر تدبر اور دلیری سے کام لے کر کامیابی حاصل کی۔ جنوبی شام کی فتح اور انتظام میں ان کی خدمات ممتاز تھیں[3]۔
۱۸ھ میں جب شام کی فتح تکمیل کے قریب پہنچی تو عمر فاروقؓ نے اُن کو مصر فتح کرنے بھیجا اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ فتح مصر کا منصوبہ

ہیں: ننیانوے سال (تہذیب التہذیب ابن حجر ۸/۵۷) نوے سال (اِصابہ ابن حجر مصر ۳/۹) تہتر سال (کتاب المعارف مصر ۱۳۰۰ھ ص ۹۷) اور ۷۰ سال (تہذیب الاسماء واللغات نووی و تاریخ دمشق ابن عساکر مائکرو فلم ۱۶، معہد احیاء المخطوطات العربیہ، عرب لیگ قاہرہ) میں نے نوویؒ اور ابن عساکرؒ کی رائے کا اتباع کیا ہے کیوں کہ نوے اور ننیانوے سال کی روایت کے مطابق وہ بوڑھے ہو چکے ہوں گے (پچپن یا چونسٹھ سال کے) اور اس عمر والے کے لئے رسول اللہؐ کا یہ ریمارک (جیسا کہ ابھی آپ پڑھیں گے) کہ مکہ نے اپنے جگر پارے پھینک دئے کچھ ناموزوں سا معلوم ہوتا ہے، اسی طرح اسلام کے بعد جوش و ولولے سے بھرے ان کے افعال اس بات پر مشعر ہیں کہ اسلام کے وقت ان کی عمر تیس چالیس کے درمیان تھی۔

انھوں نے خود بنایا تھا' مصر کو زیر کر کے ۲۲ھ میں انھوں نے شمالی افریقہ کے بحر روم سے متصل علاقہ پر دو مشہور بندرگاہ برقہ اور طرابلس فتح کیے[۱۳۰]۔ مصر کے لوگوں میں وہ کافی مقبول تھے، زمینداروں اور کاشتکاروں سے اُن کا معاملہ نرم تھا، زراعت کی ترقی اور کاشتکاروں کی بہبودی ان کے پیش نظر تھی۔ ان کی رواداری کی ایک مثال یہ ہے کہ جب بابلیوں اور اسکندریہ کے عظیم اور متمول شہر کئی ماہ کی پر مشقت اور خوں ریز محاصرہ کے بعد فتح ہوئے تو انھوں نے نہ تو کسی کو قتل کیا نہ غلام بنایا بلکہ معاف کر دیا[۱۳۱]۔ اسکندریہ کی فتح کا ذکر کرتے ہوئے اس زمانہ کا ایک مصری پادری لکھتا ہے: 'عمرو بن عاص نے معاہدہ کے مطابق جزیہ وصول کیا، گرجا گھروں کی کسی چیز کو ہاتھ نہیں لگایا، نہ لوٹ مار کی، نہ کسی کا مال و دولت غصب کیا، بلکہ انھوں نے اپنی گورنری کے تمام ایام میں مقامی باشندوں کی حفاظت کی اور ان کو ظلم و تشدد سے اپنی امان میں رکھا۔۔۔[۱۳۲]'

خراج بڑھانے اور مالی معاملات کی بہتر نگرانی کے لئے عمر فاروق نے وفات سے کچھ پہلے ایک لائق عرب عبد اللہ بن سعد بن أبي سرحؓ کو بالائی مصر (صعید) کا افسر خراج مقرر کیا، یہ تقرر قدرتی طور پر عمرو بن عاصؓ کو کھلا' ۲۵ھ میں عمر فاروقؓ کے انتقال کے کوئی ڈیڑھ سال بعد عمرو بن عاصؓ خلیفہ وقت عثمان غنیؓ سے ملے اور کہا کہ عبد اللہ بن سعدؓ کو مصر سے ہٹا لیجئے، کیوں کہ کسی حکومت کو دو عملی راست نہیں آتی، لیکن انھوں نے ایسا کرنے سے انکار کر دیا، احتجاجاً عمرو بن عاصؓ مستعفی ہو گئے۔ اِس وقت اسکندریہ میں

بغاوت ہوئی اور قیصر روم نے مصر کو واگذار کرانے کے لئے ایک بڑی فوج روانہ کی۔ مصری لیڈروں کا ایک وفد خلیفہ سے ملا اور کہا کہ رومیوں سے مقابلہ کے لئے عمرو بن عاصؓ کو نامزد کیجئے، روم اور مصر پر ان کی دہاک بیٹھی ہوئی ہے۔ عثمان غنیؓ کے کہنے سے انھوں نے نئی جنگ کی کمان قبول کی۔ قیصر روم کی فوجیں ہاریں اور اسکندریہ پر پھر اسلامی جھنڈا لہرانے لگا۔ حضرت عثمانؓ نے ان سے اپیل کی کہ استعفار واپس لے لیں، فوجی اور سیاسی معاملات اپنے ہاتھ میں رکھیں اور مالی انتظام عبد اللہ بن سعدؓ کی نگرانی میں رہنے دیں، لیکن وہ تیار نہ ہوئے اور کہا: "کیا خوب، میں گائے کے سینگ پکڑوں اور دودھ دوہے کوئی اور"۔[۹]

مصر کی گورنری سے الگ ہو کر وہ فلسطین میں بس گئے، کبھی کبھی مدینہ آتے اور چوں کہ گورنری کے معاملہ میں حضرت عثمانؓ سے کھٹکی ہوئی تھی، ان پر نکتہ چینی کرتے[۱۰]۔ ان کے بعد عثمان غنیؓ نے عبد اللہ بن سعدؓ کو جو حکومتِ مصر کے افسر خراج تھے، گورنری کا عہدہ بھی دے دیا، انھوں نے ایسی تدبیریں کیں کہ خراج ایک کروڑ بیس لاکھ دینار سے بڑھ کر ایک کروڑ چالیس لاکھ دینار ہوگیا۔[۱۱] حضرت عثمانؓ نے ایک ملاقات میں عمرو بن عاصؓ سے اس اضافہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا: تمھارے بعد اونٹنی کا دودھ بڑھ گیا"۔ عمروؓ نے فوراً جواب دیا: "کیوں کہ آپ نے اس کے بچوں کا پیٹ کاٹ لیا"۔[۱۲]

عثمان غنیؓ کے قتل کے بعد جب حضرت علیؓ اور حضرت معاویہؓ کی

آویزش شروع ہوئی تو موخر الذکر نے ان کی صلاحیتوں سے فائدہ اٹھانے کا قصد کیا، لیکن انھوں نے اپنی قیمت وصول کی اور اس وقت تک معاویہؓ کے ساتھ تعاون نہ کیا جب تک کہ اُن سے مصر کی گورنری کا وعدہ نہ لے لیا۔

جنگ صِفّین (۳۷ھ) کے آخری دور میں یہ عمروؓ ہی تھے جنھوں نے قرآنِ کریم کو نیزوں پر بلند کر کے لَاحُکْمَ اِلَّا لِلّٰہ کے نعرے لگانے کی انوکھی تدبیر سوچی جو جنگ بند کرانے اور حضرت علیؓ کی فوج میں پھوٹ ڈلوانے پر منتہی ہوئی۔ امیر معاویہؓ کو ان پر بے پایاں اعتماد تھا۔ تحکیم کی مجلس منعقد ہوئی (۳۸ھ) تو یہ ان کے خاص نمایندے بن کر شریک ہوتے، اور مشہور ہے کہ ایک دھوکہ کا کھیل کھیلا۔ پہلی صدی ہجری کے چار ماہرینِ ڈپلومیسی میں ان کا شمار کیا جاتا ہے[1]۔ وہ اقتدار کے دل دادہ تھے، ان کی زندگی کے متعدد واقعات سے اس بات کی تائید ہوتی ہے۔ اصل یہ ہے کہ عمرو بن عاصؓ قریش کے ان سپوتوں میں تھے جن کی رگوں میں اجداد کی ریاست و حکومت کا خون تھا، جو موروثی اور کسبی صلاحیتیں رکھتے تھے، جن کی صلاحیتوں کو اسلام سے پہلے کما حقہ ابھرنے اور جوہر دکھانے کا موقع نہیں ملا تھا۔ اسلام کے بعد ان کے سامنے ایک وسیع میدان کھلا اور نئی نئی راہیں نکلیں۔ ان لوگوں میں خالد بن ولیدؓ، علاء بن حضرمیؓ، سعد بن أبی وقّاصؓ، معاویہ بن أبی سفیانؓ، یزید بن ابی سفیانؓ اور عمرو بن عاصؓ خاص طور پر ذکر کیے جا سکتے ہیں، یہ سب ساتھ کھیلے یا

[1] باقی تین ہیں: مغیرہؓ بن شعبہ، زیاد بن اُبیہؓ، اور معاویہ بن ابی سفیانؓ

جاننے پہچاننے تھے اور سب میں کارہائے نمایاں کرنے اور ایک دوسرے سے بازی لے جانے کا شوق تھا۔

۳۸ھ میں تحکیم کے بعد امیر معاویہؓ نے اپنا وعدہ پورا کیا اور عمروؓ کو مصر کی گورنری دے دی، یہ گورنری صحیح معنی میں حکومت تھی، امیر معاویہؓ کو نہ اس میں دخل دینے کا حق تھا اور نہ مصر کی آمدنی سے کوئی پائی لینے کا۔ عمرو بن عاصؓ اِس شرط پر ہی امیر معاویہؓ سے حضرت علیؓ کے خلاف تعاون کرنے کو تیار ہوئے تھے۔ حکومت کا یہ دور کوئی پانچ سال رہا[۱۳] اس میں عمرو بن عاصؓ نے دو مہمیں شمالی افریقہ بھیجیں، اس کے علاوہ انھوں نے مصر میں جو زراعتی یا انتظامی اصلاحات کی ہوں، ان کی تفصیلات سے ہم بے خبر ہیں، لیکن قرائن سے ظاہر ہوتا ہے کہ انھوں نے اہل زراعت کو کچھ ٹھوس رعایتیں دیں جن کے زیر اثر مصر کا خراج ایک کروڑ چالیس لاکھ دینار سے کم ہو کر نوے لاکھ دینار رہ گیا[۱۴]۔ شوال ۴۳ھ میں لگ بھگ ستر سال کی عمر میں وفات پائی[۱۵]۔ مرنے سے پہلے ان کی آنکھوں میں آنسو دیکھ کر عبداللہ بن عمروؓ (صاحبزادے) نے پوچھا: ”بڑی سے بڑی مصیبت میں کبھی آپ کی آنکھیں تر نہ ہوئیں ابا، آج کیا بات ہے؟“ بولے: ”اس وقت تین باتوں کے خیال سے بڑی وحشت ہو رہی ہے:۔ تعطل، روز جزاء اور احباب کی جدائی۔ مرتے وقت یہ الفاظ وردِ زبان تھے: اللّٰھم لَا اِلٰہ اِلَّا أنت مالک تیرے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں[۱۶]۔ کچھ لوگ کہتے ہیں وہ بہت مال دار ہو گئے تھے۔ کیوں کہ سرکاری خرچ کے بعد جو کچھ بچتا وہ خود لے لیتے تھے، کچھ لوگ کہتے ہیں یہ غلط ہے،

مرتے وقت ان کے پاس صرف سات دینار (تقریباً سو روپئے) تھے[۱۵]۔

[۱] فتوح مصر تالیف عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن عبدالحکم، (اڈیٹر۔ چارلس سی ٹوری) لیدن ۱۹۲۰ء ص۵۸ و اصابہ مصر ۲/۳۔ [۲] کتاب الوُلاۃ والقُضاۃ تالیف کندی (اڈیٹر۔ رفن گست) بیروت ۱۹۰۸ء ص ۷۔ [۳] شرح نہج البلاغہ، ایران ص ۳۳۵ و تاریخ دمشق ابن عساکر، مائکرو فلم ۱۶، معہد احیاء المخطوطات العربیہ، جامعۃ الدوَل العربیّہ، قاہرہ۔ [۵] ملاحظہ ہو فتوح الشام أزدی۔ [۶] کتاب الوُلاۃ والقُضاۃ کِندی ص ۱۰۔ [۷] فتوح البلدان بلاذری ص ۲۲۸۔ [۸] اقتباس از تاریخ مصر، تصنیف اسٹینلے لین پُول ۱۹۲۴ء ص ۱۲۔ [۹] فتوح مصر ابن عبدالحکم ص ۱۷۸ و فتوح البلدان بلاذری ص ۲۳۱۔ [۱۰] اِستیعاب، حیدر آباد ہند ۲/۳۴۵ [۱۱] لیث بن سعد۔ فتوح مصر ص ۱۶۱۔ [۱۲] فتوح البلدان ص ۲۱۷ و خِطط مَقریزی، مصر ۱/۱۲۷۔ [۱۳] کتاب الولاۃ والقضاۃ کِندی ص ۳۱۔ [۱۴] معجم البلدان یاقوت مصر ۸/۵۷، [۱۵] تہذیب الأسماء واللغات تالیف نوَوِی، مصر ۲/۳۰ و کتاب المعارف ابن قتیبہ، مصر ۱۳۰۰ھ ص ۹۷ و طبقات ابن سعد جلد چار، قسم ثانی ص ۸ و جلد ۷، قسم ثانی ص ۱۸۸ [۱۶] فتوح مصر، ابن عبدالحکم ص ۱۸۱-۱۸۲، [۱۷] مروج الذہب مسعودی (اڈیٹر۔ محی الدین) مصر ۱۳۵۶ھ ۲/۲۱۲ و تہذیب التہذیب ابن حجر عسقلانی حیدر آباد ہند ۷/۵۷ و تاریخ الخمیس تالیف دیار بکری، مصر ۱۳۰۲ھ ۲/۳۲۶ و کتاب الوُلاۃ والقُضاۃ کندی ص ۳۴۔

۳۲۰-۳۲۱-۳۲۲-۳۲۳-عمرو بن عاصؓ کے نام

مصر کی تاریخِ فتح اور اس پر فوج کشی کے اسباب کے بارے میں ہمارے مورخوں میں اختلاف ہے۔ سیف بن عمر مدعی ہیں کہ مصر کے دونوں سب سے بڑے شہر بابلیون[1] (جو بعد میں فسطاط کہلایا) اور اسکندریہ (پایۂ تخت) سنہ ۱۶ھ میں فتح ہوئے، واقدی کی رائے ہے کہ بابلیون اور اسکندریہ سنہ ۲۰ھ میں فتح ہوئے، ابن اسحاق کہتے ہیں کہ بابلیون اور اس کے آس پاس کا علاقہ سنہ ۲۰ھ میں فتح ہوا اور اسکندریہ سنہ ۲۱ یا سنہ ۲۵ھ میں، مصر کے کئی مورخ بھی اس آخری رائے سے متفق ہیں اور تاریخی تحقیق کی میزان میں بھی یہی رائے وزنی معلوم ہوتی ہے۔ یعنی یہ کہ بابلیون سنہ ۲۰ھ میں اور اسکندریہ سنہ ۲۱ھ میں فتح ہوا۔ (طبری ۴/۲۲۶ و کتاب الولاۃ والقضاۃ کندی ص ۸-۹ و فتوح البلدان بلاذری مصر سنہ ۱۹۳۲ء ص ۲۲۱-۲۲۲)

فوج کشی کے اسباب کے بارے میں چھ آرار ہیں: سیف بن عمر کی رائے ہے کہ سنہ ۱۵ھ میں عمر فاروقؓ نے جب اہل فلسطین کی خواہش پر مدینہ سے بہ نفس نفیس تشریف لا کر بیت المقدس (ایلیاء) کا مشہور صلح نامہ لکھا جس کی رو سے سارا صوبۂ فلسطین جہاں عمرو بن عاصؓ متعین تھے، اسلامی قلمرو میں آگیا اور عمرو بن عاصؓ کی وہاں موجودگی غیر ضروری ہوگئی، تو عمر فاروقؓ نے ان کو مصر فتح کرنے بھیجا۔ (سیف بن عمر- طبری ۴/۲۷ و ۱۵۸-۱۶۰)

دوسری رائے کا ماخذ فتوح مصر والاسکندریہ ہے جس کی جھوٹی

---

[1] مقامات کیلئے ملاحظہ ہو نقشہ نمبر ۲ مقابل صفحہ ۳۰۶

نسبت قاضی واقدی کی طرف کی جاتی ہے۔ اس کی رو سے ۱۸ھ میں گورنر شام ابوعُبیدہ بن جرّاحؓ نے عمر فاروقؓ کے حکم سے عمرو بن عاصؓ کو مصر فتح کرنے پر مامور کیا تھا۔ (فتوح مصر والأسکندریہ لیدن ۱۸۲۵ء ص ۱-۶)

تیسری رائے ہے کہ عمرو بن عاصؓ اپنے ہیڈ کوارٹر فلسطین سے خلیفہ کی بلا اجازت مصر فتح کرنے نکل کھڑے ہوئے، اور جب خلیفہ کو اس اقدام کی خبر ہوئی تو فوراً انھوں نے ایک خط لکھا جو سرحد مصر سے ورے عمروؓ کو موصول ہوا، وہ مضمون بھانپ گئے، اس لئے پڑھے بغیر بڑھتے چلے گئے، جب سرحد پار ہوئی تو خط کی مہر توڑی، لکھا تھا:۔

"عمر بن خطابؓ کی طرف سے عاص بن عاصؓ (نافرمان بن نافرمان) کے نام۔ واضح ہو کہ تم اپنی فوج کے ساتھ مصر کی طرف گامزن ہو، جہاں رُومی فوجیں بہت ہیں اور خود تمھاری فوج ناکافی ہے۔ میری جان کی قسم، اگر اس فوج کی تباہی تمھاری نظر میں اپنے سگے بھائیوں کی تباہی کے برابر ہوتی، تو یقیناً تم ان کو لے کر نہ نکلتے، اگر مصر کی سرحد تک نہ پہنچے ہو تو واپس چلے آؤ" (یزید بن حبیب فتوح مصر ابن عبدالحکم ص ۵۰ و کتاب الوُلاۃ والقُضاۃ کِندی ص۸)

چوتھی رائے ہے کہ جب عمرو بن عاصؓ بعض دوسرے عرب سالاروں کے ساتھ شام کے زبردست قلعہ بند شہر قیسارِیّہ کا محاصرہ کئے ہوتے تھے تو انھیں معلوم ہوا کہ عمر فاروقؓ جابِیَہ آتے ہوتے ہیں، ان کا دل مصر پر چڑھائی کے لئے بے قرار تھا، انھوں نے

اجازت کے لئے خلیفہ کو ایک خفیہ مراسلہ بھیجا اور ابھی اجازت آئی بھی نہ تھی کہ ایک رات اپنی فوج ساتھ لے مصر کی راہ لی۔ قیساریہ میں مقیم اسلامی فوج کے دوسرے سالاروں کو جب اس سانحہ کا علم ہوا تو انھوں نے فوراً عمر فاروقؓ کو مطلع کیا کہ عمروؓ چپکے سے مصر فتح کرنے نکل گئے ہیں، ان کی فوج ناکافی ہے، ہمارے خیال میں انھوں نے بہت بڑا خطرہ مول لیا ہے۔ عمر فاروقؓ نے عمروؓ کو لکھا:۔

"عاص بن عاص کے نام، واضح ہو کہ تم نے (مصر پر فوج کشی کرکے) اپنے ساتھی مسلمانوں کو خطرہ میں ڈال دیا ہے، میرا یہ خط اگر تمھیں سرحد مصر پار کرنے سے پہلے موصول ہو تو لوٹ آؤ اور اگر سرحد پار کرکے ملے تو پیش قدمی جاری رکھو، میں تمھاری مدد کے لئے کمک بھیجوں گا۔" (لیث بن سعد۔ فتوح مصر ابن عبد الحکم ص ۵۷)

پانچویں رائے یہ ہے کہ شام کی فتح کے بعد عمر فاروقؓ نے خود مصر پر چڑھائی کا منصوبہ بنایا اور عمرو بن عاصؓ کو لکھا:۔

"لوگوں کو مصر پر چڑھائی کی دعوت دو، اور جو لوگ خوشی خوشی تیار ہو جائیں ان کو لے کر چل دو۔"

راوی کہتا ہے کہ خط لکھنے کے بعد عثمان غنیؓ کی عمر فاروقؓ سے ملاقات ہوئی تو آخر الذکر نے ان کو بتایا کہ میں نے عمروؓ کو مصر پر چڑھائی کے لئے لکھا ہے۔ حضرت عثمانؓ چونکے اور کہا کہ عمروؓ نڈر اور بے دھڑک آدمی ہیں، اقتدار و امارت کے دل دادہ بھی، مجھے اندیشہ ہے وہ مصر کے حالات کا صحیح اندازہ کئے بغیر ناکافی فوج

لے کر نکل کھڑے ہوں گے اور مسلمانوں کو تباہی میں ڈالیں گے، خلیفہ یہ رائے سن کر پچھتائے اور فوراً عمروؓ کو لکھا :-

"اگر میرا یہ خط سرحد مصر پار کرنے سے پہلے وصول ہو تو جہاں سے چلے ہو وہیں لوٹ جاؤ اور اگر سرحد پار کر چکے ہو تو پیش قدمی جاری رکھو" (فتوح مصر ابن عبدالحکم ص ۵۷-۵۸)

چھٹی اور آخری رائے ہے کہ عمرو بن عاصؓ نے ۱۸ھ میں مصر پر فوج کشی کا منصوبہ عمر فاروقؓ کے سامنے منظوری کے لئے پیش کیا جب وہ جابیہ میں تھے. میرے خیال میں یہ رائے سب سے زیادہ دقیق ہے. ۱۸ھ کے طاعون عمواس میں شام کے گورنر ابو عُبیدہ بن جراحؓ نے انتقال کیا، مرتے وقت انھوں نے مُعاذ بن جبلؓ کو اپنا جانشین بنایا، کچھ دن بعد طاعون نے ان کو بھی آدبایا، بستر مرگ پر انھوں نے عمرو بن عاصؓ کو جانشین مقرر کیا، یہ تقرر عمر فاروقؓ نے کسی مصلحت سے رد کر دیا، اور یزید بن ابی سفیانؓ کو شام کی حکومت عطا کی، عمرو بن عاصؓ کو عمر فاروقؓ کی یہ کارروائی یقیناً ناگوار گذری، اولوالعزم آدمی تھے، اپنی صلاحیتوں کا پورا شعور رکھتے تھے، اور گورنری کے خواہش مند تھے، شام اور شام کی ماتحت سالاری سے ان کا دل کھٹا ہو گیا، نظر اُٹھائی تو مصر کا میدان خالی پایا، مصر کے جغرافیہ اور حالات سے وہ بسلسلۂ تجارت پہلے ہی سے واقف تھے، چڑھائی کا منصوبہ بنا لیا اور ۱۸ھ میں جب عمر فاروقؓ طاعون میں ہلاک ہونے والے ہزاروں مسلمانوں کی میراث کے الجھے مسائل سلجھانے جابیہ آئے تو انھوں نے اپنا منصوبہ پیش کرتے ہوئے کہا:-

" میں مصر کے حالات اور وہاں کے راستوں سے خوب واقف ہوں، وہ بڑا دولت مند ملک ہے لیکن وہاں کے باشندے جنگ میں سخت بودے ہیں، اگر آپ نے مصر فتح کرلیا تو مسلمانوں کو بہت فائدہ ہوگا" عمر فاروقؓ نے اس تجویز کی طرف کوئی خاص دھیان نہ دیا اور ایک نیا محاذ بنانا جب کہ ایران اور شام میں جنگ ہو رہی تھی، مناسب نہ سمجھا، لیکن عمروؓ نے اپنی کوشش جاری رکھی اور کچھ ایسے سبز باغ دکھائے اور ایسی پر زور دلیلیں پیش کیں کہ خلیفہ کو اجازت دینا ہی پڑی۔ انھوں نے چار ہزار اور بقول بعض ساڑھے تین ہزار فوج عمروؓ کی تحویل میں دی اور کہا: "یہ فوج لے کر چل دو، میں استخارہ کرتا ہوں، اس کے بعد تم کو خط لکھوں گا، اگر لکھوں کہ لوٹ آؤ اور میرا خط پڑھتے وقت تم سرحد مصر میں داخل نہ ہوئے ہو تو لوٹ آنا اور اگر خط سرحد میں داخل ہونے کے بعد ملے، تو نہ لوٹنا:" باوجود تیز گامی کے ابھی عمروؓ سرحد سے ورے ہی تھے کہ خلیفہ کا خط آگیا، لیکن انھوں نے نامہ بر سے خط نہیں لیا اور دھاوے مارتے ہوئے مصر کے ایک سرحدی گاؤں میں فروکش ہوئے، یہاں خط کھولا اور سب کو سنایا، اب کسی کو یہ کہنے کا موقع نہ تھا کہ لوٹ چلو کیوں کہ سرحد پار ہو چکی تھی۔ (ابن لہیعۃ ۔فتوح مصر ابن عبد الحکم ص ۵٦ و کتاب الوُلاۃ والقُضاۃ کندی ص ۷ و تاریخ یعقوبی (اڈیٹر۔ ہوتسما) لیدن ۲/۱٦۸ - ۱٦۹ و معجم البلدان یاقوت ٦/۳۴۷)

۳۲۴- عمرو بن عاصؓ کے نام

سرحد مصر میں داخل ہو کر پہلا گاؤں جس پر مسلمان قابض ہوئے عَرِیش[1] تھا، اس کے بعد فَرَما کے ساحلی قلعہ بند تجارتی شہر کا محاصرہ ہوا، شہر کے ارد گرد دَلدَل تھی، تقریباً دو ماہ رومیوں نے مقابلہ کرکے ہتیار ڈالے. فَرَما فتح کرکے عمرو بن عاصؓ نے جنوب مغرب کا رُخ کیا اور آس پاس کے دیہاتوں اور قصبوں سے معاہدے کرتے بِلبَیس پہنچے اور اس قلعہ بند شہر کو بھی لگ بھگ دو ماہ میں مسخر کیا، یہاں سے چل کر بیس میل[2] جنوب مغرب میں بابِلیُون کے قریب فروکش ہوئے اور اپنے کیمپ کے گرد خندق کھودی. یہ وہ مرحلہ ہے جہاں سے مشکلات بڑھتی ہیں، مقابلہ سخت ہوتا ہے اور ان کو مرکز سے کمک منگانا پڑتی ہے. بابِلیُون (جہاں کچھ دن بعد مصر کے اسلامی پایۂ تخت فُسطاط کی بنیاد رکھی گئی) نیل کے مشرقی کنارہ ایک مشہور قلعہ اور شہر تھا جس کو ناقابل تسخیر بنانے میں قدرت اور انسان دونوں نے حصہ لیا تھا، اس کے مغربی بازو کا دروازہ نیل کو چھوتا تھا اور اس کے سامنے دریا میں ایک قلعہ بند جزیرہ (رَوضہ) تھا جس کو بابِلیُون کے مغربی دروازہ سے کشتیوں کے ایک پُل کے ذریعہ ملا دیا گیا تھا. اس جزیرہ کے قلعہ میں ہتیار جمع رہتے تھے اور اگر بابِلیُون پر کوئی آفت آتی تو اس میں پناہ لی جاتی تھی. بابِلیُون کی فتح بالائی اور زیریں مصر کی فتح کا قفل تھی، مصر کے

---

[1] مقامات کے لیے دیکھئے نقشہ ۱۲ مقابل ص ۳۰۶.

[2] احسن التقاسیم فی معرفۃ الأقالیم مقدسی، اڈیٹر دی غوئے، لیدن ۱۹۰۶ء ص ۲۱۴-۲۱۵-

پایۂ تخت اِسکندریہ کے بعد یہ ملک کا سب سے بڑا شہر تھا۔ مصر رومی حکومت کا ایک صوبہ تھا اور اس وقت یہاں قیصر کی طرف سے مُقَوقِس گورنر تھا۔ مُقَوقِس کو رسول اللہؐ نے ایک خط بھیجا تھا جس میں اس کو اسلام لانے کی دعوت دی تھی، مُقَوقِس نے خط کا احترام کیا اور دعوت اسلام کی بھی قدر کی لیکن مختلف مصالح کی بنا پر مسلمان نہ ہوا، عمرو بن عاصؓ کو ان سب باتوں کا علم تھا، انھوں نے مناسب سمجھا کہ اس کو مائل بہ اسلام کرنے کی آخر بار پھر کوشش کرلیں اور اگر وہ اسلام نہ لاتے تب ایسا معاہدہ ہی کرلے جس سے بے خون خرابہ مصر پر اسلامی حکومت قائم ہو جائے، لیکن قبل اس کے کہ وہ مُقَوقِس سے ملاقات کے طلبگار ہوں، اُس کے لڑکے ارسطو نے ان کو ملاقات کی دعوت دی، واقدی کی طرف منسوب فتوح مصر والأسکندریہ کے راوی مدعی ہیں کہ ارسطو نے اپنے والد مُقَوقِس کو قتل کر دیا تھا کیوں کہ اس کو اندیشہ تھا کہ وہ یا تو اسلام قبول کرلے گا یا اسلام کا اقتدار[1]، عمرو بن عاصؓ نے ارسطو سے قلعہ بابِلیون میں ملاقات کی، لیکن کوئی مفید نتیجہ برآمد نہ ہوا، ارسطو نے کہا کہ آج کل ہمارے رمضان ہیں، اس زمانہ میں نہ تو والد صاحب دربار کرتے ہیں اور نہ کسی سفارت سے ملتے ہیں، چند دن بعد جب روزے ختم ہوں گے تو میں آپ کی تجویز (اسلام یا جزیہ) ان کے سامنے پیش کروں گا، اس وقت تک جنگ و پیکار بند رکھ کر انتظا

---

[1] پیش نظر کسی تاریخ سے اس بات کی توثیق نہیں ہوتی کہ ارسطو نے مقوقس کو قتل کر دیا تھا، ہمارے مورخ مُقَوقِس کو فتح بابلیون کے کئی سال بعد تک زندہ دکھاتے ہیں۔

کیجئے۔ اس طرح عمرو بن عاصؓ کو دھوکہ دے کر اس نے مسلمانوں کا ستھراؤ کرنے کی تدبیر سوچی، اُس نے عمروؓ کے کیمپ کے قریب مُقطّم پہاڑ کی اوٹ میں رسالے چھپا دئے اور جمعہ کے دن جب سب لوگ نماز میں مشغول تھے اچانک حملہ کر دیا، چار سو چھتیس مسلمان مارے گئے جن میں ساٹھ اکابر تھے، باقی کو ایک معجزہ نے بچا لیا، اسلامی فوج کے چند ٹکڑے قرب و جوار کے دیہاتوں میں غلہ اور چارہ خریدنے گئے ہوئے تھے، اتفاق سے ان کی واپسی عین اس وقت ہوئی جب ارسطو کے رسالے حملہ کر رہے تھے، وہ حملہ آوروں پر ٹوٹ پڑے اور ان کے ٹکڑے کر ڈالے۔ عمرو بن عاصؓ نے اِن واقعات کی رپورٹ مرکز کو بھیجی اور لکھا کہ دشمن کے مقابلہ میں ہماری فوج اتنی کم ہے کہ کمک بغیر کام نہیں چل سکتا۔ عمر فاروقؓ نے جواب دیا:-

"بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ عمر بن خطابؓ کی طرف سے عمرو بن عاصؓ کو سلام علیک، اس خدا کا سپاس گذار ہوں جس کے سوا کوئی عبادت کے لایق نہیں اور اس کے نبیؐ پر درود بھیجتا ہوں۔ تمھارا خط پہنچا، دشمن کے دھوکہ سے تم پر جو مصیبت آئی اس کا حال معلوم ہوا، یہ مصیبت تمھارے نصیب میں لکھی جا چکی تھی۔ ابن عاص! تم پر لازم تھا کہ دشمن کی طرف سے مطمئن نہ ہوتے اور اس کی باتوں میں نہ آتے، میں نے تو تم کو ہمیشہ خوش تدبیر اور صائب رائے پایا ہے، بہر حال وہ تو ہوتا ہی جو مقدر ہو چکا تھا۔ اپنے فرائض کی انجام دہی میں آئندہ خوب چست و مستعد رہو اور مسلمانوں کی فلاح و بہبود کے لئے پوری تن دہی سے کام لو،

تم کو یاد رہے کہ حاکم اپنی رعیت کے نفع نقصان کا ذمہ دار ہوتا ہے، خوب سمجھ بوجھ کر قدم اُٹھاؤ، اور دشمن سے خوب چوکنا رہو، بخدا تمہارا خلیفہ ہمیشہ چوکنا رہتا ہے اور دشمن کی کسی خبر کو جھوٹا نہیں سمجھتا، خدا سے دعا ہے کہ ہمیں اور تمھیں اپنا فرماں بردار رہنے کی توفیق عطا کرے۔ میں نے امینِ اُمت ابو عُبیدہ عامر بن جرّاح کو لکھا ہے کہ تمہاری مدد کو لشکر بھیجیں، والسلام علیك وعلى من معك من المسلمين ورحمة الله وبركاته" (فتوح مصر والأسكندريه، لیدن ۱۹۲۰ء ص ۵۹ و مصری اڈیشن ۲/۴۳)

۳۲۵۔عمرو بن عاص رضؓ کے نام

مصر میں داخل ہو کر مسلمانوں کو جہاں سب سے پہلے اپنی کمزوری اور نارسائی کا احساس ہوا وہ بابلیون کا قلعہ تھا، قلعہ کے مشرق، شمال اور جنوب میں خندق تھی اور مغرب میں دریائے نیل اس کی اونچی اور موٹی فصیل کا محافظ تھا۔ قلعہ کی کمان ایک لائق رومی جنرل کے ہاتھ میں تھی اور خود گورنر مصر مُقوقس دارالسلطنت اِسکندریہ سے فوج کا دل بڑھانے اور رہنمائی کرتے آگیا تھا۔ عمرو بن عاصؓ نے بار بار قلعہ پر ہجوم کئے لیکن کامیابی نہ ہوئی، قلعہ کے باہر بھی کئی ماہ تک غیر فیصلہ کن جھڑپیں ہوئیں، عمرو بن عاصؓ مقدور بھر کوشش کر چکے تھے، محاصرہ کو موثر بنانے اور جنگ کا فیصلہ کرنے کے لئے مزید فوج کی سخت ضرورت تھی، چنانچہ انھوں نے کمک کے لئے مرکز کو عریضہ (۲۱) لکھا۔ عمر فاروق نے بلا تاخیر چار ہزار مجاہدوں کی ایک فوج چار سالاروں

کے تحت جن کے لیڈر زبیر بن عوّام تھے، روانہ کی اور سپہ سالار کو یہ مراسلہ بھیجا :۔

" چار ہزار کی کمک بھیج رہا ہوں ، ہر ہزار پر ایسے سورما کو سالار مقرر کیا ہے جو خود ہزار مرد کے مساوی ہے : زُبَیر بن عوّام ، مِقداد بن عمرو ، عُبادہ بن صامِت اور مَسلَمہ بن مُخَلّد ، (خارجہ بن حُذافہ ۔ دوسری روایت) اب تمھارے پاس بارہ ہزار کے برابر فوجی قوت ہے اور بارہ ہزار کے ہارنے کی وجہ قلت تعداد نہیں ہو سکتی "۔ (ابن لَہیعۃ ۔ فتوح مصر ابن عبدالحَکَم ص ۶۱ و حُسن المحاضرۃ از سُیوطی مصر ۱/۶۴ و کنز العمال ۳/۱۵۱)

بارہ ہزار کی تفصیل یہ ہے : چار ہزار عمرو بن عاص رضؓ کے ساتھ تھے، چار ہزار کمک آئی اور چار ہزار کے مساوی چاروں سالار تھے ۔ یہ لَیث بن سعد کی توجیہ ہے ، متعدد دوسرے مصری راوی جن میں ابن لَہیعہ اور یزید بن حبیب شامل ہیں کہتے ہیں کہ کمک کی تعداد بارہ ہزار تھی اور سب ملا کر مسلمان پندرہ ہزار سے زیادہ تھے ، اور یہی قول قرینِ صواب بھی ہے ۔

۳۲۶۔ عمرو بن عاص رضؓ کے نام

سات ماہ کے طویل محاصرہ کے بعد محرم ۲۰ھ میں بابلیون کا قلعہ فتح ہوا ، عمرو بن عاص رضؓ نے نہ تو قلعہ کی شکست خوردہ فوج کو قتل کیا اور نہ وہاں کے کسی باشندہ پر ہاتھ اُٹھایا بلکہ فَاِمّا مَنًّا بَعدُ وَاِمّا فِداءً کے اصول کے مطابق سب کو معاف کر دیا ۔ (فتوح البلدان ۲۱۶)

ص ۲۱۶) طے یہ ہوا کہ ہارنے والوں پر جزیہ لگا دیا جائے۔ لیکن اس معاملہ میں اکابر فوج میں اختلاف تھا کہ اُس اراضی کا کیا کیا جائے جو قلعہ میں پناہ گیر رئیسوں کی تھی یا بابلیوں کی عملداری میں واقع تھی۔ اکابر فوج کی اکثریت جن میں خود عمرو بن عاصؓ شامل تھے اراضی کو اہل اراضی کے پاس چھوڑنے اور ان سے لگان وصول کرنے کے حق میں تھے اور ایک اقلیت جس کی نمایندگی با رسوخ صحابی زُبیر بن عوامؓ کر رہے تھے، اراضی کو فوج میں تقسیم کرنے پر مصر تھی، قضیہ تصفیہ کے لئے عمر فاروقؓ کی خدمت میں بھیجا گیا۔ انھوں نے لکھا:۔

"اراضی اہل زمین کے پاس رہنے دو (اور لگان لگاؤ) تاکہ آنے والی نسلیں اس کی آمدنی سے جہاد کر سکیں"۔ (ابن لہیعہ۔ فتوح مصر ص ۲۶۳ دکتاب الأموال قاسم بن سلام ص ۵۸ و فتوح البلدان بلاذری، مصر ۱۹۳۲ء ص ۲۱۵)

۳۲۷۔ خط کی دوسری شکل

"بسم اللہ الرحمٰن الرحیم، مجھے معلوم ہوا ہے کہ تم مسلمانوں کی تنخواہوں اور مجاہدوں کے مصارف کو غصب کرنا چاہتے ہو، کیوں کہ اگر میں مصر کی اراضی تمہارے درمیان بانٹ دوں تو اگلی نسلیں دشمنوں سے جہاد کے لئے کیسے مسلح ہوں گی، اگر میرے ذمہ ناداروں اور مجاہدوں کے وظیفے اور سرکاری ملازموں کی تنخواہیں نہ ہوتیں تو میں مصر کی اراضی تمہارے درمیان بانٹ دیتا، لہذا اس کو اس وقت تک کے لئے وقف کر دو جب تک مسلمان مجاہدوں کی

آخری جماعت باقی ہے، والسلام"۔ (شرح معانی الآثار، طحاوی، دہلی ہند ۱۳۰۰ھ ۲/۱۴۵-۱۴۶ و أبکار الأفکار فی مشکل الأخبار (مولف نامعلوم) قلمی رقم ۲۸ م ص ۱۱۱، دارالکتب المصریۃ، قاہرہ)

۳۲۸- عمرو بن عاصؓ کے نام

سات ماہ کے محاصرہ کے بعد جب بابلیون فتح ہوا اور اس کی خبر عمر فاروقؓ کو ہوئی تو انھوں نے لکھا:-

"بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ سلام علیک۔ میں خدا کا سپاس گزار ہوں اور اس کے نبیؐ پر درود بھیجتا ہوں، جب میرا خط موصول ہو تو خدا کے دشمنوں کو جہاں جہاں وہ ہوں ٹھکانے لگا دو اور اُن کے ساتھ کوئی رعایت یا نرمی نہ برتو۔ رعیت کے معاملات کی دیکھ بھال کرو اور جہاں تک ممکن ہو ان کے ساتھ انصاف سے پیش آؤ۔ لوگوں کی خطائیں معاف کرو، خدا تمھاری معاف کرے گا۔ جو قوانین و معمولات ملک میں رائج ہوں انھیں بحال رکھو، رعایا کے ٹیکس اور خراج کی شرح رجسٹروں میں درج کرو۔ انصاف کے ذریعہ امن و عافیت کو فروغ دو۔ حکومت و اقتدار آنی جانی ہے، جو چیز باقی رہے گی وہ اچھی شہرت ہے یا اَن مٹ بدنامی"۔ (فتوح الشام و مصر واقدی مصر ۲/۴۰)

۳۲۹- عمرو بن عاصؓ کے نام

بابلیون کی عظیم الشان فتح نے باقی مصر کی فتح کے لئے راستہ

ہموار کر دیا، یہ مرکزی شہر مصر کی ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتا تھا، مسلمانوں کو پہلی بڑی رکاوٹ کا اسی محاذ پر سامنا کرنا پڑا، کئی ماہ تک ناکام محاصرہ کرنے کے بعد انھوں نے مدینہ سے کمک طلب کی، ان کی موجودہ تعداد چار ہزار کے لگ بھگ تھی، مدینہ سے بقول بعض چار ہزار اور بقول بعض بارہ ہزار فوج چار سالاروں کی سرکردگی میں وارد ہوئی۔ رومی فوجوں سے کھلے میدان میں ایک بڑے معرکہ کے بعد جس میں رومی بُری طرح ہارے، مسلمانوں نے بابلیون کا بھرپور محاصرہ شروع کیا، گو کچھ عرصہ بعد مسلمانوں نے قلعہ پر بزور تلوار قبضہ کر لیا، لیکن مُقوقِس اور رومی جنرل کافی فوج کے ساتھ قلعہ کے مغربی دروازہ سے جو دریائے نیل میں کھلتا تھا، قریب کے قلعہ بند جزیرہ روضہ منتقل ہو گئے، اور کشتیوں کا وہ پل توڑ دیا جو قلعہ کو جزیرہ سے ملاتا تھا، پاس ہی ایک دوسرا پُل شرقی کنارہ سے غربی کنارہ تک عام لوگوں کے لئے تھا، وہ بھی توڑ دیا گیا۔ مسلمان اب سخت مشکل میں تھے، اول تو دریا کی جنگ کا ان کو تجربہ نہ تھا، دوسرے ساری کشتیاں اور کشتی ساز پہلے ہی غائب کر دئے گئے تھے، مزید براں دریا میں باڑھ آئی ہوئی تھی، جزیرہ میں محصور دشمن کو ہرانا ضروری تھا کیوں کہ بغیر اس کے نہ تو بالائی مصر پر قبضہ ممکن تھا اور نہ زیریں پر جہاں پایۂ تخت اسکندریہ تھا۔ یہ تو مسلمانوں کی پوزیشن تھی، دوسری طرف مُقوقِس کو مسلمانوں کی ڈسپلن، سادگی اور جذبۂ جاں سپاری نیز شام و ایران میں قیصر و کسریٰ کی ہزیمت سے یقین ہو گیا تھا کہ ان کا مقابلہ بے کار ہے، چنانچہ اس نے صلح کرنا چاہی، قبطی اکابر تو صلح کے لئے تیار ہو گئے لیکن رومی فوجی

لیڈروں نے کہا ہم لڑیں گے. بڑے بحث و مباحثہ کے بعد طے ہوا کہ مقوقس صرف قبطیوں کی طرف سے صلح کرلے اور اگر قیصر اس کی منظوری دے دے تو اس میں رومیوں کو بھی شامل کرلیا جائے.
صلح کے شرائط یہ تھے:

۱- مصر کے ساری قبطی جن کی بھاری اکثریت تھی، عورتوں، بچوں، بوڑھوں اور اپاہجوں کو چھوڑ کر دو دینار[1] سالانہ جزیہ ادا کریں گے اور جہاں جہاں مسلمان فوجیں جائیں گی قبطی ان کے لئے سڑکیں اور پل درست کریں گے، اور غلہ، چارہ کے لئے منڈیاں کھولیں گے اور جو مسلمان مسافر دیہاتوں سے گذریں گے، ان کو وہاں کے باشندے تین دن تک مفت کھانا کھلائیں گے.

۲- مصری باشندوں کے مال دولت، جائداد اور تمدن سے کوئی تعرض نہیں کیا جائے گا.

۳- رومیوں کو حق ہوگا کہ چاہیں جزیہ دے کر مصر میں رہیں، اور چاہے ملک چھوڑ دیں.

قبطیوں کو رومی اقتدار نا پسند تھا، وہ رومی حکومت کے سیاسی اور رومی کلیسا کے مذہبی استبداد سے سخت نالاں تھے، مسلمانوں کی سیرت نے ان کو اس وقت متاثر کیا جب عمرو بن عاصؓ سرحد مصر میں داخل ہوتے تھے، کہا جاتا ہے کہ ایک بڑے قبطی پادری نے اپنے ہم قوموں کو اسکندریہ سے لکھا تھا کہ "رومی حکومت مصر میں چراغ سحری ہے، مسلمانوں سے تعاون کرو"، چنانچہ انھوں نے فرما کی جنگ میں رومیوں کے خلاف مسلمانوں کی مدد کی.

---

[1] اس وقت ایک دینار پانچ روپئے کے مساوی تھا

(فتوح مصر ص ۸۹) مُقَوقِس کی صلح کے بعد قبطی کھلم کھلا مسلمانوں کا ساتھ دینے لگے۔ غلّہ، اور چارہ کی فراہمی، بازاروں کا قیام، پلوں اور راستوں کی تعمیر و مرمت میں ان کی خدمات ممتاز تھیں اور ان کے لیڈر برابر مسلمان افواج کے ساتھ رہتے تھے۔ (فتوح مصر ص ۶۶)

مُقَوقِس نے بابلیُون میں اپنی شکست اور صلح کی رپورٹ جب رومی قیصر ہِرَقل کو قسطنطنیہ بھیجی تو وہ سخت ناراض ہوا اور مُقَوقِس کو ایک سرزنش نامہ بھیجا جس میں تھا: کہاں بارہ ہزار مسلمان اور کہاں تمہاری لاکھوں کی جمعیت، تُف ہے تم پر، میں صلح مسترد کرتا ہوں اور حکم دیتا ہوں کہ جب تک دم میں دم ہے لڑتے رہو اور اگر قبطی تمہارا ساتھ نہ دیں تو ملک میں ایک لاکھ رومی ہیں، ہتھیاروں سے لیس، ان کو لے کر نکلو اور ان مٹھی بھر فاقہ مست عربوں کا لقمہ بنا لو"

با ایں ہمہ مُقَوقِس اپنے معاہدہ پر قائم رہا۔ (فتوح مصر ص ۷۱)

بابلیُون سے فارغ ہو کر مسلمان اسکندریہ کی طرف بڑھے درمیانی علاقہ آسانی سے ہاتھ آگیا، لیکن اسکندریہ کے نواح کے قریوں نے خم ٹھونک کر مقابلہ کیا، اس اثناء میں ہِرَقل کی طرف سے حاکم اسکندریہ کو حکم آگیا کہ شہر کی ایک ایک انچ زمین کے لئے لڑا جائے اور کسی قیمت پر ہتھیار نہ ڈالے جائیں، دوسری طرف اس نے قسطنطنیہ سے سامان اور فوجیں بھیجنا شروع کیں، اسکندریہ کے ساحل پر جہازوں کا تانتا بندھ گیا، ہِرَقل خود اسکندریہ جانے کی تیاری کرنے لگا، اس کا اور اس کے مشیروں کا خیال تھا کہ اگر اسکندریہ نکل گیا تو بزنطی (رومی) حکومت کا دبدبہ اور رسوخ خاک میں مل جائے گا، اسکندریہ عیسائیت

کا بہت بڑا مرکز تھا اور عیسائیوں کے سب سے بڑے گرجے اسی شاندار شہر میں واقع تھے، جب سے مسلمان فلسطین پر قابض ہوئے تھے ان کی بڑی عید ایسٹر اسکندریہ میں منائی جاتی تھی، تجارت کی بین الاقوامی منڈی ہونے کے علاوہ اسکندریہ علوم، آداب اور آرٹ کا گہوارہ تھا، رومی تمدن کے حسین آثار یہاں موجود تھے، صرف شاہی تفریح گاہوں کی تعداد چار سو بتائی گئی ہے (فتوح مصر ص ۸۲)

ہرقل بہ نفس نفیس شہر کے دفاع کے لئے روانہ ہونے والا تھا کہ موت نے آدبایا، اسکندریہ کے ارد گرد ہر ممکن خطرہ کی جگہ قلعے بنائے گئے تھے اور یہ قلعے تہ بہ تہ تھے، تاکہ اگر ایک قلعہ زیر ہو جائے تو اس کے پیچھے دوسرا، پھر تیسرا اور پھر چوتھا موجود ہو، مسلمانوں کی سب سے بڑی مصیبت یہ قلعے اور ان کی سنگ بار مشینیں تھیں، اسکندریہ اور قلعوں کے سارے مجاہد رومی نسل کے تھے جن کے خون کو اپنی حکومت، اپنے مذہب اور اپنے مذہبی اداروں کی حفاظت کا جوش گرمائے ہوئے تھا، جو ہر قربانی کو حقیر سمجھ رہے تھے۔ بنا بریں مسلمانوں کی پیش قدمی رک گئی تھی، عمر فاروقؓ کو تاخیر بہت کھل رہی تھی، آخر مجبور ہو کر انھوں نے لکھا:۔

"میں حیران ہوں کہ تم اب تک مصر فتح نہیں کر سکے حالانکہ دو سال سے لڑ رہے ہو، اس کی وجہ اس کے سوا اور کیا ہو سکتی ہے کہ تمہارے دل میں پہلی سی لگن اور ولولہ نہیں رہا، اُس مایا موہ میں پھنس گئے جس میں تمہارا دشمن مبتلا ہے، اللہ تبارک وتعالیٰ کسی قوم کی صرف اس وقت مدد کرتا ہے جب ان کے دلوں میں

پیہم لگن ہو۔ میں نے چار بہادر تمھاری مدد کو بھیجے تھے اور تم کو مطلع کیا تھا کہ ان میں سے ہر ایک ہزار مرد کے برابر ہے، میں تو ان کے بارے میں یہی سمجھتا تھا، یہ بات اور ہے کہ وہ بھی اُسی مایا موہ میں پھنس گئے ہوں جس میں دوسرے مبتلا ہیں۔ میرا خط پاکر تقریر کرو اور لوگوں کو ترغیب دو کہ پیہم لگن اور پامردی سے لڑیں؛ اُن چار بہادروں کو فوج کے سامنے رکھو اور فوج کو حکم دو کہ تنِ واحد کی طرح دشمن پر ٹوٹ پڑیں، یہ حملہ جمعہ کے دن زوال آفتاب کے وقت ہو، کیوں کہ اس وقت خدا کی رحمت نازل ہوتی ہے اور دعائیں قبول ہوتی ہیں اس وقت لوگ خدا کے سامنے گڑگڑائیں اور اس سے فتح کے لئے دعاء کریں۔" (یحییٰ بن خالد۔ فتوح مصر ابن عبدِالحکم ص ۷۹ و ۷۲ و ۷۶، و خِطَط مقریزی مصر ۱۹۲۲ء ۳ / ۱۵۰ - ۱۵۱ و حسن المحاضرۃ سُیُوطی مصر ۱۲۹۹ھ ۱ / ۷۲، اِیاس نے اپنی کتاب فتوح مصر میں (پہلا ایڈیشن ۱۳۱۱ھ ۱ / ۳۱) اس مراسلہ کی کتر بیونت کر کے لکھا ہے کہ اس کا تعلق فتح بابلیون کی تاخیر سے تھا، نہ کہ اسکندریہ کی۔ جیسا کہ فتوح مصر ابن عبدِالحکم کے بعض راویوں کا خیال ہے، میرے خیال میں اس رائے کے صحیح ہونے کا قوی احتمال ہے)۔

۳۳۰۔ عمرو بن عاص رضؓ کے نام

اِسکندریہ کی عمل داری اور مضافات میں کئی دیہاتوں نے ڈٹ کر مقابلہ کیا، وہ اور ان کی عورتیں بچے غلام بنا لئے گئے اور فوج میں

بٹ گئے۔ اُن کی ایک خاصی تعداد فروخت ہونے مکہ، مدینہ اور یمن کے بازاروں میں پہنچ گئی۔ اسکندریہ کے حاکم نے جس کا نام ہمارے راویوں نے نہیں بتایا، عمرو بن عاصؓ کو پیغام بھیجا کہ میں روم و فارس کے بادشاہوں کو جو تمھاری نسبت مجھے زیادہ ناپسند تھے، جزیہ دیتا رہا ہوں، اور تم کو خوشی سے جزیہ دینے کو تیار ہوں بشرطیکہ تم ان غلاموں کو لوٹا دو جنھیں میرے ماتحت دیہاتوں سے تم نے پکڑا ہے۔ عمرو بن عاصؓ نے کہلا بھیجا کہ میں تمھاری تجویز خلیفہ کو لکھ کر بھیجتا ہوں ان کا جیسا حکم ہوگا ویسا کروں گا۔ خلیفہ کا فرمان آنے تک دونوں فریقوں نے جنگ سے باز رہنے کا عہد کرلیا۔ عمرو بن عاصؓ نے حاکم اسکندریہ کی تجویز خلیفہ کو لکھ کر بھیجی تو جواب آیا:۔

"تمھارا خط موصول ہوا، تم لکھتے ہو کہ اسکندریہ کا حاکم اس شرط پر جزیہ دینے کو تیار ہے کہ اس کے ماتحت علاقہ سے جن لوگوں کو تم نے غلام بنایا ہے لوٹا دو۔ میری جان کی قسم، مستقل جزیہ کی آمدنی جس سے ہمارا اور بعد کے مسلمانوں کا بھلا ہو اُس مال غنیمت سے مجھے کہیں زیادہ پسند ہے جو فوج میں تقسیم ہو کر خورد برد ہو جائے (اور عام مسلمان اس سے متمتع نہ ہو سکیں)۔ تم حاکم اسکندریہ کی تجویز اس شرط پر مان لو کہ جو غلام تمھارے پاس موجود ہیں ان کو اختیار دیا جائے کہ اسلام اور عیسائیت میں سے جسے چاہیں اختیار کرلیں، اُن میں سے جو اسلام قبول کرے گا، وہ مسلمانوں کے زمرہ میں داخل ہو جائے گا، اس کے حقوق اور ذمہ داریاں دوسرے

مسلمانوں کی طرح ہوں گی اور جو اپنی قوم کا مذہب اختیار کرے گا اس سے جزیہ لیا جائے گا جو اتنا ہی ہوگا جتنا اس کے دوسرے ہم مذہب دیں گے۔ رہے وہ لوگ جو غلام ہو کر عرب، مدینہ اور یمن جا چکے ہیں، تو ان کی واپسی ہمارے بس سے باہر ہے اور ہم کوئی ایسا معاہدہ نہیں کر سکتے جس کو پورا کرنے سے قاصر ہوں"۔ (ابن اسحاق - طبری ۴/۲۲۷)

۳۳۱- عمرو بن عاص رضؓ کے نام

مضافات اسکندریہ میں بنائے ہوئے غلاموں سے متعلق ایک دوسرا قصہ بھی بیان کیا گیا ہے جو ابن اسحاق کی مذکورہ بالا روایت سے زیادہ صحیح معلوم ہوتا ہے۔ اسکندریہ کے مضافاتی دیہاتوں[1] میں زیادہ تر رومی نسل کے لوگ آباد تھے اور جیسا کہ آپ نے اوپر پڑھا انھوں نے مسلمانوں کا بڑی بے جگری سے مقابلہ کیا بالآخر شکست کھائی اور لڑائی کے مروجہ قانون کے مطابق غلام بنا لئے گئے، پھر اسکندریہ کا محاصرہ شروع ہوا اور کئی ماہ کی سخت لڑائی کے بعد وہاں کے رومی حاکم کو بھی ہتیار ڈالنے پڑے۔ گو کہ شہر بزور شمشیر فتح ہوا تھا اور وہاں کے لوگوں کا قتل کرنا اور غلام بنانا دونوں جائز تھا، تاہم عمرو بن عاص رضؓ نے بابلیون کے باشندوں کی طرح نہ تو ان کو قتل کیا اور نہ غلام بنایا، بلکہ جزیہ لگا دیا اور جو زمیندار یا کاشتکار تھے ان پر لگان مقرر کیا، غالباً اسکندریہ کے حاکم نے عمرو بن عاص رضؓ سے درخواست

---

[1] یہ چار تھے: بلہیب، سُلطَیس، قرطَسا، سَخا اور خَیس، ملاحظہ ہو معجم البلدان یاقوت ۲/۲۸۲ و ۳/۹۸ و ۴/۷۵ و ۵/۱۶

کی کہ آپ نے جب ہمارے ساتھ یہ رعایت کی ہے کہ ہم کو غلام نہیں بنایا تو ہمارے ان ہم قوموں پر بھی یہ کرم کیجئے جو اِسکندریہ کے مضافات میں آپ سے لڑے اور ہارے، ان پر ہماری طرح جزیہ لگا دیجئے۔ یہ لوگ غلام بن کر خاصی تعداد میں مکہ، مدینہ اور یمن کو بکنے جا چکے تھے اور باقی مسلمانوں کی خدمت میں تھے۔ معاملہ عمر فاروقؓ کے سامنے پیش کیا گیا، انھوں نے مناسب سمجھا کہ اِن غلاموں کو اِسکندریہ اور بابلیون کے باشندوں کی طرح آزاد کر دیا جائے اور ان سے جزیہ اور خراج وصول کیا جائے، چنانچہ انھوں نے لکھا۔

"ان (رومی غلاموں) میں سے جو تمھارے پاس ہوں ان کو اختیار دو کہ چاہے وہ مسلمان ہو جائیں اور چاہے اپنے مذہب پر قائم رہیں۔ جو مسلمان ہو جائے، وہ اسلامی برادری میں داخل ہو جائے گا، اس کے حقوق اور ذمہ داریاں دوسرے مسلمانوں کی طرح ہوں گی، اور اگر وہ اپنے دین پر رہنا چاہے تو اس کو اپنے دیہات لوٹ جانے دو" (ابن لہیعہ۔ فتوح مصر ابن عبد الحکم ص ۸۳)

۳۴۲۔ عمرو بن عاصؓ کے نام

یہ وہ مراسلہ ہے بلکہ کہنا چاہیئے اس مراسلہ کا ٹکڑا ہے، جس میں حضرت عمرؓ اِسکندریہ کی بڑی لائبریری پر جو فلسفہ، سائنس اور ادب کی ہزاروں کتابوں پر مشتمل تھی حکم موت صادر کرتے دکھائے گئے ہیں۔ بلا شبہ یہ جعلی اور جھوٹا خط ہے جس کا مقصد مسلمانوں میں

علمی تعصب اور تنگ نظری کو فروغ دینا ہے یہ دکھا کر کہ خود عمر فاروق متعصب اور علم دشمن تھے۔ خط جعلی اس لئے ہے کہ اسلامی تاریخ کے ابتدائی چھ سو سال میں کسی مورخ یا محدث نے اس کا ذکر نہیں کیا، ہمارا تعارف اس سے پہلی بار ساتویں صدی ہجری میں ہوتا ہے، اس کا جنم غالباً اس تعصب کی فضا میں ہوا ہے جو صلیبی جنگوں کے زیر اثر اسلامی اور عیسائی دماغ میں پیدا ہوگئی تھی۔ ذیل کی کہانی اس خط کا پس منظر بتائی جاتی ہے۔ اِسکندریہ کی اسلامی فتح کے وقت وہاں ایک عیسائی پادری (جان فلو پونس) تھا جس نے فلسفہ میں بڑا کمال حاصل کیا تھا، وہ تثلیث سے تائب ہو چکا تھا اور اسلامی توحید کا پرجوش حامی تھا، اس کی علمی اور انسانی خوبیوں نے عمرو بن عاص رضؓ کا دل موہ لیا تھا۔ ایک دن اس نے گورنر سے اسکندریہ کی وہ لائبریری مانگی جس میں ہزارہا کتابیں تھیں اور جس کو سرکاری مہر لگا کر مقفل کر دیا گیا تھا؛ عمرو بن عاصؓ نے کہا کہ میں خلیفہ سے پوچھ لوں، اگر انھوں نے اجازت دے دی تو لائبریری تم لے لینا۔ عمر فاروقؓ نے لکھا :۔

"۔۔۔۔ رہیں وہ کتابیں جن کا تم نے ذکر کیا ہے تو اگر ان کا مضمون قرآن کے مضمون کے مطابق ہے تب اُن کی ضرورت ہی کیا ہے اور اگر قرآن کے مضمون سے مختلف ہے تب اُن کو باقی کیوں رکھا جائے، لہٰذا تلف کر دو۔" (اِخبار العلماء بأخبار الحکماء تالیف قفطی، اڈیٹر ڈاکٹر جولیس لپرٹ، لیبزک، ۱۹۲۰ء ص ۳۵۴ - ۳۵۷، و مختصر أخبار مصر تالیف عبداللطیف

بغدادی، اڈیٹر۔ جے وائٹ ۱۸۰۰ء اس میں عمر فاروقؓ کے حکم سے لائبریری کو ضائع کرنے کی طرف محض اشارہ ہے۔ کہا جاتا ہے خط اور کہانی کا ذکر قفطی اور بغدادی کے ایک اور ہم عصر ارمینی عیسائی مؤلف ابو الفرج ابن العبری نے اپنی کتاب مختصر الدول میں بھی کیا ہے، لیکن میرے پیش نظر جو اڈیشن ہے اس میں صرف کہانی ہے، خط نہیں ... مختصر الدول بیروت ۱۸۹۰ء ص ۱۷۵ ذکر یحییٰ نحوی)

خط کی عبارت خود اس کے جعلی ہونے پر شاہد ہے، خط میں عمرو بن عاصؓ لائبریری کے باقی رکھنے یا ضائع کرنے کی اجازت مانگتے دکھلائے گئے ہیں، حالانکہ ان کو اجازت اس بات کی مانگنا تھی کہ اس کو پادری کے حوالہ کر دیں یا نہیں۔

ڈاکٹر اے۔ جے بٹلر نے اپنی مبسوط کتاب The Arab Conquest of Egypt میں اس کہانی، اور اس کے متعلقات کی تحقیق کر کے نتیجہ نکالا ہے کہ اسکندریہ کی زیر بحث لائبریری فتح اسلامی سے ایک صدی بلکہ زیادہ پہلے ضائع ہو چکی تھی اور پادری جان فلوپونس عرب حملہ سے بہت پہلے وفات پا چکا تھا۔[1]

۳۳۳۔ عمرو بن عاصؓ کے نام

جب اسکندریہ فتح ہوا تو وہ سارے رومی باشندے جو بحری سفر کا انتظام کر سکے گھر بار چھوڑ کر قیصر کی قلمرو میں چلے گئے۔ مسلمانوں کو بہت سے مکان، کوٹھیاں اور محل خالی ملے، عمرو بن عاصؓ

---

[1] ص ۴۲۴-۴۲۵

نے مرکز کو لکھا کہ میں اسکندریہ کو ہیڈ کوارٹر بنانا چاہتا ہوں جہاں رہائش کا پورا انتظام ہے۔ عمر فاروقؓ نے اس کی مخالفت کی کیونکہ ان کو گوارا نہ تھا کہ مسلمانوں کی مستقل چھاؤنی کسی ایسی جگہ بنے جس کے اور مدینہ کے درمیان کوئی بڑا دریا حائل ہو، چنانچہ انھوں نے لکھا:۔

" میں مناسب نہیں سمجھتا کہ تم مسلمانوں کو ایسی جگہ آباد کرو جس کے اور میرے درمیان گرمی یا جاڑے میں کوئی دریا حائل ہو"

(ابن لہیعہ۔ فتوح مصر ص ۹۱)

۳۴۔ خط کی دوسری شکل

ہمارے راوی کہتے ہیں کہ عمر فاروقؓ نے اس خط کے تین نسخے لکھوائے اور ایک سعد بن ابی وقاصؓ کو مدائن بھیجا، دوسرا بصرہ کے گورنر کو اور تیسرا عمرو بن عاصؓ کو جو اس وقت اسکندریہ میں تھے:۔

" اپنے اور میرے درمیان کوئی دریا مت حائل کرو، تاکہ میرا جب جی چاہے اپنے اونٹ پر سوار ہو کر تمھارے پاس آسکوں"

(عثمان بن صالح۔ فتوح مصر ص ۹۱ و حسن المحاضرہ سیوطی ۱/۷۸)

مورخ یعقوبی کی رائے ہے کہ یہ خط اس وقت آیا جب مسلمان نوبیوںؐ[1] سے سخت مقابلہ کر کے لوٹے اور بابلیون کے سامنے نیل کے مغربی کنارہ جیزہ میں رہائش کے لئے مکان بنانے لگے۔ (تاریخ یعقوبی لیدن ۲/۱۸۰)

---

[1] مصر کے جنوب میں نیم وحشی حبشی اقوام۔

۳۳۵۔ عمرو بن عاصؓ کے نام

مذکورہ بالا فرمان کے زیر اثر عمرو بن عاصؓ نے بابلیون کے مشہور تاریخی قلعہ کے پاس نیل کے دائیں کنارہ ایک وسیع میدان اپنے مرکزی کیمپ کے لئے منتخب کیا۔ میدان کے وسط میں جامع مسجد کی بنیاد رکھی اور اس میں اپنے لئے ایک منبر بھی بنوایا، معلوم ہوتا ہے کہ ان کے بعض سر برآوردہ ساتھیوں کو یہ بات ناگوار ہوئی کہ وہ اونچی جگہ بیٹھیں، انھوں نے مرکز سے اس کی شکایت کر دی۔ عمر فاروقؓ نے لکھا:۔

"مجھے معلوم ہوا ہے کہ تم نے ایک منبر بنوایا ہے جہاں مسلمانوں سے اونچا ہو کر بیٹھتے ہو، کیا (یہ اعزاز) تمھارے لئے کافی نہیں کہ تم (امیر کی حیثیت سے) کھڑے ہو کر تقریر کرو اور باقی مسلمان (رعایا کی حیثیت سے) بیٹھیں (اور تمھاری بات سنیں) میری طرف سے تاکید ہے کہ منبر توڑ ڈالو" (ابن لہیعہ۔ فتوح مصر ص ۹۲ و حسن المحاضرۃ سیوطی ۱/۷۹)

۳۳۶۔ عمرو بن عاصؓ کے نام

اسی نوع کی ایک اور شکایت ابن عساکر نے اپنی تاریخ دمشق میں قلم بند کی ہے۔ ایک کندی عرب صحابی عرفہ بن حرب[1] نے ایک مال دار مصری کو اسلام لانے کی دعوت دی، اس نے دعوت قبول نہیں کی اور بات کچھ اتنی بڑھی کہ اس نے رسول اللہؐ کی شان میں

---

[1] ابن حجر عسقلانی کی اصابہ اور ابن عبد البر کی استیعاب میں اس نام کے کسی صحابی کا ذکر نہیں ہے۔

توہین آمیز الفاظ کہے۔ عرفہ نے طیش میں آکر مصری کو قتل کر دیا، معاملہ عمرو بن عاصؓ کے سامنے پیش ہوا، انھوں نے عرفہ کے فعل کی مذمت کی اور کہا کہ تم کو ہرگز بھولنا نہیں چاہیئے تھا کہ یہ اہل معاہدہ ہیں اور ان کی جان، مال اور حقوق کی حفاظت کا ہم نے ذمہ لیا ہے۔ عرفہ نے کہا یہ تسلیم، لیکن ذمیوں کو یہ حق کب ہے کہ وہ اسلام یا ہمارے نبیؐ کی توہین کریں، کچھ اور ترش باتیں ہوئیں اور عرفہ جن کے جذبات مشتعل تھے، عمرو بن عاصؓ سے بولے: "آپ ہمارے سامنے تکیہ لگا کر نہ بیٹھا کیجئے، ہمیں برا لگتا ہے"۔ اگر آپ نے یہ طریقہ نہ چھوڑا تو میں خلیفہ سے شکایت کروں گا۔ عمرو بن عاصؓ نے اعتراض درخور اعتنا نہ سمجھا اور حسب معمول پھر مجلس میں تکیہ لگا کر بیٹھے۔ عرفہ نے شکایت کر دی۔ عمر فاروقؓ نے لکھا:-

" مجھے معلوم ہوا ہے کہ تم مجلس میں اپنے ساتھیوں کے سامنے تکیہ لگا کر بیٹھتے ہو، جیسا کہ غیر عرب حکّام کا طریقہ ہے، ایسا نہ کیا کرو، مجلس میں جب تک رہو سیدھے بیٹھو، جب گھر جاؤ تو جس طرح چاہو تمھیں اُٹھنے بیٹھنے کا اختیار ہے"۔ (تاریخ مدینۂ دِمشق ابن عساکر مانکرو فلم ۱۷/۱، معہد اِحیاء المخطوطات العربیہ، عرب لیگ قاہرہ)

۳۳۷۔ عمرو بن عاصؓ کے نام

اپنے ایک مراسلہ میں عمرو بن عاصؓ نے اہل مصر کی عمر فاروقؓ
(۲۲) سے شکایت کی، اس کے کیا اسباب تھے، اور کیا نوعیت اور اس

کا مرجع مسلمان تھے یا مصر کے قبطی، ہم نہیں بتا سکتے، گمان غالب ہے کہ اس کا تعلق مسلمانوں سے تھا غالباً فوج کے سربر آوردہ لیڈر جا بے جا نکتہ چینی کرتے تھے:

"رعیت کے ساتھ اس طرح پیش آؤ جیسا تم پسند کروگے کہ تمھارا امیر تمھارے ساتھ پیش آئے، مجھ سے شکایت کی گئی ہے کہ تم مجلس میں تکیہ لگا کر بیٹھتے ہو، ایسا نہ کرو، اس طرح بیٹھو جس طرح اور لوگ بیٹھتے ہیں" (مدائنی۔ تاریخ مدینۃ دمشق ابن عساکر مائکرو فلم ۱۶، معہد احیاء المخطوطات العربیہ، عرب لیگ قاہرہ)

۳۲۸۔ عمرو بن عاص رضؓ کے نام

ہم نے اوپر پڑھا کہ عمرو بن عاصؓ نے نیل کے مشرقی کنارہ فسطاط کی بنیاد رکھی تھی، جس میں سرکاری دفاتر، گورنر کی قیام گاہ اور فوج کے مکانات کا بندوبست تھا۔ جب فسطاط کی تعمیر شروع ہوئی تو عمرو بن عاصؓ نے نیل کے مغربی کنارہ ایک عارضی چھاؤنی بنائی جس میں خاص طور پر یمن کے قبیلے اور کچھ حبشی دستے رکھے گئے، یہ اس غرض سے کیا گیا کہ مغرب کی طرف سے کوئی حملہ آور یا مقامی باغی، مسلمانوں کو تعمیر فسطاط میں مشغول پاکر حملہ نہ کر دے، جب نیا شہر بس گیا تو عمرو بن عاصؓ نے اس عارضی چھاؤنی کو فسطاط منتقل کرنا چاہا، لیکن وہاں کے لوگوں کو مغربی کنارہ اتنا بھایا کہ وہ آنے کے لئے آمادہ نہ ہوتے، اس چھاؤنی کا نام جیزہ پڑا اور جلد یہ

ایک پر فضا شہر ہو گیا جس کے ارد گرد باغ اور مرغزار اُبھر آئے۔ عمر فاروق کو جب معلوم ہوا کہ مسلمانوں نے نیل کے اُس پار گھر بنایا ہے جو ان کی پالیسی کے خلاف تھا، تو انھوں نے گورنر کو یہ خط لکھا:۔

"..... تم نے یہ کیسے گوارا کیا کہ تمھارے کچھ ساتھی (فوج) تم سے الگ تھلگ رہیں؟ یہ بات تمھارے لئے مناسب نہ تھی کہ تم اپنے ساتھیوں کا ایسی جگہ رہنا گوارا کرتے جس کے اور تمھارے درمیان دریا ہوتا، کیوں کہ تم کو نہیں معلوم کہ اُن پر اچانک کیا مصیبت آپڑے، اُس وقت شاید ان کی مدد نہ کرسکو اور وہ نقصان اٹھائیں لہذا (جو لوگ جیزہ میں بس گئے ہیں) اُن کو فسطاط بلا لو اور اگر ان کو وہ جگہ اتنی پسند ہو کہ آنے سے انکار کریں تو ان کی بستی کے چاروں طرف سرکاری روپیہ سے ایک قلعہ بنوا دو"۔ (ابن لہیعۃ۔ فتوح مصر ابن عبدالحکم ص ۱۲۸، و معجم البلدان یاقوت مصر ۳/۱۹۲۔ ذکر جیزہ، والانتصار لواسطۃ عقد الأمصار از ابن دقماق، قلمی رقم ۱۸۴۴، ۴/۲۶۹ دارالکتب المصریۃ، قاہرہ و حسن المحاضرہ سیوطی ۱/۸۱)

۳۳۹۔ عمرو بن عاص رضؓ کے نام

خارجہ بن حذافہؓ مصر میں اسلامی فوج کے ایک ممتاز سالار تھے، نہایت بہادر چست اور خطرات میں گھس پڑنے والے۔

جب نیا دارالحکومت فسطاط بسا تو عمرو بن عاصؓ کے صاحبُ الشُرطہ یعنی پولیس افسر بنائے گئے[1] اُس زمانہ میں یہ عہدہ بڑے باوقار، خاندانی اور معتبر لوگوں کو دیا جاتا تھا، سب کی طرح انھوں نے بھی مکان بنایا اور ایک نئی بات یہ کی کہ چھت پر ایک کمرہ بھی تعمیر کرایا، کہا جاتا ہے کہ نئے فسطاط میں یہ پہلا بالا خانہ تھا۔ لوگوں کو قدرتی طور پر یہ بدعت کھٹکی اور اس کو مٹانے کا داعیہ پیدا ہوا۔ عمر فاروقؓ کو شکایت پہنچی کہ اس کمرہ کی کھڑکی یا روشن دان سے پڑوسیوں کو جھانکا جاتا ہے، انھوں نے فوراً گورنر کو لکھا:۔

"مجھے معلوم ہوا ہے کہ خارجہ بن حُذافہ نے (چھت پر ایک) کمرہ بنوایا ہے جس کا مقصد یہ ہے کہ پڑوسیوں کے راز معلوم کئے جائیں، میرا خط پا کر وہ کمرہ گروا دو، والسلام"۔ (لیث بن سعد۔ فتوح مصر ابن عبدالحکم ص ۱۰۴ و حُسن المحاضرہ سُیوطی ۱/۸۱)

۳۴۰۔ خط کی دوسری شکل

"ایک چارپائی اُس جگہ رکھو جہاں سے جھانکنے کی شکایت کی گئی ہے، اور اُس پر ایک میانہ قد آدمی کھڑا کرو، اگر اس کے لئے جھانکنا ممکن ہو تو کھڑکی (یا روشن دان) کو پٹوا دو"۔

(یزید بن حبیب۔ فتوح مصر ص ۱۰۷)

---

[1] ابن سعد نے خارجہ کو قاضی مصر بتایا ہے ..... طبقات جزء ۷، قسم ثانی ص ۱۹۰ و جزء ۴، قسم ثانی ص ۱۳۸

۳۴۱-۳۴۲-عمرو بن عاصؓ کے نام

جب فسطاط بسا تو مصر کے سابق گورنر مُقوقِس نے (جو مسلمانوں سے جزیہ اور خراج کے عوض قبطیوں کی طرف سے صلح کر چکا تھا) عمرو بن عاصؓ سے کہا کہ دامن مُقطَّم کی اراضی میرے ہاتھ بیچ دو، میں ستر ہزار دینار[1] دوں گا۔ عمروؓ نے کہا کہ مصر کی زمین مسلمانوں کی ملکیت ہے، اس کا کوئی حصہ بک نہیں سکتا، پھر بھی میں خلیفہ کو لکھتا ہوں، اگر انھوں نے اجازت دی تو بیچ دوں گا، جب یہ معاملہ عمر فاروقؓ کے پاس پہنچا تو انھوں نے لکھا:-

"مُقوقِس سے پوچھو کہ آخر وہ اس ناکارہ زمین کی اتنی زیادہ قیمت کیوں دے رہا ہے، وہ نہ تو زراعت کے لائق ہے، نہ وہاں پانی نکلتا ہے اور نہ کسی مفید کام آتی ہے۔"

گورنر مصر نے مُقوقِس سے جب یہ سوال کیا تو اس نے بتایا کہ ہم عیسائیوں کو اِس قطعہ زمین سے جذباتی لگاؤ ہے، کیوں کہ ہماری کتابوں میں ہے کہ یہاں جنت کے پودے لگائے جائیں گے۔ (یعنی عیسائیوں کا قبرستان بنے گا) عمر فاروقؓ کو اس جواب سے مطلع کیا گیا تو انھوں نے لکھا:

"میں نہیں سمجھتا کہ مسلمانوں کے علاوہ اور کون جنت کا پودا ہو سکتا ہے۔ لہٰذا فسطاط میں جو مسلمان مریں ان کو مُقطَّم کے

---

[1] یہ رقم اُس وقت تین لاکھ پچاس ہزار روپے کے مساوی تھی اور موجودہ شرح سے نو لاکھ پچاس ہزار روپے کے لگ بھگ ہے۔

دامن میں جگہ دو اور کسی قیمت پر اس کو نہ بیچو"۔ (الیث بن سعد۔ فتوح مصر ابن عبدالحکم ص ۱۵۷ و مُعجم البلدان یاقوت۔ ذکر مقطّم ۸/۱۲۶ و فضائل مصر ابن زُولاق قلمی ص ۳۶ و حسن المحاضرۃ سُیوطی ۱/۸۲ و کنز العُمّال ۳/۱۵۳)

۳۴۳۔ خط کی دوسری شکل

"(مُقوقِس) نے سچ کہا، (کہ دامن مُقطّم میں جنت کے پودے لگائے جائیں گے) اس کو مسلمانوں کا قبرستان بنا دو"۔
(ابن لہیعۃ۔ فتوح مصر ص ۱۵۷)

۳۴۴۔ عمرو بن عاصؓ کے نام

مصر میں دستور تھا کہ ہر سال ایک کنواری لڑکی کو عمدہ کپڑے اور زیور پہنا کر نیل میں ڈالا جاتا تھا، مصریوں کے عقیدہ کے مطابق ایسا کرنے سے نیل کا پانی اونچا ہو کر کھیتوں میں پہنچنے لگتا تھا، بابلیوں کی فتح کے بعد جب وسطٰی اور زیریں مصر اسلامی قلمرو میں آیا اور خراج کا انتظام مسلمانوں نے سنبھالا تو زمینداروں نے عمرو بن عاصؓ سے عرض کیا کہ دریائے نیل کی ایک ریت ہے جس کے زیر اثر اس کا پانی ہر سال بڑھتا ہے۔ جب جُون کی بارہ تاریخ ہوتی ہے، تو ہم ایک کنواری لڑکی کو بہترین لباس اور زیور پہنا کر اس میں ڈال دیتے ہیں، ایسا کرنے سے دریا کا پانی اونچا ہو جاتا ہے اور ہماری اراضی سیراب ہونے لگتی ہے۔ گورنر نے کہا کہ اسلامی حکومت

میں ایسی باطل رسموں کو زندہ نہیں رکھا جا سکتا، کاشتکاروں نے تین ماہ انتظار کیا لیکن نیل کا پانی نہ بڑھا اور اب وہ جلا وطنی کی تیاری کرنے لگے۔ گورنر مصر گھبرائے اور عمر فاروق کو صورت حال سے مطلع کیا تو انھوں نے لکھا:۔

"تم نے ٹھیک کیا، بلاشبہ اسلام ماضی کی غلط رسموں کو مٹاتا ہے، میں ایک رقعہ بھیج رہا ہوں، جب میرا یہ خط ملے تو اس کو دریائے نیل میں ڈال دینا۔" (ابن لہیعہ، فتوح مصر ص ۱۵۰ و أحسن التقاسیم مقدسی ص ۲۰۷)

۳۴۵۔ دریائے نیل کے نام

"واضح ہو کہ اگر تو اپنے اختیار سے بہتا ہے تو رُک جا اور اگر اللہ واحد و قہار تجھے بہاتا ہے تو ہم اس سے ملتجی ہیں کہ تجھے رواں کر دے۔"

یہ رقعہ نیل میں ڈال دیا گیا، دوسرے دن پانی سولہ ہاتھ اُٹھ گیا اور زمینیں سیراب ہونے لگیں۔ (ابن لہیعہ۔ فتوح مصر ص ۱۵۰۔۱۵۱ و کتاب البلدان تالیف ابن الفقیہ، لیدن ۱۳۰۲ھ ص ۵۶ و أحسن التقاسیم مقدسی لیدن ۱۹۰۶ء و تاریخ خمیس دیار بکری، مصر ۱۲۸۳ھ ۲/ ۲۴۲ و تاریخ مصر ابن إیاس ۱/ ۳۱ و تاریخ مدینۃ دمشق ابن عساکر مائکرو فلم ع ۱۲، معہد إحیاء المخطوطات العربیہ، عرب لیگ قاہرہ، و کنز العمال ۶/ ۲۳۰ و ۲/ ۱۶۶ تھوڑے فرق کے ساتھ)

۳۴۶- خط کی دوسری شکل

" بسم اللہ الرحمن الرحیم ، عبد اللہ عمر امیر المومنین کی طرف سے نیل مصر کے نام ۔ اگر تو مخلوق ہے تو تیرے بس میں نہ تو فائدہ پہنچانا ہے ، نہ نقصان ، اور اگر تو اپنے ارادہ اور اختیار سے رواں ہے تو رُک جا ۔ ہمیں تیری ضرورت نہیں ، اور اگر تو خدا کی دی ہوئی قوت سے بہ رہا ہے تو پہلے کی طرح فراوانی سے بہ "

(فتوح الشام و مصر واقدی ، مصر ۲/۴۰)

۳۴۷- عمرو بن عاص رضؓ کے نام

سنہ ۱۸ھ میں مدینہ اور اس کے مضافات میں سخت قحط پڑا ، نالے ندیاں جن سے مدینہ کے کھیت اور نخلستان سیراب ہوتے ، سوکھ گئے ، تاجروں نے مدینہ آنا بند کر دیا ، شہر اور اس کے نواح میں خاک اڑتی تھی انسان اور مویشی سوکھ کر کانٹا ہو گئے ، بازار میں کھانے پینے کی چیزیں نہ ملتیں اور اگر ملتیں تو بہت مہنگی ۔ ساٹھ ہزار بدو عرب بھوک سے بے تاب ہو کر صحراؤں سے نکل پڑے اور مدینہ کو گھیر لیا ۔ (طبقات ابن سعد ، جزء ۳ ، قسم اول ص ۲۲۸ - ۲۲۹)

عمر فاروق نے عراق ، شام اور مصر کے گورنروں کو لکھا کہ مدد کیجیے ، سب سے پہلے گورنر شام امیر معاویہؓ نے غلّہ سے لدے تین ہزار اونٹوں کا ایک قافلہ بھیجا ، اور اتنے ہی کپڑے ، گورنر کوفہ نے دو ہزار اونٹ اور عمرو بن عاصؓ نے ہزار اونٹ اور چار ہزار کپڑے ۔

(طبقات ابن سعد جزء ۳ قسم اول ص ۲۲۷ - ۲۲۸)

عمر فاروق نے اس سلسلہ میں عمرو بن عاص رض کو جو مختصر خط بھیجا اس کے ہر لفظ سے وحشت و تشویش ٹپکتی ہے :-

" عبد اللہ عمر امیر المؤمنین کی طرف سے عمرو بن عاص رض کو سلام علیک ۔ میری جان کی قسم عمرو، اگر تمھارا اور تمھارے ساتھیوں کا پیٹ بھرا رہے تو تم کو پرواہ نہیں اگر میں اور میرے ساتھی بھوکوں مریں، مدد کرو، جلد مدد کرو " (لیث بن سعد - فتوح مصر ص ۱۶۲ - ۱۶۳ و حُسن المحاضرۃ سیوطی ۱/۹۳)

۳۴۸ - خط کی دوسری شکل

" عاص بن عاص رض کے نام، میری جان کی قسم، تم اور تمھارے ساتھی (مصری مسلمان) اگر موٹے تازے رہیں تو تمھیں پرواہ نہ ہو اگر میں اور میرے ساتھی (اہل مدینہ و مکہ) سوکھیں، مدد کرو، جلد مدد کرو " (لیث بن سعد - فتوح مصر ابن عبد الحکم ص ۱۶۵ و فضائل مصر لابن زولاق قلمی، دار الکتب المصریہ قاہرہ ص ۱۹ - ۲۰ ' اس میں مدد کرو، جلد مدد کرو، کے الفاظ خط کے شروع میں ہیں)

۳۴۹ - خط کی تیسری شکل

" بسم اللہ الرحمٰن الرحیم - عبد اللہ عمر امیر المؤمنین کی طرف سے عمرو بن عاص رض کو سلام علیک ۔ کیا تم چاہتے ہو کہ میں اور

مدینہ کے لوگ بھوکوں مریں اور تم اور تمھارے علاقہ کے لوگ زندہ رہیں، مدد کرو جلد، بہت جلد!" (طبقات ابن سعد جزء ۳، قسم دوم ص ۲۲۳ و أنساب الاشراف بلاذری مخطوطہ ۹/۶۲)

۳۵۰۔ خط کی چوتھی شکل

"مدد، مدد، عربوں کی مدد! اونٹوں کا ایک قافلہ جس کا اگلا حصہ میرے پاس ہو اور پچھلا تمھارے پاس، عباؤں[1] میں آٹا لاد کر میرے پاس روانہ کر دو" (مالک بن أنس۔ مدوّنہ الکبری ۱/۲۴۶)

عمرو بن عاص رضؓ کا جواب

"امیر المؤمنین حاضر ہوں! بہت جلد آپ کی خدمت میں غلّہ سے لدے اونٹوں کا ایک ایسا کارواں پہنچے گا جس کا اگلا حصہ آپ کے پاس ہوگا تو پچھلا میرے پاس، مجھے امید ہے کہ ایسی صورت بھی نکل آئے گی کہ آپ کے پاس سمندر کی راہ سے غلّہ بھیج سکوں گا"

۳۵۱۔ عمرو بن عاص رضؓ کے نام

فراعنہ کے زمانہ میں بابلیون کے قریب ایک نہر نکالی گئی تھی

[1] موٹی اون یا بالوں کے ڈھیلے ڈھالے آگے سے کھلے کوٹ، عباؤں کی تصریح اس لئے ہے تاکہ ان کو بطور لباس استعمال کر سکیں۔

جو دریائے نیل کو بحر قلزم سے ملاتی تھی، اس نہر سے ہو کر کشتیاں بالائی، وسطی اور زیریں نیل سے بحر قلزم کے بندرگاہوں کو تجارتی سامان لاتی لے جاتی تھیں. مدینہ کے ساٹھ میل جنوب میں جار نامی حجاز کا ایک مشہور بندرگاہ تھا جس کے ذریعہ مصر کا غلّہ اور دوسرا سامان مکہ، مدینہ اور یمن پہنچتا تھا، یہ آبی راستہ اُس مشہور تاریخی بری گذرگاہ سے چھوٹا اور سستا تھا جو جزیرہ نمائے سینا، سے ہو کر مدینہ جاتا تھا۔ مناسب دیکھ بھال نہ ہونے سے یہ نہر مصر پر اسلامی قبضہ سے کافی پہلے ریت سے پَٹ گئی تھی۔ عمرو بن عاصؓ لکھ تو گئے پر جب انھوں نے اپنی تجویز کے مبتداء اور خبر پر غور کیا اور اپنے قبطی مشیروں سے گفتگو کی تو ان کو معلوم ہوا کہ نہر کھولنے سے مصر کا اکثر غلہ مکہ اور مدینہ چلا جایا کرے گا اور مصر تباہ ہو جائے گا۔ انھوں نے خلیفہ کو لکھا کہ سمندری راستہ کی بات میں نے بے سوچے سمجھے لکھ دی تھی، یہ کام ایسا دشوار اور اتنا خرچ طلب ہے کہ اس کو عملی جامہ نہیں پہنایا جا سکتا۔ عمر فاروق ایک مختصر اور سستے بحری راستہ کے خیال سے بہت خوش تھے، کیوں کہ اس کے کھلنے سے مدینہ اور مکہ میں قحط و تنگی کے وقت آسانی سے غذا آ سکتی تھی، ہمارے راوی بتاتے ہیں کہ گورنر کے مذکورہ بالا مراسلہ نے ان کو مشتعل کر دیا اور انھوں نے یہ غصہ بھرا خط لکھا:۔

"بحری راستہ کھولنے کے بارے میں تم نے جو پہلے لکھا تھا اب اس کی دشواری کے عذر تراش رہے ہو، خدا کی قسم تم کو یہ راستہ کھولنا ہوگا ورنہ میں تمھارے کان اُکھیڑ لوں گا یا کسی کو بھیج

کہ اکھڑوا لوں گا۔" (فتوح مصر ص ۱۶۵ و فضائل مصر ابن
زُولاق قلمی ص ۲۰ تھوڑے فرق کے ساتھ)

۳۵۲۔ خط کی دوسری شکل

یہ تو لیث بن سعد اور ان کے شیوخ کا بیان ہے، تاریخ طَبَری میں بھی ایسا ہی ایک خط موجود ہے جو عمر فاروق کی شان سے بعید معلوم ہوتا ہے، اُس کا سیاق و سباق یہ ہے کہ عمرو بن عاصؓ نے اپنے قبطی مشیروں سے مشورہ کر کے مرکز کو لکھا کہ اگر نہر کھول دی گئی تو مصر کا خراج کم ہو جائے گا اور مصر کے لوگ ننگے بھوکے رہ جائیں گے۔ عمر فاروق نے غصہ میں لکھا:۔

"بحری راستہ کھولو اور اس کام میں بہت جلدی کرو، خدا مدینہ کی خوشحالی کے لئے مصر کو برباد کرے!" (سیف بن عمر۔ طَبَری ۴/ ۲۲۴ ۔ ۲۲۵)

۳۵۳۔ خط کی تیسری شکل

"نیل سے سمندر تک نہر کھدواؤ، چاہے اس پر تم کو مصر کا سارا خراج صرف کرنا پڑے" (فضائل مصر ابن زُولاق قلمی ص ۱۹)

۳۵۴۔ عمرو بن عاصؓ کے نام

فتوح الشام واقدی کی روایت ہے کہ جب عمرو بن عاصؓ نے

بابلیون، اسکندریہ اور نیل کا ڈیلٹا (زیریں مصر) فتح کرلیا تو مرکز کو لکھا کہ اب شمالی افریقہ (مغرب) کا رخ کریں یا بالائی مصر (صعید) کا۔ عمر فاروق نے صحابہ سے مشورہ کیا تو حضرت علیؓ نے رائے دی کہ عمرو بن عاصؓ کو چاہیئے کہ خود پایۂ تخت (فسطاط) میں مقیم رہیں تاکہ وہاں کے لوگوں کو سر اٹھانے کا حوصلہ نہ ہو اور دس ہزار فوج خالد بن ولید (؟) کی سرکردگی میں نئی فتوحات کے لئے بھیجیں۔ عمر فاروق کو یہ رائے پسند آئی اور انھوں نے لکھا:۔

"بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ عبداللہ عمر بن خطاب کی طرف سے فسطاط اور اس کے نواحی کے حاکم عمرو بن عاصؓ کے نام، سلام علیک ورحمۃ اللہ و برکاتہ۔ میں اس معبود کا سپاس گذار ہوں جس کے سوا کوئی عبادت کا مستحق نہیں اور اس کے نبیؐ محمدؐ پر درود بھیجتا ہوں، تم پر اور تمھارے ساتھی مہاجر و انصار پر خدا کی رحمت، سلامتی اور برکت ہو۔ تمھارا عریضہ پڑھا، حالات معلوم ہوئے۔ میرا خط وصول کر کے خدا سے مدد مانگو اور رسالے تیار کرو اور ہر مفتوحہ شہر میں ایک حاکم بھیجو تاکہ قانون اسلام کی تعلیم دے۔ پھر دس ہزار صحابہ کی ایک فوج مرتب کرو جس کے سپہ سالار خالد بن ولیدؓ ہوں، ان کے ساتھ زبیر بن عوّامؓ، فضل بن عباسؓ، مقداد بن اسودؓ، غانم بن عیاضؓ، مالک اَشترؓ، دوسرے افسروں اور پرچم داروں کو روانہ کرو، یہ لوگ شہر شہر گشت کریں اور وہاں کے لوگوں کو اسلام کی دعوت دیں جو لوگ اسلام قبول کریں اُن کو وہی منافع اور حقوق

حاصل ہوں گے جو ہم کو ہیں اور اُن پر وہی ذمہ داریاں عاید ہوں گی جو ہم پر ہیں، جو لوگ اسلام لانے سے انکار کریں ان سے جزیہ وصول کیا جائے۔ اور اگر وہ جزیہ دینے سے بھی انکار کریں تو ان سے جنگ کی جائے۔ فوج کو تاکید کرو کہ جب کسی شہر کا محاصرہ کریں تو اس کے آس پاس کے دیہاتوں پر چھاپے ماریں۔ مجھے معلوم ہوا ہے کہ مصر میں دو[2] بڑے ہی مستحکم اور قلعہ بند شہر ہیں، ایک أہناس، بابلیون کے قریب[1] اور دوسرا بہنسا[2]، مجھے معلوم ہوا ہے کہ بہنسا میں بطلیوس[3] نامی ایک بڑا رومی جنرل (بطریق) ہے، یہ ألواحات[4] کا حاکم ہے اور مصر کا سب سے بڑا بطریق۔ جب تک یہ دونوں شہر فتح نہ ہو جائیں تمھاری فوج صعید (بالائی مصر) کا رخ نہ کرے۔ ظاہر و باطن میں تم اور تمھارے ساتھی خدا سے ڈرتے رہیں، مظلوم کے ساتھ انصاف کرو، اور ظالم سے اس کا حق دلواؤ، نیکی اور راستبازی کی تلقین کرو، برائی اور کج روی سے روکو، اور کمزور کا حق طاقت ور سے دلواؤ، احکام خداوندی کی انجام دہی میں اگر کوئی تم کو ملامت کرے، تو پرواہ نہ کرو، تم خود فسطاط میں رہو اور فوجیں روانہ کردو،

---

[1] غربی نیل کے کنارہ۔ [2] دو شہروں کے نام، ایک زیریں صعید میں اور دوسرا مصر کے جنوب مغربی صوبہ ألواحات کے قریب یہاں غالباً دوسرا شہر مراد ہے۔ تقویم البلدان از ابو الفداء یورپین اڈیشن ص ۲۱۲۔ [3] بطلیموس، ۱۴۲/۲، مصر اڈیشن ۱۹۳۶ء۔ [4] مصر کے جنوب مغرب میں ایک طرف سرحد سودان اور دوسری طرف لیبیا تک وسیع سرسبز علاقہ کا نام ألواحات تھا، یہاں کثرت سے نخلستان اور باغ تھے۔ مقدسی ص ۲۰۱ و معجم یاقوت ۲/۳۷۰۔

اگر کمک کی ضرورت پڑے تو مجھے مطلع کرو۔ اور گو کہ حقیقی مدد وہی ہے جو خدا کی طرف سے ہو، تاہم میں کمک تمھارے پاس بھیجوں گا، خدا سے دعا کرتا ہوں کہ تمھاری مدد فرمائے اور تم کو کامیابی عطا کرے، والحمد للہ رب العالمین "

(فتوح الشام و مصر واقدی، مصر ۲/۱۳۱ - ۱۳۲)

قارئین کو اس مراسلہ میں خالدؓ بن ولید کا نام پڑھ کر تعجب ہوگا، کیوں کہ خالدؓ کا مصر کی فتوحات میں حصہ لینا کسی معتبر روایت یا مورخ سے ثابت نہیں ہے۔ فتوح الشام واقدی میں بہت سی انوکھی اور حیران کن باتیں ہیں اور خالدؓ بن ولید کا محاذ مصر پر ظہور بھی منجملہ اُن کے ایک اُعجوبہ ہے۔

۳۵۵۔عمروبن عاصؓ کے نام

عراق و شام کی فتوحات کے بعد جب مرکزی خزانہ میں خُمس کے علاوہ خراج اور جزیہ کی لگی بندھی رقمیں جمع ہونے لگیں تو عمر فاروق نے غالباً ۲۰ھ میں سالانہ وظائف کا ادارہ قائم کیا، جس میں تمام مسلم مردوں، عورتوں حتی کہ شیر خوار بچوں تک کے نام لکھے جاتے تھے اور ہر ایک کے لئے مختلف شرحوں سے وظیفے مقرر ہوتے تھے۔ سب سے زیادہ وظیفہ رسول اللہؐ کی بیگمات کو دیا گیا، ان کے بعد اہل بیت کو اور پھر بدر کے مجاہدوں کو۔ وظیفہ مقرر کرنے میں رسول اللہؐ سے قربت اور اسلامی خدمات کو ملحوظ رکھا گیا تھا۔ مراسلۂ ذیل عمرو بن عاصؓ اور کچھ دوسرے

صحابہ کے وظائف سے متعلق ہے :-

"مصر کے اُن صحابہ کے لئے جنہوں نے "درخت کے نیچے" رسول اللہؐ سے بیعت رضوان[1] کی تھی، دو سو دینار (اُس وقت کی شرح سے تقریباً ہزار روپے) سالانہ وظیفہ مقرر کرو، یہی وظیفہ تم خود لو چوں کہ گورنر ہو، اور یہی وظیفہ خارجہ بن حُذافہ کو ان کی ممتاز شجاعت اور عثمان بن ابی العاص (عثمان بن قیس سہمی - طبقات ابن سعد) کو ان کی غیر معمولی مہمان نوازی کے لئے دو" (لیث بن سعد - فتوح مصر ص ۱۴۵ و طبقات ابن سعد ج ۷، قسم دوم ص ۱۹۰ و حسن المحاضرہ ج ۱ ص ۱۰۵)

۳۵۶ - خط کی دوسری شکل

"جن صحابہ نے درخت کے نیچے بیعت کی ہو ان کا وظیفہ دو سو دینار سالانہ مقرر کرو اور اپنے لئے بھی اسی قدر، چوں کہ تم گورنر ہو، اور خارجہ بن حُذافہ کو ان کی غیر معمولی شجاعت کے لئے "ممتاز وظیفہ" دو۔ (یعنی دو سو پچاس دینار، لیث بن سعد - فتوح البلدان بلاذری ۱۹۳۲ء ص ۲۴۳)

۳۵۷ - عمرو بن عاصؓ کے نام

یہ خط بے سیاق و سباق ہے۔ اس کو کنز العُمّال کے مؤلف نے ابن سعد کے حوالہ سے بیان کیا ہے، لیکن طبقات ابن سعد کے یورپین اڈیشن میں یہ خط نہیں ہے، رجال اور سنن کی کتابوں میں ابن سعد کی طبقات کے حوالہ سے جگہ جگہ اقتباسات ملتے ہیں

[1] سنہ ۶ میں رسول اللہؐ نے صلح حُدیبیہ سے ذرا پہلے یہ بیعت لی تھی۔

جو موجودہ اڈیشن میں مفقود ہیں، معلوم ہوتا ہے کہ خط زیر بحث بھی اِسی گم کردہ راہ زمرہ سے ہے، خط کے مضمون سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس کی نگارش "دیوانِ عطار یا دفتر وظائف" قائم ہونے کے بعد ہوئی تھی، دیوان عطار کے قیام کے مورخوں نے مختلف تاریخیں بیان کی ہیں جن میں زیادہ قرین صواب ۲۰ھ ہے۔ خط میں ایک نیا اکتشاف ہے اور وہ یہ کہ جنگ بدر میں شریک ہونے والوں کا وظیفہ دو سو دینار تھا، ایک دینار کی شرح تبادلہ اُس وقت دس درہم تھی اور دو سو دینار ہزار درہم کے برابر تھے۔ مجاہدین بدر کے وظیفہ کی مقدار کے بارے میں تین قول مشہور ہیں:- چار ہزار، پانچ ہزار اور چھ ہزار سالانہ، چار ہزار سے کم کسی مورخ نے وظیفہ کی مقدار نہیں بتائی ہے۔

"واضح ہو کہ میں نے مدینہ کے مردوں، عورتوں اور بچوں کا سالانہ وظیفہ دفتر وظائف میں مقرر کر دیا ہے، ان میں وہ لوگ بھی شامل ہیں جو جہاد کے لئے مصر یا دوسرے محاذوں پر چلے گئے تھے اور پھر لوٹ آئے۔ وہ لوگ جو یہاں وظیفہ مقرر ہونے کے بعد مصر جا کر بس گئے، اُن کا اور اُن کے بیوی بچوں کا وظیفہ میری مقرر کردہ شرح کے مطابق جاری رکھو، اور جن لوگوں کا وظیفہ یہاں مقرر نہیں ہوا ہے اور وہ مصر میں آباد ہوگئے ہیں، ان کا وظیفہ مقرر کر دو، اس کی شرح وہی ہو جو اُن جیسی خدمت و اہلیت والے دوسرے مسلمانوں کے لئے میں نے مقرر کی ہے۔
(۲۳) خود اپنا وظیفہ دو سو دینار مقرر کرو، یہ وہ رقم ہے جو جنگ بدر

میں شریک ہونے والے مہاجر و انصار کو دی گئی ہے، میں نے اتنا وظیفہ تمھارے کسی ہم رتبہ کو نہیں دیا ہے، تم کو زیادہ دینے کی وجہ یہ ہے کہ تم گورنر ہو اور میں نے گورنر کی زیادہ سے زیادہ تنخواہ تم کو دی ہے۔ مجھے معلوم ہے کہ (سرکاری مصارف کے لئے) تم کو روپیہ کی ضرورت ہوگی، ان کے لئے آمدنی بڑھاؤ، تحصیل خراج انصاف اور حق کے اصول پر ہو۔ جب خراج جمع ہو جائے تو بلا کسی تصرف کے اُس سے مسلمانوں کے وظائف اور ضروری خرچ نکال لو اور باقی مجھے بھیج دو۔ تم کو یاد رہے کہ مصر کا جو حصہ تم نے فتح کیا ہے اُس سے خُمس نہیں لیا جائے گا کیوں کہ اس کو بذریعہ معاہدہ فتح کیا گیا ہے۔ مفتوحہ مصر اور اس میں جو کچھ ہے مسلمانوں کی دولت ہے، اس کی آمدنی سے پہلے ان لوگوں کو دو جو سرحدوں کی حفاظت کرتے ہیں اور سرکاری فرائض انجام دیتے ہیں، باقی سے ان لوگوں کی مدد کرو جن کا خدا نے (قرآن میں) نام لیا ہے۔ یاد رہے عمرو کہ خدا تم کو اور تمھارے عمل کو دیکھتا ہے، وہ اپنی کتاب میں فرماتا ہے: وَاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِينَ إِمَامًا[1] وہ چاہتا ہے کہ اس کی بتائی ہوئی راہ پر چلا جائے۔ تم کو یہ بھی یاد رہے کہ تمھاری عملداری میں ذمی اور معاہد لوگ ہیں، رسول اللہؐ نے ان کے ساتھ اچھے سلوک کی تاکید کی ہے اور قبطیوں کے ساتھ بھی اچھے برتاؤ کی فہمائش کی ہے چنانچہ آپ نے فرمایا ہے: قبطیوں

---

[1] ہمیں خدا ترسوں کا لیڈر بنا۔ یہ آیت یہاں بے موقع سی ہے۔

سے اچھا سلوک کرو ، وہ تمھاری حفاظت میں داخل ہوں گے
وہ تمھارے ہم نسب بھی ہیں ان سے رشتہ یہ ہے کہ حضرت
اسماعیلؑ کی ماں قبطی تھیں۔ رسول اللہؐ نے یہ بھی فرمایا ہے کہ جو
شخص معاہد پر ظلم کرے گا یا اس کی طاقت سے زیادہ خراج
یا جزیہ لے گا تو قیامت کے دن میں اس کا گریبان پکڑوں گا۔
خبردار عمرو، کہیں رسول اللہؐ تمھارا گریبان نہ پکڑیں۔ رسول اللہؐ
جس کا گریباں گیر ہوتے وہ مغلوب ہو کر رہے گا۔ بخدا اے
عمرو، اس قوم کا حاکم بن کر میں بڑی آزمائش میں ڈالا گیا ہوں،
مجھے کمزوری کا احساس ہونے لگا ہے، میری رعایا ہر طرف پھیل
گئی ہے، میں بہت بوڑھا ہو گیا ہوں، خدا سے دعا ہے کہ
مجھے اٹھالے، نہ زیادہ میری تعریف ہو نہ برائی۔ بخدا مجھے ڈر
رہتا ہے کہ اگر کوئی اونٹ تمھاری عمل داری کے دور ترین حصہ
میں لاپرواہی سے ضائع ہو جائے تو قیامت کے دن مجھ سے
جواب طلب ہوگا۔" (طبقات ابن سعد۔ کنز العمال ۳/۱۶۲)

یہ خط کئی مختلف مضامین پر مشتمل ہے۔ تقرر وظائف، خراج،
اہل معاہدہ اور قبطیوں کے ساتھ برتاؤ، عمر فاروقؓ کی خلافت سے
بد دلی، اپنی کمزوری اور بوڑھاپے کا ذکر۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ راویان
خط نے عمر فاروق کے متعدد خطوط سے جو مختلف اوقات میں لکھے
گئے تھے بعض چیدہ حصے نکال کر یکجا کر دئے ہیں، ایسا کرنے میں
ان سے کچھ لغزشیں بھی سرزد ہوئی ہیں، مثلاً ان کا یہ قول درست
نہیں کہ بدر کے مجاہدوں کا سالانہ وظیفہ ایک ہزار درہم تھا، یا مثلاً

ایک جگہ ان کی یہ تصریح کہ مصر کی حیثیت مال غنیمت کی سی نہیں اور اس لئے اس سے خمس نہیں لیا جا سکتا اور پھر یہ کہنا کہ سرحدوں کے محافظوں کو وظائف دے کر باقی ان لوگوں کو دو جن کے نام قرآن میں یاد کئے گئے ہیں، یعنی یتیم، مسافر، رسول اللہؐ کے اقارب، نادار وغیرہ اور جیسا کہ قارئین جانتے ہیں یہ وہ لوگ ہیں جن کا حصہ خمس سے نکلتا ہے۔

۳۵۸ - ۳۵۹ - عمرو بن عاص رضؓ کے نام

۲۱ھ میں (بقول واقدی - طبری ۴/۲۴۹) عمر فاروقؓ کے دو لڑکے عبداللہؓ اور عبدالرحمٰنؓ جہاد کے لئے مصر گئے۔ اس موقع پر عمر فاروقؓ نے گورنر عمرو بن عاصؓ کو لکھا:

"اگر میرے کنبہ کا کوئی فرد تمہارے پاس آئے تو تم نہ تو اس کو کوئی تحفہ دینا اور نہ اس کے ساتھ خصوصی برتاؤ کرنا، ورنہ تمہارے خلاف مناسب کارروائی کی جائے گی۔"

عمرو بن عاصؓ کہتے ہیں کہ اس حکم امتناعی کے باعث میں دونوں بھائیوں کی نہ تو آؤ بھگت کر سکا نہ ان کو کوئی سوغات بھیجی اور نہ ملنے ان کے گھر گیا؛ چند دن گزرے تھے کہ کسی نے آکر مجھ سے کہا کہ عبدالرحمٰن اور ابوسِروعہ آپ سے ملنا چاہتے ہیں، میں نے ان کو اندر بلا لیا، وہ بہت اداس تھے، انھوں نے کہا: "ہمارے حد شراب لگائیے، ہم نے رات شراب پی اور مدہوش ہو گئے۔" میں نے دونوں کو جھٹکارا اور کہا: چلو جاؤ، امیر المؤمنین کے لڑکے اور

ایک بدری صحابیؓ کے حد لگاؤں!" عبدالرحمٰن: "اگر آپ حد نہیں لگائیں گے تو میں مدینہ لوٹ کر امیر المؤمنین کو خبر کر دوں گا" اس اثنا میں عبدالرحمٰن کے بڑے بھائی عبداللہ بن عمرؓ بھی آگئے، میں ان کے استقبال کو آگے بڑھا، خوش آمدید کہا اور صدر مجلس میں بٹھانا چاہا لیکن انھوں نے انکار کر دیا اور بولے: والد نے مجھے آپ سے ملنے کی ممانعت کر دی ہے الا یہ کہ ملاقات کے بغیر چارہ نہ ہو، اور اس وقت ایک ایسی ضرورت آن پڑی ہے کہ ملاقات ناگزیر ہے، میں چاہتا ہوں کہ میرے بھائی کا منظر عام پر سر نہ مونڈا جائے، حد شراب آپ جہاں چاہیں لگا سکتے ہیں" اپنا بیان جاری رکھتے ہوئے عمرو بن عاصؓ کہتے ہیں کہ حد کے ساتھ تضحیک و تشہیر کے لئے سر بھی منڈوایا جاتا تھا۔ میں دونوں کو گھر کے صحن میں لایا اور حد لگائی۔ اس کے بعد عبداللہ بھائی کو لے کر محل کے ایک کمرہ میں گئے اور ان کا اور ابو سَروعہ کا سر مونڈا۔ بخدا میں نے اس موضوع پر عمرؓ کو ایک حرف بھی نہ لکھا، لیکن چند ہی دن گذرے تھے کہ یہ توبیخ آمیز خط موصول ہوا:۔

"عبداللہ عمر امیر المؤمنین کی طرف سے عاصی بن عاصی کو سلام علیک۔ ابن عاص، مجھے حیرت ہے تم پر اور تمھاری جرأت پر کہ تم نے میری ہدایت کی خلاف ورزی کی، میں نے اصحاب بدر اور تم سے بہتر لوگوں کو نظرانداز کر کے تمہیں منتخب کیا حالانکہ تم گمنام تھے اور تم کو پچھلی صف سے نکال کر اگلی صف میں کھڑا کیا، لوگوں نے مجھ سے کہا تھا کہ تم جرأت اور مخالفت سے کام

لہ نہ تو استیعاب سے اس بات کی توثیق ہوتی ہے کہ ابوسَروعہ بدری صحابی تھے اور نہ

لوگے اور میں دیکھ رہا ہوں ویسا ہی ہوا جیسا انھوں نے کہا تھا، ایسا معلوم ہوتا ہے کہ تم کو بُری طرح معزول کرنا پڑے گا، تمھارا برا ہو، عبدالرحمٰن کو اپنے گھر میں حد لگاتے ہو، اور اس کا سر بھی گھر میں مونڈتے ہو حالانکہ تم کو معلوم تھا کہ یہ بات میری مرضی کے خلاف ہوگی، عبدالرحمٰن تمھاری رعیت کا ایک فرد تھا اور تم کو اس کے ساتھ ویسا ہی سلوک کرنا چاہیے تھا جیسا کسی دوسرے مسلمان کے ساتھ، لیکن تم نے کہا: امیرالمؤمنین کا لڑکا ہے (اس کے ساتھ رعایت کریں) حالاں کہ تم جانتے ہو کہ حقوق اللہ میں کسی کے ساتھ میں رو رعایت نہیں کرتا، یہ خط پاتے ہی عبدالرحمٰن کو عباء (موٹے بالوں کا ڈھیلا کوٹ) پہنا کر قَتَب (چھوٹے تکلیف دہ کجاوہ) پر روانہ کر دو تاکہ اپنی بد کرداری کا مزہ چکھے"۔

میں نے عبد اللہ کو ان کے والد کا خط دکھا کر عبدالرحمٰن کو مدینہ روانہ کر دیا اور عمرؓ کو ایک معذرت نامہ میں لکھا کہ میں نے عبدالرحمٰن کو گھر کے صحن میں حد لگائی ہے اور بخدا یہ وہی جگہ ہے جہاں مسلم و غیر مسلم کو سزا دیتا ہوں"۔ یہ خط عبداللہ بن عمر کے ہاتھ بھیج دیا۔[۱] عبد اللہ بھائی کے ساتھ مدینہ وارد ہوئے، عبدالرحمٰن موٹے بالوں کے کوٹ میں باپ کے سامنے آئے، بے گدے کی سواری نے ان کا جسم ایسا چور کیا تھا کہ ان کے لئے چلنا دو بھر تھا۔ عمر فاروقؓ نے عبدالرحمٰن کو برا بھلا کہتے ہوئے کوڑا منگوایا، ایک بڑے صحابی عبدالرحمٰن

[۱] یہاں سے کہانی کی روایت عمر فاروقؓ کے آزاد کردہ غلام اسلم کی زبانی شروع ہوتی ہے۔

بن عوف نے شفاعت کی اور کہا کہ ان کو شراب نوشی کی سزا مل چکی ہے، مگر عمر فاروقؓ پر اس کا اثر تو کجا، انھوں نے اُلٹا ان صحابی کو ڈانٹا۔ عبدالرحمٰن پر کوڑے پڑنے لگے، وہ چیختے اور کہتے: "میں بیمار ہوں، بخدا تم مجھے مارے ڈالتے ہو" مگر بے سود۔ حد لگنے کے بعد عبدالرحمٰنؓ کو قید کر دیا گیا جہاں ایک ماہ بیمار رہ کر ان کا انتقال ہوا[1] (شرح نہج البلاغۃ مصر ۳/۱۲۳، و تاریخ عمر بن خطاب ابن جوزی ۱۷۱ - ۱۲۷ تھوڑے فرق کے ساتھ و تاریخ مدینۃ دمشق ابن عساکر مائکرو فلم ۱۶ع، معہد احیاء المخطوطات العربیہ عرب لیگ قاہرہ و کنز العمال ۲/۱۵۲ لفظی اختلاف کے ساتھ)

۳۶۰۔ خط کی دوسری شکل

"عبدالرحمٰن کو قتب پر بٹھا کر میرے پاس بھیج دو"

(عبد اللہ بن عمر۔ سنن کبریٰ بیہقی ۸/۳۱۲ - ۳۱۳)

۳۶۱۔ عمرو بن عاصؓ کے نام

زِنباع نامی عرب کا ایک غلام تھا سَندر۔ ایک دن اس نے زِنباع کی کنیز کو پیار کر لیا۔ زِنباع نے طیش میں آکر اس کے خصیے، کان اور ناک کاٹ ڈالے۔ سَندر رسول اللہؐ کے پاس داد فریاد کو آیا۔ رسول اللہؐ کو بے انتہا صدمہ ہوا، انھوں نے

---

[1] أنساب الاشراف کے راوی بتاتے ہیں کہ عبد الرحمٰن چھ ماہ قید میں رہے اور اچھے ہو گئے، پھر بیمار پڑے اور وفات پائی، أنساب الأشراف (مصوّر، ۹/۳۱۹)

زِنباع کو طلب کیا اور سرزنش کرتے ہوئے کہا: غلاموں کے ساتھ ایسا برتاؤ نہ کرو جو ناقابل برداشت ہو، جو خود کھاؤ وہی ان کو کھلاؤ جو خود پہنو وہی ان کو پہناؤ اور ان سے مطمئن ہو تو رکھو ورنہ بیچ ڈالو۔ خلق خدا پر ایسے عذاب نہ توڑو، جس غلام کا مُثلہ کیا جائے گا یا آگ سے اس کو جلایا جلائے گا، وہ آزاد ہو جائے گا۔" رسول اللہؐ نے سَندر کو آزاد کرا دیا۔ سَندر نے کہا: رسول اللہؐ آپ ہر مسلمان سے سفارش کیجئے کہ میرے ساتھ اچھا سلوک کرے۔" رسول اللہؐ نے سفارش کر دی۔ آپ کی وفات پر سَندر ابو بکر صدیقؓ کے پاس آیا، اور کہا میرے حق میں رسول اللہؐ کی سفارش پوری کیجئے۔ ابو بکر صدیقؓ جب تک زندہ رہے اس کی کفالت کرتے رہے۔ ان کے بعد سَندر، عمر فاروقؓ کے پاس آیا۔ میرے حق میں رسول اللہؐ کی سفارش پوری کیجئے۔ عمر فاروقؓ نے پوچھا تم مدینہ میں رہنا پسند کرو گے یا باہر جانا، سَندر نے کہا: مصر میں رہنا چاہتا ہوں۔ عمر فاروقؓ نے عمرو بن عاصؓ کو لکھا:

"سَندر کے حق میں رسول اللہؐ کی سفارش پوری کرو۔"

(ابن لہیعۃ۔ فتوح مصر ابن عبد الحکم ص ۱۳۷ - ۱۳۸ و حُسن المحاضرہ ۱/۹۱ و استیعاب ۱/۵۸۶ - ۵۸۷)

۳۶۲۔ عمرو بن عاصؓ کے نام

کسی مسلمان کا غلام مٹی کھود رہا تھا کہ اس کو ایک گھڑا ملا جس میں اشرفیاں بھری تھیں، غلام نے اشرفیوں کو اپنی محنت

کا ثمرہ سمجھ کر خود لینا چاہا اور اس کے مالک نے "مملوک کی چیز مملوک" کا اصول مدنظر رکھ کر کہا کہ اشرفیاں میری ہیں۔ قضیہ عمر فاروقؓ کی خدمت میں پیش کیا گیا تو انھوں نے یہ فیصلہ صادر کیا:

"کچھ اشرفیاں غلام کو دے دو، ایسا کرنے سے یہ فائدہ ہوگا کہ غلام پائی ہوئی چیزیں اپنے آقاؤں کو دے دیا کریں گے"۔
(عمرو بن شعیب - فتوح مصر ص ۱۶۹)

۳۶۳- عمرو بن عاصؓ کے نام

عمر فاروقؓ نے اسلامی قلمرو میں منادی کرا دی کہ ہر عرب اور اس کے اہل و عیال کو حکومت کی طرف سے وظیفہ اور خوراک ملے گی، لہذا کوئی زراعت نہ کرے۔ شریک بن سُمیؓ ایک صحابی عمرو بن عاصؓ کے پاس آئے اور کہا کہ حکومت کا وظیفہ میرے لئے ناکافی ہے، مجھے زراعت کی اجازت دیجئے۔ گورنر نے خلیفہ کی منادی کے پیش نظر اجازت دینے سے انکار کیا اس کے باوجود شریک نے کھیتی باڑی شروع کر دی۔ گورنر نے شریکؓ کی شکایت خلیفہ کو لکھ بھیجی۔ عمر فاروقؓ نے شریکؓ کو مدینہ بلوایا اور وہ جب آئے تو اُن سے کہا: "میں تمھیں ایسی سزا دوں گا کہ مصر کے لوگ عبرت پکڑیں گے"۔ شریکؓ نے کہا مجھے معاف کر دیجئے، میں نادم ہوں۔ عمر فاروقؓ نے گورنر مصر کو لکھا:

"شریک بن سُمیؓ میرے پاس آئے اور اپنے کئے پر پچھتائے اور معذرت کی، میں نے ان کی معذرت قبول کر لی ہے"۔

(حیوۃ بن شریح ۔ فتوح مصر ص۱۶۲ و إصابہ ۲/۱۵۰ و حسن المحاضرہ ۱/۹۳)

۳۶۴۔ عمرو بن عاصؓ کے نام

گورنر نے لکھا کہ فسطاط کے بعض لاوارث عیسائی راہب مال دولت چھوڑ کر مرجاتے ہیں، ان کی میراث کس کو دی جائے۔ عمر فاروقؓ نے جواب دیا:

"صاحب اولاد راہبوں کا ترکہ ان کی اولاد کو دے دیا جائے اور جس کے اولاد نہ ہو اس کی میراث بیت المال میں جمع کر دو، کیوں کہ مسلمان اس کے وارث ہیں۔" (ابن لہیعہ ۔ فتوح مصر ابن عبد الحکم ص ۹۰ و کنز العمال ۳/۱۵۲)

۳۶۵۔ عمرو بن عاصؓ کے نام

ایک شخص تھا جو کئی بار مرتد ہوا اور پھر اسلام لایا، اس کے بارے میں گورنر نے خلیفہ سے رجوع کیا کہ آیا اس دیوانے کا بار بار اسلام قبول کیا جائے یا نہیں، تو جواب آیا:۔

اس کا اسلام قبول کرلو، (بلکہ) اس کو اسلام لانے کی تلقین کرو، اگر مسلمان ہو جائے تو خیر، ورنہ اس کی گردن مار دو۔"

(عمرو بن شعیب ۔ فتوح مصر ص ۱۶۸ و کنز العمال ۳/۱۵۲ و ۱/۷۰۹)

۳۶۶- عمرو بن عاصؓ کے نام

کہا جاتا ہے کہ عمرو بن عاصؓ کے سکریٹری نے خلیفہ کے نام ایک مراسلہ میں بسم اللہ کا سین نہیں لکھا، سہواً یا بے پرواہی سے، عمر فاروقؓ کو جو صحت املار اور زبان کا خاص لحاظ رکھتے تھے، یہ فروگذاشت ناگوار گذری اور انھوں نے گورنر کو حکم دیا:-

"سکریٹری کے ایک کوڑا مارو" (یزید بن حبیب - تاریخ عمر بن خطاب ابن جوزی ص ۹۶)

۳۶۷ - عمرو بن عاصؓ کے نام

یہ خط ایک قلمی کتاب لطائف الأخبار الأُوَل فيمن تَصَرَّفَ في مصر من أرباب الدُّوَل سے ماخوذ ہے، اس کے مؤلف محمد بن عبد المعطی اسحاقی لکھتے ہیں کہ جب عمرو بن عاصؓ نے خلیفہ سے اس بات کی شکایت کی کہ مصر کے کاشتکاروں سے بہت سا لگان وصول نہیں ہوا ہے تو انھوں نے لکھا:-

"سنو گورنر، جب لگان وصولنے کا وقت آئے اور اس کی مقدار و شرح پہلے سے رجسٹروں میں مندرج کر دی گئی ہو، تو اب اس میں (مقدار و شرح میں) کوئی ردو بدل نہ کرو۔ اس بات کا پورا خیال رکھو کہ کاشت کاروں کے ساتھ کوئی زیادتی نہ ہو، ہم دنیا میں ان کے ساتھ بے انصافی کر سکتے ہیں لیکن آخرت میں وہ ہمارا گریبان پکڑیں گے۔ ہر حاکم خدا کے سامنے رعیت کی فلاح و بہبود

کے لئے ذمہ دار ہے، یاد رہے کہ ظلم وہ دروازہ ہے جس میں
داخل ہونے والے پر خدا نے لعنت کی ہے، ہمارا تکیہ عدل
وانصاف پر ہے اور اسی کو ہم نافذ کرتے ہیں، ہماری اس پلسی
پر تم بھی چلو اور اس سے انحراف نہ کرو۔ گو میں تم سے دور
ہوں پر خدا تمھارے پاس موجود ہے اور تمھارے عمل سے
واقف ہے۔ تمھارا خط موصول ہوا جس میں تم نے لکھا ہے
کہ کاشت کاروں پر بہت سا لگان باقی رہ گیا ہے، اس کے
باوجود ان کی کوئی چیز نیلام نہ کرانا ورنہ وہ تباہ ہو جائیں گے۔
ان کی کھیتی کا تخمینہ کرنے کے لئے ایمان دار لوگ مقرر کرو اور جب
تم کو معلوم ہو کہ کھیتی پر کوئی آفت نہیں آئی ہے تو ان سے مناسب
لگان لے لو، وجوذ الأیام تجوذ (؟) ظالموں کو عنقریب معلوم
ہو جائے گا کہ ان کا ٹھکانا کہاں ہے۔ وسیعلم الذین ظلموا أیَّ
مُنْقَلَبٍ ینقلبون" (لطائف الأخبار الأُوَل فیمن
تصرف فی مصر من أرباب الدُّوَل، قلمی ص ۶۹-۷۰
دار الکتب المصریہ، قاہرہ)

۳۶۸- عمرو بن عاص رضؓ کے نام

بالائی اور زیریں مصر میں اسلامی حکومت کی بنیاد ہموار کر کے
۲۲ھ میں عمرو بن عاص رضؓ مصر کے غرب میں ساحل سمندر سے متصل
اس نہایت وسیع علاقہ کو جہاں رومی اقتدار تھا اور جس کو اُس وقت
غرب مغرب کے نام سے یاد کرتے اور جو عصر حاضر میں لیبیا کہلاتا ہے،

مسخر کرنے نکلے۔ یہ فوج کشی مصر کو لیبیا کی طرف سے ہونے والے رومی حملوں سے محفوظ رکھنے کے لئے ضروری تھی۔ اسلامی فوج نے چند ماہ کے اندر یہاں کے دو سب سے بڑے شہروں برقہ اور طرابلس[1] (پایۂ تخت) پر قبضہ کر لیا، لیبیا کے مغرب میں ایک اور ملک تھا جس کو اُس وقت افریقیہ کہتے اور جو اب تونس، الجیریا اور مراکش پر مشتمل ہے۔ اس وقت عمرو بن عاصؓ اسکندریہ سے لگ بھگ ڈیڑھ ہزار میل دور آچکے تھے اور ایک ایسی سرزمین میں تھے جہاں سفر بہت مشکل تھا اور پانی سخت کم یاب، تاہم ان کی ہمت میں کوئی کمزوری تھی نہ حوصلہ میں کوئی اضمحلال، ان کی نظریں اب افریقیہ کے افق پر جمی ہوئی تھیں، لیکن آگے قدم بڑھانے سے پہلے انھوں نے عمر فاروقؓ کو لکھا کہ ہم نے طرابلس تک فتح حاصل کر لی ہے، یہاں سے افریقیہ نو دن کی مسافت پر ہے یعنی کوئی پونے دو سو عرب میل، اگر آپ کو کوئی اعتراض نہ ہو تو ہم بڑھ جائیں۔ عمر فاروقؓ نے لکھا:۔

"ایسا نہ کرو، یہ ملک افریقیہ نہیں، بلکہ مفرقہ ہے (نزاع اور افتراق کا مرکز) یہاں کے لوگ خود غدار ہیں اور دوسروں کی غداری کا شکار بھی۔ جب تک میں زندہ ہوں کوئی اس پر فوج کشی نہیں کرے گا۔" (ابن لہیعۃ - فتوح مصر، ابن عبدالحکم ص ۱۷۳ و فتوح البلدان بلاذری ص ۲۲۷)

بلاذری نے لکھا ہے کہ یہاں کے رؤسا جو رومی حکومت کے باجگذار تھے اکثر مقررہ خراج دبا لیتے تھے، اور شاہ اسپین بھی ان

[1] دیکھئے نقشہ ۲ مقابل صفحہ ۳۰۶

سے اپنے معاہدے ایفار نہ کرتا تھا، اسی بنار پر عمرِ فاروق جن کو یہ باتیں معلوم تھیں، اہل افریقیہ کو غدار اور معذور بتاتے ہیں۔

۳۶۹۔ خط کی دوسری شکل

"افریقیہ میں قدم نہ رکھو، اس ملک کے لوگ کبھی متحد نہیں رہتے، وہاں کا پانی سخت دلی پیدا کرتا ہے، اُسے جو بھی پیئے گا اس کا دل سخت ہو جائے گا" (معجم البلدان یاقوت مصر ۱/۳۰۱)

۳۷۰۔ عمرو بن عاص رضؓ کے نام

مورخین اسلام میں فتوح مصر کے مؤلف ابن عبدِ الحکم مصری (۱۸۷۔۲۵۷) سب سے قدیم مورخ ہیں جنہوں نے خراج مصر سے متعلق عمر فاروقؓ اور عمرو بن عاصؓ کی خط وکتابت نقل کی ہے، لیکن اس خط وکتابت کو نہ تو مکمل کہا جا سکتا ہے اور نہ پوری طرح مستند۔ اس کی متعدد اہم کڑیاں مفقود نظر آتی ہیں، اور اس بات کا پورا احتمال ہے کہ ایک خط کے بعض حصے دوسرے کے ساتھ گڈ مڈ ہو گئے ہوں یا کچھ ضروری اجزاء محذوف کر دیئے گئے ہوں یا کچھ باتیں راویوں اور کاتبوں نے اپنی طرف سے بڑھا دی ہوں۔ پہلے خط کے بارے میں ہمارے راویوں کا دعویٰ ہے کہ یہ اس وقت لکھا گیا جب عمرو بن عاصؓ نے خراج بھیجنے میں دیر کی، لیکن خط کے مضمون سے ظاہر ہوتا ہے جیسا کہ ابھی آپ دیکھیں گے

کہ شکایت تاخیر کی نہیں بلکہ تقلیل خراج کی ہے، نیز یہ کہ اس موضوع پر خلیفہ اور گورنر کے مابین پہلے بھی خط و کتابت ہو چکی تھی۔ خط میں مصر کے قدیم بادشاہوں یعنی فراعنہ کی زراعت اور نظام آب پاشی سے بڑھی ہوئی دل چسپی کی طرف بھی اشارہ ہے اور یہ تصریح بھی موجود ہے کہ عمرو بن عاصؓ نے جو خراج وصول کیا ▪ اس خراج کے آدھے سے بھی کم ہے جو اُن سے پہلے مُقَوقِس نے وصول کیا تھا۔ مقریزی نے اپنی مَواعظ والاُعتبار (خِطَط) میں لکھا ہے کہ فراعنہ بڑے زراعت دوست بادشاہ تھے، اور انھوں نے آب پاشی کا بڑا وسیع اور باضابطہ نظام قائم کیا تھا۔ سارے ملک کی اراضی تک نہریں اور بھبے نکال کر نیل کا پانی پہنچا دیا تھا، نہروں، پلوں، پانی کے دروازوں اور آبی راستوں کی صفائی اور کھدائی کے لئے ہر وقت ایک بڑا عملہ تیار رہتا تھا۔ کہا جاتا ہے کہ اس خاندان کے بعض بادشاہوں نے ظلم و ستم کے بغیر دس کروڑ دینار سے زیادہ خراج وصول کیا اور اکثر نے تو ساڑھے نو کروڑ (خِطط مقریزی مصر ۱۹۱۱ء ۱/۳۲۶ - ۳۲۰) یہ رقم کم ہوتے ہوتے مُقَوقِس رومی کے زمانہ میں دو کروڑ رہ گئی تھی اور مصر جب اسلامی حکومت میں آیا تو پہلے سال خراج صرف ایک کروڑ وصول ہوا، اس غیر معمولی کمی کے عمر فاروقؓ شاکی ہیں :-

"بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ عبد اللہ عمرؓ امیر المؤمنین کی طرف سے عمرو بن عاصؓ کو سلام علیک۔ اُس خدا کا سپاس گذار ہوں جس کے سوا کوئی عبادت کے لایق نہیں۔ میں نے مصر کے بارے

میں جہاں تم حکمراں ہو، غور کیا، تمھارا ملک خوب لمبا چوڑا اور زرخیز ہے، خدا نے اس کے باشندوں کو خشکی اور سمندر دونوں میں ہر قسم کا سامان، شجاعت اور قوت عطا کی ہے، یہاں فرعون بادشاہوں نے حکومت کی اور تعجب ہے کہ سرکش و خدا فراموش ہونے کے باوجود انھوں نے زراعت کی ترقی کے لئے عمدہ کام کئے[1]، لیکن مجھے سب سے زیادہ حیرت اس بات پر ہے کہ اب مصر سے اس خراج کا آدھا بھی وصول نہیں ہو رہا ہے جو پہلے ہوتا تھا، حالاں کہ ملک میں کسی قسم کا قحط نہیں ہے۔ خراج کے موضوع پر تم سے کافی لمبی خط و کتابت کرنے کے بعد مجھے توقع تھی کہ تم پورا پورا بھیجو گے، اور صحیح روش اختیار کروگے، لیکن تم ایسے بہانے ہی تراشتے رہے جو کسی طرح سمجھ میں آنے والے نہیں، میں اس خراج سے کم قبول نہیں کر سکتا جو اسلامی فتح سے پہلے ہوتا تھا، میں نہیں سمجھ سکا کہ میرے خط میں ایسی کیا بات تھی جس نے تم کو بھڑکایا اور برہم کیا۔ اگر تم کارگزاری دکھاؤ اور دیانت سے اپنا فرض انجام دو اور پھر اپنی براءت اور بے گناہی کی کوشش کرو تو بلاشبہ ایسا کرنا مفید ہے، لیکن اگر تم

---

[1] محمد بن یوسف کِندی (چوتھی صدی ہجری) نے اپنی فضائل مصر میں یہاں تک بیان کرنے کے بعد خط کو ان الفاظ پر ختم کر دیا ہے:۔ میں چاہتا ہوں کہ تم مصر کا ایسا جامع حال مجھے لکھ کر بھیجو کہ اس کی تصویر آنکھوں میں پھر جائے۔" (فضائل مصر قلمی رقم ۲۲۸ ص ۳۲-۳۳ دارالکتب المصریۃ قاہرہ)

نالایق اور خائن ہو تو تمہاری براءت کی کوشش بے سود ہے۔
پچھلے سال میں نے خراج کے موضوع پر تم سے الجھنا مناسب نہ سمجھا اور اس امید میں طرح دیتا رہا کہ تم خود سنبھل جاؤ گے اور پورا پورا خراج بھیجو گے، بعد میں مجھے معلوم ہوا کہ تم کو ایسا کرنے سے تمہارے بے ایمان افسر مانع ہیں اور تمہاری ان سے ملی بھگت، انھوں نے تم کو اپنا ملجا اور ماوی بنا لیا ہے' لیکن خدا کے فضل سے میرے پاس وہ علاج ہے جس سے تمہاری بیماری کا علاج کر سکتا ہوں، پس، ابو عبداللہ اگر تم سے صحیح رقم وصول کر لی جاتے تو کبیدہ خاطر نہ ہونا، مصر کی گائے خشک نہیں، خوب دودھ دینے والی ہے، یہ ایک واضح حقیقت ہے، لہذا تم اپنے بار بار کے بہانوں سے مجھے معاف رکھو، حقیقت کے چہرہ سے پردہ اٹھ چکا ہے، والسلام"
(فتوح مصر ابن عبد الحکم ص ۱۵۸ - ۱۵۹ وخطط مقریزی ۱/۳۲۷ وحسن المحاضرہ سیوطی ۱/۸۸ وکنز العمال ۳/۱۵۰)

عمرو بن عاصؓ کا جواب

اس سخت مراسلہ سے عمرو بن عاصؓ کو دکھ ہوا، ان کی دیانت و خود داری کو ایسی چوٹ لگی کہ وہ بلبلا گئے اور لکھا:۔

"بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ عبد اللہ عمرؓ امیر المؤمنین کو عمرو بن عاصؓ کی طرف سے سلام علیک۔ میں اس معبود کا سپاس گزار ہوں جس کے سوا کوئی عبادت کا مستحق نہیں۔ آپ کا خط موصول

ہوا جس میں آپ نے تاخیر خراج کی شکایت کی ہے (خط میں
تاخیر کی نہیں بلکہ تقلیل خراج کی شکایت ہے) اور فرعون
بادشاہوں کے عمدہ آثار کی طرف اشارہ کیا ہے اور جو خراج وہ
وصول کر سکے اور میں نہ کر سکا اس پر اظہار تعجب فرمایا ہے (خط
میں ایسا کوئی لفظ نہیں جس سے کثرت خراج پر تعجب ظاہر ہوتا
ہو). میری جان کی قسم، یہ بالکل صحیح ہے کہ ان کے زمانہ میں
خراج زیادہ وصول ہوتا تھا اور زیر کاشت زمین اور پیداوار زیادہ
تھی، اس کی وجہ یہ ہے کہ سرکش و خدا فراموش ہونے کے باوجود
وہ ہماری نسبت زمین کی آبادکاری سے زیادہ دلچسپی لیتے تھے، آپ
نے لکھا ہے کہ میں نے گائے کا دودھ چوس لیا ہے جس سے وہ
خشک ہو گئی ہے (خط کے الفاظ سے یہ مفہوم نہیں نکلتا) آپ
میرے اوپر خوب برسے ہیں اور دل کھول کر لعن طعن کیا ہے اور
میری ایمان داری کو بدگمانی کا نشانہ بنایا ہے، اس کی وجہ یہ ہے
کہ آپ کے دل میں میری طرف سے کدورت ہے، میری جان کی
قسم آپ نے سخت ناروا اور نامناسب زبان استعمال کی ہے
اگر آپ اپنی گفتگو واقعیت کے دائرہ اور قاعدہ کے حدود میں رکھتے
تو اس کا اثر اور فائدہ زیادہ ہوتا. میں رسول اللہؐ اور ابوبکرؓ
کے عہدوں پر فائز رہا اور خدا کا شکر ہے ہمیشہ دیانت سے کام
لیا، اپنے ائمہ کے فرض وفاداری کو ہمیشہ پورا کیا'. . . .اُس وقت
میری ایمان داری کا اعتراف کیا جاتا تھا اور (مالی معاملات میں)
(۲،۳۳) میری بات سنی جاتی تھی. خدا سے پناہ مانگتا ہوں کہ غبن، خیانت

یا رشوت سے آلودہ ہوں، آپ یہ عہدہ واپس لے لیجئے، خدا نے مجھے ہر قسم کی ناجائز آمدنی حتی کہ اس کی خواہش تک سے محفوظ رکھا ہے، آپ کا خط پا کر جس میں آپ نے مجھے خوب بے آبرو کیا ہے، مجھے اس عہدہ سے کوئی رغبت نہیں رہی اور میں چاہتا ہوں کہ آپ مجھے سبکدوش کر دیں۔ ابن خطاب، میری توہین کی جائے تو میری خودداری کو جوش آجاتا ہے اور میں اپنی آبرو برقرار رکھنے کی ہر ممکن کوشش کرتا ہوں۔ میں نے کوئی ایسا کام نہیں کیا جس پر گرفت ہو سکے ... جتنی آپ نے میری سرزنش کی ہے یثرب کے کسی یہودی کی بھی نہ کرتے۔ خدا مجھے اور آپ کو معاف کرے، مجھے آپ کی بہت سی باتیں معلوم ہیں جن کا ذکر کر کے آپ کی توہین کر سکتا ہوں، لیکن ایسا نہیں کروں گا، کیوں کہ ہمارا فرض ہے کہ آپ کے اونچے رتبہ کا احترام کریں، والسلام۔" (فتوح مصر ص ۱۵۹ ۔ ۱۶۰ و خطط مقریزی ۱/۱۳۶ و حسن المحاضرۃ ص ۸۸ ۔ ۸۹ و کنز العمال ۳/۱۵۰)

۳۷۱۔ عمرو بن عاصؓ کے نام

عمرو بن عاصؓ کے مذکورہ بالا جواب کو بلحاظ مضمون تین حصوں میں بانٹا جا سکتا ہے:۔

۱۔ خراج کی کمی کی توجیہ۔
۲۔ خیانت و غبن کی تردید۔

۳- خلیفہ کی ترش باتوں کا شکوہ اور گورنری سے سبکدوش ہونے کی خواہش، رہی تاخیر خراج جو ہمارے راوی موجودہ خط وکتابت کا خاص محرک بتاتے ہیں، تو اس موضوع پر خط میں ایک لفظ بھی نہیں ہے۔ گورنر کا یہ جواب پاکر عمر فاروق نے لکھا:-

"عمر بن خطاب کی طرف سے عمرو بن عاصؓ کو سلام علیک۔ اس خدا کا سپاس گذار ہوں جس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔ حیرت ہے کہ میں نے تم کو تاخیر خراج کے سلسلہ میں اتنے خط لکھے اور تم ہر خط کے جواب میں بے تکی باتیں ہی کرتے رہے، تم کو خوب معلوم ہے کہ میں خراج کی وہی رقم قبول کر سکتا ہوں جو پوری پوری اور ٹھیک ٹھیک ہو، میں نے تمہیں مصر اس لئے نہیں بھیجا تھا کہ تم اور تمہارا خاندان اس کو جائداد سمجھ کر کھاؤ اڑاؤ بلکہ اس امید پر بھیجا تھا کہ تم خراج بڑھاؤ گے اور اپنی حسن سیاست کے جوہر دکھاؤ گے۔ میرا خط پاتے ہی خراج بھیج دو، یہ مسلمانوں کی آمدنی (کا واحد ذریعہ) ہے اور جیسا کہ تم جانتے ہو یہاں کے لوگ سخت تنگ حال ہیں والسلام"۔ (فتوح مصر ص ۱۶۰ و خطط مقریزی ص ۱۲۶ و محسن المحاضرة ۱/ ۸۹)

عمرو بن عاصؓ کا جواب

"بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ عمر بن خطّاب کو عمرو بن عاصؓ کی طرف سے سلام علیک۔ اُس معبود کا سپاس گذار ہوں جس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔ امیر المؤمنین آپ کا خط موصول ہوا

جس میں آپ نے تاخیر خراج کی شکایت کی ہے، آپ کا خیال ہے کہ میں سیدھے راستہ سے ہٹ گیا ہوں اور راستبازی سے میں نے منہ موڑ لیا ہے، بخدا میں اُسی راستہ پر ہوں جس کو آپ صحیح اور سیدھا سمجھتے ہیں، بخدا میں نے کوئی بدعنوانی نہیں کی ہے، تاخیر خراج کی وجہ یہ ہے کہ زمینداروں نے کھیت پکنے تک مجھ سے مہلت مانگی تھی، میں نے محسوس کیا کہ مسلمانوں کا مفاد اسی میں ہے کہ مہلت دے دوں، زمینداروں کے ساتھ نرمی کا برتاؤ اس سخت اور احمقانہ کارروائی سے بہتر ہے جس کے زیر اثر وہ اپنا ضروری سامان بیچنے پر مجبور ہوں، والسلام"

(فتوح مصر ابن عبدالحکم ص ۱۶۰ - ۱۶۱ و خطط مقریزی، مصر ۱/۳۳۰ و حسن المحاضرۃ ۱/۸۹)

عمر فاروق کا مذکورہ بالا خط، (رقم ۳۷۰) تین نکتوں پر مشتمل ہے.

۱- تاخیر خراج کی شکایت.

۲- صحیح اور پوری مقدار خراج پر اصرار.

۳- گورنر کی ایمانداری پر چھینٹے. ان میں دوسرا نکتہ سب سے اہم ہے اور یہ وہ نکتہ ہے جس پر خلیفہ اور گورنر کے درمیان ایک سال سے زیادہ خط و کتابت اور قیل و قال ہوتی رہی تھی، حیرت ہے کہ با ایں ہمہ گورنر کے جواب میں اس سے متعلق نہ کوئی دلیل ہے نہ کوئی صفائی بلکہ زبان خاموشی سے اس کا جواب دیا گیا ہے، رہی تاخیر خراج (پہلا نکتہ) تو اس کی بھی کوئی معقول توجیہ نہیں کی گئی، ایک سال کی خط و کتابت کے بعد یہ کہنا کہ چوں کہ فصلیں پکی نہ تھیں اور

زمینداروں نے مہلت مانگی تھی، اس لیئے دیر ہوگئی، سمجھ میں آنے والی بات نہیں، کیوں کہ ایک سال میں اوسطاً تین فصلیں ہوتی ہیں اور تاخیر کسی ایک فصل کی ہو سکتی ہے نہ کہ سال کی کل فصلوں کی اور ایک فصل کی تاخیر خراج چند ماہ کا معاملہ ہے نہ کہ سال بھر اور زیادہ کا، اور مان لو کہ وجہ تاخیر، کھیتی کا نہ پکنا تھا، تب یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ ایسی سیدھی سادھی اور اپنے بس سے باہر بات کہتے ہوئے گورنر ایک سال تک کیوں جھجکتے رہے، اور خلیفہ کو بدگمانیوں کا کیوں موقع دیا۔ میرا خیال ہے کہ اگر مذکورہ چاروں مراسلے صحیح ہیں تو ان کی ترتیب وہ نہیں ہو سکتی جو ہمارے راوی بتاتے ہیں، نیز یہ کہ طرفین کے خطوط کی کچھ کڑیاں یقیناً ضائع ہوگئی ہیں اور موجودہ خطوں میں راویوں نے کچھ عبارت قصداً یا سہواً بڑھادی ہے اور کچھ کم کردی ہے۔

ہمارے بعض مورخ بتاتے ہیں کہ گورنری کے پہلے سال عمرو بن عاصؓ نے ایک کروڑ دینار خراج وصول کیا اور دوسرے سال یا تو خلیفہ کے پیہم اصرار وعتاب کے زیر اثر یا بہتر اجتماعی حالات کی بدولت، ایک کروڑ بیس لاکھ دینار۔ میں نے یہ معلوم کرنے کی بہت کوشش کی کہ خراج کے معاملہ میں عمرو بن عاصؓ کے ہاتھ ملوث تھے جیسا کہ عمر فاروقؓ کے خطوں سے شبہ ہوتا ہے، یا نہیں جیسا کہ ان کا خود دعویٰ ہے، لیکن مجھے کوئی ایسی شہادت نہیں ملی، صراحۃً نہ کنایۃً جس سے ظاہر ہو کہ انھوں نے خراج کا روپیہ غبن کیا تھا۔ کمی کے اسباب چند در چند تھے اور ایسے کہ ان پر گورنر کا کوئی قابو نہ تھا، مثلاً ایک وجہ یہ تھی کہ بہت سے رومی زمیندار زمین چھوڑ کر چلے گئے تھے اور زیر

کاشت اراضی کا رقبہ کم ہوگیا تھا، ایک وجہ یہ تھی کہ اسلامی حکومت کے بعد بھی ملک کا سارا انتظام قبطی افسروں اور اہل کاروں کے ہاتھ میں رہا، اور سب مالی حساب کتاب قبطی زبان میں، عربوں کو نہ تو سول سروس کی فرصت تھی اور نہ اس کا تجربہ، قبطی اہل کار رشوت لے کر یا جذبۂ قومیت سے متاثر ہوکر لگان کا اندازہ کرنے اور فصلوں کا تخمینہ لگانے میں نرمی سے کام لیتے اور عربوں کی ناواقفیت سے فائدہ اٹھاتے۔ عمرو بن عاصؓ مصریوں کی تالیف قلب کرنا چاہتے تھے اور دباؤ ڈال کر خراج بڑھانے کے خلاف تھے، جب احتجاج کے باوجود خراج ایک کروڑ بیس لاکھ سے زیادہ نہ ہوا تو عمر فاروقؓ نے بالائی مصر (صعید) کے لئے ایک الگ افسر خراج مقرر کیا۔ عبداللہ بن سعد بن ابی سرحؓ، اور اِسی خراج کے معاملہ میں عثمان غنیؓ کے زمانے میں وہ گورنری سے مستعفی ہوئے، اور عبداللہ بن سعد افسر خراج کے ساتھ مصر کے گورنر بنائے گئے، لیکن باوجود کوشش بلیغ وہ خراج میں بیس لاکھ دینار سے زیادہ اضافہ نہ کر سکے۔ عمر فاروقؓ کا احتجاج، عتاب، شبہ اور لعن طعن، پھر ان کی آدھی دولت کا مُصادَرہ (جس کا حال اگلے خط سے آپ کو معلوم ہوگا) اور رسوائی، اس کے بعد مصر کی گورنری سے عہد عثمانی میں معزولی۔ یہ ساری تلخ و ناگوار حقیقتیں ان کے ذہن میں تھیں جب انھوں نے امیر معاویہؓ سے کہا تھا کہ مجھے مصر کی خود مختار گورنری دوگے تب میں تمھارے ساتھ تعاون کروں گا۔ بعض لوگوں نے خود مختار گورنری کا مطلب یہ سمجھا کہ وہ مصر کو اپنی جائداد بنانا چاہتے تھے اور اس سے دولت

کے طلب گار تھے، غالباً یہ بات نہ تھی، بلکہ وہ ایک ایسی حکومت کے سربراہ بننے کے مشتاق تھے جس میں خلیفہ کا دباؤ نہ ہوتا اور وہ اپنی رواداری، اور مصر دوستی کی پالسی پر عمل کر سکتے، اس کی دلیل یہ ہے کہ امیر معاویہؓ کے خود مختار گورنر کی حیثیت سے انھوں نے اہل زراعت کے ساتھ کچھ ایسی رعایتیں کیں کہ مصر کا خراج ایک کروڑ چالیس لاکھ سے کل نوے لاکھ دینار رہ گیا۔

۳۷۲۔ عمرو بن عاصؓ کے نام

"مجھے خبر ملی ہے کہ تمھارے پاس گھوڑے، بکریاں، گائیں اور غلام ہو گئے ہیں، جہاں تک مجھے معلوم ہے گورنری سے پہلے تمھارے پاس یہ چیزیں نہ تھیں، سچ سچ لکھو کہ یہ دولت تمھارے پاس کہاں سے آئی؟"

(العقد الفرید ابن عبدربہ (اڈیٹر احمد امین وغیرہ) مصر، ۱۹۴۰ء ۱/۴۶ وصبح الأعشی ۶/۳۸۶ وأنساب الأشراف بلاذری مصور ۹/۶۱۴ خط کا بیشتر حصہ)

۳۷۳۔ خط کی دوسری شکل

"مجھے معلوم ہوا ہے کہ تمھارے پاس اونٹ، بکریاں، نوکر اور غلام ہو گئے ہیں، جو گورنری سے پہلے نہ تھے، اور نہ تم کو تنخواہ میں دئے گئے ہیں، پھر یہ دولت تمھارے پاس کہاں سے آئی؟ میرے پاس تم سے بہتر ایسے دیرینہ مہاجر تھے جن کو گورنری کا عہدہ دے سکتا تھا، لیکن اس بھروسہ پر کہ تم زیادہ کارگزار ہو، میں نے تم کو یہ عہدہ دیا۔ لیکن جب یہ عہدہ تمھارے

فائدہ اور ہمارے نقصان کے لئے ہو، تو پھر کیوں تم کو مہاجرین پر ترجیح دی جائے۔" بہت جلد لکھو کہ یہ دولت تمھارے پاس کس طرح آئی"۔ (شرح نہج البلاغہ مصر ۳/۱۰۴ و ازالۃ الخفاء ۲/۱۸۲ و شرح نہج البلاغہ ۱/۵۸ لفظی تغیر کے ساتھ)

عمرو بن عاص رضؓ کا جواب

"امیر المؤمنین آپؓ نے میرے تمول کے بارے میں جو لکھا صحیح ہے، یہاں آئے دن لڑائیاں ہوتی رہتی ہیں (اور مال غنیمت کے حصے برابر ملتے رہتے ہیں) اس کے علاوہ چیزیں بھی یہاں سستی ہیں (لہٰذا میرا خرچ کم ہے) بچے ہوئے روپیہ سے میں نے یہ سامان جمع کر لیا ہے۔ اگر آپ کی خیانت درست ہوتی تب بھی ایسا نہ کرتا، کیوں کہ آپ نے مجھ پر اعتماد کیا ہے ... رہا آپ کا یہ فرمانا کہ میرے پاس تم سے بہتر ایسے مہاجرین اولین تھے تو آپ نے ان کو عہدہ کیوں نہیں دیا، میں نے اس کے لئے آپ کا دروازہ تو نہیں کھٹکھٹایا تھا، والسلام"۔ (شرح نہج البلاغہ مصر ۳/۱۰۴)

۳۷۴۔ عمرو بن عاص رضؓ کے نام

گورنر کی صفائی، صاف بیانی اور کھری باتوں سے خلیفہ کو تشفی نہیں ہوئی، بلکہ غبار خاطر کچھ بڑھ گیا۔ اپنے مخبروں سے گورنر کی ثروت کی رپورٹ سن کر اور اس سے پہلے خراج کی کمی دیکھ کر ان کو شاید یقین ہو گیا تھا کہ عمروؓ ناجائز طریقہ سے روپیہ کماتے ہیں۔ انھوں نے

یہ خط دے کر اپنا ایک معتمد مصر بھیجا اور عمرو بن عاص رضؓ کی آدھی دولت ضبط کرا لی :۔

"مجھے اپنے افسانوں اور بے تکی باتوں سے معاف رکھو، تمھارا خود کو دیانت دار ظاہر کرنا بے سود ہے، میں محمد بن مسلمہ کو بھیج رہا ہوں، ان کو اپنی آدھی دولت دے دو، گورنرو! تم دولت کے چشموں پر بیٹھ گئے ہو اور (جب گرفت کی جاتی ہے تو) بہانے بناتے ہو، اپنی اولاد کے لئے دولت جمع کرتے ہو اور اپنے عہدہ سے مستقبل کی خوش حالی کی بنیادیں ہموار کرتے ہو، بلاشبہ تم سامان رسوائی جمع کر رہے ہو اور آتش جہنم کا لقمہ بنو گے، والسلام"۔ (العقد الفرید ۲/۴۷ و شرح نہج البلاغۃ ۳/۱۰۴ تھوڑے فرق کے ساتھ)

۳۷۵۔ خط کی دوسری شکل

"بد دیانت حاکموں کی حرکتوں کا حال مجھے خوب معلوم ہے، تمھارا خط اس شخص کا سا ہے جس کو مواخذۂ حق نے بوکھلا دیا ہو، تمھاری دیانت میری نظر میں مجروح ہے، محمد بن مسلمہ کو بھیج رہا ہوں تاکہ تمھاری آدھی دولت بحق بیت المال ضبط کر لیں، اپنا سارا مال و متاع ان کو نوٹ کرا دو، اور وہ جو کچھ مانگیں دے دو اور اگر سختی سے پیش آئیں تو معاف کر دو، بات صاف ہے (کہ تم نے دولت ناجائز طریقہ سے کمائی ہے)"۔

(فتوح البلدان بلاذری ص ۲۲۱ و أنساب الأشراف بلاذری (مصوّر)

۹/۱۴ ۶ ، معمولی فرق کے ساتھ)

۳۷۶۔ خط کی تیسری شکل

"سرکاری عہدہ دارو! تم دولت کے سوتوں پر بیٹھ گئے ہو، حرام طریقوں سے روپیہ کماتے ہو، حرام مال کھاتے ہو، اور اپنی اولاد کو حرام دولت کا وارث بتلاتے ہو، میں محمد بن مَسلَمہ انصاری کو تمھاری آدھی دولت ضبط کرنے بھیج رہا ہوں، اس کو اپنا سارا مال و متاع دکھا دو والسلام۔" (فتوح مصر، ابن عبدالحکم ص ۱۴۶)

متفرق خطوط

ذیل میں عمر فاروق کے وہ خط پیش کئے جاتے ہیں جن کے
(۱) مخاطبوں کی ہمارے ماخذوں میں تصریح نہیں کی گئی۔
(۲) جن کے مخاطب معلوم یا مشخص نہ ہو سکے۔
(۳) جن کا وقت نگارش متعین نہیں کیا جا سکتا۔
(۴) جو کسی صدر مقام (مِصرج أمصار) یا محاذ جنگ کے مسلمانوں کے نام تھے۔
(۵) جو سرکاری فرامین کی حیثیت سے صوبائی گورنروں (عمال) اور فوجی اڈوں کے کمانڈروں (أُمراء أَجناد) کو بھیجے گئے تھے۔

۳۷۷ - گورنروں کے نام

کہا جاتا ہے کہ یہ خط رسول اللہؐ نے آخری علالت سے ذرا پہلے جزیرہ عرب کے عمّال زکوٰۃ کے لئے لکھوایا تھا، لیکن اس کے بھیجنے سے پہلے آپ کا انتقال ہوگیا، ابوبکر صدیقؓ نے خلیفہ ہو کر اس کو نافذ کیا اور ان کے بعد عمر فاروقؓ نے۔

"بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ یہ خط زکاۃ کے بارے میں ہے، ہر پانچ اونٹوں پر چوبیس تک ایک بکری زکاۃ میں لی جائے گی، پچیس ۲۵ سے پینتیس ۳۵ تک ایک بنت مخاض[1] (زکاۃ دینے والے کے پاس) اگر بنت مخاض نہ ہو تو ابن لبون[2] دیا جائے، چھتیس ۳۶

---

[1] دوسرے سال میں اونٹ کا بچہ۔ [2] تیسرے سال میں اونٹ کا بچہ۔

سے پینتالیس[۴] تک ایک بنت لبون، چھیالیس سے ساٹھ تک ایک حِقّہ[ک] اکسٹھ سے پچھتر تک ایک جذعہ[۶] چھیتر سے نوّے تک، دو بنت لبون، اکیانوے سے ایک سو بیس تک دو حِقّے، ایک سو بیس[۱۲۰] کے بعد ہر چالیس اونٹوں پر ایک بنت لبون، اور ہر پچاس پر ایک حِقّہ۔ بکریوں پر چالیس سے ایک سو بیس تک ایک بکری زکاۃ میں لی جائے، ایک سو اکیس سے دو سو تک دو بکریاں، دو سو ایک سے تین سو تک تین بکریاں، تین سو کے بعد ہر سو پر ایک بکری۔ زکاۃ میں بوڑھا اور عیب دار جانور نہ دیا جائے اور نہ (محصل زکاۃ) نر بکرا (جس کا عمل تلقیح کے لئے صاحب زکاۃ کے پاس رہنا ضروری ہے) لینے پر اصرار کرے۔ الا یہ کہ صاحب زکاۃ خوشی سے اس کو دے۔ الگ الگ قابل زکاۃ گلّے (جو دو یا زائد مالکوں کی ملک ہوں) الگ الگ زکاۃ سے بچنے کے لئے یک جا کرنا جائز نہیں، اسی طرح ایک گلہ کو (جو فرد واحد کی ملک ہو زکاۃ سے بچنے کے لئے کئی فرضی مالکوں کے) الگ الگ حصوں میں بانٹنا بھی ممنوع ہے۔ (اونٹوں یا بکریوں کے) دو شریک حساب سے زکاۃ آپس میں بانٹ لیں گے، جب کسی کے پاس پانچ آونس چاندی ہو جائے (یعنی دو سو درہم) تو اس کو ڈھائی فی صدی زکاۃ دینا ہوگی"۔ (مؤطا امام مالک ص ۱۰۹ - ۱۱۰، کتاب الأم امام شافعی مصر ۲/۴، سنن ابن ماجہ دہلی ہند، ص ۱۳۰، اور

ک جوان اونٹنی جو چوتھے سال میں ہو۔ ۶ اونٹ جو پانچویں سال میں ہو۔

سنن دارمی کانپور ہند، میں بکری اور چاندی سے متعلق زکاۃ کا ذکر نہیں ہے، وکتاب الأموال ص ۳۵۸ و ۳۸۲ تھوڑے فرق کے ساتھ و ازالۃ الخفاء ۲/ ۹۹ وکنز العمال ۲/ ۱۲۸ لفظی کمی بیشی کے ساتھ)

۳۷۸۔ ایک گورنر کے نام

"(جب تم اونٹ اور بکریوں کی زکاۃ لو تو) کل زکوٰۃ کی وصولی تک لوگوں کو روک کے نہ رکھو (بلکہ جو زکاۃ دیتا جائے، جاتا جائے) اس لئے کہ مویشیوں کو ایک جگہ دیر تک ٹھہرنا شاق گذرتا ہے بلکہ ان کے لئے مہلک ثابت ہوتا ہے، اور جب کوئی شخص بکریاں لے کر زکاۃ دینے آئے تو اُس کی سب سے بڑھیا یا گھٹیا بکریاں زکاۃ میں نہ لو، اور جب کسی پر ایک خاص عمر کا اونٹ زکاۃ میں واجب ہو لیکن اس کے پاس نہ ملے تو اس کے دوسرے اونٹوں سے اسی عمر کا اونٹ لے سکتے ہو، یا اسی عمر والے کی قیمت، دودھ اور مٹھے والی اونٹنیاں زکاۃ میں نہ لو، کیوں کہ غذائی تنگی کے وقت بستی والوں کا یہ منفرد سہارا ہوتی ہیں"

(ازالۃ الخفاء ۲/ ۲۰۶)

۳۷۹۔ شام کے مسلمانوں کے نام

"اپنے بچوں کو تیراکی، تیر اندازی، گھوڑے سواری اور درختوں کی شاخوں میں چھپنے کی مشق کراؤ" (مکحول۔ ازالۃ الخفاء ۲/ ۱۴۲)

۳۸۰۔ صدر مقاموں کے مسلمانوں کے نام

" اپنے بچوں کو تیراکی اور گھوڑے سواری سکھاؤ، اور ان کو عمدہ اشعار اور مشہور ضرب الأمثال کہنے کی مشق کراؤ "
(إزالة الخفاء ۲/۱۹۳ و شعبی ۔ أنساب الأشراف بلاذری مصور ۹/۶۱۰، معمولی فرق کے ساتھ)

۳۸۱۔ ایک صدر مقام کے مسلمانوں کے نام

" ننگے پیر چلنے، تہبند پنڈلیوں سے اوپر کر کے باندھنے اور تیر اندازی کی مشق کرو " (بکر بن بکار ۔ کنز العمال ۲/۲۹۲)

۳۸۲۔ گورنر شام کے نام

" مسلمانوں سے کہو کہ جوتا پہننے اور ننگے پیر رہنے کی عادت ڈالیں " (شرح السیر الکبیر سرخسی ۱/۴۴)

۳۸۳۔ شام کے مسلمانوں کے نام

" لوگو! تیر اندازی اور گھوڑے سواری کی مشق کرو، مجھے تیر اندازی گھوڑے سواری سے زیادہ پسند ہے، میں نے رسول اللہؐ کو کہتے سنا ہے کہ خدا ایک تیر کی بدولت جو اس کی خاطر چلایا جائے جنت میں جگہ دیتا ہے، ومن قوی به فی سبیل اللہ (؟)" (کنز العمّال ۲/۲۹۲)

۳۸۴۔ گورنروں کے نام

"جب دشمن کے علاقہ میں ہو تو ناخن بڑھا لو، کیوں کہ یہ بھی ایک قسم کے ہتیار ہیں۔" (شرح السیر الکبیر سرخسی ۱/۷۹)

۳۸۵۔ مسلمانوں کے نام

"گھوڑے سدھاؤ، تمھارے سامنے صلیبیں نہ اٹھائی جائیں اور نہ تمھارے پڑوس میں سور رہیں۔" (حرام بن معاویہ۔ سنن کبری بیہقی ۹/۲۱۰)

۳۸۶۔ خط کی دوسری شکل

"کوئی سور تمھارے پڑوس میں نہ رہے، نہ تمھارے سامنے صلیبیں اٹھائی جائیں، اُس دستر خوان پر کھانا نہ کھاؤ جہاں شراب پی جاتی ہو، گھوڑوں کو سدھاؤ، وامشوا بلیت الغرضین (؟)" (حرام بن معاویہ۔ إزالۃ الخفاء ۱/۱۸۶)

۳۸۷۔ أمراء أجناد کے نام

"عورتوں اور بچوں کو چھوڑ کر صرف بالغوں پر جزیہ لگاؤ۔" (مغنی ابن قدامہ ۱۰/۵۸۲)

۳۸۸۔ گورنروں کے نام

" ذمیوں سے کہو کہ گردن میں سیسہ کی مُہریں ڈالیں، پٹکے
باندھیں اور مسلمانوں سے ملتا جلتا لباس نہ پہنیں "
(شرح السیر الکبیر سرخسی ۱/۹۴)

۳۸۹۔ صدر مقاموں کے مسلمانوں کے نام

بعض لوگ کہتے ہیں کہ ذمیوں کے لباس اور ہیئت کے بارے میں عمر فاروقؓ نے اپنے آزاد کردہ غلام اور مُعتمد یَرفا سے یہ فرمان لکھوایا :۔

" اُن کے (ذمیوں کے) لمبے بال آگے سے کٹوا دیے جائیں،
ان کو چاہیئے کہ وہ کمر پر کپڑوں کے اوپر ڈوری باندھیں تاکہ
ان کی ظاہری ہیئت مسلمانوں سے ممتاز ہو جائے "
(کتاب الأموال قاسم بن سلّام ص ۵۳)

" گردن میں مُہریں ڈالیں "۔ اس عبارت سے بظاہر سمجھ میں آتا ہے کہ ذمیوں کے لئے ہر وقت گردن میں مہریں لٹکانا ضروری تھا، لیکن ایسا نہ تھا، مہریں صرف ایک بار ڈالی جاتی تھیں، جب پہلی بار کسی جگہ مثلاً کسی گاؤں کے ذمیوں کا شمار کیا جاتا اور اُن کے لئے جِزیہ کی شرح مقرر ہوتی تو سب کو ایک جگہ جمع کرکے ان کی مالی حالت کا اندازہ لگایا جاتا، جب ان کی مالی حالت واضح ہو (۲۵) جاتی اور اس کے مطابق جِزیہ کی رقم متعین تو ان کی گردن میں دھاگے

لکڑی یا کاغذ کا ایک ٹکٹ ڈال دیا جاتا جس میں جزیہ کی مقدار ہوتی، جب ساری آبادی کا شمار ہو جاتا اور سب لوگ حسب حیثیت طبقوں میں بٹ جاتے اور رجسٹروں میں ان کے جزیہ کی شرح اور حلیہ کا اندراج ہو جاتا تب یہ ٹکٹ پھاڑ ڈالے جاتے۔ (دیکھئے کتاب الخراج ابو یوسف ص ۷۲ و کتاب الأموال قاسم بن سلّام ص ۵۳)

"ذمیوں کے لمبے بال آگے سے کٹوا دئے جائیں"۔ یہاں یہ سمجھ لینا ضروری ہے کہ قرآن کریم میں ذمیوں کے لباس اور ظاہری ہیئت کو مسلمانوں سے ممتاز رکھنے یا ان کی اجتماعی تحقیر کے لئے قطعاً کوئی پابندیاں نہیں ہیں اور نہ رسول اللہؐ کے ذمیوں سے تعلقات میں اس نوع کی کسی پابندی کا سراغ ملتا ہے، اس لئے اگر یہ بات صحیح ہے اور مجھے اس کے صحیح ہونے میں شبہ ہے کہ عمر فاروقؓ نے ذمیوں کے بال آگے سے کٹوانے کا حکم دیا تھا یا جیسا کہ بعض روایتیں بتاتی ہیں کہ ان کے جوتے اور سواری سے متعلق امتیازی بلکہ تحقیر آمیز ہدایتیں دی تھیں، تو ان کو اجتہادات فاروقی سمجھنا چاہیئے جو مخصوص وقتی ضرورت کے مرہون تھے، نہ کہ اسلام کا قانون سیاست اقوام۔

۳۹۰۔ مسلمانوں کے نام

"اگر مسلمان مسافروں کی کسی جماعت کو معاہد گاؤں رات میں ٹھہرانے اور کھانا کھلانے سے انکار کر دیں تو ہماری حفاظت

سے خارج ہوں گے۔" (حکیم بن عُمیر۔ کتاب الأموال قاسم بن سلاّم ص ۱۴۵)

۳۹۱۔ کوفہ کے مسلمانوں کے نام

"ہم نے سواد کے ذمیوں پر مسلمان مسافر کا ایک دن رات کا کھانا ضروری قرار دیا ہے، اگر کسی مسافر کو بارش یا بیماری کی وجہ سے زیادہ رکنا پڑے تو اس کو اپنے پاس سے خرچ کرنا ہوگا۔" (حارثہ بن مُضَرّب کوفی۔ کتاب الأموال ص ۱۴۵)

۳۹۲۔ مسلمانوں کے نام

سواد (عراق) کا ایک ذمی شراب کی تجارت سے خوب مال دار ہوگیا، اس کی شکایت عمر فاروقؓ سے کی گئی تو انھوں نے لکھا:۔

"اُس کی جو چیز تمھارے ہاتھ آئے توڑ ڈالو، اس کے سارے جانور ہانک لے جاؤ اور کوئی مسلمان اس کی کوئی امانت اپنے گھر نہ رکھے۔" (أبو عمرو شیبانی۔ کتاب الأموال ص ۹۶)

عمر فاروقؓ جو ہمیشہ اپنے گورنروں کو ذمیوں کے ساتھ نرمی اور لطف کا درس دیتے رہے اور مرتے مرتے ذمیوں کے ساتھ حسن سلوک کی وصیت کرتے گئے، وہ ایک ذمی کے لئے اتنا سخت خط لکھتے، یہ مستبعد سی بات ہے۔ خارجی شہادت بھی خط کے خلاف ہے، کیوں کہ ہمارے قدیم ترین فقہاء اور قانون نگاروں

نے نہ تو اس خط کا ذکر کیا ہے اور نہ ذمی کے لئے شراب فروشی کی وہ سزا تجویز کی ہے جو خط میں ہے، قاضی ابو یوسفؒ کی کتاب الخراج، قاضی محمد شیبانیؒ کی السّیر الکبیر، امام شافعیؒ کی اُم اور امام مالکؒ کی مُوطّا میرے پیش نظر ہیں، ان میں اس خط کا ذکر تو کجا، اس کے مضمون تک کی تائید نہیں ملتی، شراب فروشی صرف اُن شہروں میں ممنوع تھی جو مسلمانوں نے بسائے تھے (جیسے بصرہ اور کوفہ) یا جہاں مسلمانوں کی اکثریت تھی، باوجود ممانعت کے اگر کوئی ذمی وہاں شراب بیچتا تو اس کی سزا ان فقہاء کے مطابق یہ تھی کہ اس کو ڈانٹ دیا جائے، اس پر کچھ جرمانہ لگا دیا جائے یا چند کوڑے مار دئے جائیں، اس کی مال و متاع ضبط کرنے یا برباد کرنے کا کسی کو حق نہ تھا۔

۳۹۳۔ گورنروں کے نام

دو (چھوٹے) بھائی جو غلام بن کر مسلمانوں کے قبضہ میں آگئے ہوں، ان کو ایک دوسرے سے الگ کیا جائے اور نہ ماں کو اس کے بچہ سے۔" (شرح السیر الکبیر سرخسی ۲۴۲/۴)

۳۹۴۔ خط کا دوسرا نسخہ

"بیچتے وقت (غلام) ماں کو اس کے بچہ اور ایک (غلام) بھائی کو اس کے دوسرے بھائی سے جدا نہ کیا جائے۔"

(مغنی ابن قدامہ ۴۷۰/۱۰)

۳۹۵۔ مسلمانوں کے نام

زید بن وہب راوی نے اس طرح خط کا افتتاح کیا ہے:
أتانا کتاب عمر۔ ہمارے پاس عمرؓ کا یہ خط آیا، کب اور کہاں؟ یہ زید نے نہیں بتایا۔ زید کوفہ کے باشندہ تھے، اس بنا پر یہ سمجھنا بے جا نہ ہوگا کہ خط کے مخاطب اہل کوفہ تھے، خط کی عبارت سے مزید اس بات کی شہادت ملتی ہے کہ وہ کسی عسکری مہم کے موقع پر آیا تھا:۔

(دشمن کی طرف سے) دل میں کینہ کپٹ نہ رکھو، نہ اس کے ساتھ غدّاری سے پیش آؤ، نہ اس کے کسی بچہ کو قتل کرو اور کاشت کاروں کے ساتھ معاملہ کرتے وقت خدا سے ڈرتے رہو[1]"
(کنز العمال ۲/۲۹۶)

۳۹۶۔ اُمرائے اَجناد کے نام

"میدان جنگ میں جو بالغ مرد ہاتھ آئیں ان کو قتل کردو اور کسی ہٹے کٹے غلام کو یہاں نہ بھیجو" (شرح السیر الکبیر سرخسی ۱/۳۶۷)

۳۹۷۔ عراق میں لشکر اسلام کے نام

"جب تم (دشمن کے کسی فرد سے) کہو: مترس (مت ڈر بزبان

---

[1] پہلے تین جملے ان ہدایات میں بھی ہیں جو رسول اللہؐ فوج بھیجتے وقت کمانڈروں کو دیا کرتے تھے۔ دیکھئے کتاب الآثار قاضی ابو یوسف مصر ۱۳۵۵ھ ص ۱۹۳۔

فارسی) یا لا تذہل (مت ڈر بزبان نبطی) تو وہ امان میں آگیا، کیوں کہ اللہ سب زبانیں جانتا ہے۔" (شرح السیر الکبیر سرخسی ۱/ ۱۸۹)

۳۹۸۔ ایک فوجی کمانڈر کے نام

"مجھے معلوم ہوا ہے کہ تمہاری فوج کے بعض لوگ دشمن کے کسی فرد کا تعاقب کرتے ہیں اور جب وہ پہاڑ پر چڑھ کر محفوظ ہوجاتا ہے تو ان میں سے کوئی کہتا ہے: مترس (ڈر مت) اور (اس کلمۂ اماں کے زیر اثر) جب اس کو پالیتا ہے تو قتل کر دیتا ہے، اُس خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ اگر مجھے آئندہ معلوم ہوا کہ کسی نے یہ حرکت کی تو اس کا سر کاٹ لوں گا۔"
(موطّا امام مالک ص ۱۶۸ و کتاب الاُم امام شافعی مصر ۱۳۲۵ھ ۷/ ۲۲۴)

۳۹۹۔ گورنروں کے نام

"فوج کا سالار اعلیٰ یا کسی دستے کا کمانڈر مسلمان مجرم کو اس وقت تک کوڑے نہ مارے جب تک کہ دشمن کے علاقہ سے نکل کر اپنی سرحد میں نہ آجائے، تاکہ مجرم شیطانی غرور میں بھر کر دشمن سے نہ جا ملے۔" (شرح السیر الکبیر سرخسی ۴/ ۱۰۸)

۴۰۰۔ اُمرائے اَجناد کے نام

"اُن عجمی غلاموں کو جنہیں مسلمانوں نے آزاد کر دیا ہو اور وہ

اسلام لے آتے ہوں، ان کے آقاؤں سے منسلک کر دو، ان کے حقوق و ذمہ داریاں موخر الذکر کی طرح ہوں گی، اور اگر وہ اپنا الگ قبیلہ بنا کر رہنا چاہیں (تو ان کو اس کا بھی اختیار ہے) اس صورت میں ان کو وہی وظیفے اور فوائد دو جو ان جیسے رتبہ کے عربوں کو حاصل ہیں۔" (کتاب الأموال قاسم بن سلّام ص ۲۳۵، و کنز العمال ۲/۲۱۵)

۱۰۴۔ گورنروں کے نام

ایک عرب ہر سال عمر فاروق کو اونٹ کی ران ھدیہ کرتا تھا، اس کا کسی سے جھگڑا ہوا اور وہ فریق ثانی کو لے کر خلیفہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا: امیر المؤمنین، ایسا فیصلہ کیجئے کہ حق، باطل سے اس طرح الگ ہو جائے جیسے ران، اونٹ سے۔ عمر فاروقؓ اشارہ پا گئے، تحفے کی خرابی ان پر منکشف ہوئی اور فوراً انھوں نے گورنروں کو یہ فرمان بھیجا:۔

"تحفے قبول نہ کیا کرو، کیوں کہ وہ رشوت کی ایک شکل ہیں۔" (سنن کبری بیہقی ۱۰/۱۳۸ و تاریخ عمر بن خطاب ابن جوزی ص ۹۷ و إزالۃ الخفاء ۲/۱۹۸)

۱۰۵۔ گورنروں کے نام

"جو شخص کسی بنجر زمین کو قابل کاشت بنائے گا وہ اس کی ملک ہو جائے گی۔" (کتاب الخراج یحیٰی بن آدم قرشی ص ۸۹)

۴۰۳۔ گورنروں کے نام

" مجھے خط تحریر کرتے وقت تاریخ بھی لکھا کرو "؛ (شرح السیر الکبیر سرخسی ۴/ ۶۳)

۴۰۴۔ کوفہ کے مسلمانوں کے نام

" سورۂ نساء، سورۂ احزاب اور سورۂ نور کے معانی و مطالب سمجھو "؛ (حارثہ بن مُضَرِّب ۔ کنز العمال ۱/ ۲۲۴)

۴۰۵۔ گورنروں کے نام

(غروب آفتاب کے بعد) نہ تو افطار میں تاخیر کرو اور نہ نماز مغرب کے لئے ستاروں کے گھنے ہونے کا انتظار "؛ (سعید بن مُسَیَّب ۔ إزالۃ الخفاء ۲/ ۱۰۲)

۴۰۶۔ أمرائے أجناد کے نام

" مطیع بندوں کی زبان سے جو باتیں سنو ان کو یاد رکھو، کیوں کہ اُن پر " امور صادقہ " آشکار ہوتے ہیں "؛ (غزّالی ۔ إزالۃ الخفاء ۲/ ۱۷۶)

۴۰۷۔ گورنروں کے نام

" ان لوگوں کے اقوال قلم بند کرو جو دنیا سے بے نیاز ہیں، کیوں

کہ اللہ عزوجلّ نے ایسے فرشتے ان پر مامور کر دئیے ہیں جو ان کے منھ پر اپنا ہاتھ رکھے رہتے ہیں، اور ان کو صرف وہی بات کہنے کی اجازت ہوتی ہے جو خدا ان سے کہلانا چاہتا ہے۔"
(عمر بن خطاب ابن جوزی ص ۹۸، إزالۃ الخفاء کے راوی کہتے ہیں کہ عمر فاروق نے یہ باتیں زبانی کہی تھیں، ۲/۱۹۸)

۴۰۸۔ایک گورنر کے نام

دو دوست تھے، الف اور ب، دونوں میں جنسی گفتگو ہوئی جس میں ب نے الف سے کہا کہ میں رات ایک عورت کے ساتھ ہم بستر ہوا تھا۔ وہ کون عورت تھی؟' الف نے پوچھا۔ ب: میری میزبان جس کے پاس میں ٹھہرا تھا۔ الف: تب تو تم مارے گئے، کیا تمھیں نہیں معلوم کہ اسلام میں زنا حرام ہے؟ ب: بخدا مجھے اس کا مطلق علم نہ تھا، معاملہ عمر فاروقؓ کی خدمت میں پہنچا تو انھوں نے لکھا:۔

"زانی اگر قسم کھالے کہ مجھے زنا کی حرمت کا علم نہ تھا، تو اس کو چھوڑ دیا جائے۔" (غریب الحدیث قاسم بن سلّام قلمی رقم [۱۴۹۶] ۱۶۵، ۵ ص ۶۴ ازہر یونیورسٹی لائبریری، قاہرہ)

۴۰۹۔خط کی دوسری شکل

"اگر اس کو حرمت زنا کا علم تھا تب تو اس کے حد لگائی جائے، اور اگر علم نہ تھا تو اس کو بتاؤ (کہ زنا حرام ہے)' اور

اگر وہ دوبارہ ایسا کام کرے تو اس کے حد لگاؤ۔" (مسیّب۔ کنز العمال ۳/ ۸۷، کنز کے راوی بتاتے ہیں کہ یہ واقعہ شام میں پیش آیا تھا)

۴۱۰۔ایک گورنر کے نام

ایک گورنر نے عمر فاروق کو خط لکھ کر دریافت کیا کہ فوج کو اگر مال غنیمت میں ایسی چیزیں ملیں جیسے غلّہ، گھی، پھل تو کیا فوج کے لئے ان اشیاء کا تقسیم سے پہلے استعمال کرنا جائز ہے' تو انھوں نے لکھا:۔

"فوج کو اجازت دو کہ (مال غنیمت کی تقسیم سے پہلے) اشیاء خوردنی کھائیں اور اپنے جانوروں کو بھی کھلائیں، لیکن اگر کوئی شخص تقسیم سے پہلے مال غنیمت کا کوئی حصہ بیچے گا تو اس سے خُمس اور مسلمانوں کا حصہ نکالنا ضروری ہے۔" (شرح السیر الکبیر سرخسی ۲/ ۲۵۰)

۴۱۱۔ایک گورنر کے نام

کسی گورنر کے پاس ایک وفد آیا جس میں کچھ عرب تھے اور کچھ غیر عرب، گورنر نے وفد کے عرب ارکان کو انعامات دیئے اور غیر عربوں (موالی) کو نظر انداز کر دیا، اس کی خبر عمر فاروقؓ کو ہوئی تو انھوں نے لکھا:۔

"یہ بڑے سفلہ پن کی بات ہے کہ کوئی شخص اپنے مسلمان بھائی

کی تحقیر کرے"۔ (کتاب الأموال قاسم بن سلاّم ص ۲۳۶)

۴۱۲۔ خط کی دوسری شکل

"تم نے سب کے ساتھ ایک سا برتاؤ کیوں نہ کیا؟"
(کتاب الأموال ص ۲۳۶)

۴۱۳۔ صدر مقاموں کے مسلمانوں کے نام

"نرکل سے خلال نہ کیا کرو، اور اگر تم اس کو نہیں چھوڑ سکتے تو خلال کرتے وقت اس کا چھلکا اتار دیا کرو"۔ (کنز العمال ۸/۴۵)

۴۱۴۔ مجاہدؓ کے نام

ہمارے راویوں نے ان کا حسب نسب نہیں بتایا، شاید مجاہد بن جبر مراد ہوں، جو مشہور صحابی عُتبہ بن غزوان کی بہن کے غلام تھے، اور جنہوں نے بعد میں آزاد ہو کر عزت اور مرتبہ حاصل کیا، بالکل اسی نام کے ایک تابعی بھی ہیں جو مکہ کے باشندہ تھے، اول الذکر مجاہد کا فتوح مصر میں ذکر آتا ہے، ذہین اور پڑھے لکھے آدمی تھے، حساب کتاب اور مالی معاملات کی خاص سمجھ بوجھ رکھتے تھے، عمرو بن عاصؓ جب عمر فاروقؓ سے ملنے مدینہ گئے تو انھوں نے مجاہد کو منتظم خراج مقرر کیا، اگر یہ وہی مجاہد ہیں جن کا راویوں نے ارادہ کیا ہے اور اگر ان کی طرف منسوب یہ خط بھی

درست ہے تو ممکن ہے کہ اس عارضی عہدہ کے زمانہ میں ان کی عمر فاروقؓ سے خط و کتابت ہوئی ہو، ہمارے راوی کہتے ہیں کہ انھوں نے عمر فاروقؓ کو لکھا:۔

"امیر المومنین دو شخص ہیں، ایک گناہ سے اس لئے کنارہ کش رہتا ہے کہ اس کے دل میں گناہ کی خواہش ہی نہیں ہوتی، اور دوسرا خواہش کے باوجود اس سے محترز رہتا ہے، بتایئے ان دونوں میں کون بہتر ہے؟"

عمر فاروقؓ نے جواب دیا:

"جو لوگ گناہ کی خواہش کے باوجود اس سے آلودہ نہیں ہوتے، وہ وہ ہیں جن کو خدا تقویٰ کی آزمائش میں ڈالتا ہے، ان کی مغفرت ہوگی اور وہ عمدہ انعام پائیں گے" (کنز العمال ۱/۲۶۵)

۴۱۵۔ مسلمانوں کے نام

"دنیا لذیذ ترکاری کی طرح ہے، جائز طریقہ سے دنیا کمانے والا اس بات کا مستحق ہے کہ دنیا اس کے لئے باعث برکت ثابت ہو، اور ناجائز طریقہ سے دنیا کمانے والے کی مثال اس شخص کی سی ہے جو جا ہے جتنا کھائے لیکن اس کا پیٹ نہ بھرے"

(شقیق (أبو وائل) بإزالة الخفاء ۲/۱۴۸)

۴۱۶۔ یمن کے گورنر کے نام

یمن کے دو دیہاتوں وداعہ اور خیوان کے درمیان ایک شخص

مرا ہوا پایا گیا، گورنر نے اس کی اطلاع مرکز کو دی تو جواب آیا:۔

" ناپ کر دیکھو کہ مقتول دونوں دیہاتوں میں کس سے زیادہ قریب تھا، جس دیہات سے زیادہ قریب ہو وہاں کے پچاس (معزز) آدمی قسم کھائیں کہ ہم نے نہ تو قتل کیا ہے اور نہ ہمیں قاتل کا علم ہے، پھر یہ لوگ مقتول کے خوں بہا کا ذمہ لیں "

(بۂ ابراہیم۔ کتاب الآثار قاضی ابو یوسف۔ اڈیٹر ابوالوفاء مصر ۱۳۵۵ھ ص ۲۲۱۔ ۲۲۲)

۴۱۷۔ اُمرائے اَجناد کے نام

"جب (متحارب) قبیلے ایک دوسرے کو (جاہلی دستور کے مطابق) مدد کے لئے پکاریں (یاآلَ فُلان یاآلَ فُلان کہہ کر) تو تلوار سے ان کی خبر لو، حتی کہ ان کی پکار اسلام کی طرف ہو"

(بۂ ابن أبی شیبہ۔ کنز العمال ۳/۱۶۷)

۴۱۸۔ صدر مقاموں کے مسلمانوں کے نام

"گورنرو! رعیت پر تمہارے اور رعیت کے تم پر حقوق ہیں، خدا بُردبار حاکم کو بہت پسند کرتا ہے اور کوئی نفع اُس نفع کی برابر ہمہ گیر اور عام نہیں ہوتا جو بردبار اور مہربان حاکم سے رعیت کو پہنچے، اِسی طرح متشدد حاکم خدا کو سخت ناپسند ہے. اور کوئی نقصان اتنا دور رس نہیں ہوتا جتنا وہ نقصان جو ایک نامہربان اور تشدد پسند حاکم سے رعیت کو پہنچے، اور جو شخص

طالب عافیت ہوتا ہے وہ اس بات کا سزاوار ہے کہ خدا اس کو عافیت سے شاد کام کرے۔" (تاریخ عمر بن خطاب ابن جوزی ص ۸۵)

۴۱۹۔ گورنروں[1] کے نام

"حق و انصاف کے معاملہ میں سب کے ساتھ عزیز ہو یا بیگانہ، ایک سا برتاؤ کرو، رشوت نہ لو، مقدمہ فیصل کرنے میں ذاتی خواہش یا رجحان سے کام نہ لو، غصہ کی حالت میں کسی کے خلاف فیصلہ نہ کرو، ہر روز انصاف کیا کرو چاہے ایک گھنٹہ کے لئے ہی ہو۔" (زید بن أسلم۔ سنن کبریٰ بیہقی ۱۰/۱۳۵ - ۱۳۶)

۴۲۰۔ شام کے مسلمانوں کے نام

شام میں طاعون پھیلا اور ایسا کہ افراد اور خاندان نہیں بلکہ قبیلے کے قبیلے صاف ہو گئے، یہ ۱۸ھ کا واقعہ ہے، طاعون کا آغاز فلسطین کے ایک قصبہ عمواس سے ہوا، جہاں ابو عبیدہ بن جرّاح کا اس وقت کیمپ تھا، اس میں ہلاک ہونے والوں کی تعداد پچیس سے تیس ہزار بلکہ اور زیادہ بتائی گئی ہے، مرنے والوں کے قریبی عزیز جب مر جاتے تو دور کے رشتہ داران کے وارث ہوتے، لیکن ترکہ پر قبضہ کرنے سے پہلے اکثر طاعون ان کو لقمہ بنا لیتا، جب قریب و دور کے رشتہ دار ختم ہو جاتے تو ترکہ کے حق دار اس قبیلہ کے لوگ ہوتے جن کے دور کا حسب نسب ہلاک ہونے والوں سے ملتا، بعض لوگ کہتے ہیں کہ

---

[1] راوی نے خط کا مخاطب عوام کو بتایا ہے، لیکن خط کے مضمون سے صاف ظاہر ہے کہ اس کے مخاطب گورنر ہیں۔

اس سلسلہ میں عمر فاروق نے یہ فرمان بھیجا" اور زیادہ مشہور قول یہ ہے کہ وراثت کے بالکل نئے اور الجھے مسئلے سلجھانے انھوں نے خود شام کا سفر کیا تھا:

"اگر وارث ہونے والے قبیلہ کا رشتہ، باپ کی طرف سے ہلاک ہونے والے قبیلے سے برابر ہو تو وہ لوگ ترکہ کے زیادہ حق دار ہوں گے جن کا رشتہ (ہلاک ہونے والے قبیلہ کی) ماں سے بھی ہو، اور اگر وارث ہونے والے قبیلہ کے باپ کا رشتہ ہلاک ہونے والے قبیلہ سے قریبی ہو تو وہ اُن لوگوں کی نسبت ترکہ کے زیادہ حق دار ہوں گے جن کا رشتہ باپ اور ماں دونوں کی طرف ہو (لیکن دور کا)" (کنز العمال ۶/۶)

۴۲۱۔ گورنروں کے نام

"رسول اللہؐ کے بعد کوئی شخص بیٹھ کر امامت نہ کرے اور نابالغ غلطی سے قتل کرے یا جان بوجھ کر دونوں حالتوں میں اس کو کفارہ دینا ہوگا، اور جو عورت اپنے غلام سے شادی کرے اس کو حد زنا لگاؤ"
(کنز العمال ۷/۲۹۹)

۴۲۲۔ صدر مقاموں کے مسلمانوں کے نام

"جو عورت ولی کی عدم موجودگی میں یا بلا اجازت شادی کرے وہ زانیہ ہے" (ازالۃ الخفاء ۲/۱۱۰)

۴۲۳۔ مسلمانوں کے نام

"جب تفریح کو تمھارا جی چاہے تو تیر اندازی کیا کرو اور جب

باتوں کو جی چاہے تو قانون وراثت پر گفتگو کرو۔" (سنن کبریٰ بیہقی ۶/ ۲۰۹، کنز العمال ۶/ ۶ میں خط کا مخاطب ابو موسیٰ اشعریؓ کو بتایا گیا ہے۔)

۴۲۴۔ ایک گورنر کے نام

"جب میت کے وارثوں میں سے کسی کا رشتہ اس کی ماں سے بھی ہو تو اس کو ترکہ دو (؟)" (کنز العمال۔ ۶/ ۶)

۴۲۵۔ امرائے اجناد کے نام

"زکاۃ فطر میں ایک صاع[1] جو یا چھوارے یا دو مُد[2] گیہوں ادا کرو، نابالغوں کی طرف سے جو ہو سکے دے دو۔" (کتاب الأموال از ابن زنجویہ قلمی رقم ۷، جزء ۱۴ دار الکتب المصریۃ قاہرہ)

---

[1] رسول اللہؐ اور عمر فاروقؓ کا صاع آٹھ پونڈ یا چار سیر کے بقدر تھا، بنو امیہ کے ابتدائی زمانہ میں گورنر مدینہ سعید بن عاص نے کم کر کے اس کو ۵ ⅓ پونڈ کر دیا اور یہی وزن رائج ہو گیا۔

[2] مُد دو پونڈ یا ایک سیر۔ کتاب الخراج یحیی بن آدم قرشی ص ۷۰، وکتاب الاموال ابن سلام ص ۵۱۸۔

جبهة الشام والجزيرة

١

إلى أبي عُبَيْدة بن الجرَّاح

« إنَّك على النَّاس ، فأن أظفرك الله ، فاضرب أهلَ العراق إلى العراق ومَن أحبَّ من أمدادكم إذا هم قدموا عليكم » (سيف بن عمر - تاريخ الطَّبَري ، مصر ، الطبعة الأولى ، ٤ / ٦٣)

٢

إلى أبي عُبَيْدة بن الجرَّاح

« أُوصيك بتقوى الله الذى يَبْقى ويَفنى ما سِواه الذى هدانا من الضَّلالة وأخرجنا من الظُّلُمات إلى النُّور ، وقد استعملتُك على جند خالد بن الوليد ، فقُم بأمرهم الذى يحقّ عليك ، لا تُقدِّم المسلمين إلى هُلكة رجاء غنيمة ، ولا تُنزلهم منزلا قبل أن تستريده لهم وتعلم كيف مأتاه ، ولا تبعث سَرِيَّة إلّا فى كثف من النّاس وإيّاك وإلقاءَ المسلمين فى الهَلَكة ، وقد أبلاك اللهُ بى وأبلانى بك ، فغمّض بَصَرك عن الدُّنيا وأَلْهِ قلبك عنها ، وإيّاك أن

(٢٦)

تهلكك كما أهلكت من كان قبلك، فقد رأيت مَصارِعَهُم". (المدائني - الطّبري ٤/ ٥٤)

٣

إلى أبي عُبَيدة بن الجرّاح رضی

"إن خالدٌ أكذب نفسه فهو أميرٌ على ما هو عليه، وإنْ هو لم يُكذِب نفسه فأنت الأمير على ما هو عليه، ثم انزِعْ عمامته عن رأسه وقاسِمْه ماله نِصفين". (ابن إسحاق - الطّبري ٤/ ٥٦)

٤

إلى المسلمين بالشام

"بسم الله الرحمٰن الرحيم - این خطاب صادر است از أمیر المؤمنین عمر بن الخطابؓ بجماعت مومناں و مسلماناں که در شام اند، السلام علیکم - بدانید که امت رسول الله را مصیبتے عظیم افتاد و نازلۂ بزرگ حادث شد بوفات ابوبکرؓ، آں راست گوئے عادل و آں حلیم کامل، آں متواضع رحیم، و آں پرہیزگار کریم که امر معروف و نہی منکر از خصائص احوال او بود، امت رسول از چنیں پیشوا محروم ماندند و بوفات او خلل بسیار گشت، امّا حکم باری سبحانه بریں جمله بود و ہمگنانرا ہمیں شربت باید چشید (٣٦)

و بیرون رضا بقضائے او و صبر و تسلیم وجہے ندارد، لهُ الحُكم وإليه تُرجَعُون پیش از حدوث این نازلۂ عظیم و داهیۂ أَلیم در حضور مهاجر و أنصار و صحابہ کبار مرا نائب و خلیفہ خویش گردانید، و زمام این امانت بزرگ بدست من داده، اگرچہ امتناع نمودم مفید نبود، و جز قَبول کردن وجہے نداشت، و علی الضَّرورت امروز غم کار مسلمانان می باید خورد، و بقدر وسعت و طاقت در ترتیب[1] کارہا و انتظام مصالح و تنظیم مہمات سعی می باید نمود[2] و ثواب چناں است کہ خالد دست از امارت بدارد، و سرخیل و امارت آں لشکر بہ ابوعُبَیده جرَّاح گذارد، و چوں بر مضمون این خطاب شمارا وقوف افتد، امیر شما أَبوعُبَیده باشد، می باید کہ در مصالح خویشتن رجوع بدوکنند، و در محاربت دشمن از اشارت و صوابدید او عدول ننمایند"۔

(فتوح أعثم الكوفي (المترجم الفارسي) خط رقم ۸۶۔۳۶، ص ۱٤٧، جامعة دہلی، الہند)

٥

وكتب عمر مع هذا الكتاب كتابا آخر إلى أبي عبيدة بن الجرّاح نصّه:

" أَمّا بعد بحمد الله کہ ترا اے ابوعُبیده لشکر انبوه داری کہ کار حصار دِمَشق کفایت توانی کرد، چوں این نامہ بتو رسد معاونت

---

[1] فی الأصل: در تربیت

[2] فی الأصل: و انتظام مصالح آں لشکر است.

لشکر را حاضر کن و این نوشتہ را بایشاں بخواں تا ایشاں را بر امارت تو وقوف افتد، و بدانکہ خالد ولید معزول است و ترا مطاوعت می باید نمود، جماعتے را کہ بایشاں احتیاج نداری نزدیک من فرست و طایفہ را کہ ازیشاں مستغنی نتواند بود بنزدیک خویش نگاہ دار، خالد ولید ازانجملہ است کہ ترا و بدو احتیاج باشد، او را نزدیک خویش نگاہدار "۔ (فتوح أعثم الکوفی، خط، ص ۱۵۵)

٦

إلى أبي عُبيدة بن الجرّاحؓ

" قد وَلّيتُك على الشّام وجعلتُك أميراً على المسلمين، وعزلتُ خالد بن الوليد والسلام ".
(فتوح الشام المنسوب إلى القاضي الواقدی، طبع مصر ۱/ ۵۳)

٧

إلى أبي عُبيدة بن الجرّاحؓ

" بسم الله الرحمٰن الرحيم. من عبد الله عمر بن الخطاب أمير المؤمنين إلى أبي عُبيدة عامر (بن عبد الله) بن الجرّاح سلام عليك، فأني أحمد الله الذی لا إله إلا هو وأصلّی على نبيّه محمد صلى

الله عليه وسلم ، وبعد فقد وَلَيتُكَ أمورَ المسلمين ، فلا تستحى ، فأن الله لا يستحى من الحق ، وإنى أُوصِيكَ بتقوى الله الذى يبقى ، ويفنى ماسواه ، والذى استخرجك من الكفر إلى الإيمان ومن الضلال إلى الهدى ، وقد استعملتك على جند خالد فاقبض جنده ، واعزله عن إمارته ، ولا تُقدِم المسلمين إلى هلكة رجاء غنيمة ولا تنفذ سرية إلى جمع كثير ، ولا تقل إنى أرجو لكم النصر ، فأن النصر إنما يكون مع اليقين والثقة بالله ، وإياك والتغرير فى إلقاء المسلمين إلى الهلكة وغُضَّ عن الدنيا عينيك ، وألهِ عنها قلبك ، وإياك أن تهلك كما هلك من كان قبلك ، فقد رأيت مصارعهم وخبرت سرائرهم ، وإنما بينك وبين الآخرة ستر كالخمار[١] ، وقد تقدم إليها[٢] سلفك وأنت كأنك منتظر سفرا ورحيلا من دار قد مضت نضرتها وذهبت زهرتها فأحزم الناس فيها الراحل منها إلى غيرها ويكون زاده التقوى ، وراع المسلمين ما استطعت ، وأما الحنطة والشعير الذى وجدت بدمشق وكثرت

---

[١] فى الأصل : ستر الخمار .
[٢] فى الأصل : فيها بدل إليها .

فى ذلك مُشاجرتكم فهو للمسلمين ، وأمَّا الذَّهب والفِضَّة ففيها الخُمس والسِّهام ، وأَما اختِصامك أَنت وخالد فى الصّلح أَو القتال فأَنت الولى وصاحب الأمر [وإن كان صُلحك يجرى على الحِنطة بأنَّها للرُّوم فَسَلِّم إليهم ذلك] والسلام ورحمة الله وبركاته عليك وعلى جميع المسلمين (وأمَّا سَرِيّة خالد خلف العدو إلى مرج الدِّيباج فأُنه غرَّر بدماء المسلمين وكان بها سخيًّا) وأَمَّا ابنةُ الملك هرقل وهديتها إلى أَبيها بعد أَسرِها فذلك تفريط وقد كان يأخذ فى فديتها مالا كثيرا يرجع به على الضُّعفاء من المسلمين، والسلام عليك ورحمة الله وبركاته » (فتوح الشام للواقدى ١/٥٤ ، والتى بين القوسين ، زيادة من نُسخة أُخرى طُبعت بكلكتة فى الهند تحت إشراف وِليَم ناسُولِيس ، ١٨٥٤م ، ٢/٦-٧)

٨

إلى أَبى عُبَيدة بن الجَرَّاح رض

« بسم الله الرحمن الرحيم . مِن عبد الله عمر أمير المؤمنين إلى أَبى عُبَيدة بن الجَرَّاح سلامٌ عليك ، فأَنى أَحمَد إليك الله الذى لا إله إلاَّ هو . أَما بعد فأن أَبابكر الصِّدِّيق خليفة رسول

الله صلى الله عليه وسلّم قد تُوفّي فإنّا لله وإنّا إليه راجعون، ورحمة الله وبركاته على أبي بكر الصديق العامل بالحقّ والآمر بالقسط، والآخذ بالعرف، اللّيّن السّتّير، الوادع، السّهل القريب، الحكيم، نحتسب مصيبتنا فيه ومصيبة المسلمين عامّة عند الله تعالى، وأرغب إلى الله في العصمة بالتقى في رحمته والعمل بطاعته ما أحيانا، والحلول في جنّته إذا توفّانا فإنه على كل شيء قدير، وقد بلغنا حصاركم لأهل دمشق، وقد وليتك جماعة المسلمين، فبثّ السّرايا في نواحي أهل حمص ودمشق وما سواها من أرض الشام، وانظر في ذلك برأيك ومن حضرك من المسلمين ولا يحملنّك قولي هذا على أن تغرّر بعسكرك[١] فيطمع فيك عدوّك ومن استغنيت[٢] عنه فسيّره ومن احتجت إليه في حصارك فاحتبسه، وليكن فيمن يحتبس خالد بن الوليد فإنّه لا غنى بك عنه». (تهذيب تاريخ دمشق لابن عساكر، مطبعة روضة الشام ١٣٣١هـ ١/١٥١)

---

١ في الأصل: تغرى عسكرك.

٢ في الأصل: لكن من استغنيت، والكلام لا يقتضي كلمة لكن.

٩

إلى أبي عبيدة بن الجرّاح رض

"أما بعد فأن أبابكر الصديق خليفة رسول الله صلى الله عليه توفي فأنا لله وإنا إليه راجعون ورحمة الله على أبي بكر القائل بالحق، و الآمر بالقسط، والآخذ بالعرف، والبرّ، والستير[1] والسهل القريب، وإنا نرغب إلى الله في العصمة برحمته من كل معصيته، ونسأله العمل بطاعته والحلول في داره إنه على كل شئ قدير والسلام عليك ورحمة الله". (فتوح الشام لأبي إسماعيل محمد بن عبد الله الأزدى البصرى، طبع بكلكتة تحت إشراف وليم ناسوليس ١٨٥٤م ص ٨٦ - ٨٧)

١٠

إلى أبي عبيدة بن الجرّاح ومعاذ بن جبل رض

"من عبد الله عمر أمير المؤمنين إلى أبي عبيدة بن الجرّاح ومعاذ بن جبل سلام عليكما فأني أحمد إليكما الله الذي لا إله إلّا هو، أما بعد فأني أوصيكما بتقوى الله فأنه رضى ربكما

---

[1] في الأصل: الستيم

وحظّ أنفسكما وغنيمة الأكياس لأنفسهم عند تفريط
العجزة ، وقد بلغني كتابكما تذكران أنكما عهد تمانى
وأمر نفسي لى مهم فما يدريكما ، وهذه تزكية منكما
لى ، وتذكران أنى وُلّيتُ أمرَ هذه الأمة يقعد بين
يدىَّ الشريف والوضيع والعدُوّ والصديق والقوى
والضعيف ولكل حصته من العدل ، وتسألاني
كيف أنا عند ذلك وإنه لا حول لى ولا قوة إلاّ
بالله ، وكتبتما تخوفاني يوماً هو آتٍ وذلك باختلاف
الليل والنهار ، فإنهما يُبليان كل جديد ويقرّبان
كل بعيد ، ويأتيان بكل موعود حتى يأتيا بيوم القيامة ،
يوم تُبلَى فيه السّرائر وتكشف العورات ، وتعنو فيه
الوجوه لعزة ملك قهرهم بجبروته فالنّاس له داخرون
يخافون عقابه وينتظرون قضاءه ويرجون رحمته وذكرتما
أنّه يكون فى هذه الأمّة رجال يكونون إخوان العلانية
أعداءَ السّريرة ، فليس هذا بزمان ذلك ، إنما ذلك
فى آخر الزمان إذا كانت الرّغبة والرّهبة ، رغبة
الناس بعضهم إلى بعض لصلاح دنياهم ، وكتبتما
تُعوّذانني بالله أن أُنزل كتابكما سوى المنزل
الذى نزل من قلوبكما ، وإنكما كتبتما به نصيحة لى
وقد صدقتما ، فلا تدعا الكتابة إلىّ ، فإنه لا غنى بي
عنكما ، والسلام عليكما » (فتوح الشام للأزدي

ص ٢٩-٣٠ وحِليةُ الأَولياء، لأَبي نُعَيم، مصر ١/٢٣٨ و إعجاز القرآن للباقِلّاني، مصر ص ١١٧ والاكتفاء للكلاعي البلَنسِي خط رقم ٢٠٧٤، دار الكتب المصرية، القاهرة، ص ٢٨٩ وإزالة الخفاء ٢/١٨٨ وأشهر مشاهير الإسلام لرفيق بك عظم مصر ١٩٢٦م ص ٤٥٩ - ٤٦٠ مع اختلاف يسير في المتن)

١١

إلى أَبي عُبيدة بن الجرّاح رض

"أَمّا بعد فَابدَؤُا بِدِمَشق فَاغْفدُوا لها فإنّها حِصن الشام وبيت مملكتهم وَاشغَلُوا عنكم أَهل فِحْل بخيل تكون بإزائهم في نحورهم وأَهل فلسطين وأَهل حمص، فإن فتحها الله قبل دِمَشق فذالك الذي نُحِب، وإن تأَخّر فتحها فَاصبرُوا[١] حتى يفتح الله دِمَشق فليَنزِل بدِمَشق من يُمسك بها، ودَعُوها وَانطلِق أَنت وخالد إلى حمص، ودَعْ شُرَحبِيل وعمرا وخلّهما[٢] بالأُردُنّ وفِلَسطِين، و أَمير كل بلدٍ وجُندٍ على النّاس حتى يخرجوا من

[١] ليست هذه الكلمة في نسخة الطبري وتوجد في التي ذكرها ابن عساكر في تاريخ دِمَشق.
[٢] في الأصل: وأخلهما.

إمارته ". (سيف بن عمر - الطّبرى ٤/٥٨)

١٢

إلى أبي عُبيدة بن الجرّاح رضـ

" إضِفْ جُندَ العراق إلى العراق وأمُرْهم بالحثّ إلى سعد بن مالك ". (سيف بن عمر - الطّبرى ٤/٥٨)

١٣

إلى أبي عُبيدة بن الجرّاح رضـ

" إنَّ مَن شرِب الخمر فعليه ثمانون جلْدة، ولَعَمرى ما يَصلحُ لهم إلَّا الشِّدَّةُ والفقر، ولقد كان حقهم أن يُراقبوا ربَّهم عزَّ وجلَّ ويَعْبُدوه ويُؤمنوا به ويشكُروه، فمن عاد فأَقِم عليه الحَدَّ ". (فتوح الشام للواقدى، مصر ١/٦١)

١٤

إلى أبي عُبيدة بن الجرّاح رضـ

"من عبد الله عمر أَمير المؤمنين إلى أبي عُبَيدة بن الجرّاح سلام عليك فأُنى أحمد إليك الله الذى لا إله إلا هو. أَما بعد فأَن كتابَك

جاءنى بنفير الرّوم إليك ومنزلهم الذى نزلوا به ورسالتهم التى أرسلوا، وبالّذى رجعت إليهم[١] فيما سألوك، وقد سدّدت بحجّتك وأوتيت رشدك، فأن أتاك كتابي هذا وأنتم الغالبون فكثيرا ما نذكر من ربنا الأحسان إلينا وإليكم، وإن أتاكم وقد أصابكم نكب أو قرح فلا تهنوا ولا تحزنوا ولا تستكينوا فأنكم الأعلون، وإنها دار الله وهو فاتحها عليكم تصديق منّا لقول نبينا صلى الله عليه، فاصبروا إنّ اللهَ مع الصّابرين، واعلم أنّكَ متى ما لقيتَ عدوك فاستعنت بالله عليهم وعلم منك الصدق نصرك عليهم، فقل إذا أنت لقيتهم: اللّهم إنك الناصر لدينك والمعز لأوليائك قديما وحديثا، اللّهم فتولّ نصرهم وأظهر فلجهم ولا تكلهم إلى أنفسهم، فتعجزوا عنها، وكن الصّانع لهم والدافع عنهم برحمتك إنّك الولى الحميد»

(فتوح الشام للأزدى ص ١١١ - ١١٢)

١٥

إلى أبي عُبيدة بن الجرّاح رض

«من عبد الله عمر أمير المؤمنين إلى

---

[١] لعل الصواب: رددت إليهم.

أَبِي عُبَيدَة بن الجَرَّاح سلام عليك، فأني أحمد إليك الله الذي لا إله إلاّ هو، أما بعد فأنه بلغني كتابك تذكر إعزاز الله أهل دينه وخِذلان أهل عُدوانه وكفايته إيّانا مُؤُونة من عادانا، فالحمد لله على إحسانه إلينا فيما مَضَى وحسن صنيعه لنا فيما غَبَر الذي عافى جماعة المسلمين وأكرم بالشهادة فريقاً من المؤمنين فهنيئاً لهم بِرِضى ربهم وكرامته إيَّاهم ونسأله أن لا يَحرِمنا أجرهم ولا يَفتننا بعدهم، فقد نصحوا اللهَ وقَضَوا ما عليهم لربهم كانوا يعملون، ولأنفسهم كانوا يجتهدون، وقد فهمتُ ما ذكرتَ من الأرض التي ظهر عليها وعلى أهلها المسلمون فقالت طايفة: نُقرُّ أهلها على أن يُؤدُّوا الجِزية إلى المسلمين ويكونوا عُمَّار الأرض، وقالت طايفة: نَقتسِمُهم. وإني قد نظرت فيما كتبت إليَّ من هذا فغرِق رأى (؟) فيما سألتني عنه إلا إني قد رأيت أن تُقرّهم وأن تحمل الجِزيَة عليهم وتقسمها بين المسلمين ويكونوا عُمّار الأرض فهم أعلم بها وأقوى عليها من غيرهم، أرأيتم لو انا أخذنا أهلها واقتسمناهم من كان يكون لمن يأتي بعدنا من المسلمين، والله ما كانوا إذن ليجدوا إنسانا يكلمونه ولا يكلمهم ولا ينفعون بشيء من ذات يدهٰ

ويأكلهم[١] المسلمون ما داموا أحياء ، فإذا هلكنا وهلكوا أكل أبناؤنا أبناءهم وكانوا عبيدا لأهل الإسلام[٢] مادام[٣] دين الإسلام ظاهرا ، فضع عليهم الجزية وكُفَّ عنهم السبى وامنع المسلمين من ظلمهم و الأضرار بهم وأكل أموالهم إلا بحقها » (فتوح الشام للأزدى ص ١٢٤ - ١٢٥)

١٦

إلى أبى عبيدة بن الجراح رض

« از استماع خبر این فتح خوشدلی و بهجت تمام روئے داد ، و خدائے سبحانه را شکرها بجا آورده شد ، باید که روزے چند دراں مرزبوم مقام کنید و لشکر را آسائش دهید و دیگر در ولایت تعرض نکنید چندانکه سعد وقاص در عراق رود و دفع لشکر فارس کند ان شاء الله ولا حول ولا قوة إلا بالله العلى العظيم » (فتوح اعثم الكوفى ص ١٧٠)

١٧

إلى أبى عبيدة بن الجراح رض

« أما بعد فقد بلغنى كتابك تأمرنى فيه بحمد

---

١ في الأصل : أن قبل يأكلهم .
٢ في الأصل : بعد أبناءهم : أبدا ما بقوا ،
٣ في الأصل : أبدا قبل مادام .

١٥

الله على ما أفاء الله علينا من الأرض وفتح علينا من القلاع ومكّن لنا فى البلاد وصنع لنا ولكم وأبلانا وإياكم من حسن البلاء، فالحمد لله حمداً كثيراً ليس له نفاد ولا يحصى له تعداد، وذكرت أنك وجهت الخيول نحو البلاد التى فيها ملك الروم وجموعهم، فلا تفعل وابعث إلى خيلك فاضممها إليك وأقم حتى يمضى هذا الحول ونرى من رأينا، ونستعين بالله ذى الجلال والإكرام على جميع أمورنا والسلام » (فتوح الشام للأزدى ص ١٢٩)

١٨

إلى أبى عبيدة بن الجرّاح

« أقم فى مدينتك وادعُ أهلَ القوة والجلد من عرب الشام فإنى غير تارك البعثة إليك بمن يكانفك إن شاء الله » (سيف بن عمر - الطّبرى ٤ / ١٥٤)

١٩

إلى جبلة بن الأيهم

« إقدم ولك مالنا وعليك ما علينا »

العقد الفريد لابن عبد ربه مصر ١٩٤٠ م ٢ / ٥٦)

٢٠

إلى أبي عبيدة بن الجراح رض

" بسم الله الرحمن الرحيم . من عبد الله أمير المؤمنين عمر بن الخطاب إلى أبي عبيدة أمين الأمة سلام عليك ، أما بعد فأني أحمد الله الذى لا إله إلّا هو وأصلى على نبيّه . أما بعد فلا مَرَدَّ لقضاء الله وقدره ومن كُتب فى اللوح المحفوظ كافراً فلا إيمان له وذلك أن جبلة بن الأيهم الغسّانى كان قدم علينا فى بنى عمه وسَراة قومه فأنزلتُهم وأحسنتُ إليهم وأسلموا على يدىّ وفرحت بذلك إذ شد الله عضُد الإسلام بهم ، ولم أعلم ما فى كمين الغيب وإنا سِرنا إلى مكة حرسها الله نطلب الحج ، فطاف جبلة بن الأيهم بالبيت سبعاً فوطئ إزاره رجل من بنى فزارة ، فسقط الإزار عن كتفيه ، فالتفت إلى الفزارىّ وقال : يا ويلك كشفتنى[1] فى حرم الله ، فقال الفزارى : والله ما تعمدتُك ، فلطم الفزارىّ لطمة هشم

---

[1] فى الأصل : أكشفتنى مصححا .

أنفه وكسر ثناياه الأربع، فأقبل الفزارى إلى مستعد يا على جبلة، فأمرت بإحضاره وقلت ما حملك على أن لطمت أخاك فى الإسلام فكسرت ثناياه الأربع وهشمت أنفه؟ فقال: إنه وطئ إزارى فحلّه و والله لولا حرمة البيت لقتلته، فقلت قد أقررت على نفسك، فإما أن يعفو عنك وإما أن آخذ منك القصاص له فقال: أتقتص منى وأنا ملك وهو سوقى؟ قلت: قد شملك وإياه الإسلام، ما تفضله إلا بالإسلام. فقال: يا عمر تتركنى إلى الغد[1] فتقتص منى. فقلت: للفزارى أتتركه إلى الغد[2]؟ فقال: نعم، فلما كان الليل ركب فى بنى عمه وتوجه إلى الشام إلى كلب[3] الطاغية وأرجو أن يظفرك الله به فانزل على حمص ولا تبعد عنها، فإن صالحك أهلها فصالحهم، وإن أبوا فقاتلهم وابعث عيونك إلى أنطاكية وكن على حذر من المتنصرة والسلام عليك وعلى من معك من المسلمين ورحمة الله وبركاته» (فتوح الشام للواقدى، كلكتة ٢/ ٣٠-٣١)

---

(١) فى الأصل: إلى غد.

(٢) فى الأصل: تتركه إلى غد.

(٣) إنى واثق بأن عمر لم يكتب كلمة كلب البذيئة وإنما من زيادات النساخين. (٢٧)

٢١

إلى أبي عُبيدة بن الجرّاح رض

«بسم الله الرحمن الرحيم . من عبد الله عمر بن الخطاب أمير المؤمنين إلى أمين الأمّة أبي عُبَيدة عامر (بن عبد الله) بن الجرّاح سلام عليك، فإنى أحمد الله الذى لا إله إلّا هو وأُصلى على نبيه محمد صلى الله عليه وسلم وآمُرك بتقوى الله عز وجلّ سراً وعلانية، وأُحذركم من معصية الله عز وجل، وأُحذركم وأنهاكم أَن تكونوا ممن قال الله فى حقهم قل إن كان آباؤكم وأبناؤكم وإخوانكم وأزواجكم وعشيرتكم وأموال اقترفتموها وتجارة تخشون كسادها ومساكن ترضونها أَحبّ إليكم من الله ورسوله وجهادٍ فى سبيله فتربّصوا حتى يأتى الله بأمره، والله لا يهدى القوم الفاسقين . وصلى الله على خاتم النبيين وإمام المرسلين والحمد لله رب العالمين».

(فتوح الشّام للواقدى، مصر ١/٦٦)

٢٢

إلى أَبي عُبَيدة بن الجرّاح رض

«بسم الله الرحمن الرّحيم . من عبد الله عمر إلى عامله أَبي عُبَيدة سلام عليك، فإنى أحمد الله الذى (٢٧)

لا إله إلّا هو وأصلي على نبيه محمد صلى الله عليه وسلم، واعْلَم يا أبا عُبَيدة أنّ بانقطاع كتابك وإبطاء خبرك يكثر قلقي ويَفنَى جسدي على إخواني المسلمين ومالي ليلٌ ولا نهار إلّا وقلبي عندكم ومعكم فإذا لم يأتِ منك خبر ولا رسول فإن عقلي طائر وفكري حائر، وكأنّك لا تكتب إلّا بالفتح أو الغنيمة وأعْلَم يا أبا عُبَيدة أنّي وإن كنتُ نائيًا عنكم فإن قلبي[1] عندكم، وإني داعٍ لكم وقلقي عليكم كقلق الوالدة الشّفوقة على ولدها، فإذا قرأتَ كتابي هذا فكُن للإسلام والمسلمين عضدًا والسَّلام عليكم ورحمة الله وبركاته ".

(فتوح الشام للواقدي، مصر، ١/١٥٦)

٢٣

إلى أبي عُبيدة بن الجرّاح رض

" أمّا بعد فقد وَرَدَ عليّ كتابك مع رُسُلك، فسرّني ما سمعتُ من الفتح والنصر على أعدائكم، ومن قُتل من الشهداء، وأمّا ما ذكرته من انصرافك إلى البلاد التي بين حلب وأنطاكية وتركك[2] القلعة ومن فيها فهذا رأي غيرُ صواب، تترك رجلًا قد دنوتَ من دياره وملكت مدينته، ثم ترحل فيبلغ إلى جميع النّواحي أنّك لم تقدر عليه

[1] في الأصل: همتي.

[2] في الأصل: وتترك القلعة.

ولم تَصِلْ إليه فيضعف ذكرك ويعلو ذكره ويطمع مَن يطمع ويجترئ عليك أجناد الرّوم خاصّتهم وعامّتهم وترجع إليه الجواسيس وتكاتب ملوكها في أمرك، فإيّاك أن تبرح عن مجاهدته حتى يقتله الله أو يسلم إليك إن شاء الله تعالى أو يحكم الله وهو خير الحاكمين. وبُثَّ الخيلَ في السّهل والوَعْر والضّيّق وأكناف الجِبال والأودية وشُنَّ الغارات[1] في حُدود الفُرات، ومن صالحكم منهم فاقبل صلحه ومن سالمك فسالمه، والله خليفتي عليك وعلى المسلمين، وقد أنفذت كتابي إليك ومعه عُصبة من حضرموت وغيرهم وأهل مشائخ اليمن مِمَّن وهب نفسه لله تعالى ورغب في الجهاد في سبيل الله تعالى، وهم عرب وموالٍ وفُرسان ورجال، والمدد يأتيك متواترا إن شاء الله تعالى والسلام». (فتوح الشّام للواقدي مصر، ١/ ١٦١)

٢٤

إلى أبي عُبيدة بن الجرّاح رض

« بسم الله الرحمن الرحيم. من عبد الله عمر أمير المؤمنين إلى أبي عُبيدة بن الجرّاح وإلى الّذين

---

[1] في الأصل: الغارات ويمكن أيضا أن تكون مصحفة عن المعَرّات.

[2] في الأصل: وفليتموها بالفاء.

معه من المهاجرين والأنصار والتابعين بإحسان والمجاهدين في سبيل الله، سلام عليكم فإني أحمد إليكم الله الذي لا إله إلا هو. أما بعد فإنه بلغني توجهكم من أرض حمص إلى أرض دمشق وترككم بلادًا قد فتحها الله عليكم وخليتموها[1] لعدوكم وخرجتم منها طائعين فكرهت هذا من رأيكم وفعلكم وسألت رسولكم عن رأي من جموعكم كان ذلك فزعم أن ذلك كان من رأي خياركم وأولي النهى منكم وجماعتكم فعلمت أن الله عز وجل لم يكن يجمع رأيكم إلا على توفيق وصواب ورشد في العاجلة والعاقبة فهوّن ذلك عليّ ما كان دخلني من الكراهية قبل ذلك لتحولكم[2]، وقد سألني رسولكم المدد لكم وأنا ممدكم قبل أن يقرأ عليكم كتابي هذا وأشخص إليكم المدد من قبلي إن شاء الله، واعلموا أنه ليس بالجمع الكثير كنا نهزم الجمع الكثير ولا بالجمع الكثير كان الله ينزل النصر عليهم، ولربما خذل الله الجموع الكثيرة فوهنت وقلّت وفشلت ولم تغن عنهم فئتهم شيئًا، ولربما نصر الله العصابة القليل عددها على الكثير عددها من أعداء الله، فأنزل الله عليكم نصره وعلى المشركين من أعداء الله وأعداء المسلمين بأسه ورجزه والسلام.

---

[1] في الأصل: وفليتموها بالفاء.

[2] في الأصل: لتحويلكم.

عليكم». (فتوح الشام للأزدى ص ١٤١)

٢٥

إلى أبي عبيدة بن الجرّاح

«أما بعد فلقد قدِم علىَّ أخوثمالة بكتابك يخبرني فيه بنفير الرُّوم إلى المسلمين برّاً وبحراً وبما جاشوا عليكم من أساقفتهم وقسّيسيهم ورُهبانهم، وإنَّ ربّنا المحمود عندنا والصّانع لنا والعظيم ذو المنّ والنّعمة الدائمة علينا قد رأى مكان هؤلاء الأساقفة والرّهبان حيث بعث محمداً صلى الله عليه وسلم بالحق وأعزّه بالنُّصرة ونَصَره بالرعب على عدوه، وقال وهو لا يُخلف الميعاد: هو الذى أرسل رسوله بالهدى ودين الحق ليُظهره على الدين كله ولو كرِه المشركون، فلا تهولنَّك كثرة ما جاءك منهم، فأن الله منهم برئٌ ومن برِئَ الله منه كان قِمناً بأنْ[1] لا تنفعه كثرة وبأن يكِلَه الله إلى نفسه ويخذله، ولا تُوحشك قلة المسلمين من[2] المشركين، فأن الله معك وليس قليل من كان الله معه، فأقِم بمكانك الذى أنت به حتى تلقى عدوك وتُناجزهم، وتستظهر بالله عليهم وكفى به ظهيراً ووليّاً ونصيراً، وقد فهمت مقالتك: إحتسب

---

[1] فى الأصل: قمنا أن.

[2] فى الأصل: فى المشركين.

أَنفس المسلمين إن هم أقاموا دينهم إن هم تفرّقوا،
فقد جاءهم مالا قِبَل لهم به إلّا أن يُمِدَّهم الله بملائكة
أو يأتيهم بغياث من قبله، وأيم الله لولا آستثناؤك
هذا لقد كنتَ أسأتَ، ولعمري إن قاومهم[١] المسلمون
وصبروا فأُصيبوا لما عند الله خير للأبرار، ولقد قال الله
عزّ وجلّ: فمنهم مَن قضى نحبه ومنهم من ينتظر وما
بدّلوا تبديلا، فطوبي للشهداء، ولمن عقل[٢] ممن معك
من المسلمين لأُسوةٌ بالمصرعين حول رسول الله صلى
الله عليه وسلم في مواطنه فما عَجِزَ الذين قاتلوا في سبيل
الله ولا هابوا الموت في جنب الله ولا وَهن الذين
بقوا من بعدهم ولا آستكانوا لمصيبتهم ولكنهم تأسّوا بهم
وجاهدوا في الله مَن خالفهم منهم وفارق دينهم، ولقد
أثنى الله على قوم بصبرهم، فقال: وكأيّن من نبيّ قاتل
معه رِبّيون كثير، فما وهنوا لِمَا أَصابهم في سبيل الله
وما ضعفوا وما آستكانوا والله يحب الصابرين، وما كان
قولهم إلّا أن قالوا: ربّنا آغفر لنا ذنوبنا وإسرافنا في أمرنا
وثبّت أقدامنا وآنصرنا على القوم الكافرين، فآتاهم الله
ثواب الدّنيا وحسن ثواب الآخرة والله يحب المحسنين"؛ فأمّا
ثواب الدّنيا فالغنيمة والفتح، وأمّا ثواب الآخرة فالمغفرة والجنّة،

---

[١] في الأصل: إن أقاموا لهم.
[٢] في الأصل: عن الله، بعد عقل.

وأقرأ كتابي هذا على الناس ومُرهم فليقاتلوا في سبيل الله، وليصبروا كيما يؤتيهم الله ثواب الدنيا وحسن ثواب الآخرة، فأما قولك إنه قد جاءهم ملأ قِبَل لهم به فإن لا يكن لكم بهم قِبَل فإن لله بهم قِبلا، ولم يزل ربنا عليهم مقتدرا، ولو كنا والله إنما نقاتل الناس بحولنا وقوتنا وكثرتنا لهيهات ما قد أبادونا وأهلكونا، ولكن نتوكل على الله ربنا ونبرأ إليه من الحول والقوة ونسأله النصر والرحمة، وإنكم منصورون إن شاء الله على كل حال، فأخلصوا لله نياتكم وارفعوا إليه رغبتكم، واصبروا وصابروا ورابطوا واتقوا الله لعلكم تفلحون». (فتوح الشام للأزدي ص ١٦٢-١٦٤)

٣٦

صورة أخرى للكتاب المذكور

«بسم الله الرحمن الرحيم. من عبد الله عمر أمير المؤمنين إلى أمين الأمة أبي عبيدة بن الجراح ومن معه من المهاجرين والأنصار سلام عليكم، فإني أحمد الله الذي لا إله إلا هو وأصلي على نبيه محمد صلى الله عليه وسلم، أما بعد فإن نصر الله خير لكم من معونتنا، واعلموا أنه ليس بالجمع الكثير يهزم الجمع القليل وإنما يهزم بما أنزل الله من النصر، وإن الله عز وجل يقول: ولن تغني عنكم فئتكم شيئا ولو كثرت وإن الله مع المؤمنين، وربما

ينصر الله العصابة القليل عددها على العصابة الكثيرة، وما النصر إلا من عند الله، وقد قال تعالى: فمنهم من قضى نحبه ومنهم من ينتظر الآية فيا طوبى للشهداء ويا طوبى لمن يتكل على الله، فالق العدو بمن معك من المسلمين، فقد رأيت من صرع بين يدى رسول الله صلى الله عليه وسلم، وما عجزوا من عدوهم فى مواطن كثيرة، حتى قتلوا فى سبيل الله، ولم يهابوا لقاء الموت فى جنب الله تعالى، بل جاهدوا فى سبيل الله حق جهاده، وما كان قولهم إلا أن قالوا: ربنا اغفر لنا ذنوبنا وإسرافنا فى أمرنا وثبت أقدامنا وانصرنا على القوم الكافرين، فآتاهم الله ثواب الدنيا وحسن ثواب الآخرة، والله يحب المحسنين، فإذا ورد عليك كتابى هذا فاقرأه على المسلمين وأمرهم أن يقاتلوا العدو فى سبيل الله عز وجل، واقرأ عليهم: يا أيها الذين آمنوا اصبروا وصابروا ورابطوا واتقوا الله لعلكم تفلحون، والسلام عليك ورحمة الله وبركاته». (فتوح الشام للواقدى مصر، ١/١٠٥)

٢٧

صورة أخرى

* قد جاء فى كتابكم (أى المسلمين باليرموك) تستمدوننى، وإنى أدلكم على من هو أعز نصرا وأحضر جندا: الله

عز وجلّ، فاستنصروه، فأنّ محمدا صلى الله عليه وسلم قد نُصر يوم بدر في أقل من عدّتكم، فإذا أتاكم هذا فقاتلوهم ولا تراجعوني» (تاريخ عمر بن الخطاب لابن الجوزي، مصر، ص ٩٥ وإزالة الخفاء للشاه ولي الله الدّهلوي الهندي طبع بريلي، الهند ٢/ ١٨٣)

٢٨

صورة أخرى

«أما بعد فإنه مهما ينزل بامرئ شديدة[1] يجعل الله بعدها فرجا، وإنه لن يغلب عسر يسرين، وإنّ الله يقول في كتابه: يا أيها الذين آمنوا اصبروا وصابروا ورابطوا واتّقوا الله لعلكم تفلحون» (الموطّأ للإمام مالك، دهلي الهند، ١٣٠٧هـ ص ١٦٧ وكتاب الخراج للقاضي أبي يوسف، مصر ص ١٤٨ وتهذيب تاريخ دمشق لابن عساكر ١/ ١٥٩ - ١٦٠ مع بعض الاختلاف في المتن. ولسان العرب لابن منظور، الطبعة الجديدة، بيروت ٢٠/ ٥٦٣، وانتهاء الكتاب في اللسان إلى: ولن يغلب عسر يسرين)

٢٩

إلى أبي عبيدة بن الجرّاح رض

«من عبد الله عمر أمير المؤمنين إلى أبي عبيدة

---

[1] في الأصل: ينزل بعبد مومن من منزل شدّة، والرواية التي اخترناها عن لسان العرب، الطبعة الجديدة، بيروت ٢٠/ ٥٦٣

بن الجرّاح سلام عليك، فإنى أحمد إليك الله الذى لا إله إلا هو. أما بعد فقد أتانى كتابك وفهمت ما ذكرت فيه من إهلاك الله المشركين ونصره المؤمنين وما صنع الله لأوليائه وأهل طاعته، فأحمد الله على حسن صنيعه إلينا وأستتم الله ذلك بشكره، ثم اعلموا أنكم لم تظهروا على عدوكم بعدد ولا عُدّة ولا حول ولا قوة ولكنه بعون الله ومَنّه وفضله، فلله الطَّول والمنّ والفضل العظيم، فتبارك الله أحسن الخالقين، والحمد لله رب العالمين، والسلام".
(فتوح الشام للأزدى ص ٢٢١ وفتوح أعثم الكوفى ص ٢٦٨ مع اختلاف فى اللفظ والمعنى)

٣٠

صورة أخرى

"بسم الله الرحمن الرحيم. من عبد الله عمر أمير المؤمنين إلى عامله بالشام، سلام عليك، أما بعد فإنى أحمد الله الذى لا إله إلا هو وأصلى على نبيه محمد صلى الله عليه وسلم، وقد فرحت بما فتح[1] الله على المسلمين من نصرهم[2] وانهزام عدوهم، فإذا وصل إليك كتابى هذا فاقسم الغنيمة بين المسلمين وفضّل أهل السبق وأعطِ كلّ ذى

---

[1] كذا فى النسختين ولعل الكلمة مصحفة عن منح.
[2] فى النسخة المطبوعة بكلكتة: من نصره.

حق حقه، وَاحْفَظِ المسلمين وَاكْلأْهم وَاشْكُرهم على صبرهم وفعالهم، وأَقِم بموضعك حتى يأتيك أَمرى، والسلام عليك وعلى جميع المسلمين ورحمة الله وبركاته» (فتوح الشام للواقدى، مصر ١/١٣٨)

٣١

إلى أبي عُبَيدة بن الجرَّاح رض

«أما بعد فقد عملت بسنة رسول الله صلى الله عليه وسلم ولم تتعدَّ حكمه، فأعط الفرس العربي سهمين والهجين سهماً، واعلَم أن رسول الله عَرَّبَ العربيَّ وهجَّن الهجين يوم خيبر، فجعل للهجين سهماً وللعربي سهمين» (فتوح الشام للواقدى مصر، ١/١٣٨)

٣٢

إلى أبي عُبيدة بن الجرَّاح رض

«بسم الله الرحمن الرحيم. من عبد الله عمر بن الخطاب إلى عامله بالشام أبي عُبَيدة، أَما بعد فإني أحمد الله الذى لا إله إلا هو وأُصلى على نبيّه وقد ورد عليَّ كتابك وفيه تستشيرني في أيَّة ناحية تتوجه إليها، وقد أشار ابنُ عم رسول الله صلى الله عليه وسلم بالمسير إلى بيت المقدِس، فإنَّ الله سبحانه وتعالى يفتحها على

يديك، والسلام عليك» (فتوح الشام للواقدي مصر، ١٣٩/١)

٣٣

إلى المسلمين بالشام

وجمعت غنائم اليرموك بالجابية، وكتبوا إلى عمر، فكتب إليهم:
«لا تحدثوا فيها حدثاً حتى تفتحوا بيت المقدس»
(تاريخ ابن واضح اليعقوبي النجف الحلاق ١٣٥٨هـ ١٢٠/٢)

٣٤

إلى أبي عبيدة بن الجراح رضـ

«رتب بأنطاكية جماعة من المسلمين أهل نيات حسنة واجعلهم بها مرابطة، ولا تحبس عنهم العطاء»
(فتوح البلدان للبلاذري، مصر ١٩٣٢م ص ١٥٣)

٣٥

كتاب صلح إيلياء (بيت المقدس)

«بسم الله الرحمن الرحيم. هذا ما أعطى عبد الله بن عمر أمير المؤمنين أهل إيلياء من الأمان أعطاهم أماناً لأنفسهم وأموالهم ولكنائسهم وصلبانهم وسقيمها وبريئها وسائر ملتها أنه لا تسكن كنائسهم ولا تهدم ولا

ينتقص منها ولا من حيِّزها ولا من صليبهم ولا من شيء من أَموالهم، ولا يُكرهون على دينهم ولا يُضارُّ أَحد منهم، ولا يُسكَن بأيلياء منهم أَحد من اليهود، وعلى أَهل إيلياء أَن يعطوا الجزية كما يُعطى أَهل المدائن، وعليهم أَن يُخرجوا منها الرُّوم واللُّصوت، فمن خرج منهم فآمن على نفسه وماله حتى يَبْلُغَ مأمنه، ومن أَقام منهم فهو آمن وعليه مثل ما على أَهل إيلياء من الجزية، ومن أَحب من أَهل إيلياء أَن يسير بنفسه وماله مع الرُّوم ويخلّي بِيَعَهم وصُلبهم، فأنهم آمنون على أَنفسهم وعلى بِيَعِهم وصُلبهم حتى يبلغوا مأمنهم ومَن كان بها من أَهل الأَرض قبل مقتل فُلان، فمن شاء منهم قعد وعليه مثل ما على أَهل إيلياء من الجزية ومن شاء سار مع الرُّوم ومَن شاء رجع إلى أَهله، فأنه لا يُؤخَذُ منهم شيءٌ حتى يُحْصَدَ حَصَادهم، وعلى ما فى هذا الكتاب عهد الله وذمة رسوله وذمة الخلفاء وذمة المؤمنين إذا أَعطوا الذى عليهم من الجزية ".

(خالد وعُبادة - الطَّبَرى ٤/١٥٩)

٣٦

صورة أُخرى

«بسم الله الرحمن الرحيم. هذا كتاب كتبه عمر بن

الخطاب لأهل بيت المقدس، إنكم آمنون على دمائكم وأموالكم وكنائسكم لا تسكن ولا تخرب إلاّ ان تحدثوا حدثاً عامّاً». (تاريخ ابن واضح اليعقوبي، النجف ٢/١٣٥)

٣٧

إلى أمراء الأمصار

«إني أتيت بشراب مما قد طبخ من العصير حتى ذهب ثلثاه وبقي ثلثه كالطلاء فاطبخوه وارزقوه المسلمين». (أنس بن مالك - الطبري ٤/١٦١)

٣٨

صورة أخرى

إلى عمّار بن ياسر رض

«أما بعد فاني هبطت أرض الشام فأتوني بشراب لهم، فسألتهم كيف تصنعون به فأخبروني أنهم يطبخونه حتى يذهب ثلثاه ويبقى ثلثه، وذلك حين تذهب رتبته (؟) وريح جنونه[1] ويذهب حرامه ويبقى حلاله والطيّب منه، فمر مَن قبلك من المسلمين فليستعينوا به في شربهم، والسلام». (فتوح الشام للأزدي ص ٢٣٠، وكنز العمال للمتقي برهان فوري الهندي، طبع حيدرآباد

---

[1] في الأصل: ريح حنونه بالحاء المهملة.

الهند، ٣/٣-١٠٩ مع اختلاف اللفظ)

٣٩

إلى أبي عبيدة بن الجراح رض

« أما بعد فإنه لا يقيم أمر الله إلا حصيف العقدة[١]، بعيد الغرة، لا يطلع الناس منه على عورة، ولا يحنق على جرة[٢]، ولا يخاف في الله لومة لائم» (أنساب الأشراف للبلاذري خط، ٩/٥٩٥ دار الكتب المصرية، القاهرة، وشرح نهج البلاغة لابن أبي الحديد، مصر، ٣/١١٩ وتاريخ عمر بن الخطاب لابن الجوزي ص ٩٦ ولسان العرب ٣١/٢٢ و ٣٦/٢٢ و ٣٦/٤٨ و ٣٩/٧٠ - بعض أجزاء الكتاب فقط، وكنز العمال ٣/١٦٧ وإزالة الخفاء ٢/١٧٩ - ١٨٠ ومتن الكتاب محرف في أكثر المصادر)

٤٠

إلى أبي عبيدة بن الجراح رض

عن القاسم بن بزة: أن رجلا مسلما قتل رجلا من أهل الذمة بالشام، فرفع إلى أبي عبيدة، فكتب فيه إلى عمر، فكتب عمر:

---

[١] حصيف العقدة: محكم التدبير.
[٢] لا يحنق على جرته، إي لا يحقد على رعيته.

"إن كان ذلك له خلقا" فقدمه فاضرب عنقه، وإن كانت طِرّة طارها فأغرمه ديته أربعة آلاف". (كنز العمال ٧/٣٠٣)

٤١

إلى أبي عبيدة بن الجرّاح

"أما بعد فإنه بلغني أن نساء المسلمات يدخلن الحمّامات ومعهن نساء أهل الكتاب، فامنع ذلك وحُل دونه". (كنز العمال ٨/٢١٤ وإزالة الخفاء ٢/١١١)

٤٢

إلى أبي عبيدة بن الجرّاح

"أما بعد فإني كتبت إليك بكتاب لم آلك ونفسي خيرا، إلزم خمس خصائل يَسْلَمْ لك دينك وتحظ بأفضل حظك: إذا حضرك الخصمان فعليك بالبينات العدول والأيمان القاطعة، ثم أَدْنِ الضعيف حتى تبسط لسانه ويجترئ قلبه، وتعهّدِ الغريب، فإنه إذا طال حبسه ترك حاجته، وانصرف إلى أهله، وإن الذى أبطل حقه من لم يرفع به رأسا، واحرص على الصلح ما لم يستبن لك القضاء، والسلام". (كتاب الخراج لأبي يوسف مصر ص ١١٧ وكتاب البيان والتبيين للجاحظ، مصر ١٣٣٢هـ ٢/٧٥ و

(٢٨)

أنساب الأشراف (المصوّر) ٩/ ٦٢٤ والعقد الفريد مصر، ١٩١٣م ١/ ٤٥ وشرح نهج البلاغة ٣/ ٩٣ وكنز العمال ٣/ ١٦٢ وتاريخ دمشق (مصوّر فلم رقم ١٦، معهد إحياء المخطوطات العربية، جامعة الدُّوَل العربيه القاهرة، وفي بعض هذه المصادر المكتوب إليه معاوية والمتن في أكثر المصادر مختلف الألفاظ مع النقص والزّيادة.)

٤٣

إلى أبي عُبَيدة بن الجرّاح رض

«ما أحْرَزَ العدو من أموال المسلمين ثم غنمها المسلمون من العدو، فما اعترفه المسلمون من أَموالهم قبل أن يُقْسَم فهو مردود إليهم» (رجاء بن حَيَوة - المُدَوَّنة الكبرى للإمام مالك، مصر، ١/ ٣٧٦)

٤٤

إلى أَبي عُبَيدة بن الجَرّاح رض

مالك بن شهاب عن سليمان بن يسار أن اهل الشام قالوا لأبي عُبَيدة: خُذ من خيلنا ورقيقنا صدقة، فأبى ثم كتب إلى عمر، فأبى عمر، ثم كلموه أيضا فكتب إلى عمر، فكتب إليه عمر:-

"إن أَحبّوا (١) فخذها منهم وَارْدُدْها عليهم وَارْزُق

(٢٨)

(١) في الاصل: أحبوا

رقيقهم». (الموطأ ص ١٣١ وكتاب الأموال للقاسم بن سلّام، مصر، ص ٤٦٥)

٤٥

إلى خالد بن الوليد

«بلغني أنك تدلكت بخمر وإن الله قد حرّم ظاهر الخمر وباطنها[1] كما حرّم ظاهر الإثم وباطنه، وقد حرّم مسّ الخمر إلا أن تُغسل كما حرّم شربها، فلا تمسوها أجسادكم فإنها نجس، وإن فعلتم فلا تعودوا». (سيف بن عمر - الطبري ٤/٢٠٤)

٤٦

فكتب إليه خالد: إنا قتلناها فعادت غسولا غير خمر، فكتب إليه عمر:

«إني أظن آل المغيرة قد ابتلوا بالجفاء، فلا أماتكم الله عليه». (سيف بن عمر - الطبري ٤/٢٠٤)

٤٧

صورة أخرى[2]

«بلغني أنك دخلت حمّامًا بالشام وأن من بها

---

(١) في الأصل: باطنه

(٢) للكتاب الذي رقمه ٤٥.

من الأعاجم أعدّوا لك دلوكاً عجن بجمر، وإنى أظنكم آل المغيرة ذرء النار» (غريب الحديث للقاسم بن سلّام، خط رقم [١٤٩٦] ١٦٥٧٥ ص ٤٤ مكتبة جامعة الأزهر القاهرة وإزالة الخفاء ٢/ ٢٠٥ وكنز العمّال ٥/ ١٢٧)

٤٨

إلى أبي عبيدة بن الجرّاح

« بسم الله الرحمن الرحيم . من عبد الله عمر إلى عامله بالشام أبي عبيدة عامر بن الجرّاح سلام عليك، وإنى أحمد الله الذى لا إله إلا هو، وأصلى على نبيه وأشكره على ما وهب من النصر للمسلمين وجعل العاقبة للمتقين، ولم يزل بنا لطيفا معينا، وأما قولك لم نقم بأنطاكية لطيبها، فأن الله عز وجلّ لم يحرّم الطيّبات على المؤمنين الذين يعملون الصالحات، فقال يا أيها الذين آمنوا كلوا من طيّبات ما رزقناكم واشكروا الله الآية، فكان يجب عليك أن تريح المسلمين من تعبهم وتدعهم يرغدون فى مطعمهم ويريحون أبدانهم من نصب القتال مع من كفر بالله، وأما قولك إنك منتظر أمرى الذى(١) آمرك به أن تدخل وراء العدو

(١) فى الأصل : فالذى

ولتفتح الدروب، فأنت الشاهد، وقد يرى الشاهد ما لا يرى الغائب، وأنت بحضرة عدوك وعيونك تأتيك بالأخبار، فإن رأيت أن دخولك إلى الدروب بالمسلمين صواب، فابعث إليهم بالسرايا وأدخل معهم إلى بلادهم، وضيق عليهم المسالك، (وابعث مع السرايا من يدلهم[1] على الطريق ممن تثق به من المتنصرة -من النسخة المطبوعة بكلكتة) ومن طلب منك الصلح فصالحه ووف[2] لهم بما تقدر، وأما قولك إن العرب أبصرت نساء الروم، فرغبت فى التزوج[3] فمن أحب ذلك فدعه إن لم يكن له أهل بالحجاز، ومن أراد أن يشترى الإماء فدعه، فإن ذلك أصون لفروجهم. والسلام". (فتوح الشام للواقدى مصر ١/ ١٩٣-١٩٤ وفى النسخة المطبوعة بكلكتة ٢/ ١٣٤-١٣٧ مع نقص وزيادة)

٤٩

إلى قيصر هرقل

"بسم الله الرحمن الرحيم والحمد لله رب العالمين الذى لم يتخذ صاحبة ولا ولدا وصلى الله على نبيه ورسوله محمد عليه السلام. هذا الكتاب من عمر بن الخطاب أمير المؤمنين أما بعد فإذا وصل إليك كتابى هذا فابعث إلى بالأسير الذى فى أسرك وهو عبد الله بن حذافة، فإن فعلت ذلك رجوت لك

---

(١) فى الأصل: يدل بهم (٢) فى الأصل: ووف
(٣) فى الأصل: التزويج.

الهداية وإن أبيت بعثت إليك رجالا لا تلهيهم تجارة ولا بيع عن ذكر الله، والسلام على من اتَّبَعَ الهدى".
(فتوح الشام للواقدی کلکتۃ ۳/۱۶۱ و ۱۶۲ وطبع مصر ۸/۲ مع اختلاف یسیر)

۵۰

إلى قيصر هرقل

"من عبد الله عمر أمير المؤمنين إلى قيصر الروم، إن رسلك قد صدقتك هذه الشجرة عندنا وهي الشجرة التي أنبتها الله على مريم حين نفست بعيسى، ابنها فاتق الله ولا تتخذ عيسى إلها من دون الله فأن مثل عيسى عند الله كمثل آدم خلقه من تراب".
(الشعبی - تاریخ الخلفاء للسیوطی مصر ۱۳۰۷ھ ص ۱۴۰، وکنز العمال ۱۶۹/۷ وإزالة الخفاء ۲۰۹/۱، والکتاب فی هذین المرجعین ینتهی إلی: حین نفست بعیسی)

۵۱

إلى أبي عُبيدة بن الجرّاحؓ

"چوں ایں نامہ قراءت کنی خالد را از قِنّسرین حاضر ساز و تمامت لشکر را انجمن فرمائے، پس خالد را بر پائے بدار و ازو پرس کہ ایں دہ ہزار درھم از کجا آوردی،

اگر پاسخ دیر میگوید کلاه از سرش بر گیر و دستار بگردنش در افگن و همی بدار تا باز گوید که از کجا آورده ام، پس اگر گوید از جائے نیافتم و از غنیمت بر گرفتم بر خیانت خویش اعتراف کرده باشد و باز نموده است که دریں جنگها از مال مسلمانان ربوده است، پس بے توانی او را تاوان کن و ده هزار درهم ماخوذ دار و بر خزانه بیت المال بیفزائے، و اگر گوید ایں بذل از مال خاص خویش کرده ام بر اسراف خود اعتراف نموده إن الله لا یحب المسرفین، او را بسوئے من فرست تا کیفر مسرفین بدهم". (ناسخ التواریخ ٤/٣٤٧)

٥٢

إلى مسلمي الأمصار

"إني لم أعزل خالداً عن سخطة ولا خيانة ولكن الناس فتنوا به فخفت أن يوكلوا إليه ويبتلوا به، فأحببت أن يعلموا أن الله هو الصانع وأن لا يكونوا بعرض فتنة". (سيف بن عمر - الطبري ٤/٢٠٥ - ٢٠٦)

٥٣

إلى أبي عبيدة بن الجراح رض

"أدعهم، فإن زعموا أنها[1] حلال، فاقتلهم، وإن

---

[1] أي الخمر.

زَعَمُوا أنها حرام فاْجْلِدْهم ثمانين ثمانين". (سيف بن عمر - الطبري ٤/ ٢٢٢)

٥٤

إلى أبي جندل رض

"إن الله لا يغفر أن يشرك به ويغفر ما دون ذلك لمن يشاء، فتب وارْفَع رأسك وابْرُز ولا تقْنَط، فأن الله عزّ وجلّ يقول: يا عبادِيَ الَّذِين أسرَفُوا على أنفسِهم لا تقنطُوا من رحمةِ الله، إن الله يغفِر الذُّنوب جميعاً إنه هو الغفور الرحيم". (سيف بن عمر - الطبري ٤/ ٢٢٣)

٥٥

إلى المسلمين

"عليكم أنفسكم ومن استوجب التغيير فغيّروا عليه، ولا تُعيّروا أحداً، فيفشُوَ فيكم البلاء". (سيف بن عمر - الطبري ٤/ ٢٢٣)

٥٦

إلى أبي عُبيدة بن الجراح رض

"إن الذى زيّن لأبي جندل الخطيئة[1] زيّن له

---

[1] اى مشرب الخمر.

الخصومة فأحدذهم" (الاستيعاب ٢/٦٣٣)

٥٧

إلى أبي جندل رض

" إن الذى زينت لك الخطيئة حظر عليك التوبه، حم تنزيل الكتاب من الله العزيز العليم، غافر الذنب وقابل التوب الآيه" (ابن جريج أ لاستيعاب لابن عبد البر الأندلسي، حيدر آباد ، الهند ٢/٦٣٣)

٥٨

إلى أبي عبيدة بن الجراح رض

" أما بعد فأنه قد عرضت لى إليك حاجة أريد أن أشا فهك فيها، فعزمت عليك إذا نظرت فى كتابي هذا أن لا تضعه من يدك حتى تقبل إلىّ "

(ابن إسحاق - الطبرى ٤/٢٠١ و طارق بن شهاب - كنز العمال ٢/٣٢٤)

٥٩

إلى أبي عبيدة بن الجراح رض

" أما بعد فانك أنزلت الناس أرضا غمقة[1] فارفعهم

[1] فى الأصل : عميقة محرفة .

إلى أرض مرتفعة نزهة". (ابن إسحاق - الطبري ٤/٢٠١)

٦٠

صورة أُخرى

"إنّ الأردنّ أرض غَمِقة وإن الجابية أرض نزِهة، فأظهِرْ بمن معك من المسلمين إلى الجابية". (غريب الحديث للقاسم بن سلّام، خط رقم [١٤٩٦] ١٦٥٧٥، مكتبة جامعة الأزهر، القاهرة، ولسان العرب بيروت ٤١/٢٩٣ وطارق بن شهاب - كنز العمّال ٢/٣٢٤)

٦١

إلى أبي عُبيدة بن الجرّاح رض

"بسم الله الرحمن الرحيم. من عبد الله عمر أمير المؤمنين إلى أبي عُبَيدة عامر بن الجرّاح، أمّا بعد فأني أحمد الله الذي لا إله إلّا هو وأصلّي على نبيه، وقد فرحتُ بما فتح الله على المسلمين مما وَعَدنا به رسول الله صلى الله عليه وسلم من كنوز قيصر وسيُفتح علينا كنوز كسرى إن شاء الله، وقد بلغني أن قوماً من الأعراب[١] قد أُشتدّوا إلى الدنيا وزينتها وتمسكوا بذيل غرورها ونَسُوا الجنة وقُصورها ودخلوا في ثياب الدّيباج وأكلوا الحلوى وخبز

[١] في الأصل: بادية الأعراب.

الحنطة، وألهاهم ذلك عن الآخرة حتى تهاونوا بالصلوة ونسوا المفترضات، فجرد لهم عتاق الخيل واغلظ عليهم ولا يلن جانبك لهم فيطمعوا فيك، ومن أخل بشيء مما افترضه الله عليه، فأقم فيه حدود الله، واعلم أنك راع وكل راع مسئول عن رعيته، قال الله عز و جل: ﴿الَّذِينَ إِن مَّكَّنَّاهُمْ فِي الْأَرْضِ أَقَامُوا الصَّلَاةَ وَآتَوُا الزَّكَاةَ وَأَمَرُوا بِالْمَعْرُوفِ وَنَهَوْا عَنِ الْمُنكَرِ﴾. وقد قال فيك رسول الله صلى الله عليه وسلم: أبو عبيدة أمين هذه الأمة، فأعط الأمانة حقها، ومن ترك الصلوة فاضربه عليها، ولقد كان رسول الله يحدثنا ونحدثه فإذا حضرت الصلوة فكأنه لم يعرفنا ولم نعرفه، وقال صلى الله عليه وسلم: إن الله تعالى يقول إن بيوتي في الأرض المساجد وإن زواري عمارها فطوبى لعبد تطهر في بيته، ثم زارني فحق على المزور أن يكرم زائره وقال صلى الله عليه وسلم: إن الله افترض جميع المفترضات علي في الأرض إلا الصلوة فإنه افترضها علي في السماء وإذا قرأت كتابي هذا فأمر عمرو بن العاص أن يتوجه إلى مصر بعسكره، وأرسل معه عامر بن ربيعة العامري ومشائخ من أصحاب رسول الله ممن يقتدى بهم عند المشورة، وابعث من تعتمد عليه إلى أرض ربيعة ومجد بن صالح، والله أسأله أن يكون لكم عونا ومعينا والسلام عليك ورحمة الله وبركاته على جميع

المسلمين". (فتوح الشام للواقدى مصر ٢/٥٦-٥٧
و فتوح مصر و أعمالها لابن إسحاق الأموى مع نقص العبارة وزيادتها)

٦٣

بسم الله الرحمن الرحيم. من عبد الله عمر أمير المؤمنين إلى عامر بن الجراح سلام عليك فأنى أحمد الله الذى لا إله إلّا هو وأُصلّى على نبيّه محمدٍ صلى الله عليه وسلم، أما بعد فقد جهدت[١] نفسك فى قِتال الكفّار وسارعت إلى رضى الجبّار وقدّمت لك ما تجدُ يوم عرضك، ولم ترمك يوما إعراضا عن أداء فرضك وقُمت بسُنّة نبيك وجاهدت فى الله حقّ جهاده، تقبّل الله منّا ومنك وغفر لنا ولك، فإذا قرأت كتابى هذا فاعقِد عقدًا لعياض بن غنْم الفِهرى وجهّز معه جيشا إلى أرض ربيعة وديار بكر، وإنى أرجو من الله سبحانه وتعالى أن يفتح على يده وأوصيه بتقوى الله والجهاد والاجتهاد فى طاعته ولا يلحقه التّوانى فى الجهاد ويتّبعُ سُنَن المؤمنين المجاهدين وما أمر به سيّد المرسلين لما أنزل عليه رب العالمين: "يا أيّها النبى جاهدِ الكفّار والمنافقين"، والسلام عليك وعلى جميع المسلمين ورحمة الله وبركاته". (فتوح الشّام للواقدى مصر ٢/٥٦-٥٧)

---

[١] فى الأصل: أجهدت.

٦٣

إلى يزيد بن أبي سفيان رض

" أما بعد فقد وَلَّيتُك أَجناد الشَّام كُلِّه وكتبتُ إليهم أن يَسْمَعُوا لك ويُطيعوا وألاّ يُخالِفُوا لك أمرا، فاخرُج فعَسْكِر بالمسلمين ثم سِر إلى قَيْسارِيَّة فانْزِل عليها، ثُمَّ لا تُفارِقها[1] حتى يَفتحها الله عليك، فإنه لا ينبغي افتِتَاح ما افْتَتَحتم من أَرض الشام مع مقام أَهل قيسارِيَّة فيها وهم عَدُوكم وإلى جانبكم، وإنه لا يزال قيصر طامعا في الشَّام ما بَقِي فيها أحد من أَهل طاعته، ولَو قد فتحتموها، قطع الله رجاءه من جميع الشَّام، والله عزَّوجلَّ فاعلٌ ذلك وصانع للمسلمين إن شاء الله".

(فتوح الشام للأزدي ص ٢٥٠ وفتوح أعثم الكوفي ص ٥٤ مع اختلاف)

٦٤

إلى أمراء الأجناد بالشام رض

" أما بعد فقد وَلَّيتُ يزيد بن أَبي سفيان أَجناد الشَّام كُلِّه، وأَمَرتُه أن يَسِير إلى أَهل قَيسارِيَّة، فلا تَعْصُوا له أَمراً ولا تُخالِفوا له رأياً والسَّلام".

---

[1] في الاصل: تفرقها.

(فتوح الشام للأزدي ص ٢٥٠)

٦٥

إلى يزيد بن أبي سفيانؓ

"إبعث جيشا وادفع لواءهم إلى رجل من ربيعة فإني سمعت النبي يقول لا يهزم جيش لواءهم مع رجل من ربيعة." (أبو أحمد الدهقاني كنز العمال ١٧١/٧)

٦٦

إلى يزيد بن أبي سفيانؓ

"أما بعد بداند يزيد بن ابي سفيان كه نوشته او رسيد، مضمون معلوم گشت، باستماع خبر فتح قيساريه كه آخر مهمے دراں ولايت بود بارى تعالى را شكرها گذارده آمد، لله الحمد كه فراغ خاطر ازاں مهم حاصل آمد، و روزى بر شما فراخ گشت، و دشمناں مقهور شدند، و مقاصد بحصول پيوست، بارى سبحانه را شكر گذاريد كه شكر موجب مزيد نعمت و سبب دوام سعادت باشد، وإن تعدوا نعمة الله لا تحصوها، والسلام عليكم ورحمة الله." (فتوح أعثم الكوفي ص ٥٥)

٦٧

إلى عياض بن غنمؓ

"إني قد وليتك ما كان أبو عبيدة يليه فاعمل

بالذی یحق علیک" (کتاب طبقات الکبیر لابن سعد، لیدن المجلد السابع من القسم الثانی ص ۱۲۲)

۶۸

الی عیاض بن غنم[۲]

"بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ ایں نامہ است از عبد اللہ عمر امیر المؤمنین بجانب عیاض بن غنم الفہری، او را سلام میرساندو میگوید اے عیاض ما ترا ہمیشہ بر تقویم مصالح مسلمانان و مہمات ایشاں حریص یافتہ ایم و چناں دیدہ کہ ہمہ اوقات مسلمانان را بر تاکید قاعدۂ خیرات تحریض کردۂ[۱]، و بر احیاء معالم طاعات باعث بودۂ و اسلاف تو ہمیں شیوۂ ستودہ و طریقۂ پسندیدہ داشتہ اند، بشارت باد ترا بثواب جزیل و ثناء جمیل در دنیا و عقبی ۔ چوں سیرت و سریرت تو بدیں جملہ است امید میدارم کہ در دین و دنیا ہمہ مقاصد و اغراض مطالب و آمال برسی و بہ نام نیکو و ذکر باقی مخصوص گردی انشاء اللہ تعالیٰ ۔ اکنوں بدانکہ خبر جمعیتے کہ سرداران رُوم در بلاد جزیرہ ساختہ اند شنیدہ باشی، میخواہم لشکرے فرستم تا آں لشکر را متفرق گردانند و سرخیل آں لشکر مردے شجاع و عاقل و مبارز، و کامل و خدا ترس باید، دریں باب اندیشہ کردیم و با معارف صحابہ مشورت فرمودیم و در کفایت آں مہم رائے زدیم، و رائے ہمہ یاراں بر تو قرار گرفت، چہ میدانیم کہ ہیچ کس ایں کار بہتر از تو کفایت نتواند کرد، چوں بر

[۱] فی الاصل : میکردۂ ۔

مضمون این مکتوب واقف شوی از لشکر یزید بن ابی سفیان جماعتے را کہ مصلحت دانی و دل تو خواہد، اختیار کن و روئے ببلاد جزیرہ آور، و تقوی را شعار خود کن، و بترس ازاں خدا کہ باطن تو ہمچناں بداند کہ ظاہر، و در حوادث و مہمات دست در کتاب خدائے تعالی زن، و سنت مصطفی و سنت خلیفہ رسول امام خویش گردان، و از کثرت لشکر دشمن و قلت عدد لشکر اسلام (اندیشہ مدار، چہ بسیار دیدہ و مشاہدہ کردہ کہ لشکر اسلام[1]) اگرچہ اندک بودہ اند لشکر کفار را کہ بسیار بودہ اند مقہور گردانیدہ و بر ایشاں ظفر و نصرت یافتند، و شنیدہ کہ رسول خدا روز حرب خندق روئے بما آوردہ گفت، زود باشد کہ خدائے تعالیٰ ولایت کسری و ولایت قیصر بر دست شما فتح کند و مالہائے ایشاں روزی شما گرداند و تو کہ عیاضی دیدی و مشاہدہ کردی کہ خدائے تعالی سخن رسول خویش را راست گردانیدہ و ما را بر ولایت کسری و قیصر دست دادہ، آں جماعتِ کفار را اسیر و مقہور مسلمانان گردانید تا ہمہ گان در تحت اطاعت ما آمدند و جزیہ قبول کردند، و سرور کافران ہرقل این ساعت از ولایت شام گریختہ است و بہ روم رفتہ ترساں و ہراساں، این ہمہ انواع نعم و اصناف فضل از باری تعالی است، و شکر آں بر ما واجب و لازم، وذلك فَضْلُ اللهِ يُؤْتِيهِ مَن يَشَاءُ، واللهُ ذو الفضلِ العَظِيم، و ما بسوئے یزید بن ابی سفیان نامہ نوشتہ ایم و او را فرمودہ کہ چندانکہ لشکر ترا باید و بدلیشاں دفع آں لشکر توانی کرد کہ دہ

---

[1] فی الأصل: وقلت عدد لشکر اسلام اگرچہ اندک بودہ اند لشکر کفار را کہ بسیار بودہ اند مقہور گردانیدہ. (التصحیح من النسخۃ الخطیۃ بمکتبۃ جامعۃ دہلی)

بلاد جزیرہ جمع شدہ اند در صحبت تو روانہ کند و بسعادت بداں صوب رواں شو و روئے بترتیب ایں کار و دفع آں لشکر آر" (فتوح أعثم الکوفی بومبائی الہند ص ۵۶)

۶۹

إلى عِياض بن غَنْم

"چناں معلوم شد کہ یزید بن ابی سفیان بُسر[1] بن أبی أرطاة[2] را از شام بمدد تو فرستادہ و تو ایشاں را باز گردانیدی ۔ غرض از فرستادن لشکر بسوئے تو آں بود کہ ترا مددگار باشند و لشکر تو زیادہ شود، وجاہ و حرمت تو بیش باشد و دشمناں بدانند کہ ترا مدد میرسد، تا دل مخالفاں ازاں بشکند و بزودی ترا مطیع و منقاد شوند، نمیدانم کہ بچہ موجب آں لشکر را باز گردانیدۂ، باید کہ مرا ازیں حال إعلام دہی تا موجب آں معلوم گردد، والسلام" (فتوح أعثم ص ۵۸)

۷۰

إلى عِياض بن غَنْم

"بداند عیاض کہ نامۂ او رسید، آنچہ نوشتہ بود مفہوم گشت و موجب بازگردانیدن بُسر[1] بن أبی أرطاة و لشکر او بجانب شام دانستہ آمد کہ بازگردانیدن او صواب بودہ است" ایزد تعالیٰ جزائے تو از اسلام و مسلماناں خیر دہاد" و از حضرت باری سبحانہ و تعالیٰ استدعا نمودہ آمد

(۶۹) [1] فی الأصل : بشر [2] فی الأصل : بشر محرفا

کہ تا عمر زندہ باشد ہرگز ترا از عمل معزول نکند و چون اجل او نزدیک رسد و تو ہنوز زندہ باشی وصیت می کند تا خلیفہ دیگر کہ خواہد بود ترا ہم بر عمل بر قرار دارد و تو تا زندہ باشی ترا معزول نگرداند، ہمہ انواع خوشدل باش و در تقدیم مراسم غزا و جہاد چنانکہ فرمودہ شدہ است مبالغہ بنمائی والسلام" (فتوح أعثم الكوفى ص ۵۸)

۷۱

إلى عِياض بن غَنْم

"إنك قد أبطأتَ بالخَراج عن وقته وقد عرفت موضع الخَراج من المسلمين وأنَّه قوة لهم على عدوّهم ولفقيرهم وضعيفهم، وقد عرفت الموضع الذى أنابه ومَنْ معى من المسلمين، إنما هو بعض مسوله (؟) فاشدُد[1] فى أمر الخراج[2] فى غير خَرْق ولا وَهن عنهم".

(تاريخ مدينة دِمَشق مُصَوَّر فلم ۱۶، غير مقيد بالصفحات معهد إحياء المخطوطات العربيّة جامعة الدول العربيّة القاهرة)

۷۲

إلى عِياض بن غَنْم

بسم الله الرحمن الرحيم. عبد الله عمر أمير المؤمنين مى نويسد

[1] فى الأصل: فلحداد [2] فى الأصل: آخر

بعیاض بن غَنْم سلام علیک، حمد خدا یرا جلّ جلاله که ولایت جزیره بردست مسلمانان فتح کرده و ایشان را بعد از درویشی بتوانگری رسانید و روزی بر ایشان فراخ گردانید، این ساعت بر ایشان از درویشی نمیترسم ولیکن ازاں می اندیشم که نباید بکثرت مال مغرور شوند، و ہلاک گردند، و تو لے عِیاض تقصیر نکردی و در استخلاص جزیره مبالغه نمودی و آثار پسندیده ظاہر گردانیدی، خدائے تعالیٰ جزائے تو از اسلام و مسلمانان خیر کناد، چوں بر مضمون این نامه واقف شوی یکے از معارف لشکر که بر قول و فعل او اعتماد داشته باشی بر آں ولایت نائب خویش گرداں و بجانب شام مراجعت نمائے که یزید بن أبي سفیان آنجا بیمار است، و اگر او را وفات رسد، آں ولایت ضائع ماند، و کار مسلماناں از نظم بیفتد، مصلحت آں است که ہر چه زود تر بجانب شام باز گردی و در ولایت جزیره ازیں بیشتر مقام نکنی والسلام". (فتوح أعثم الكوفی ص ۶۰)

۷۳

إلی مُعاویة بن أبي سُفیان

"بسم الله الرحمن الرحیم. عبد الله امیر المؤمنین می نویسد به مُعاویه بن أبي سفیان، اما بعد بداند مُعاویه که خدائے تعالیٰ اسلام را عزیز گردانید و مشرکاں را خوار نمود و وعدهٔ خویش بوفا رسانید، و امت پیغمبر خود را خبر داد از فتح ولایت شام و غیر آں، و از حاصل گشتن اَموال و خزائن جبّاراں، و ہم چناں که فرمود و بشارت داد بدست ما مسلم

گشت خصوصاً شہر قیساریۃ از ولایت شام کہ استحکام و حصانت آں معلوم است، و رُومیاں ازاں حساب عظیم داشتہ اند و از شہر ہائے سواحل دریائے شام ہیچ شہر مثل آں نیست بحمد اللہ کہ بدست مسلماناں آمد وحالا در فتح عَسقلان و غَزَّة و مضافات آں ہمت باید گماشت زیرا کہ رسول خداؐ فرمودہ کہ شما را در شام فتحہا باشد و بشارت می دہم بفتح دو عروس یعنی غَزَّة و عَسقلان و ہم آنحضرتؐ فرمودہ کہ زود باشد کہ جماعتے از امت من در کنار دریا ساکن شوند و چوں نایرۂ فتنہ، در مشرق و مغرب افروختہ شود و مقام در شہرہا و روستاہائے متعذر گردد، بر شما باد کہ در عَسقلان مقام سازید" و ہر چیز را بالائیست و بالائے ولایت شام عَسقلان است چوں بر مضمون ایں نامہ وقوف یابی می باید کہ بے توقف بجانب عسقلان رواں شوی و در استخلاص آں موضع و مضافات جد و جہد نمائی، باشد کہ خدائے متعالے آں ولایت را بر دست تو فتح کند، و چوں بداں موضع رسی می باید کہ مرا از احوال و اخبار آنجا ہمہ روزہ اِعلام دہی والسلام":

(فتوح أعثم الکوفی ص ٦١)

٧٤

إلى معاوية بن أبي سفيان

" أما بعد بداند مُعاویہ کہ خدائے تعالے تیمار امت محمد مصطفی را در

١ فی الأصل : و رومیاں را ازاں اعتبارے، چنانچہ شہرے باآں حصانت دراں صفات نیست مسخر گشت. و ہذہ العبارۃ مصحفۃ، والتصحیح من نسخۃ خطیۃ بمکتبۃ جامعۃ دہلی. ٢ فی الاصل : روستہا ٣ فی الاصل : نہاد و در ٤ فی الأصل : نمیدارم کہ

گردن من نهاده و من در قیام نمودن بمصالح ایشان از خدائے تعالے عون و مدد میخواہم، ہیچ نوع روا نمیدارم[1] ایشان را در معرض خطر دریا آوردن، و اجازت دادن کہ در کشتی نشینند و بجزیرۂ قُبرس[2] روند، و مع ذلک دراں معنی استخارت[3] کردم و با جماعتے کہ اصحاب رائے و تجربہ اند و پیش ازیں در دریا نشستہ و آں خطر را مرتکب (؟) شدہ، مشورت کردم مصلحت ندیدند، و رائے ایشان درانچہ ازاں ارتکاب نکنند (؟) موافق رائے ما افتاد، ایں اندیشہ بگذارد و دیگر بار بر سر آں سخن نشود، والسلام علیک ورحمۃ اللہ و برکاتہ" (فتوح أعثم الکوفی ص ٦٢)

٧٥

صورة أخرى

"لا والذى بعث محمداً بالحق لا أحمل فيه مسلماً أبداً" (سيف بن عمر - الطبري ٥/٥١)

٧٦

إلى معاوية بن أبي سفيان

"إنا سمعنا أن بحر الشام يُشرف على أطول شئ على الأرض يستأذن الله فى كل يوم وليلة فى أن يفيض على الأرض

---

[1] فى الأصل: نمیدارم کہ
[2] فى الأصل: قبرص بالصاد
[3] فى الأصل: استجازت

فيُغرقها، فكيف أحيل الجنود فى هذا الكافر المستضعف وتالله لمسلم أحب إلى مما حوت الرُّوم، فإياك أن تتعرض[1] لى، وقد تقدَّمتُ إليك، وقد علمتَ ما لقى العلاء منى ولم أتقدم إليه فى مثل ذلك ؟» (سيف بن عمر - الطبرى ٥/٥٢)

٧٧

إلى قيصر ملكِ الرُّوم

«أَحِبَّ للناس ما تُحِبّ لنفسك، وَأَكْرَهْ لهم ما تكره لها تَجْتَمِعْ لك الحكمة كُلُّها، وَاعْتَبِرِ النَّاس بما يليك، تَجْتَمِعْ لك المعرفة كلها (؟)» (سيف بن عمر - الطبرى ٥/٥٢)

٧٨

« وكتب إليه ملك الرُّوم وبعث بقارورة : أَنِ امْلَأْ لى هذه القارورة من كل شئ فملأها ماءً وكتب إليه :

"هذا كل شئ من الدُّنيا"

٧٩

وكتب إليه ملك الرُّوم : ما بين الحق والباطل ؟ فكتب إليه :

" أربع أصابع، الحق فيما يُرَى عيانا، والباطل كثيرا

---

[1] فى الأصل : تعرض لى

ما يُستمع به فيما لم يُعايَن». (سيف بن عمر - الطبري ٥/٥٢)

٨٠

وكتب إليه ملك الروم يسأله عما بين السماء والأرض وبين المشرق والمغرب فكتب إليه:

«مسيرة خمسمائة عام للمسافر لو كان طريقا مبسوطا». (سيف بن عمر - الطبري ٥/٥٢)

٨١

إلى معاوية بن أبي سفيان

«إيّاك والاحتجاب دون النّاس، وأْذَن للضعيف وأدْنه حتى ينبسط لسانه ويجترئ قلبه، وتعهّد الغريب فإذا طال حبسه ضاق اذنه (؟) وضعف قلبه وترك حقّه». (إزالة الخفاء ٢/١٨٢ و ١/١٩١ - ١٩٢، وقد ذكر معظم هذا الكتاب من قبل تحت رقم ٤٢ والمخاطب ابو عبيدة)

٨٢

إلى مُعاوية بن أبي سفيان

«اما بعد فَالْزم الحقّ يُبيّنْ لك الحقُّ منازلَ أهل الحقّ ولا تَقض إلّا بالحق والسّلام». (ابو الحسن بن رزقويه - كنز العمال ٨/٢٠٨)

٨٣

إلى سعيد بن عامر بن حذيم

"إن من آمنه منكم حرٌّ أو عبدٌ من عدوكم فهو أمن حتى تردُّوه إلى مأمنه أو يُقيم فيكم، وإن نهيتم أن يؤمن أحد أحداً فجهل أحد منكم أو نسِيَ أو لم يعلم أو عصى فأمن أحداً منهم فليس لكم عليه سبيل من أجل أنكم نهيتموه، فرُدُّوه إلى مأمنه إلَّا أن يُقيم فيكم، ولا تحملوا إساءتكم على الناس، فأنما أنتم جند من جنود الله، وإن أشار أحد منكم إلى رجل منهم أن هَلُمَّ أنا أقاتلك، فجاء على ذلك، ولم يفهم ما قيل له فليس لكم عليه سبيل إن كنتم علمتم أنه جاءكم متعمداً فأن شككتم فيه وظننتم أنه جاءكم ولم تستيقنوا ذلك، فلا تردُّوه إلى مأمنه، واضربوا عليه الجزية، وإن وجدتم في عسكركم أحداً لم يعلمكم بنفسه حتى قدرتم عليه، فليس له أمان ولا ذِمّة، فاحكُموا عليه بما ترون أنه أفضل للمسلمين". (مُدَوَّنة الكبرى ٢٠١/١)

٨٤

إلى عُمَير بن سعد الأنصاري

بعث عمر عُميراً عاملاً على حمص، فمكث حولاً لا

يأتيه خبَرُه، ثم كتب إليه بعد الحول :-
" إذا أتاك كتابي هذا فأقبِل وأقبِل ما جبَيت من مال المسلمين " (إزالة الخفاء ٢/٢٠٣)

٨٥

إلى عمير بن سعد الأنصاري رضي الله عنه

" ألزِم كلَّ امرئٍ منهم أربعة دنانير كما ألزِم أهلَ الذهَب " (فتوح البلدان للبلاذري ص ١٧٨)

٨٦

إلى أهل رُعاش

" بسم الله الرحمن الرحيم . من عمر أمير المؤمنين إلى أهل رُعاش كلهم ، سلام عليكم ، فإني أحمد إليكم الله الذي لا إله إلا هو ، أما بعد فإنكم زعمتم أنكم مسلمون ، ثم ارتددتم بعدُ وإنه من يتُب منكم ويَصلح لا يَضُرّه ارتدادُه ، ونصاحبه صحبةً حسنةً فاذكروا ولا تهلكوا وليَبشر من أسلم منكم ، فمن أبى إلا النصرانية فإن ذمتي بريئة ممن وجدناه بعد عشر تبقى من شهر الصوم - من النصارى بنجران ، أما بعد فإن يَعلى كتب يعتذر أن يكون أكره أحداً منكم على الإسلام أو عذبه عليه إلَّا أن يكون قسراً جبراً ووعيداً لم ينفذ إليه منه

شئٌ (؟)، أما بعد فقد أمرتُ يَعْلَى أَن يأخذ منكم نصف ما عَمِلتم من الأَرض، وإِني لن أُريد نزعها ما أَصْلَحْتُم».
(إبن سيرين. كتاب الأموال للقاسم بن سَلَّام ص٩٩)

٨٧

وفي كنز العُمَّال عن المصدر نفسه أي ابن سِيرين:

«إِني أَسْتَوصَيْتُ يعلى بمن أَسلم منكم خيراً و أَمرتُه أَن يأخُذ نصف ما عمل من الأُرض، ولست أُريد إِخراجكم منها ما أَصلحتم ورضِيت عملكم».
(إبن سِيرين. كنز العمال ٢/٣١٣)

٨٨

إلى يَعْلَى بن مُنْيَةَ رض

«أُنظُر كُل أَرض خَلَا أهلها عنها فما كان من أَرض بيضاء تُسقى سَيْحاً أَو تَسْقيها السَّماءُ فما كان فيها من نَخِيل أَو شجر فادفعه إليهم يقومون عليه ويسقونه، فما أَخرج الله من شئٍ فلعمر وللمسلمين منه الثلثان ولهم الثُلثُ، وما كان منها يُسقَى بغرب فلهم الثلثان ولعمر وللمسلمين الثلث وأدْفَعْ إليهم ما كان من أَرض بيضاء يزرعونها، فما كان منها يُسقى سيحاً أَو تسقيه السماء فلهم الثلث ولعمر وللمسلمين الثلثان، وما كان من أَرض بيضاء تسقى

بخرب فلهم الثلثان ولعمر وللمسلمين الثلث "
(كتاب الخراج للقاضي أبي يوسف ص ٤٢ - ٤٣)

٨٩

إلى أمراء العراق والشام

" بسم الله الرحمن الرحيم . هذا ما كتب به عمر أمير المؤمنين لأهل نجران من سار منهم آمن بأمان الله لا يضرّه أحد من المسلمين وفاءً لهم بما كتب لهم محمد النبي صلى الله عليه وسلم و أبو بكر رضي الله عنه ، أما بعد فمن مرّوا به من أمراء الشام وأمراء العراق فليوسعهم[١] من حرث الأرض ، فما اعتملوا من ذلك فهو لهم صدقة لوجه الله وعقبى[٢] لهم مكان أرضهم لا سبيل عليهم فيه لأحد ولا مغرم ، أما بعد فمن حضرهم من رجل مسلم فلينصرهم على من ظلمهم فإنهم أقوام لهم الذمّة جزيتهم عنهم متروكة أربعة وعشرين شهرا بعد أن يقدموا ولا يكلفوا إلا من صنعهم البر(؟) غير مظلومين ولا معتدىً عليهم " (كتاب الخراج لأبي يوسف مصر سنة ١٣٠٢ هـ ص ٤١)

---

[١] في الأصل : فليوسقهم محرفا . [٢] في الأصل : عقبة محرفة .
[٣] في كتاب الأموال محرفا : خرب الأرض .

٩٠

صورة أخرى

" أما بعد فمن وقعوا به من أمراء الشام أو العراق فليوسعهم من حروث الأرض وما اعتملوا من شئ فهو لهم لوجه الله وعُقبى من أرضهم "

(كتاب الأموال للقاسم بن سلام ص ١٨٩ و فتوح البلدان للبلاذرى ص ٧٧ مع اختلاف يسير)

٩١

إلى يَعلَى بن مُنيَة رض

" أُقتلهم، فلو تمالأ عليه أهل صنعاء لقتلتُهم جميعا "

٩٢

صورة أُخرى

" إضرب أعناقهم أجمعين وأُقتُلها معهم، فأنه لو كان أهل صنعاء اشتركوا فى دمه قتلتُهم به "

(السنن للدارقطنى، الهند ص ٣٧٤)

٩٣

إلى يَعلَى بن مُنية رض

" إنه[١] سَيب من سَيب الله، فيها وفيما أخرج

[١] الضمير راجع الى العنبر وقد وجد على شاطئ البحر فلم يدر يعلى هل فيه الزكاة أم لا فراجع الخليفة

الله جَلَّ ثناؤه من البحر الخُمس» (كتاب الخَراج لأبي يوسف ص ٧٠)

٩٤

صورة أُخرى

«خُذ من حُليّ البحر والعنبر العُشر» (كتاب الأموال للقاسم بن سَلّام ص ٣٤٨)

٩٥

إلى سُفيان بن عبد الله الثَّقفي[١]

«إن أدّوا إليك ما كانوا يؤدونه إلى النبي صلى الله عليه وسلم فأَحْمِ لهم أوديتهم وإن لم يؤدوا إليك ما كانوا يؤدونه إلى النبي صلى الله عليه وسلم فلا تَحْمِ لهم (أوديتهم)» (عمرو بن شُعيب. كتاب الخراج لأبي يوسف، ص ٥٥ - ٥٦ وفُتوح البُلدان للبلاذري ص ٦٨ ومُصنّف ابن أبي شيبة خط رقم ٢٨٠٢/ ٤١٢ دار الكتب المصرية القاهرة مع اختلاف اللفظ)

٩٦

صورة أُخرى

«إذا أدّى إليك ما كان يؤدّى إلى رسول الله

---

[١] في سنن أبي داؤد وعدة كتب أخرى اسم المكتوب إليه سفيان بن وهب، وذلك خطأ والصواب سفيان بن عبد الله كما قال صاحب الإستيعاب.

من عُشُور نحله فأحْمِ له سَلَبَة (اسم الوادى كان فيه النحل) وإلا فإنما هو ذُباب غيث يأكله من يشاء
(سنن أبي داوُد خط رقم ٢٤٠، بدون قيد الصفحات، دار الكتب المصرية، القاهرة).

٢- جَبهة العراق وفارس

٩٧

إلى المُثَنّى بن حارِثة ومن معه من القُوّاد

" أما بعد فاخرُجوا من بين ظهرى الأعاجم وتفرّقوا فى المياه التى تلى الأعاجم على أرضكم وأرضهم، ولا تدعوا فى ربيعة أحداً ولا مضَر ولا حُلفائهم أحداً من أهل النجدات ولا فارساً إلاّ اجتلبتموه، فإن جاء طائعاً وإلاّ حشرتموه، إحملوا العرب على الجِدّ إذ جدّ العجم، فتلقّوا جِدَّهم بجِدّكم " (سيف بن عمر - الطبرى ٨٢/٤)

٩٨

صورة أخرى

إلى المثنى بن حارثة الشَّيبانى

" تنَحَّ إلى البَرّ وَادْعُ من يليك، وأقِم منهم قريبا

على حدود أرضك وأرضهم حتى يأتيك أمري».
(سيف بن عمر - الطبري ٤/٨٤)

٩٩

صورة أُخرى

«أما بعد فإن الله كتب القتل على قوم فلم يكن مماتهم إلاَّ أن يكون قتلا، وكتب على قوم الموت فهم يموتون موتا، فطوبى لمن قُتل في سبيل الله مُحتَسِباً نفسه صابراً، وقد بلغني عنك ما كنتُ أُحِبُّ أن تكون عليه، فَالْزَمْ مكانك الذي أنت به، وَادْعُ من حولك من العرب ولا تَعجَل إلى قتال إلاَّ أن تُقاتل أو ترى فرصة حتى يأتيك إمداد المسلمين وكأن قد أتتك على الصَّعب والذَّلُول» (الاكتفاء الكلاعي البلنسي خط ص ٣٦٦)

١٠٠

إلى عُمَّال العرب

«لا تَدَعوا أحداً له سلاح أو فرس أو نجدة أو رأي إلاَّ انتَخَبتُموه ثم وَجهتموه إليَّ وَالعَجَلَ والعَجَلَ».
(سيف بن عمر - الطبري ٤/٨٢)

١٠١

إلى سعد بن أبي وقاص رض

" سِرحتى تنزل بشراف وأحذر على من معك من المسلمين وعليك بالإصلاح ما استطعت "

(الاكتفاء للكلاعى البلنسى ص ٣٧٥)

١٠٢

إلى سعد بن أبي وقاص رض

" إبعث إلى فرج الهند رجلا ترضاه يكون بحياله ويكون ردءاً لك من شئ إن أتاك من تلك التخوم "

(سيف بن عمر - الطبرى ٤/٨٧)

١٠٣

إلى سعد بن أبي وقاص رض

" إذا جاءك كتابي هذا فعشّر الناس وعرّف عليهم وأمّر على أجنادهم وعبّهم، ومر رؤساء المسلمين فليشهدوا، وقدّرهم وهم شهود، ثم وجّههم إلى أصحابهم وواعدهم القادسية، واضمم إليك المغيرة بن شعبة في خيله، واكتب إلىّ بالذى يستقر عليه أمرهم "

(سيف بن عمر - الطبرى ٤/٨٧)

١٠٤

إلى سعد بن أبي وقّاص رض

" أمّا بعد فسر من شراف نحو فارس بمن معك من المسلمين وَتوَكَّلْ على الله وَٱسْتَعِنْ به على أَمْرِكَ كُلِّه[1]، وَٱعْلَمْ أَنَّكَ تَقْدَمُ على أُمة عددهم كثير وعُدَّتهم فاضلة وبأسهم شديد، وعلى بلد مَنِيع وإن كان سهلا كؤود لبحوره وفيوضه ودآدئه[2]، وإذا لقيتم القومَ أو أحدا منهم فَٱبْدَؤُهم الشَدَّ والضَّرب، وإيّاكُمْ والمناظرَةَ لجموعهم وَلا يخْدَعَنَّكم فأنهم خَدَعَة مَكَرَة، أمرهم غير أَمركم إلَّا ان تُجادُّوهم، وإذا انْتَهَيْتَ إلى القادِسية والقادسيةُ باب فارس فى الجاهلية وهى أجمع تلك الأَبواب لما تريد ويريدون[3] وهو منزل رغيب خصيب حصين دونه قَناطِرُ وأَنهارٌ ممتنعة فتكون مسالحك على أَنقابها ويكون النّاس بين الحَجَر والمَدَر على حافّات الحجر وحافّاتِ المَدَرِ والجِرَاع بينهما[4]، ثم ٱلْزَمْ مكانك

---

[1] فى الأصل: " فيما لديك، بعد وٱعْلَمْ والمحل لا يقتضى ذلك
[2] فى الأصل: إلّا ان توافقوا غيضا من فيض، بعد دآدئه والمحل لا يقتضى العبارة وهى لا توجد فى نسخة الاكتفاء.
[3] فى الأصل: لمادتهم ولما يريدونه من تلك الأصل، بعد وهى أجمع تلك الابواب، ولا يوجد هذه العبارة فى نسخة الاكتفاء
[4] فى الاكتفاء: ويكون الناس بين الحجر والمدر، على أقصى حجر من أرض العرب وأدنى مَدَرَة من أرض العجم.

فلا تبرحه، فإنهم إذا أحسوك أنغضتهم[له]، رموك بجمعهم الذى يأتى على خيلهم ورجلهم وحدهم وجدهم، فإن أنتم صبرتم لعدوكم واحتسبتم لقتاله ونويتم الأمانة رجوت أن تنصروا عليهم، ثم لا يجتمع لكم مثلهم أبدا إلا أن يجتمعوا وليست معهم قلوبهم وإن تكن الأخرى كان الحجر فى أدباركم، فانصرفتم من أدنى مدرة من أرضهم إلى أدنى حجر من أرضكم، ثم كنتم عليها أجرأ وبها أعلم، وكانوا عنها أجبن وبها أجهل حتى يأتى الله بالفتح عليهم ويرد لكم الكرة". (سيف بن عمر - الطبرى ٤/٨٩)

والعبارة الآتية مزيدة فى نسخة الاكتفاء :-

وليكن منزلك الذى تنزله رحيبا خصيبا، وإذا نزلت منزلا فلا تستأخر عنه، فإن ذلك وهن عليك وجرأة لعدوك، وأذك العيون وابتغ الفرص ولا تأمنن قريبا ولا بعيدا، وصف لى منزلك الذى تنزله، وكم بينك وبين أول عدوك وآخره وكيف مأتاهم، وسم لى المنزل فإنه قد ألقى فى روعى أنكم سيفتحون فارس وأنتم الأغلون". (الاكتفاء للكلاعى البلنسى خط ص ٣٧٦).

(٣٠١)

له فى الاكتفاء : أنقضتهم

١٠٦

إلى سعد بن أبي وقاص

"أما بعد فإن أبا بكر رحمة الله كان رشيداً موفقاً محفوظاً معاناً أكرمه الله وأعانه حتى قبضه الله راضيا مرضيا، وقد ابتلينا بالذي ولينا مما لا طاقة لنا بحفظه والقيام عليه إلا بتحنن القوي ذي العزة والعظمة، وقد علمت أن فارس ستقبل إليك بمزاربتها وبأسها وعددها، فإياك والمناظرة لجموعهم، والقادسية على ما وصفت لي منزل جامع، والجد الجد على الذي أنت عليه، واكتب إلى بجمعهم الذي زحفوا إليك به، ومن رأسهم الذي يسندون إليه أمرهم، وكم بين أدنى عدوك منك وبين ملكهم واجعلني من أمرهم على الجلية، وإنك بحمد الله على أمر الله وليه وناصره والله ناصر من نصره وقد توكل لهذا الأمر بما لا خلف له، والله متمم أمره، ومن يرد الله به صلاحا يلهمه رشده فيما أعطاه ويبصره الشكر لنعمته والعمل بطاعته والعرفان لأداء حقوقه، ومن يكن بتلك المنزلة يجنه الله على أحسن نيته ويعطه أفضل رغبته وإنما يستوجب كرامة الله بتمام نعمته من عصم له دينه وإنما يصلح الله النية لمن رغب فيما طاعة ربه، وإن منازل عباد الله عنده على نياتهم فأكثر ذكر الله،

وكن منه على الذى رغبتك إليه وفيه ، فأن فى ذلك رواحا للمستريح ونجاحا تجد فيه غدا نفع ما قدمت ، فأنك ممن أرغب له فى الخير ويعنينى أمره للمكان الذى أنت فيه من عدو الاسلام ، نسأل الله لنا ولك إيمانا صادقا وعملا زاكيا ». (المدائنى - الاكتفاء للكلاعى البلنسى ص ٢٧٥)

١٠٧

إلى سعد بن أبى وقاص رض

" أما بعد فتعاهد قلبك وحادث جندك بالموعظة والنية والحسبة ومن غفل فليحدثهما والصبر الصبر فأن المعونة تأتى من الله على قدر النية والأجر على قدر الحسبة والحذر الحذر على من أنت عليه وما أنت بسبيله واسألوا الله العافية ، وأكثروا من قول لاحول ولا قوة إلا بالله ، واكتب إلى أين بلغك جمعهم ومن رأسهم الذى يلى مصادمتكم فأنه قد منعنى من بعض ما أردت الكتاب به قلة علمى بما هجمتم عليه والذى أستقر عليه أمر عدوكم ، فصف لنا منازل المسلمين والبلد الذى بينكم وبين المدائن صفة كأنى أنظر إليها ، واجعلنى من أمركم على الجلية ، وخف الله وأرجه ، ولا تدل بشئ ، واعلم أن الله قد وعدكم وتوكل لهذا الأمر بما لايخلف له ، فاحذر أن تصرفه

عنك ويستبدل بكم غيركم ". (سيف بن عمر - الطبري ٤/٨٩ - ٩٠)

١٠٨

إلى سعد بن أَبي وَقّاص رض

" قد جاءني كتابك وفهمته ، فأقم بمكانك حتى ينفضّ عليك[1] عدوك ، وَٱعْلَمْ أن لها ما بعدها ، فإن منحك الله أدبارَهم فلا تنزع عنهم حتّى تقتحم عليهم المدائن فأنه خرابها إن شاء الله ". (سيف بن عمر - الطبري ٤/٩٠)

١٠٩

إلى سعد بن أَبي وَقّاص رض

" أتاني كتابك تذكر مكان عدوك ونزولك حيث نزلتَ ومسافة ما بينك وبين ٱبن كِسرى ، وإنه من يُرِدِ الله أن يَهديه يَشْرَحْ صدرَه للإسلام ، فأرسل إلى ابن كِسرى ، من يدعوه إلى الإيمان أو إعطاء الجزية أو الحرب ، وإن أسلم فله ما لكم وعليه ما عليكم وإن اختار إعطاء الجزية ولم يسلم فله ما كسب وعليه ما اكتسب ، وقد حقن دمه وأحرز أرضه ولا سبيلَ عليه إلا في حق عليه ، فأن أبى الإسلام وإعطاء الجزية فلا

---

[1] في الأصل : ينفض الله لك ولعل الصحيح ما أثبتناه

يعظم عندك حربه، ولا يكربنك ما يأتيك عنهم ولا ما يأتون به، وَآستعن بالله، وَٱستنصِره وتوكل عليه، وإذا لقيتَ عدوك فقدِّم أهل البأس والنجدة فى غير إهانة لهم ولا تغرير بهم، وعليكم بالصبر، فإنه يُنزِل النصر، فإذا ظهرتَ فأكثر القتل فى دُبُر المشركين وَٱقتُل المقاتِلة واستبق النساء والصبيان، ثم لا تتركن أحدا من العدو وراءك وإن أعطوك الصُلحَ فلا تصلح إلّا على الجَلاء إلّا أن تترك فيها من لا كيد له، ولا نِكاية، واحفظ بأمري وخذ بعهدى» (المدائنى - الاكتفاء للكلاعى البلنسى ص ٢٧٩)

١١٠

صورة أُخرى

«لا يكربنك ما يأتيك عنهم ولا ما يأتونك به واستعن بالله وتوكل عليه، وابعث إليه[١] رجالا من أهل المنظرة والرأى والجلد يدعونه، فأن الله جاعل دعاهم توهينا لهم وفلجاً عليهم، واكتب إلىّ فى كل يوم» (سيف بن عمر - الطبرى ٤/٩٢)

---

[١] الضمير راجع إلى رستم وكان وَلِيَ حرب القادسية من قِبَل كِسرى.

١١١

إلى سعد بن أبي وقاص رضي الله عنه

"إني قد أُلقي في رُوعي أنكم إذا لقيتم العدو وهزمتموهم فاطرحوا الشك وآثروا التقية عليه، فإن لاعب أحد منكم أحداً من العجم بأمان أو قرفه بإشارة أو بلسان كان لا يدري الأعجمي ما كلمه به وكان عندهم أماناً، فأجروا ذلك له مجرى الأمان، وإياكم والضحك، والوفاءَ الوفاءَ، فإن الخطاء بالوفاء بقية، وإن الخطاء بالغدر هلكة وفيها وهنكم وقوة عدوكم وذهاب ريحكم وإقبال ريحهم، واعلموا أني أحذركم أن تكونوا شيناً على المسلمين وسبباً لتوهينهم."

(سيف بن عمر - الطبري ٤/ ٩٠)

١١٢

إلى سعد بن أبي وقاص رضي الله عنه

" أما بعد فإني آمرك ومن معك من الأجناد بتقوى الله على كل حال، فإن تقوى الله أفضل العُدَّة على العدو، وأقوى المكيدة في الحرب. وآمرك ومن معك أن تكونوا أشد احتراساً من المعاصي منكم من عدوكم، فإن ذنوب الجيش أخوف عليهم من عدوهم، وإنما يُنْصَر المسلمون بمعصية عدوهم لله، ولولا ذلك

لم تكن لنا بهم قوة، لأن عددنا ليس كعددهم، ولا عُدّتنا كعدتهم، فإن استوينا في المعصية كان لهم الفضل علينا في القوة، وإلا نُنصر عليهم بفضلنا لم نغلبهم بقوتنا. واعلموا أن عليكم في سيركم حفظة من الله يعلمون ما تفعلون، فاستحيوا منهم ولا تعملوا بمعاصي الله، وأنتم في سبيل الله، ولا تقولوا إن عدونا شر منا فلن يسلط علينا فرب قوم سلط عليهم شر منهم كما سلط على بني إسرائيل لما عملوا بمساخط الله كُفّار المجوس. فجاسوا خِلَالَ الدِّيارِ وكانَ وَعداً مَفعُولاً. وَاسألوا الله العون على أنفسكم كما تسألونه النصر على عدوكم، أسأل الله ذلك لنا ولكم، وتَرَفّق بالمسلمين (في الأصل وترفق المسلمين) في مسيرهم ولا تُجشمهم مسيرا يتعبهم ولا تقصر بهم عن منزل يرفق بهم، حتى يبلغوا عدوهم والسفر لم ينقص قوتهم، فإنهم سائرون إلى عدو مقيم جام الأنفس (في الأصل حامي الكراع) وأقم بمن معك كل جمعة يوما وليلة حتى تكون لهم راحة يحيون فيها أنفسهم ويَرِمّون أسلحتهم وأمتعتهم، ونَحِّ منازلهم عن قرى أهل الصلح والذمة، فلا يدخلها من أصحابك إلا من تثق بدينه، ولا يَرزأ أحد من أهلها شيئا، فإن لهم حُرمة وذمة ابتُليتم بالوفاء بها، كما ابتُلوا بالصبر عليها فما صبروا لكم

فتولوهم خيرا ولا تستنصروا على أهل الحرب، بظلم أهل الصلح، وإذا وطئت أرض العدو فأذكِ العيون بينك وبينهم، ولا يخفَ عليك أمرهم، وليكن عندك من العرب أو من أهل الأرض من تطمئن إلى نصحه وصدقه، فأن الكذوب لا ينفعك خبره وإن صدقك في بعضه، والغاشّ عين عليك وليس عينا لك. وليكن عند دنوك من أرض العدو أن تكثر الطلائع وتبُثّ السرايا بينك وبينهم، فتقطع السرايا أمدادهم ومرافقهم، وتتبع الطلائع عوراتهم وتنقّ للطلائع أهل الرأي والبأس من أصحابك وتخير لهم سوابق، فأن لقُوا عدوا كان أول ما تلقاهم القوة من رأيك، واجعل أمر السرايا إلى أهل الجهاد والصبر على الجلاد، ولا تخصّ بها أحداً بهوى، فتضيع من رأيك وأمرك أكثر مما حابيت به أهل خاصّتك، ولا تبعثن طليعة ولا سرية في وجه تتخوف فيه غلبة أو ضيعة ونكاية، فأذا عاينت العدو فاضمم إليك أقاصيك وطلائعك وسراياك واجمع إليك مكيدتك وقوتك، ثم لا تعاجلهم المناجزة ما لم يستكرهك قتال حتى تُبصر عورة عدوك ومقاتله (في الأصل مقاتلة) وتعرف الأرض كلها كمعرفة أهلها، فتصنع بعدوك كصنعه بك، ثم أذك حراسك (في الأصل أحراسك)

وتيقظ من البَيات جهدك، ولا تُؤتَى بأسير ليس له عقد إلا ضربت عنقه، لترهب به عدو الله وعدوك، والله وَلِيّ أمرك ومن معك وولِيّ النصر لكم على عدوكم والله المستعان". (العقد الفريد لابن عبد ربّه، مصر ١٩١٣م ١/٦٧-٦٨ ونهاية الأرب للنُّوَيري مصر ٦/١٦٨-١٦٩ وجواهر الأدب لأحمد هاشم بك مصر ١/١٧٧ وعصر القرآن لمحمد مَهدى بصير بغداد ص ٤٤-٤٥)

١١٣

إلى سعد بن أبي وقّاص رض

" أتستمدني وأنت في عشرة آلاف ومعك مالك بن عوف وحَنْظَلَة بن ربيعة وطُلَيحة بن خُوَيلد وعمرو بن مَعد يكرب في أمثالهم من فُرسان العرب ومَن معك من أهل الحِسبة والرَّغبة في الجهاد فتوكّل على الله، وَاسْتَعِنه وناهِض عدوك ولا تَهَبْ، وَاسْتَفْتِحوا بحُسن النِّية والحِسبة والزُّهد في الدنيا والإنصاف والصَّبْرَ الصَّبْرَ وَالصِّدقَ الصِّدْقَ، فأن النصر ينزل مع الصَّبر والأجر على قدر الحسبة، وَلْتَحْذَر على المسلمين وتحرَّز من البَيات وأكثر من قول لاحولَ ولا قُوَّةَ إلا بالله، وَانْدُب الناس إلى القتال ونَفِّل أهل

البلاء، ومن قتل قتيلاً فنفّله سلبه ونكّل على المعصية واجعل الناس أسباعا، واستعمل على كُل سبع رجلا (وقال بعضهم أعشارا) وقد كتبت إلى المغيرة بن شُعبة أن يشخص إليك فى طايفة ممن قبله بالبصرة وكتبت إلى أبى عبيدة أن يُمدك بجمع من الشام فإذا قدموا عليك فناهض عدوك، وإن رأيت فرصة قبل ذلك فاغتنمها ولا تُؤخر ذلك إن شاء الله، ولا تستوحش بقلة من معك ولا تَهن لكثرة عدوك، فكثيرا ما يُنصر القليل ويُخذل الكثير، وقبلك طُليحة بن خُويلد وعمرو بن معديكرب وحنظلة بن ربيعة وأوس بن مَعدان وابن زيد الخيل، فلا تؤمرن أحداً منهم على أكثر من مائة وشاور عمرا وطُليحة فى الحرب ولا تولّهما جميعا»

(الاكتفاء للكلاعى البلنسى ص ٣٨١)

١١٤

إلى سعد بن أبى وقاص رض

«شاور طُليحة بن خُويلد وعمرو بن مَعد يكرب، فان كُلَّ صانع أعلمُ بصنعته ولا تُولّهما من أمر المسلمين شيئاً» (شرح نهج البلاغة لابن أبي الحديد ٣/٩٨ وإزالة الخفاء ٢/١٩٣ وتاريخ عمر

لابن الجوزى ص ٨٨)

١١٥

إلى سعد بن أبي وقاص رض

"جنّب الناس أحاديث الجاهلية، فإنها تذكّر الأحقاد وتنشئ الضغائن وعظهم بآيات الله ما نشطوا للاستماع" (أنساب الأشراف للبلاذرى، مصوّر ٥٩٥/٩)

١١٦

إلى سعد بن أبي وقاص رض

"من وافاك من الجند ما لم تتفقأ القتلى فأشركه في الغنيمة" (الرّدّ على سير الأوزاعى للقاضى أبي يوسف، مصر ص ٦ وشرح السير الكبير للسرخسى ٢٥٢/٢ وأيضا فى المصدر الأول ص ٣٥ مع اختلاف اللفظ)

١١٧

إلى سعد بن أبي وقاص رض

أخبرني عن النّاس وبلائهم، أتفاضلت القبائل فيه أو خرجوا على السواء" (المدائنى - الاكتفاء ص ٢٨٢)

١١٨

صورة أخرى

« أنبئنى أى فارس كان يوم القادسية أفرس، وأى رجل كان أرجل وأى راكب كان أثبت ».

(المدائنى - الاكتفاء ص ٢٨٤)

١١٩

صورة أخرى

« أنبئنى عمن وجدته أصبر ليلة الهرير[1] ».

١٢٠

إلى سعد بن أبى وقاص

« بسم الله الرحمن الرحيم . أما بعد سلام عليك، فأنى أحمد الله الذى لا إله إلا هو، وأصلى على نبيه محمد صلى الله عليه وسلم، وقد وصلنى كتابك فحمدت الله كثيرا بما فتح الله على أيديكم، وإنى آبتليت بكم[2] وآبتليتم بى[3] وإنى والله لا أحصى شيئا فأعلمه (؟) وأما إذا

---

[1] هى آخر ليلة من ليالى القادسية إذ كانت الحرب فى منتهى شدتها.

[2] فى الأصل : قد أبليت [3] فى الأصل : قد أبليتم

اجتمع صلح (؟) فاذا أشفق الوالى و نصحت الرعية فعليه الاحسان وعلى الرعية النصح[1] والشكر، وأما الغنيمة فلمن شهد الوقعة والمواساة لمن أتى بعد ثلاثة أيام، ومن شهد حريكم من مملوك ثم عتق فى ثلاث بعدها فأشركوه والزموا الاحسان فيما فتح الله عليكم". (فتوح الشام والعراق و مصر للواقدى مصر ٢/١١٥)

١٢١

صورة أخرى

" أما بعد فالغنيمة لمن شهد الوقعة والمواساة لمن أغاث فى ثلاث بعد الوقعة فاشركوهم، ومن أعانكم فى حريكم من أهل عهدكم ثم أسلم بعد الحرب فى ثلث ومن شهد حريكم من مملوك ثم عتق فى ثلث بعدها فأشركوا هولاء الأصناف الثلاثة فيما أفاء الله عليكم". (المدائنى - الاكتفاء للكلاعى البلنسى ص ٢٩٩)

١٢٢

صورة أخرى

"إن كان قيس بن مكشوح المرادى) قدم قبل دفن القتلى فاقسم له نصيبه". (الشعبى - فتوح

[1] فى الأصل : الصبر.

البلدان للبلاذرى ص ٢٥٧)

١٢٣

إلى سعد بن أبي وقاص

" تَجِد إلى مثل زُهرة وقد صَلِيَ بمثل ما صَلِيَ به، وقد بَقِيَ عليك من حربك ما بقى، تكسِر قوتَه[1] وتُفسد قلبه، أَمضِ له سَلبه، وفضِّله على أصحابه عند العطاء بخمسمائة " (سيف بن عمر - الطَّبَرى ٤/١٣٥ وتجارب الأُمم لمسكَوَيه خط رقم ٤٦٤٤ دار الكتب المصرية القاهرة ص ٢٢٦ وتاريخ ابن خلدون مصر ٢/٩٩)

١٢٤

صورة أُخرى

« أَنا أعلم بزُهرة منك، وإن زُهرة لم يكن ليُغَيِّب من سلب سلبه شيئاً، فإن كان الذى سعى به إليك كاذبا فلقَّاه الله مثل زُهرة فى عَضُدَيه يارقان، وإنى قد نفلت كل من قتل رجلا سلبه»

(سيف بن عمر - الطبرى ٤/١٣٥)

---

[1] فى الأَصل: قرنه، والتصحيح من تجارب الأُمم

١٢٥ - ١٢٦

إلى سعد بن أبي وقاص رض

" وجّه نضلة بن معاوية الأنصاري إلى حُلوان العراق ليغيروا على ضواحيها ". (إزالة الخفاء لولي الله الدهلوي الهندي ٢/١٦٧)

" سر أنت ومن معك من المهاجرين والأنصار حتى تنزلوا بهذا الجبل ، فإن لقيته فأقرأه مني السلام ". (المصدر نفسه ٢/١٦٨) وزاد الراوي في كنز العمال ٦/٢٧٩ بعد لفظ السلام : فإن رسول الله أخبرنا أن بعض أوصياء عيسى بن مريم نزل ذلك الجبل ناحية العراق ".

١٢٧

إلى سعد بن أبي وقاص رض

قالوا : وأدلى جرير وبجيلة يوم القادسية بمثل ما كان عمر جعل لهم من ربع الخمس مما أفاء الله يوم البويب ، فكتب سعد رض إلى عمر بذلك فأجابه :

" قد ضللت إذاً وما أنا من المهتدين ، إني إنما كنت جعلت لهم ربع الخُمس مما أفاء الله على المثنّى (بن حارثة) حين أمددته بهم في وجههم ذلك إلى البويب نفلاً ، فقد أخذوه أيام البُويب ، ثم لم

يمضوا، ولكن رجعوا إلى أرض العرب فحنفهم بما ادّعوا
مما ليس لهم ولا لي، وقل لهم : والله لولا إني قاسم
مسئول لبلغت عنكم (؟)". (الاكتفاء ص ٣٩٩)

١٢٨

صورة أخرى

"إن شاء جرير أن يكون إنما قاتل وقومه على جُعْل
كجُعْل المؤلفة قلوبهم فأعطوهم جُعْلهم، وإن كانوا
إنما قاتلوا لله، واحتسبوا ما عنده فهم من المسلمين
لهم ما لهم وعليهم ما عليهم". (فتوح البلدان
للبلاذري مصر ١٩٣٢ ص ٢٦٧ - ٢٦٨)

١٢٩ - ١٣٠

إلى سعد بن أبي وقاص رض

"أما بعد فقد بلغني كتابك تذكر أن الناس سألوك
أن تقسم بينهم مغانمهم وما أفاء الله عليهم فإذا أتاك
كتابي هذا فانظر ما أجلب الناس به إلى العسكر
من كراع أو مال فاقسمه بين من حضر من المسلمين
واترك الأرضين والأنهار لعمّالها ليكون ذلك في
أعطيات المسلمين فإنك إن قسمتها بين من حضر
(٣١) لم يكن لمن بقي بعدهم شيء". (مدوّنة الكبرى

للإمام مالك ص ٣٧٥ و ٣٨٧ وكتاب الأموال لابن سلاّم ص ٥٩ وشرح السِّيَر الكبير ٢/ ٢٧١ وفتوح البُلدان للبلاذري مصر ١٩٣٢ ص ٣٦٥ ومعجم البُلدان لياقوت الحَمَوي مصر ٥/ ١٦٢، وتهذيب تاريخ مدينة دِمَشق لابن عساكر ١/ ١٠١)

وقد زاد القاضي أبو يوسف ويحيى بن آدم القُرشي هذه العبارة في النسخة التي ذكراها في كتابيهما:

« وقد كنت أمرتك أن تدعُوَ الناس إلى الإسلام فمن أجاب إلى ذلك قبل القتال فهو رجل من المسلمين له ما لهم وعليه ما عليهم، وله سهم في الإسلام ومن أجاب بعد القتال وبعد الهزيمة فهو رجل من المسلمين وما له لأهل الإسلام لأنهم قد أحرزوه قبل إسلامه فهذا أمري وعهدي إليك » (كتاب الخراج لأبي يوسف ص ٢٤ وكتاب الخَراج ليحيَى بن آدم القُرشي ص ٤٨ و ٢٧ - ٢٨)

وأضاف القُرشي إلى العبارة السابقة ما يلي :-

« ولا عُشور على مسلم ولا على صاحب ذِمة، إذا أَدَّى المسلم زكاة ماله وأَدَّى صاحب الجزية جِزيته التي صالح عليها، إنما العشور على أهل الحرب، إذا استأذنوا أن يتجروا في أرضنا فأولئك عليهم العشور» (٣١)

١٣١

إلى سعد بن أبي وقاص

" أما بعد فإن الله جلّ وعلا أنزل في كل شئ رخصة في بعض الحالات إلا في أمرين: العدل في السيرة والذكر، فأما الذكر فلا رخصة فيه في حالة ولم يرض منه إلا بالكثير، وأما العدل فلا رخصة فيه في قريب ولا بعيد ولا في شدة ولا رخاء، والعدل وإن رؤى ليّنا فهو أقوى وأطفأ للجور وأقمع للباطل والجورُ[1] وإن رؤى شديدا فهو أنشى[2] للكفر، فمن تم على عهده من أهل السواد ولم يُعن عليكم بشئ فلهم الذمة وعليهم الجزية وأما من ادّعى أنه استُكره ممن لم يخالف[3] إليكم ولم يذهب في الأرض فلا تُصدّقوهم بما ادّعوا من ذلك إلا أن تشاؤا وإن لم تشاؤا فانبذوا إليهم وأبلغوهم مأمنهم "

(سيف بن عمر - الطبري ٤/١٤٥)

١٣٢

إلى قوّاد المسلمين بالعراق

" أما من أقام ولم يجْلُ وليس له عهد، فلهم

---

[1] في الأصل: من الجور. [2] في الأصل: انكش

[3] في الأصل: لم يخالفهم إليكم أو يذهب في الأرض

ما لأهل العهد بمقامهم لكم وكفهم عنكم، وكذلك الفلاحون إذا فعلوا ذلك وكل من ادعى ذلك فصدق فلهم الذمة وإن كذبوا نبذ إليهم، وأما من أعان وجلا فذلك أمر جعله الله لكم، فإن شئتم فادعوهم إلى أن يقيموا لكم في أرضهم ولهم الذمة وعليهم الجزية، وإن كرهوا ذلك فاقسموا ما أفاء الله عليكم منهم ».
(سيف بن عمر - الطبري ٤/١٤٥-١٤٦)

١٣٣

إلى سعد بن أبي وقاص

« إن شئتم أن تقسموها بينكم فاقسموها وإن شئتم أن تدعوها فيعمرها أهلها، فمن جاء منكم بعد ذلك كان له فيها نصيب، فإني أخاف أن تشاحنوا فيها وفي شربها فيقتل بعضكم بعضا ».
(الاستخراج لأحكام الخراج لأبي الفرج عبد الرحمن الحنبلي، مصر ١٩٣٤ م ص ١٤)

١٣٤

إلى سعد بن أبي وقاص

« إن من أتاكم من الفلاحين إذا كانوا مقيمين لم يعينوا عليكم فهو أمانهم، ومن هرب فأدركتموه

فشانكم به" (سيف بن عمر - الطبرى ٤/١٦٨)

١٣٥

إلى سعد بن أبى وقاص رض

وكتب سعد بفتح المدائن وبهرب ابن كسرى، فكتب إليه عمر:

"أوصيك بتقوى الله الذى بتقواه سعد من سَعِد وبترك تقواه شَقِى من شقى وقد عرفت بلاء الله عندنا أيها الرَّهط، أنه استنقذنا من الشرك وأهله وأخرجنا من عبادة أوثانهم وهدانا من ضلالهم[1] وعرفت مخرجنا من عندهم كيف خرجنا، خَرجنا وأن الرهط على بعير عليه أنفسهم وزادهم نتعاور اللحاف الواحد، العدة منا (؟)، من بلغ مأمنه منا بلغ مجهوداً ومن أقام بأرضه أقام مفتوناً فى دينه معذباً فى بدنه، أشدُّ أهله عليه أقربهم منه ورسول الله يُقسِم بالله لتأخُذُن كنوز كسرى وقيصر، يَعجب من ذلك من سمعه، فأبقاك الله حتى وليت ذلك بنفسك فأعرض عن زهرة ما أنت فيه حتى تلقى الخماص الذين ذهبوا فى أطمارهم لاصقة بطونهم بظهورهم، ليس بينهم وبين الله حجاب، لم يفتنهم.

---

[1] فى الأصل: ثمالهم

الدُّنيا ولم يغيروا بها، فاقتدوا بهم ولا يضللن أنفسكم، وكونوا الأُمة الممدوحة المباركة التى قال الله تبارك و تعالى: وجعلناهم أَئِمَّةً يهدون بأَمرنا وأَوحينا إليهم فعل الخيرات وإقامة الصلوة وإيتاء الزكوة وكانوا لنا عابدين." (المدائنى - الاكتفاء ص ٤٠٧)

١٣٦

إلى قُطبة بن قَتادة السَّدُوسىّ رض

"أَتانى كتابك أنك تغير على من قبلك من الأعاجم وقد أَصبت ووُفِّقْتَ، أَقم مكانك وَاحْذر على من معك من أَصحابك حتى يأتيك أَمرى" (المدائنى - الطبرى ٤/١٥٠)

١٣٧

إلى عتبة بن غزوان رض

"يُصْبَرُ يمين سَلمة بالله لقد أخذها يوم أخذها وهى عنده نُحاس فأن حلف سُلّمت إليه وإلا قُسِمَت بين المسلمين" (الطبرى ٤/١٥٢)

١٣٨

إلى عتبة بن غزوان رض

"إجمع أصحابك فى موضع واحد، وليكن قريبا

من الماء والمرعى ، واكتب إلىّ بصفته » (أبو عبيدة معمر - فتوح البلدان للبلاذرى ص ٣٤١)

١٣٩

إلى عتبة بن غزوان رض

« أما بعد فقد أصبحت أميراً تقول فيسمع لك وتأمر فيُنفذ أمرك ، فيالها نعمة إن لم ترفعك فوق قدرك وتطغك على من دونك ، فاحترس من النعمة أشد من احتراسك من المصيبة ، وإياك أن تَسقُط سقطة لا لعًا لها وتَعْثُرَ عَثْرة لا تُقالها والسلام » (العقد الفريد ، بضبط أحمد أمين وغيره ط ١٩٤٠م ٣/١٥١)

١٤٠

حُرقوص بن زُهَير السَّعْدِى رض

« بلغنى أنك نزلت منزلاً كَؤودًا لا تُؤتى فيه إلا على مشقة ، فأسهل ولا تشق على مسلم ولا معاهد ، وقُم فى أمرك على رجل تُدرك الآخرة وتصفُ لك الدنيا ، ولا تُدركنك فَترة ولا عجلة فتكدّر دنياك وتذهب آخرتك » (سيف بن عمر - الطبرى ٤ / ٢١٢)

١٤١

إلى عتبة بن غزوان رض

" إعزب الناس عن الظلم واتقوا واحذروا أن يدال عليكم لغدر يكون منكم أو بغى، فإنكم إنما أدركتم بالله ما أدركتم على عهد عاهدكم عليه، وقد تقدم إليكم فيما أخذ عليكم، فأوفوا بعهد الله وقوموا على أمره يكن لكم عوناً وناصراً " (سيف بن عمر - الطبرى ٤/٢١٣)

١٤٢

إلى العلاء بن الحضرمى رض

" سر إلى عتبة بن غزوان فقد وليتك عمله واعلم أنك تقدم على رجل من المهاجرين الأولين الذين سبقت لهم من الله الحسنى، لم أعزله إلا يكون عفيفا صليبا شديد البأس، ولكنى ظننت أنك أغنى عن المسلمين فى تلك الناحية منه فاعرف له حقه، وقد وليت قبلك رجلا فمات قبل أن يصل، فإن يرد الله أن تلى وليت، وإن يرد الله أن يلى عتبة فالخلق والأمر لله رب العالمين. واعلم أن أمر الله محفوظ بحفظه الذى أنزله، فانظر

الذي خُلِقْتَ له فاكدَحْ له ودَعْ ما سواه، فأن الدنيا أَمَدٌ والآخرة أَبَدٌ، فلا يشغلنك شئ مدبرٌ خيره، عن شئ باقٍ شرّه، وأهرِبْ إلى الله من سُخطه، فأن الله يجمع لمن شاء الفضيلة فى حكمه وعلمه، نسأل الله لنا ولك العون على طاعته والنجاة من عذابه» (الشعبى - طبقات ابن سعد ٣/٧٤ وكنز العمّال ٣/١٤٩)

١٤٤

إلى العلاء بن الحضرمي رض

"خداوند پادشاهان را ارجمند ساخت تا مردمان فرمان بردار ایشان باشند، چه از بے فرمانی جز زیان و ضرر حاصل نشود، و تو بے فرمان من لشکر بساختی و بسوئے فارس تاختی و مسلمانان را بدست ہلاکت باز دادی، اینک بفرمودم تا لشکرے از بصره بدان اراضی شود باشد که شمارا از دست مرگ برہاند، و ترا می فرمایم که دیگر بسوئے بحرین کوچ ندھی و آرزوئے آں اراضی نکنی و بے توانی بنزدیک سعد وقّاص شوی، و اگر میدانستم که ترا کیفرے و نقمتے افزوں از خدمت سعد وقّاص تواں یافت آں را فرمودمے۔" (ناسخ التواریخ ٤/٣٦٧)

١٤٥

إلى المغيرة بن شعبة رض

«بسم الله الرحمن الرحيم، من عبد الله عمر

م- منتخب الكنز بهامش ج ۴ ص ۱۴۳، المصنف لعبد الرزاق ج ۱۱ ص ۱۲۷، ج ۴ ق ۳ الإصابة ص ۲۳۶

أمير المؤمنين إلى المغيرة بن شعبة ، سلام عليك فأنى أحمد إليك الله الذى لا إله إلا هو ، أما بعد فأن أبا عبد الله ذكر أنه زرع بالبصرة فى إمارة ابن غزوان وأفتلى أولاد الخيل حين لم يفتلها أحد من أهل البصرة ، وإنه نعم ما رأى فأعنه على زرعه وعلى خيله فأنى قد أذنت له أن يزرع ، وآته أرضه التى زرع إلا أن تكون أرضا عليها الجزية من أرض الأعاجم أو يصرف إليها ماء أرض عليها الجزية ، ولا تعرض له الا بخير ، والسلام عليك ورحمة الله " (فتوح البلدان للبلاذرى ص ٣٥٩)

١٤٦- وفى رواية كان الكتاب موجها إلى أبى موسى الأشعرى الذى تولى إمارة البصرة سنة ١٧هـ فى قول سيف بن عمر ، وكان نصه مايلى :-

" إن أبا عبد الله سألنى أرضا على شاطئ دجلة يفتلى فيها خيله فأن لم تكن أرض جزية ولا أرضا يجرى إليها ماء جزية فأعطها إياه " (كتاب الأموال للقاسم بن سلام ص ٢٧٧ وكتاب الخراج للقرشى مع اختلاف لفظى يسير ص ٢٦ وفتوح البلدان للبلاذرى ص ٣٥٩ وكنز العمال ٢/١٨٩ ، وفى ملخص هذا الكتاب الذى ذكره ابن سعد فى الطبقات يأمر الخليفه بأقطاع عشرة أجربة لنافع أبى عبد الله -

طبقات ابن سعد ٧/٤٩)

١٤٧

إلى المغيرة بن شُعبة رض

"أما بعد فأنه بلغني نبأ عظيم فبعثت أبا موسى أميراً، فَسَلِّم ما في يدك والعجلَ" (سيف بن عمر - الطبري ٤/٢٠٧)

١٤٨

صورة أُخرى

"إنه بلغني عنك مالو مِتَّ قبله كان خيراً لك" (أبوكنانه القرشي - كنز العمال ١/٢٢٨)

١٤٩

إلى ساكني البصرة

"أما بعد فأني قد بعثت أبا موسى أميراً عليكم ليأخذ لضعيفكم من قويكم وليقاتل بكم عدوكم وليدفع عن ذمتكم وليحصى لكم فيئكم، ثم ليقسمه بينكم وليحمي[1] لكم طرقكم" (سيف بن عمر - الطبري ٤/٢٠٧)

---

[1] في الأصل: لينقى

١٥٠

إلى سعد بن أبي وقاص رض

چندگاه در مداین مقام کند تا مردم سپاهی و چارپایان چند روز آسوده گردند و لشکریکه ابوعبیده جرّاح بمدد او فرستاده است باز گرداند که لشکر روم در حرکت آمده اند و بشهر حمص رسیده اند، و آنجا جمعیت ساخته باید که چندان در مدائن توقف سازد که خبر از شام برسد"

(فتوح أعثم الكوفي ص ٣٥ و ناسخ التواريخ ٤/٢٥١)

١٥١

إلى سعد بن أبي وقاص رض

"سَرِّح هاشم بن عُتبة إلى جَلُولاء في اثني عشر ألفا وَاْجْعَل على مقدمته القعقاع بن عمرو وعلى ميمنته مِسعر بن مالك وعلى ميسرته عمرو بن مالك بن عُتبة وَاْجْعَلْ على ساقته عمرو بن مُرّة الجهني"

(سيف بن عمر - الطبري ٤/١٧٩)

١٥٢

إلى سعد بن أبي وقاص رض

سَرِّح إلى الأنطاق عبد الله بن المُعْتَم واستعمل على مقدمته ربعي بن الأفكل العنزي وعلى ميمنته

الحارث بن حسان الذُّهلي وعلى ميسرته فُرات بن حيّان العجلي وعلى ساقته هانئ بن قيس وعلى الخيل عرفجة بن هرثمة". (سيف بن عمر - الطبري ٤/١٨٦)

١٥٣

إلى سعد بن أبي وقّاص رض

"إن هزم الله الجندين جند مهران وجند الأنطاق فقدّم القعقاع حتى يكون بين السّواد وبين الجبل على حدّ سوادكم". (سيف بن عمر - الطبرى ٤/١٧٩)

١٥٤

صورة أُخرى

"إن فتح الله عليكم جلولاء فسرّح القعقاع بن عمرو في آثار القوم حتى ينزل بحلوان فيكون ردءاً للمسلمين، ويحرز الله لكم سوادكم". (سيف بن عمر - الطبرى ٤/١٨٥)

١٥٥

إلى سعد بن أبي وقّاص رض

" قف مكانك ولا تتّبعهم واتّخذ للمسلمين دار

هجرة[١] ومنزل جهاد ولا تجعل بيني وبين المسلمين بحراً". (إبن اسحاق - الطبري ٤/١٤١)

١٥٦

إلى سعد بن أبي وقّاص رض

"إبعث إليهم[٢] ضرار بن الخطّاب في جند واجعل على مقدمته ابن الهذيل الأسدي وعلى مجنّبته عبد الله بن وهب الرّاسبي حليف بجيلة والمضارب بن فلان العجلي". (سيف بن عمر - الطبري ٤/١٨٧)

١٥٧

إلى المسلمين

عن أبي وائل، قال: أتانا كتاب عمر ونحن بخانقين:

"إذا حاصرتم حصناً فأرادوكم أن ينزلوا على حكم الله فلا تنزلوهم، فإنكم لا تدرون أتصيبون فيهم حكم الله أم لا ولكن أنزلوهم على حكمكم، ثم اقضوا بعد فيهم بما شئتم، وإذا قال الرّجل للرّجل: لا توجل فقد آمنه، وإن قال: لا تخف، فقد آمنه، وإذا

---

١ في الأصل: جهرة.
٢ الضمير راجع إلى الأعاجم وقد كانوا احتشدوا قرب جلولاء بالعراق.

قال له : مَطرَس فقد آمنه، فأنّ الله يعلم الألسنة»
(كتاب الخراج لأبي يوسف مصر ١٣٠٢هـ ص ١٢٦، و
سنن الكبرى للبيهقي، حيدر آباد الهند ٩/٩٦ و
كنز العمال ٣/٢٩٨)

١٥٨

إلى سعد بن أبي وقّاص رض

«إبعث إليهم[1] عمر بن مالك بن عُتبة بن
نوفل بن عبد مناف في جند وابعث على مقدّمته
الحارث بن يزيد العامري وعلى مجنبته ربعي بن
عامر ومالك بن جبيب» (سيف بن عمر ـ
الطبري ٤/١٨٧)

١٥٩

إلى فاتحي السَّواد

«إعمدوا إلى الصَّوافي التي أصفاكموها الله،
فوزّعوها على من أفاءها الله عليه أربعة أخماس
للجند وخُمس في مواضعه إليّ وإن أحبوا أن
ينزلوها فهو الذي لهم» (سيف بن عمر ـ الطبري
٤/١٨٤)

[1] الضمير راجع إلى أهل الجزيرة .

١٦٠

إلى فاتحي السواد

"إختاروا فيأكم فأنكم إن لم تفعلوا فتقادم الأمر يلجج (؟) وقد قضيتُ الذى علىَّ، اللهمّ إنى أُشهدك عليهم فاشْهد" (سيف بن عمر - الطبرى ١٨٤/٤)

١٦١

إلى سعد بن أبى وقّاص رض

" أَقِرّ الفلّاحين على حالهم إلّا من حارب أو هرب منك إلى عدوك فأدركته، وأجرِ لهم ما أجريت للفلّاحين قبلهم، وإذا كتبتُ إليك فى قوم فأجْرُوا أمثالهم مجراهم" (سيف بن عمر - الطبرى ١٨٣/٤)

١٦٢

إلى سعد بن أبى وقّاص رض

كتب سعد رض إلى عمر رض فيمن لم يكن فلّاحا فأجابه:

"أما من سوى الفلاحين فذاك إليكم ما لم تغنموه، ومن ترك أرضه من أهل الحرب فخلاّها فهى لكم فأن دعوتموهم وقبلتم منهم الجزاء ورددتموهم قبل

قِسمتها فذمة، وإن لم تدعوهم ففئ لكم لمن أفاء الله ذلك عليه" (سيف بن عمر - الطبرى ٤/١٨٣)

١٦٣

إلى سعد بن أبى وقّاص رض

"إن العرب لا يوافقها إلا ما وافق إبلها من البُلدان، فأبعث سلمان رائدا وحذيفة فيرتادا منزلا بَرّيا بحريًّا ليس بيني وبينكم فيه بحر ولا جِسر"
(سيف بن عمر - الطبرى ٤/١٨٩ - و فتوح البُلدان للبلاذرى ص ٢٨٤)

١٦٤

إلى سعد بن أبى وقّاص رض

"أنقُل المسجد حتى تضعه إلى جنب الدّار واجعل الدار قِبلته، فأن للمسجد أهلا بالنّهار وبالليل وفيهم حِصن لمالِهم" (سيف بن عمر - الطبرى ٤/١٩٢)

١٦٥

إلى سعد بن أبى وقّاص رض

كتب سعد وهو على الكوفة إلى عمر رض يستاذنه فى

بناء منزل يسكنه فوقّع عمر في كتابه :ـ

" إبنِ مايسترك من الشمس ويَكُنُّك من الغيث"

(إزالة الخفاء ٢/١٨٠ و وفي نسخة تاريخ مدينة دِمشق لابن عساكر خط رقم ٧/١٤، ١٠٦٠/ ١٣/ ١١٢ مكتبة جامعة الأزهر بالقاهرة، زيادة هذه الكلمات : فأن الدنيا دار قُلعة)

١٦٧

إلى سعد بن أبي وقّاص رض

" بلغني أنك بَنَيت قصرا اتَّخذته حِصنا ويُسَمَّى قصرَ سعد، وجعلت بينك وبين الناس بابا، فليس بقصرك ولكنه قصرُ الخَبال، إنزِل منه منزلا مما يلي بيوتَ الأَموال وأغلقه ولا تجعل على القصر بابا يمنع الناس من دُخوله وتنفيهم به عن حقوقهم ليوافِقُوا[١] مجلسك ومخرجك من دارك إذا خرجت ". (سيف بن عمر ـ الطبري ٤/١٩٣)

١٦٨

إلى عثمان بن حُنَيف رض

" إفرِض الخَراج على كل جريب عامر و غامر عمل

٣٢١

١ في الأصل : ليوافقوا .

صاحبه أو لم يعمل درهما وقفيزا وأفرض على الكرم كل جريب عشرة دراهم وعلى الرُّطَب[1] خمسة وأطعمهم النخلَ والشَّجَرَ». (كنز العمال ٢/٣١٣ ونصب الرأية لأحاديث الهداية للزيلعي مصر ٣/٤٠٠)

١٦٦

إلى عثمان بن حُنَيف رض

▪ أما بعد فأقطع جرير بن عبد الله قدر ما يقوته، لا وكس ولا شطط».

فكتب عثمان إلى عمر رض: أن جريرا قدم عليَّ بكتاب منك تقطعه ما يقوته، فكرهتُ أن أُمضي ذلك حتى أُراجعك فيه، فكتب إليه عمر:

«قد صدق جرير فأنفذ ذلك، وقد أحسنت في مؤامرتي». (سيف بن عمر - الطبري ٤/١٤٨)

١٦٧

إلى حُذيفة بن يمان رض

«بلغني أنك تزوجت امرأة من أهل المدائن من أهل الكتاب فطلِّقها». (سيف بن عمر - الطبري ٤/١٤٧)

---

[1] في الأصل: الرِّطاب جمع الرُّطب وهو البُسر الناضج والمراد هنا الخُضَر.

١٧١

إلى حذيفة بن يمان رض

لم يطلق حذيفة امرأته وكتب إلى عمر رض : لا أفعل حتى تخبرني : أحلال أم حرام ، وما أردت بذلك ؟
فكتب إليه عمر رض :
" لا بل حلال ولكن فى نساء الأعاجم خلابة ، فإن أقبلتم عليهن غلبتكم على نساءكم " (سيف بن عمر - الطبرى ١٤٧/٤)

١٧٢

صورة أخرى

" أعزم عليك أن لا تضع كتابي ، حتى تخلي سبيلها ، فإني أخاف أن يقتدي بك المسلمون فيختاروا نساء أهل الذمة لجمالهن ، وكفى بذلك فتنة لنساء المسلمين " (إزالة الخفاء ٢/١١١ و ٢/١٨١)

١٧٣

صورة أخرى

" لا ولكن أخاف أن تواقعوا المؤمسات منهن " (أحكام القرآن للجصاص مصر ٢/٣٢٤)

١٧٤

إلى حذيفة بن يمان رض

« أيما رجل أسلم قبل أن تضع الخراج على أرضه وعلى رأسه فخذ من أرضه العشر وألغ عن رأسه، ولا تأخذ من مسلم خراجا، وأيما رجل أسلم بعد ما وضعت الخراج على أرضه ورأسه فخذ من أرضه، فقد أحرزنا أرضه قبل أن يسلم »

(الاستخراج لأحكام الخراج لأبي الفرج عبد الرحمن الحنبلي مصر ١٩٣٤م ص ١٤)

١٧٥

إلى سعد بن أبي وقّاص رض

« أندب الناس مع القعقاع بن عمرو وسرّحهم من يومهم الذى يأتيك فيه كتابي إلى حمص فأن أبا عبيدة قد أحيط به، وتقدّم إليهم فى الجدّ والحث »

(سيف بن عمر. الطبري ٤/١٩٥)

١٧٦

إلى سعد بن أبي وقّاص رض

« سرّح سهيل بن عدى إلى الجزيرة فى الجند

ولْيأتِ الرقّة فإن أهل الجزيرة هم الذين استثاروا الروم على أهل حمص وإن أهل قرقيسياء لهم سلف ثم لينفضّا حرّان والرُّها، وسرِّح الوليد بن عقبة على عرب الجزيرة من ربيعة وتنوخ، وسرِّح عياضاً فإن كان قتال فقد جعلت أمرهم جميعاً إلى عياض بن غنم". (سيف بن عمر - الطبري ٤/١٩٥)

١٧٧

إلى سعد بن أبي وقّاص رض

" إن الله قد فتح على المسلمين الشام والعراق، فابعث من عندك جنداً إلى الجزيرة وأمِّر عليهم أحد الثلاثة: خالد بن عرفطة أو هاشم بن عتبة أو عياض بن غنم". (ابن إسحاق - الطبري ٤/١٩٦)

١٧٨

إلى ملك الروم

"بلغني أن حيّاً من أحياء العرب ترك دارنا وأتى دارك، فوالله لتخرجنّه أو لننبذن إلى النصارى ثم لنخرجنهم إليك". (سيف بن عمر - الطبري ٤/١٩٨ وتاريخ ابن خلدون مصر ٢/١٠٨)

١٧٩

إلى الوليد بن عقبة رض

« أبى الوليد بن عقبة وقد وجَّهه عمر رض إلى عرب الجزيرة - أن يقبل من بنى تغلب وهم من سكانها إلا الإسلام فأبوا ذلك ، فكتب الوليد إلى عمر فيهم فأجابه عمر :

« إنما ذلك لجزيرة العرب لا يُقبل منهم فيها إلَّا الإسلام ، فدعهم على أن لا ينصِّروا وليداً ، واقبل منهم إذا أسلموا » (سيف بن عمر - الطبرى ٤/١٩٨)

١٨٠

إلى النُّعمان بن عدى رض

« بسم الله الرحمن الرحيم ، حم تنزيل الكتاب من الله العزيز العليم غافر الذنب وقابل التَّوب شديد العقاب ، ذى الطَّول ، أما بعد فقد بلغنى قولك : لعل أمير المؤمنين يسوءه البيت[1] وأيم

---

[1] والبيت المشار إليه :
لعل أمير المؤمنين يسوءه تنادُمنا فى الجَوسَق المتهدم
وكان النعمان واليا بميسان فى أسفل العراق وقد كتب أبياتا إلى زوجته وهى بالمدينة فيها ذكر الخمر والغناء وأراد النعمان بذلك أن يشوق زوجته إلى زيارته .

الله أنه ليسوءنى، فاقدم فقد عزلتك» (شرح نهج البلاغة ٣/ ٩٨، والاستيعاب ١/ ٢٩٦ وفتوح البلدان للبلاذرى ٣٩٣ و معجم البلدان ٨/ ٢٨٨ و إزالة الخفاء ٢/ ٧٣ وكنز العمال ٢/ ١٧٥ و تاريخ عمر لابن الجوزى ص ٨٦ مع الاختلاف اللفظى)

١٨١

إلى مُسلمى الكوفة

قال أبو قُرّة (أو أبو فروة) وكان قاضيا بالكوفة من سنة ١٥هـ إلى سنة ١٧هـ فى قول الطّبرى، إنه كتب إلينا عمر:

«إن ناسا ياخذون من هذا المال ليجاهدوا فى سبيل الله، ثم يخالفون فلا يجاهدون»
(طبقات ابن سعد ٦/ ١٠٢)

١٨٢

إلى القاضى شُريح (رض)

«إذا أتاك أمر هو فى كتاب الله تعالى فاقضِ به ولا يلفِتنّك الرّجال عنه، فإن لم يكن فى كتاب الله وكان فى سنة رسول الله فاقضِ به، فإن لم يكن فى كتاب الله ولا سنة رسوله صلى الله

عليه وسلم ولا فيما قضى به أئمة الهدى فأنت بالخيار إن شئت تجتهد رأيك وإن شئت أن تؤامرني ولا أرى مؤامرتك إياي إلا أسلم لك" (سنن الكبرى بيهقي ١١٠/١٠، وإعلام الموقعين لابن القيم الجوزية مصر ٥١/١ و ٧١/١ وكنز العمال ١٧٣/٣ و١٧٥ وإزالة الخفاء ٨٥/٢ - ٨٦ مع اختلاف لفظي)

١٨٣

إلى القاضي شُرَيح رض

"لا تَسَارَّ ولا تُمارَّ ولا تبع ولا تبتع في مجلس القضاء، ولا تقضِ بين اثنين وأنت غضبان" (البيان والتبيين للجاحظ مصر ١٣٣٢هـ ٧٥/٢)

١٨٤

إلى سعد بن أبي وقّاص رض

"إنبعث إلى الأهواز بعثاً كثيفاً مع النُّعمان بن مُقَرِّن وعَجِّل، وابْعَثْ سُوَيد بن مُقَرِّن وعبدَ الله بن ذي السهمين وجرير بن عبد الله الحِمْيَري وجرير بن عبد الله البَجَلي فلينزلوا بإزاء الهُرمُزان حتّى يتبيَّنوا أمْرَه" (سيف بن عمر - ألطبري ٢١٥/٤)

١٨٥

إلى أبي موسى الأشعري رض

إبعث إلى الأهواز جُنداً كثيفا وأَمِّر عليهم سهل بن عدي أخا سهيل بن عدي وَابْعَثْ مَعَهُ البراء بن مالك وعاصم بن عمرو ومجزأة بن ثور وكعب بن سُور وعرفجة بن هرثمة وحُذيفة بن محصن وعبد الرحمن بن سهل والحصين بن مَعبد وعلى أهل الكوفة وأهل البصرة جميعا أبو سبرة بن أبي رُهم وكل من أتاه ممد له" (سيف بن عمر الطبري ٤/٢١٥)

١٨٦

إلى المسلمين بجُنْدَيسابور

"إنّ الله عَظّم الوَفاء فلا تكونون أَو فياء حتى تفُوا ما دمتم في شك، أجيزوهم وفُوا لهم[١]"
(سيف بن عمر - الطبري ٤/٢٣١)

١٨٧

صورة أُخرى

(إلى المسلمين بحصن سِيراف)

---

[١] الضمير راجع إلى سكان جند يسابور.

"عن فُضيل بن زيد الرّياشي قال: حاصرنا سُهرياج (أي حصن سيراف) شهرا وكنا ظننا أنا سنفتحها في يومنا فقاتلنا أهلها ذات يوم ورجعنا إلى مُعَسكرنا وتخلَّف عبد مملوك، فكتب لهم أمانا ورمى به في سهم، فرُحنا للقتال وقد خرجوا من حصنهم فقالوا: هذا أمانكم، فكتبنا بذلك إلى عمر رض فكتب:

"إنَّ العبد المسلم (إن عبدَ المسلمين - كتاب الأموال ص ١٨٧) من المسلمين ذِمته كذِمتهم، فلينفذ أمانه". (فتوح البُلدان للبلاذري ص ٣٨٢ و كتاب الأموال لابن سلاّم ص ١٧٨ و معجم البُلدان لياقوت ٥/١٨٦ ذكر سُهرياج أي حصن سيراف)

١٨٨

صورة أُخرى

"إن عبدَ المسلمين مُنَّة، ذِمَّته ذِمّتهم". (فتوح البُلدان للبلاذري ص ٣٨٣)

١٨٩

إلى سعد بن أبي وقّاص رض

"لا تخصِيَنَّ فرسا ولا تجرِين فرسا فوق الميلين".

(شرح السِّيَر الكبير للسرخسي ١/٦٢)

١٩٠

إلى سعد بن أبي وقّاص رض

إنّ رجلاً سرق من بيت المال، فكتب فيه سعد إلى عمر رض:

" ليس عليه قطع " (كتاب الخراج لأبي يوسف ص ١٧١)

١٩١

إلى سعد بن أبي وقّاص رض

إن دهقانة نهرِ الملك (في كورة بغداد) أسلمت على عهد عمر رض، فكتب في ذلك سعد رض وعمّار رض إلى عمر رض، فكتب عمر رض:

" إدفع إليها أرضها فتؤدّي عنها الخَراج "

(شرح السِّير الكبير للسرخسي ٤/٢٨٥)

١٩٢

إلى سعد بن أبي وقّاص رض

" إعتبر منزلتك من الله بمنزلتك من النّاس، وَاْعلَمَ أنّ مالك عند الله مثلُها للناس

عندك ». (العقد الفريد، مصر ١٩٤٠م ٢/٣١٢ وقال في مكان آخر من الكتاب (١/٢٣٢) إن مخاطب هذا الكتاب أبو موسى الأشعري)

١٩٣

صورة أخرى

« يا سعد، سعدُ بني أهيب إن الله إذا أحب عبداً حبَّبه إلى خلقه فاعتبر منزلتك من الله بمنزلتك من الناس، واعلم أن ما لك عند الله مثل ما لله عندك ». (إزالة الخفاء ٢/١٨٢)

١٩٤

إلى سعد بن أبي وقّاص رض

« إن النُّعمان بن مقرن وكان عاملاً على كَسكر بالعراق) كتب إليّ يذكر أنك استعملته على جباية الخراج وأنه كرِه ذلك ورغب في الجهاد، فابعَث به إلى أهم وجوهك أي نهاوند[1] ». (سيف بن عمر - الطبري ٤/٢٣١ - ٢٣٢)

---

[1] في الأصل: إلى نهاوند.

١٩٥

إلى النُّعمان بن مُقرِّن رض

" بسم الله الرحمن الرحيم . من عبد الله عُمر أمير المؤمنين إلى النُّعمان بن مُقرِّن ، سلام عليك ، فإنى أحمد الله الذى لا إله إلّا هو ، أما بعد فإنّه قد بلغنى أن جموعا من الأعاجم كثيرة قد جمعوا لكم بمدينة نهاوند ، فإذا أتاك كتابى هذا فسِر بأمر الله وبعون الله وبنصر الله بمن معك من المسلمين ولا تُوطئهم وعرا فتؤذيهم ولا تمنعهم حقّهم فتُكفِّرهم ولا تُدخلهم غيضة ، فأن رجلا من المسلمين أحب إلىّ من مائة ألف دينار والسلام عليك " (ابن إسحاق - الطبرى ٤/٢٣٢)

١٩٦

صورة أخرى

" بعد از سلام بداند نعمان بن مُقرّن که اہل کوفہ نامۂ نوشتہ خبر دادہ اند کہ لشکر فُرس در نہاوند جمعیتے عظیم ساختہ خیال دارند کہ انوار اسلام را فرو نشانند ، و من امید واثق بفضل باری تعالی دارم کہ مسلمانان را بر ایشاں ظفر دہد ، اکنوں اے نعمان از برائے دفع اہل کفر و ضلالت کہ در نہاوند مجتمع شدہ ، لشکر نام زد کردہ ام و ترا کہ نعمان

بن مقرن هستی امارت آں لشکر دادم، میباید کہ چوں بر مضمون این نامہ واقف گردی با طایفہ از مسلماناں کہ در موافقت باشند رواں شوی و بموضعے کہ آنرا کوشک سفید گویند بدائن فرود آئی و آنجا را لشکرگاہ سازی تا لشکر بصرہ و کوفہ کہ بمتابعت و موافقت تو مقرر شدہ اند بتو ملحق شوند، چوں ہمگی جمع شوند[1] توکل برعون و فضل خدا سبحانہ کنی و بجانب نہاوند روانہ شوی و روئے بکار آری، یقین صادق و امید واثق دارم کہ باری سبحانہ و تعالیٰ ناصر و معین تو باشد و دشمناں را منکوب و مخذول گرداند، و سائب بن أقرع را بتو[2] فرستادہ ام داورا خدمتے فرمودہ چنانکہ با تو گوید، در مصاحبت و موافقت تو خواہد بود، باید اعتماد بہ عون و فضل باری تعالی کنی و بوعدہ او جلّ جلالہ واثق باشی کہ مارا فتح روم و فرس وعدہ دادہ است و فرمودہ: إِنَّ اللّٰہ لا یُخلِفُ المیعاد، وچوں شمارا بر دشمن ملاقات افتد ثابت قدم وصبر را شعار کنید کہ باری تعالی در حق صابراں میفرماید: إنما یُوفّی الصابرون أجرهم بغیر حساب.» (فتوح أعثم الكوفي ص ۷۰)

۱۹۷

صورة أخرى

" إني قد ولّيتك حربهم، فسر من وجهك ذلك حتّى تأتي ماه، فأني قد كتبت إلى أهل الكوفة أن

---

[1] في الاصل: شدند.

[2] في الاصل: ترا.

يوافوك بها، فإذا اجتمع لك جنودك فسر إلى الفيرزان ومن تجمّع إليه من الأعاجم من أهل فارس وغيرهم واستنصروا الله وأكثروا من قول لا حول ولا قوة إلا بالله" (سيف بن عمر- الطبرى ٤/٢٣٩)
(٤/٢٣٩)

١٩٨

صورة أخرى

"إنى وجّهت جيشا من أهل المدينة وأهل الكوفة وأهل البصرة إلى نهاوند، فأنت على الناس ومعك فى الجيش طُليحة بن خُويلد وعمرو بن معد يكرب، فأحضرهما الناس وشاورهما فى الحرب؛ فإن حدث بك حدث فأمير الناس حُذيفة، فإن قتل فجرير بن عبد الله، فإن قُتل فالمغيرة بن شُعبة، فإن قتل فالأشعث بن قيس" (المدائنى- الاكتفاء ص ٤٢٢، دار الكتب المصرية، القاهرة)

١٩٩

إلى النُّعمان بن مقرّن

"إنّ معك حدَّ العرب ورجالهم فى الجاهلية. فأدخلهم دون من هو دونهم فى العلم بالحرب،

وَٱسْتَعِنْ بِهِمْ وَٱشْرَبْ بِرَأْيِهِمْ وسَلْ طُلَيحة وعمراً وعمراً ولا تُولِّهم شيئاً» (سيف بن عمر - الطبري ٤/٢٤٠)

٢٠٠

صورة أخرى

«إن في جندك رجلين من العرب عمرو بن معد يكرب وطُلَيحة بن خُوَيلد، فأحضرهما الناس وأدْنِهما وشاورهما في الحرب وٱبْعَثْهما في الطلائع ولا تُولِّهما عملاً من أعمال المسلمين وإذا وضعت الحرب أوزارها فضعهما حيث وضعا أنفسهما» (شرح نهج البلاغة ١٢٦/٣ وإزالة الخفاء ٢٠٢/٢)

٢٠١

صورة أخرى

«إستعن في حربك بعَمرو بن مَعْد يكرب وطُليحة الأسدي[1] ولا تُولِّهما من الأمر شيئاً، فإن كُلّ صانع أعلم بصناعته» (العقد الفريد لابن عبد ربه، مصر سنة ١٩٤٠ ١٢٠/١ وإزالة الخفاء ١٩٣/٢ والمكتوب إليه (٣)

[1] في الأصل: الأزدي.

سعد بن أبي وقّاص)

٢٠٢

إلى عسكر الفُرس بنهاوند

" إنّا ندعوكم إلى ما دعا إليه الله ورسوله أن تدخُلوا في الإسلام كافة، فإن فعلتم فأنتم إخواننا لكم مالنا وعليكم ما علينا، فإن أبيتم الاسلام فالجزية، فإن أبيتم الجزْية استنصرنا الله عليكم ". (المدائني - الاكتفاء للكلاعي البلنسي ص ٤٢٢)

٢٠٣

إلى قوّاد المسلمين بالأهواز

كتب عمر إلى سلمى بن القين وحرملة بن مُريطة وزرّ بن كُليب والمُقترب الأسود بن ربيعة وقواد فارس الذين كانوا بين فارس والأهواز :-

" إشغلوا فارس عن إخوانكم وحوطوا بذلك أُمّتكم وأرضكم، وأقيموا على حدود ما بين فارس والأهواز حتى يأتيكم أمري ". (سيف بن عمر - الطبري ٤/٢٣٩)

٢٠٤

إلى عبد الله بن عبد الله بن عِتبان رض

" إستنفر من أهل الكوفة مع النعمان كذا وكذا، (٣٣)

فأني قد كتبتُ إليه بالتوجُّه من الأهواز إلى ماه فليوافوه بها وليَسِر بهم إلى نهاوند، وقد أمرتُ عليهم حُذَيفة بن اليمان حتى ينتهي إلى النُّعمان بن مقرن، وقد كتبتُ إلى النُّعمان إن حدث بك حَدَث فعلى النَّاس حُذَيفة بن اليمان، فأن حدث بحُذَيفة حدث فعلى النَّاس نُعَيم بن مُقَرِّن". (سيف بن عمر - الطبري ٤/٢٣٩)

٢٠٥

إلى عبد الله بن عبد الله بن عِتبان رض

"سِر من الكوفة حتى تنزِل المدائن، فاندُبهم ولا تنتخبهم، وَاكْتُبْ إليَّ بذلك". (سيف بن عمر - الطبري ٤/٢٤٦)

٢٠٦

عَبدُ الله بن عبد الله بن عِتبان رض

"سِر حتى تقْدَمَ على سُهيل بن عديّ فتجامعه على قتال من بكِرمانَ، وخَلِّفْ في جَيّ من يتّقي عن جَيّ، وَاستَخلِف على إصبهانَ السَّائب بن الأَقرع". (سيف بن عمر - الطبري ٤/٢٤٨)

٢٠٧

إلى أهل الكوفة

"إني قد بعثتُ إليكم عمّار بن ياسر أميراً و عبدَ الله بن مسعود معلما و وزيراً، و إنهما من النُّجباء من أصحاب محمد من أهل بدر، فاقتدوا بهما، وأسْمَعُوا من قولهما، وقد آثرتكم بعبد الله على نفسي، وقد جَعَلْتُ ابن مسعود على بيت مالكم، وبعثت عُثمان بن حُنيف على السّواد ورزقتهم كل يوم شاةً، فَاجْعَلُ شطرها وبطنها لعمّار بن ياسِر والشَّطْر الباقي بين هؤلاء."

(طَبقات ابن سعد ٦/٣)

٢٠٨

صورة أُخرى

"إني بَعثتُ إليكم عمّار بن ياسر أميراً وجعلتُ عبدَ الله بن مسعود مُعلّماً و وزيراً، وولّيت حُذَيفة بنِ اليمان ما سقته دِجلة وما وراءها، وولّيتُ ابنَ حُنيْف الفُرات وما سقى" (سيف بن عمر - الطبرى ٤/٢٤٧)

٣٠٩

صورة أخرى

" أما بعد فإني بعثت إليكم عمّاراً أميرا و عبدَ الله مُعلما و وزيرا وهما من النجباء من أصحاب رسول الله، فاسمَعُوا لهما واقتدُوا بهما، وإني قد آثرتكم بعبد الله على نفسي أَثَرة "

(حارثة بن المضرِّب - طبقات ابن سعد ٦/٣ و تذكرة الحُفَّاظ للذهبي، حيدر آباد الهند، ١/١٤ و إزالة الخفاء ٢/١٨٥ مع الاختلاف اللفظي، و كتاب البلدان لابن الفقيه، ليدن ١٣٠٢هـ ص ١٦٤ - ١٦٥ مع نقص و زيادة)

٣١٠

صورة أخرى

" يا أهل الكوفة أنتم رأس العرب وجمجمتها وسهمي الذي أرمي به إن أتاني شيءٌ من هنا أو هاهنا، وقد بعثتُ إليكم بعبد الله وخِرت لكم وآثرتكم به على نفسي."

(طبقات ابن سعد ٦/٣)

٢١١

صورة أخرى

" إني والله الذي لا إله إلا هو آثرتكم به على نفسي فخذوا عنه ". (طبقات ابن سعد ٦/٣-٤ و ٣/١١١)

٢١٢

إلى عبد الله بن مسعود رض

سمع عمر رض رجلا يقرأ: ليسجننه عتى حين (مكان حتى حين) فقال له من أقرأك هذا؟ فقال ابن مسعود، فكتب عمر إلى ابن مسعود:

" سلام عليك، أما بعد فأن الله أنزل القرآن فجعله قرآنا عربيا مبينا وأنزله بلغة هذا الحي من قريش، فإذا أتاك كتابي هذا فاقرإ الناس بلغة قريش ولا تقرأها بلغة هذيل[له] ". (إزالة الخفاء ١٩٧/١ و ابن الأنبارى - كنز العمال ١/٢٨٤-٢٨٥)

٢١٣

إلى عمار بن ياسر رض

" إن الغنيمة لمن شهد الوقعة ". (سنن

له وكان ابن مسعود نشأ في بني هذيل.

الكبرى للبيهقى ٩/٥٠ وطارق بن شهاب ـ شرح السير الكبير ٢/٢٥١ - ٢٥٢)

٢١٤

إلى عمّار بن ياسر رض

أصاب المسلمون قبرا بالمدائن، فيه رجل عليه ثياب منسوجة بالذهب ووجدوا فيه مالا فأتوا به عمار بن ياسر، فكتب فيه إلى عمر بن الخطاب، فكتب:

" أعطهم إياه ولا تنزعه منهم " (كتاب الأموال للقاسم بن سلام ص ٣٤٣)

٢١٥ - ٢١٦ - ٢١٧

إلى المغيرة بن شعبة رض

كتب عمر إلى المغيرة وهو عامله على الكوفة سنة ٢١هـ

" أُدْعُ من قبلك من الشعراء فاستنشدهم ما قالوا من الشعر فى الجاهلية والإسلام ثم اكتب بذلك إليّ " (الشعبي ـ كنز العمال ٢/١٧٢)

" فدعاهم المغيرة، فقال للبيد بن ربيعة أنشدني ما قلت من الشعر فى الجاهلية والإسلام

قال قد أبدلني الله بذلك سورة البَقَرة وسورة آل عمران، وقال للأغلب العجلي أنشدني، فقال أرجزاً تريد أم قصيدة، لقد سألت هَيناً موجوداً، فكتب بذلك إلى عمر، فكتب إليه عمر :

" أُنقص الأغلب خمسمائة من عطاءه وزدها في عطاء لبيد "

فرحل الأغلب إلى عمر وقال أتنقُصني أن أطعتك فكتب عمر إلى المغيرة :

" زِد على الأغلب خمسائة التي نقصته، وأقرها زيادة في عطاء لبيد " (الشعبي - كنز العمال ٢/١٧٦)

٢١٨

عن سعيد الثوري عن أبيه قال : كتب عمرُ إلى سعد :

" أكتب إلى ما أحدثت فحول الشعراء في الإسلام "، فسأل لبيداً، فقال : ما أحدثتُ شيئاً، لقد شغلني القرآن عن الشعر، فزاده عمر في عطائه" (أنساب الأشراف للبلاذري مصور ٩/٤٩٤)

٢١٩

إلى الأحنف بن قيس رض

"أما بعد فلا تجوزن النهر[١] واقتصر على ما دونه"

١ إلى نهر جيحون.

وقد عرفتم بأيِّ شيئ دخلتم على خراسان فدوموا على الذي دخلتم به خُراسان يدُم لكم النصر، وإياكم أن تعبُروا فتنفضوا» (سيف بن عمر - الطبري ٢٦٤/٤)

٢٢٠

إلى عتبة بن فرقد رض

« أما بعد فاْرْتَدُوا واتزروا وألقوا السراويلات وانتعلوا وألقوا الخفاف وارْمُوا الأغراض واقطعوا الركب وانْزوا على الخيل نَزواً (وعليكم بالشمس فإنها حمام العرب - إزالة الخفاء) وعليكم بالعربية وتَمَعددوا واخْشو شَنُوا (واخْشَو شَبُوا - إزالة الخفاء) وكونوا إخوانا، وإياكم والتنعم، فإن رسول الله نهى عن الحرير إلا ما كان هكذا وهكذا ثلاث أصابع وأربع أصابع» (أنساب الأشراف للبلاذري خط ٦١٥/٩ - ٦١٦ وشعب الأيمان للبيهقي خط رقم ٨١٠، ج ٢، بدون قيد الصفحات، دار الكتب المصرية، القاهرة، ومسند أبي عُوانة خط رقم [٤٢٠- ٣٢٨١، مكتبة جامعة الأزهر، القاهرة، ومختصر أبي عوانة الفرائيمي خط رقم ٤٥٣، ج ١، دار الكتب المصرية القاهرة وشرح صحيح مسلم للنووي مصر ٤٦/١٤

فيه جزء من الكتاب، والصحيح للبخاري مصر ٧/١٥١ وسنن أبي داؤد مصر ٢/٣٠، فيهما الشطر الذي يتعلق بقدر الحرير المباح، ونصب الراية للزيلعي مصر ٤/٢٢٦ و سنن الكبرى للبيهقي ١٠/١٢٨ و كنز العمال ٨/٥٧ و ٢/١٤١ و إزالة الخفاء ٢/١٣٨، وقد شرح القاسم بن سلام كلمتين : إخشو شنوا وإخشو شبوا منه في الغريب الحديث، خط رقم [١٤٩٦] ٦٥٧٥، مكتبة جامعة الأزهر القاهرة وزاد شارح نهج البلاغة ٣/١١٩ هذه العبارة في الكتاب : وعلّموا فتيانكم العوم والرّماية .)

٢٢١

صورة أخرى

" يا عُتبة بن فرقد، إيّاكم والتنعمَ وزِيّ أهل الشرك ولبوس الحرير فأن رسول الله صلى الله عليه وسلم نهانا عن لبوس الحرير إلا هكذا ورفع لنا رسول الله صلى الله عليه وسلم إصبعَيه ".
(تاريخ عمر بن الخطاب لابن الجوزي، مصر ص ٩)

٢٢٢

إلى عُتبة بن فرقد رض

عن أبي عُثمان النّهدي قال : كنت مع عُتبة بن

فرقد حين افتتح آذربيجان فصنع سفطين فيهما خَبيص وألبسهما الجُلود واللُّبود ثم بعث بهما إلى عمر رضي الله عنه مع سُحيم مولاه، فلما قدم عليه قال: ما الذي جئتم به، أذهب أم فضة؟ وأمر به فكشف عنه فذاق الخبيص، فقال: إن هذا لَطيِّب لَيِّن أفكل المهاجرين أكل منه شبَّعه؟ قال: لا إنما هو شئ خَصَّك به، فكتب إليه عمر: "أما بعد فليس من كدِّك ولا كدِّ أُمك ولا كدِّ أبيك، لا تاكل[١] إلا ما شبع المسلمون منه في رحالهم" (أنساب الأشراف للبلاذري مصور، ٩/٥٩٣ و١٢/١١٩٨ والسنن الكبرى للبيهقي ١٠/١٢٨ مع اختلاف يسير وشُعَب الأيمان للبيهقي خط الجزء الثاني رقم ٨١٠ دار الكتب المصرية القاهرة، ومسند أبي عُوانة خط رقم [٤٣٠] ٣٢٨١ ص ٤٠، مكتبة جامعة الأزهر القاهرة، وفتوح البُلدان للبلاذري، مصر ص ٣٣٦ وتاريخ صنعاء خط لأحمد بن عبد الله الرازي رقم ٢٨٠٣ غير مقيد بالصفحات، دار الكتب المصرية القاهرة)

---

[١] في الأصل: لا ياكل.

٢٢٣

إلى عتبة بن فرقد (ر)

بعث عتبة بن فرقد إلى عمر بن الخطّاب بأربعين ألف درهم صدقة الخمر فكتب إليه عمر:

" بعثت إليّ بصدقة الخمر وأنت أحق بها من المهاجرين وأخبر بذلك الناس " (كتاب الأموال لابن سلّام ص ٥١)

٢٢٤

إلى عتبة بن فرقد (ر)

" إن الهلال إذا رؤى من أول النهار فأنه لليوم الماضى فأفطروا وإذا رؤى من آخر النهار فأنه لليوم الجائى، فأتموا الصّيام " (المصنّف لابن أبي شيبة خط رقم ٢٠٢، ٢/٤٢٠ دار الكتب المصرية القاهرة)

٢٢٥

إلى المسلمين

" إن الأهلّة بعضها أكبر من بعض، فإذا رأيتم الهلال نهاراً فلا تفطروا حتى يشهد رجلان مسلمان

أنهما أهلاه بالأمس» (المصنّف لابن أبي شيبة خط ٢/٤٢٠ وكنز العمال ٤/٣٢٥)

٢٢٦

إلى مجاهدي آذربيجان

«بلغني أنكم في أرض يخالط طعامها الميتة ولباسها الميتة، فلا تأكلوا إلا ما كان ذكيا»
(زيد بن وهب طبقات ابن سعد ٦/٦٨)

٢٢٧

إلى نُعيم بن مُقرّن رض

«سِر حتى تأتي همذان، وابعث على مقدمتك سُويد بن مُقرّن وعلى مجنبتك ربعي بن عامر ومهلهل بن زيد، هذا طائي وذاك تميمي»
سيف بن عمر - الطبري ٤/٢٥١)

٢٢٨

إلى نُعيم بن مُقرّن رض

«أما بعد فاستخلف على همذان وأمد بكير بن عبد الله بسماك بن خرشة وسِر حتى تقدم الري فتلق جمعهم، ثم أقم بها فإنها أوسط تلك البلاد

وأجمعها لما تريد" (سيف بن عمر - الطبري ٤/٢٥٢)

٢٢٩

صورة أخرى

"هر كرا بصواب دانى نائب خويش بهمدان نصب كن وخود آهنگ ری فرما و اين سماك بن خرشه را جداگانا لشكرے ملازم خدمت كن و بسوئے آذربيجان فرست" (ناسخ التواريخ ۲/۱٦٦ ٤)

٢٣٠

إلى نُعيم بن مُقرّن رض

"قدّم سُويد بن مُقرّن إلى قُومس وَأَبعث على مقدمته سماك بن مخرمة وعلى مجنبته عُتبة بن النّهاس وهند بن عمرو الجملی" (سيف بن عمر - الطبري ٤/٣٠٤)

٢٣١

صورة أخرى

"چوں سپاه عجم را در دامغان قايدے و اميرے نيست ايشاں را دفع دادن نيک سهل باشد، تو خود در ملک ری استوار بنشين و برادارت سويد بن مقرّن را بدامغان فرست و فرمان كن كه چوں

قوس بکشاید از دُنبال عجم تا آنجا که بتواند تاختن کند» (ناسخ التواریخ ٤/٤١٧)

٢٣٢

إلى المغيرة بن شعبةؓ

" بلغني أن رجلا يقال له مَعْن بن زائدة انتقش على خاتم الخلافة فأصاب به مالا من خراج الكوفة، فإذا أتاك كتابي هذا فنفِّذ فيه أمري وأطع رسولي" (فتوح البلدان للبلاذري ص ٤٤٨)

٢٣٣

إلى السائب بن الأقرعؓ

شهد فتح نهاوند مع النعمان بن مقرن، ثم استعمله عمرؓ على المدائن[له]، أغار أهل ماه وجلولاء على العرب فأصابوا شيئاً من سبايا العرب ورقيقا ومتاعا ثم إن السائب غزاهم ففتح ماه فكتب إلى عمر في سبايا المسلمين ورقيقهم ومتاعهم قد إشتراه التجار من أهل ماه، فكتب إليه عمر:

" أيّما رجل من المسلمين وجد رقيقه ومتاعه بعينه فهو أحق به وإن وجده في أيدي التجار

[له] الأستيعاب.

بعد ما قسم فلا سبيل إليه، وأيما حرٍ اشتراه التجار فيُردُّ عليهم رؤوس أموالهم، فأن الحر لا يُباع ولا يُشترى." (المغنى لابن قدامة مصر ۱۰/۴۸۰ والشرح الكبير للمقدسي على هامشه مع اختلاف يسير ۱۰/۴۷۹ وكنز العمال ۲/۳۱۳)

۲۳۴

إلى أبي موسى الأشعريؓ

"بسم الله الرحمن الرحيم، می نویسد این نامه عبد اللہ عمر بن الخطاب بعبد اللہ بن قیس و می گوید کہ عجمیاں در أہواز و تُستَر و سُوس و مَناذِر و آں ناحیت جمیعت کردہ و گروہے انبوہ ساختہ اند و در شرف حرکت اند و قصد مسلمانان دارند، چوں این نوشتہ بتو رسد و برآں وقوف افتد آں را از دست منہ تا لشکر خویش را درہم بیاری و جمع نکنی، و ہر کس کہ از شہر بصرہ رغبت کند او را استمالت دہ و چندانکہ ممکن گردد بر جمیعت بیفزائی و روئے بجانب خصم آری و چوں بداں ناحیت رسی سخن ہیچکس نشنوی جز آنکہ ہمہ را بہ[1] دین حق خوانی، ہر کسے کہ ترا اجابت کند او را امان دہی و بمال و اہل و عیال او ترا ہیچ حق نباشد إلا بمقدار آں کہ بداں محتاج باشی و زیادہ ازیں تعرض نرسانی، این معنی را حقیقت بدان و خویشتن را پند دہی و لشکر را بسیار بجنگ نفرستی کہ ملول شوند، چناں باید کہ ہر

[1] فی الاصل: با دین حق.

۱۲۹

جنگ کہ کنند از سر صدق و رغبت و صفائے عقیدت باشد و با همگان زندگانی نیکو کن و تواضع نمائے، و بدانکہ ہیچ آفریدۂ را بحضرت ربّانی زیادہ ازاں حرمت نباشد کہ مرد مسلمان را کہ زندگانی او چناں باشد کہ روز قیامت ہیچ مظلمہ در نماند، انصاف مظلوم از ظالم بستاں و در اصلاح ذات البین مبالغت نمائی و مردم را بر خواندن قرآن تحریص کن و از عقاب خدائے تعالیٰ بترساں و مگذار کہ ذکر ایام جاہلیت کنند رسوم آں روزگار تازہ گردانند کہ آں موجب کینہ گردد، و عداوتہائے کہن یاد آید، و بداں اے پسر قیس کہ خدائے تعالیٰ اہل این دین را بنصر و ظفر تکفل کردہ است، زندگانی چناں کن کہ آں رضا ترا حاصل شود، پرہیز کن از آنچہ خدائے تعالیٰ رو از تو بگرداند، و دیگرے آرد، و کسے دیگر را از آفریدگان خویشتن بر تو بدل گیرد والسلام"

(فتوح أعثم الكوفي ص ٦٣)

۲۳۵

إلى أبي موسى الأشعري رض

عن شُوَيس العدوي قال: أتينا الأهواز وبها ناس من الزُّط والأساوِرة. فقاتلناهم قتالاً شديداً فظهرنا عليهم وظفِرنا بهم فأصبنا سبيا كثيرا اقتسمناهم فكتب إلينا عمر:

"لا طاقة لكم بعمارة الأرض فخلّوا ما في أيديكم من السبي وأجعلوا عليهم الخراج" (فتوح ۲۳۳)

البلدان للبلاذري ص ٣٧٠)

٢٣٦

إلى أبي موسى الأشعري رض

عن المهلَّب بن أبي صُفرة قال: حاصرنا مَناذر فأصبنا سبيا، فكتب عمر رض:

" إن مَناذر قرية كقرية من قرى[1] السَّواد، فردُّوا عليهم ما أصبتم " (فتوح البُلدان للبلاذري ص ٣٧١)

٢٣٧

إلى أبي موسى الأشعري رض

الجوزجاني بإسناده عن أبي موسى أنه كتب إلى عمر: إنا وجدنا بالعراق خيلا عِراضا دُكنا فما ترى في سُهمانها، فكتب إليه عمر:

" تلك البراذين فما قارب العتاق منها فاجعل له سهما واحدا وألغِ ما سوى ذلك " (شرح السِّيَر الكبير للسرخسي، حيدرآباد الهند ١٧٩/٢ والمغني لابن قدامة مصر ١٠/٤٤٦)

(٣٤)

[1] في الأصل: القرى.

٢٣٨

إلى أبي موسى الأشعري (ر)

" ألحقهم[1] على قدر البلاء في أفضل البلاء وأكثر شيء أخذه أحد من العرب." (المدائني - الطبري ٤/٢١٩)

٢٣٩

إلى أبي موسى الأشعري (ر)

" كَفِّنْه وحَنِّطه وصلِّ عليه ثم أدفنه كما دُفنت الأنبياء صلوات الله عليهم وانْظُر ما له فاجْعله في بيت مالِ المسلمين." (كتاب الأموال للقاسم بن سلّام ص ٣٤٣ و كنز العمال ٦/٣١٠)

٢٤٠

صورة أخرى

" إغسلوه وحَنّطوه وكفّنوه وصلّوا عليه وادْفِنوه." (المروزي في الجنائز - كنز العمال ٦/٣١٠)

---

[1] الضمير راجع الى الأساورة أي فرسان الفرس الأشراف الذين لما رأوا إقبال أمر العرب وإدبار أمرهم عزموا على قبول الإسلام وطلبوا من أبي موسى أن يلحقهم في شرف العطاء.

٢٤١

صورة أخرى

"إغسلوا دانيال بسدر وماء الريحان"

(أبو تميمة[1] الهجيمي كنز العمال ٦/٣١٠)

٢٤٢

إلى أكابر عسكر أبي موسى

"دریں کار ہر غورے بسزا کنید و مکشوف دارید کہ ابو موسی مردم رام ہرمز را شش ماہ مہلت نہادہ، بریں جملہ خطے دادہ، و آنگاہ ابو موسی را بسوگند ہائے بزرگ ممتحن سازید، اگر کار بدیں گونہ رفتہ، و مہلت دادہ، ہر غلام و کنیز کہ از رام ہرمز آوردہ باشید باز دہید، و اگر زنے درمیان بردگان از مسلمانے حامل شدہ باشد اورا بدارید تا بار فرو گذارد، آنگاہ او را مختار سازید اگر بخواہد مسلمان بماند و اگر نہ باز بہ رامہرمز گردد" (راجع ناسخ التواریخ المجلد الثاني من القسم الثاني ص ٣٠٤)

٢٤٣

إلى أبي موسى الأشعري رض

"لا يقع أحد على امرأة حتى تضع، ولا تشركوا

---

[1] في الأصل: ابو تميم والصحيح ابو تميمة كما في الاستيعاب والإصابة وكان ابو تميمة تابعيا.

المشركين في أولادهم فأن الماء نماء الولد".
(إزالة الخفاء ٢/١١٥ وكنز العمال ٥/١٦٩)

٢٤٤

إلى فاتحي تُستَر

بعد از فتح تُستَر در لشکر ابو موسی میان کوفیان و بصریان مخاصمتے افتاد، بصریان گفتند فتح از دست ما بوده است، کوفیان گفتند کہ ما فتح کردیم، خُصومت بدر از کشید و نزدیک بود بر یکدیگر شمشیر کشند، عاقبت صورت حال را بخلیفہ نوشتند تا چہ حکم کند بداں راضی باشند، عمرؓ در جواب نوشت:

" تستر بدست بصریان کشوده شد الا آنکہ اہل کوفہ ایشاں را مدد دادند و بر تیسیر آں ہم معاونت کردند، و مسلماناں بیاری یک دیگر بر دشمناں ظفر یافتند و در دین اہل اسلام برادران یک دیگر ہستند، فی الجملہ فتح تستر از اہل بصرہ بوده است و اہل کوفہ در غنیمت با ایشاں شریک اند، باید یک دیگر را نگاه دارند و از خصومت احتراز کنند والسلام". (فتوح أعثم الكوفي ص ٦٧)

٢٤٥

إلى أبي موسى الأشعريؓ

" اما بعد نوشتۂ تو رسید، مضمون معلوم شد و فتح ہائے کہ بعون و فضل باری تعالی ترا میسر آمده و ولایت فارس و کرمان ہم

١٣٤

مسلمانان را مسلم گشت، یکیک دانسته شد، باری سبحانه را بران نعمت و دولت شکرها گزارده آمد و آنچه نوشته بودی که این نامه از سر حد بیابان خُراسان مینویسیم، مگر اندیشه رفتن بجانب خراسان میداری، می باید که بدانجا تروی و در رفتن بجانب خُراسان توقف کنی که ما را بولایت خراسان هیچ حاجت نیست، وچون این نامه بتو رسد باید که بر هر شهرے که بعون سبحانه بر دست تو فتح شده است نائبے نیکو سیرت محمود خصال پسندیده افعال، امین و معتمد نصب کنی، و بجانب بصره باز گردی و در بصره مقیم باشی و دست از خراسان بداری که ما را به خراسان وخراسان را با ما هیچ کارے نیست، کاشکے میان ما و خراسان کوهها بودے از آهن و دریا بودے از آتش و هزار سد درمیان بودے چون سد سکندری".
(فتوح أعثم الكوفي ص ٧٩)

٢٤٦

إلى أبي موسى الأشعري رض

"خذ أنت منهم[1] كما يأخذون من تجار المسلمين، وخذ من أهل الذمة نصف العشر ومن المسلمين من كل أربعين درهما، درهما، وليس فيما دون المأتين شئ فاذا كانت مأتين ففيها خمسة دراهم، وما زاد فبحسابه". (الحسن البصري. كتاب الخراج لأبي يوسف، مصر ١٣٤٦هـ ص ٧٨)

---

[1] الضمير راجع إلى تجار دار الحرب إذا جاؤا دار الإسلام للتجارة.

٢٤٧

صورة أخرى

"خُذ منهم إذا دخلوا إلينا مثل ذلك العشر، وخذ من تجار أهل الذمة نصف العشر، وخذ من المسلمين من مأتين خمسة، فما زاد فمن كل أربعين درهما درهم." (الحسن البصري. كتاب الخراج ليحيى بن آدم القرشي، مصر ١٣٤٧ ص ١٧٣)

٢٤٨

إلى زياد بن حُدَيرْ

"إن أقاموا ستة أشهر فخذ منهم العشر، وإن أقاموا سنة فخذ منهم نصف العشر." (كتاب الخراج للقرشي ص ١٧٢)

٢٤٩

إلى زياد بن حُدَير

"من مَرَّ عليك فأخذت منه صدقة، فلا تأخذ منه شيئاً إلى مثل ذلك اليوم من قابل إلّا أن تجد فضلاً." (كتاب الخراج لابي يوسف ص ٧٩)

ل أي تجار دار الحرب.

٢٥٠

صورة أخرى

" لا تعشّرهم[١] فى السَّنة إلا مرَّة ": (كتاب الخراج للقرشى ص ١٧٢)

٢٥١

إلى أبى موسى الأشعرى (ر)

" أما بعد فأذن الأحنف بن قيس وشاوره واسْمَع منه ": (طبقات ابن سعد المجلد الثانى من القسم الثانى ص ٦٧ و أنساب الأشراف للبلاذرى مصوَّر، ١١/٩٨٨)

٢٥٢

إلى أبى موسى الأشعرى (ر)

" إنى قد كنت أكره لهم[٢] البناء، فأما إذ فعلوه فليقلّلوا السمك ويعرّضوا الجدر، ويقاربوا بين الخشب فى السقوف ": (أنساب الأشراف للبلاذرى مصور، ٩/٥٩٨)

---

١ أى بنى تغلب.
٢ أى أهل البصرة.

٢٥٣

إلى أبي موسى الأشعري رض

كان أبو موسى كتب إلي عمر رض أن المال كثر و كثر من يأخذه، فلسنا نحصيه إلا بالأعاجم، فاكتب إلينا برأيك، فكتب عمر رض :

" لا تعدهم في شيء سلبهم الله إياه، أنزلوهم حيث أنزلهم الله وتعلموا ". (تجارب الأمم لمسكويه خط رقم ١٤٦٤٤/٢٣٨، دار الكتب المصرية القاهرة)

٢٥٤

ويعارض هذا الكتاب كتاب آخر أرسله عمر رض إلى يزيد بن أبي سفيان أو معاوية نصه :

" إبعث إلينا برومي يقيم لنا حساب فرائضنا ". (أنساب الأشراف للبلاذري مصور ٩/٥٨٥)

٢٥٥

إلى أبي موسى الأشعري رض

" إذا أتاك كتابي هذا فاجلده[1] سوطا واعزله عن عملك ". (فتوح البلدان للبلاذري، مصر ص ٣٤١ و ابن الأنباري و ابن أبي شيبة - كنز العمال ج ٥/٢٣٤)

[1] أي الكاتب وكان لحن في كتابه إلى عمر رض.

٢٥٦

صورة أخرى

" قنّع كاتبك سوطاً " (أدب الكُتّاب للصولي مصر ١٣٤١هـ ص ١٢٩)

٢٥٧

صورة أخرى

" إجلد كاتبك سوطا واتّخذ كاتبا حنيفا " (أنساب الأشراف للبلاذري ٩/٥٩٢ - ٩٣)

٢٥٨

صورة أخرى

" إن كاتبك الذى كتب إلىّ لحن، فاضربه سوطا " (تاريخ عمر لابن الجوزى ص ٩٦)

٢٥٩

إلى أبي موسى الأشعري

" بلغني أن أهل الأمصار إتخذوا الحمامات فلا يدخلنّ إلا بمئزر ولا يذكر أحد الله تعالى فيه إسماً حتى يخرج منها ولا يستنقع إثنان فى حوض "

(مُصَنَّف عبد الرزَّاق، مُصَنَّف ابن أبي شيبة وشُعب الإيمان للبيهقي - كنز العمال ٥/١٣٦)

٢٦٠

صورة أخرى

عن جُبَير بن نُفَير قال: قُرِئ علينا كتاب عمر ابن الخطاب بالشام:

"ولا يدخل الرجل الحمامَ إلا بمئزر ولا تدخله المرأة إلا من سقم واجعلوا اللهو في ثلثة أشياء: الخيل والنساء والنضال" (إزالة الخفاء ٢/١٣٩)

٢٦١

إلى أبي موسى الأشعري رض

"أما بعد فتفقَّهوا في السنة، وتفقَّهوا في العربية وأعربوا القرآن فإنه عربي وتَمَعْدِدوا فإنكم مَعدّيون"
(مُصَنَّف ابن أبي شيبة - كنز العمال ٥/٢٢٨)

٢٦٢

صورة أخرى

"أما بعد فتفقَّهوا في الدين وتعلموا السنة، وتفهموا العربية، وتعلموا طعن الدّرِيَّة(؟)، وأحسنوا عبارة

الرُّؤياء ، وليعلم أبو الأسود أهل البصرة الأعراب" (الشعبي بإنباه الرُّواة على أنباء النُّحاة للقفطي مصر ١٩٥٠ هـ ١٦/١)

٢٦٣

صورة أخرى

" أما بعد فأني آمركم بما أمركم به القرآن وأنهاكم عما نهاكم عنه محمد وآمركم باتباع الفقه والسنة والتفهم في العربية ، وإذا رأى أحدكم رؤيا فقصَّها على أخيه فليقل خيراً لنا وشراً لأعدائنا " (حمزة الزيَّات - أنساب الأشراف للبلاذرى ٦٢٤/٩ وإزالة الخفاء ١٣٩/٢)

٢٦٤

إلى أبي موسى الأشعري رض

"مُرمت قبلك بتعلم العربية ، فأنها تدل على صواب الكلام ومُرهم برواية الشعر فأنه يدُلُّ على معالي الأخلاق " (إبن الأنباري - كنز العمال ٢٤١/٥)

---

* في الأصل : بتعلم محرفا .

٢٦٥

صورة أخرى

"خُذِ الناس بالعربية فأنه يزيد في العقل ويثبت المروءة": (لسان العرب لابن منظور، بيروت ١/١٥٥)

٢٦٦

إلى أبي موسى الأشعري رض

" أما بعد فأن فُلانا أخبرني بكذا وكذا، فأن كنتَ فعلتَ ذلك به في ملأ من الناس فعزمت عليك لما قعدتَ له في ملأ من الناس حتى يقتص منك وإن كنتَ فعلتَ ذاك به في خلاء لما قعدت له في خلاء حتى يقتص منك ": (أنساب الأشراف للبلاذري خط، ٩/٥٩٦ والمُحَلَّى لابن حزم الأندلسي مصر سنة ١٣٥١ ٩/٣٧٩، والسنن للبيهقي ٨/٥٠ وكنز العمال ٧/٢٩٩)

٢٦٧

إلى أبي موسى الأشعري رض

" سلام عليك، أما بعد فأن فلان بن فلان

التي أخبرني بكذا وكذا، وأيم الله إني إن عُدتَ لأسودنّ وجهك ولأطوفنّ بك في الناس، فإن أردتَ أن تعلم حق ما أقول لك فعُد».
(السنن للبيهقي - كنز العمال ٣/١٠٧)

٢٦٨

صورة أخرى

«إنّ فلانا أتاني فذكر كذا وكذا، فإذا أتاك كتابي هذا فمر الناس أن يجالسوه وأن يخالطوه وإن تاب فاقبل شهادته». (تاريخ عمر ابن الخطاب لابن الجوزي ص ٩٧)

٢٦٩

إلى أبي موسى الأشعري رض

«لا تجلد في النكال إلا عشرين سوطاً».
(أنساب الأشراف ٩/٦٢٤)

٢٧٠

إلى أبي موسى الأشعري رض

«أما بعد فإن أسعد الرُّعاة عند الله من سعدت به رعيته، وإن أشقى الرُّعاة عند الله

من شقيت به رعيته، وإياك أن ترتع فترتع عُمّالك، فيكون مثلك عند الله مثل البهيمة، نظرت إلى خُضرة من الأرض فرتعت فيها تبتغي بذلك السمن وإنّما حتفها في سمنها والسلام».

(حِلْيَةُ الأَولياء لأبي نُعيم مصر ١/ ٥٠ وإزالة الخفاء ١/ ٥٩ و٢/ ١٤٨ و٢/ ١٨١، ومُصَنَّف ابن أبي شيبة كنز العُمَّال ٨/ ٢٠٩ وتاريخ عمر لابن الجوزي مصر ص ٩٥، وفي كتاب الخراج لأبي يوسف طبع مصر ص ١٤ محرفا: وإيّاك أن ترتع فترتع عُمّالك)

٢٧١

إلى أبي موسى الأشعري ﷺ

«أما بعد فأن للناس وجوها يرفعون حوائجهم فأكرم وجوه الناس وبحسب المسلم الضّعيف أن يُؤتى نصيبه من القسم والحكم والسلام».

(سعيد بن أبي عمر - أنساب الأشراف للبلاذري ٩/ ٦٢٤ وتاريخ عمر بن الخطاب لابن الجوزي ص ٩٩ والسنن للبيهقي والدار قطني - كنز العمال ٣/ ١٦٥)

٢٧٢

إلى أبي موسى الأشعري رض

" إجعل يوما فى السنة لا يبقى فيه فى بيت المال درهم واحد حتى يكتسح اكتساحا ليعلم الله أن قد أديت إلى كل ذى حق حقه " (الحسن البصرى طبقات ابن سعد ٢١٨/٣ و أنساب الأشراف للبلاذرى ٦٦٧/٩ وتاريخ دمشق لابن عساكر مصور فلم رقم ١٦٠ ، معهد إحياء المخطوطات جامعة الدول العربية القاهرة وكنز العمال ٢٨/٤ و ٣١٧/٢)

٢٧٣

إلى أبي موسى الأشعري رض

" أما بعد فأن القوة فى العمل أن لا تؤخر عمل اليوم لغد ، فأنكم إذا فعلتم ذلك تداركت عليكم الأعمال ، فلم تدروا بأيها تأخذون ، فأضعتم ، وإن الأعمال مؤداة إلى الأمير ما أدى الأمير إلى الله ، فأذا رتع الأمير رتعوا ، وإن للناس نفرة عن سلطانهم ، فأعوذ بالله أن تدركني ، فأنها ضغائن محمولة ، ودنيا مؤثرة ، وأهواء متبعة فأقيموا الحق ولو ساعة من نهار " (الحسن

البصري - كتاب الأموال للقاسم بن سلّام ص ٥)

٢٧٤

إلى أبي موسى الأشعري رض

" أما بعد فإن القوة في العمل أن لا تؤخروا عمل اليوم لغد، فإنكم إذا فعلتم ذلك تداركت عليكم الأعمال، فلا تدرون أيها تأخذون فأضعتم، فإن خيرتم بين أمرين أحدهما للدنيا والآخر للآخرة فاختاروا أمر الآخرة على أمر الدنيا، فإن الدنيا تفنى والآخرة تبقى، كونوا من الله على وجل، وتعلّموا كتاب الله فإنه ينابيع العلم وربيع القلوب".

(مصنف ابن أبي شيبة - كنز العمّال ٨/٢٠٨ و إزالة الخفاء ٢/١٨٢)

٢٧٥

إلى أبي موسى الأشعري رض

" أما بعد فإن للناس نفرةً عن سلطانهم فأعوذ بالله أن تدركني وإياك عَمِيَّةٌ جاهلية[1] وضغائنُ محمولة وأهواء متبعة ودنيا مؤثرة، فأقم الحدود ولو ساعة من نهار. وإذا عرض لك أمران أحدهما لله والآخر للدنيا فآثر

(٣٥)

[1] في الأصل: عمياء مجهولة.

نصيبك من الآخرة على نصيبك من الدنيا، فأن الدنيا تنفد والآخرة تبقى، وكن من خشية الله على وَجَل، وأخف الفُسّاق وَأجْعلهم يدا يدا و رِجلا رِجلا، وإذا كانت بين القبائل نائرة وتداعوا يالَ فلان يالَ فلان فأنما تلك نجوى الشيطان، فاضربهم بالسيف حتى يفيئوا إلى أمر الله، ويكون دعواهم إلى الله وإلى الأمام، وقد بلغني أن ضَبَّة تدعو : يالَ ضَبَّة، وإني والله ما أعلم أن ضَبَّة ساق الله بها خيرا قط ولا منع بها من سوء قط، فأذا جاءك كتابي هذا فانهكهم عقوبة حتى يفرقوا إن لم يفقهوا، وَألصق بغيلان بن خَرَشة من بينهم، وعُد مرضى المسلمين وَأشهد جنائزهم وَأفتح بابك، وباشر أمرهم بنفسك، فأنما أنت أمرؤ منهم غير أن الله جعلك أثقلهم حملا، وقد بلغ أمير المؤمنين أنه فشالك ولأهل بيتك هيئة فى لباسك ومطعمك ومركبك ليس للمسلمين مثلها، فأياك أن تكون بمنزلة البهيمة التى مرت بواد خصب فلم يكن لها همة إلا السمن وإنما حتفها فى السمن، واعلم أن للعامل مرداً إلى الله فأذا زاغ العامل، زاغت الرعية، وأن أشقى الناس من شقيت به رعيته والسلام».

(البيان ٣٥)

والتبيين للجاحظ، مصر ١٣٣٢هـ ٢/١٥٦ وعيون الأخبار لابن قتيبة مصر ١/١٩، معظم الكتاب، و شرح نهج البلاغة لابن أبي الحديد مصر ٣/٩٤ مع النقص والزيادة، والعقد الفريد ١/٤٦ مع النقص والزيادة، وإزالة الخفاء ٢/١٨١، بعض الكتاب ايضا فى صفحة ١٩١ من الجزء الثانى وكنز العمال ٣/١٤٩-١٥٠، معظم الكتاب)

٢٧٦

إلى أبي موسى الأشعري رض

" إقنع برزقك من الدنيا فإن الرحمن فضّل بعض عباده على بعض فى الرزق بلاء يبتلى به من بسط له كيف شكره، وشكره لله أداء الحق الذى افترض عليه فيما رزقه وخوّله "

(الحسن البصرى - كنز العمال ٢/١٥١)

٢٧٧

إلى أبي موسى الأشعري رض

إن أبا موسى كتب إلى عمر فى رجل مسلم قتل رجلا من أهل الكتاب فكتب إليه عمر:

" إن كانت طيرة فى غضب فأغرم أربعة آلاف

وإن كان لصًّا عاديا فَاُقْتُلْه ». (عمرو بن دينار- السنن الكبرى للبيهقى ٨/٣٣ وكنز العمال ٧/٣٠٤، مع التقديم والتاخير)

٢٧٨

صورة أخرى

« إن كان القاتل قتّالا فاقتلوه، وإن كان غير قتال فذروه ولا تقتلوه ». (عمرو بن دينار- السنن الكبرى للبيهقى ٨/٣٢). أُنظر كنز العمال ٧/٣٠٤ حيث ذكر المؤلف عدة روايات عن تهذيب الآثار لابن جرير الطبرى وشعب الأيمان للبيهقى معارضة للكتابين)

٢٧٩

إلى أبي موسى الأشعرى رض

كتب أبو موسى رض إلى عمر رض أن المسلمين يقعون فى المجوس[1] فيقتلونهم، فماذا ترى، فكتب إليه عمر رض:

« إنما هم عبيد، فأقمهم قيمة العبد فيكم ». (شُعب الأيمان للبيهقى - كنز العمال ٧/٣٠٤)

---

[1] فى الأصل: يقعون على.

٢٨٠-٢٨١

إلى عامل الكوفة

عن حماد عن إبراهيم: إن رجلا من بني شيبان قتل نصرانيا من أهل الجزية فكتب والي الكوفة إلى عمر بذلك، فكتب إليه عمر:
"إدفعه إلى أولياء المقتول. فإن شاؤا قتلوا وإن شاؤا عفوا عنه"
ثم كتب إليه:
"أقده بالدية من بيت المال"
وذلك لما بلغه أنه فارس من فرسان العرب. (جامع مسانيد أبي حنيفة للخوارزمي حيدرآباد الهند ١٣٣٢هـ ١/١٧٧)

٢٨٢

إلى أبي موسى الأشعري

"أما بعد فأنه بلغني أن الخضيراء تجددت بيتها، فإذا جاءك كتابي هذا فاهتكه هتكه الله"

٢٨٣

صورة أخرى

أما بعد فأنه بلغني أن امرأة من أهل

البصرة سترت بيتها كما تستر الكعبة، وإني عزمت عليك لما أرسلت إليها حين تقرأ كتابي من ينزع ستورها» (أنساب الأشراف للبلاذري ٩/٦٢٢)

٢٨٤

إلى مجاشع بن مسعود السلمي رض

«بلغني أن الخضيراء نجدت بيتا كما تنجد الكعبة فأقسم عليك إذا جاءك كتابي هذا لما قمت فهتكته» (شعب الإيمان للبيهقي خط رقم ٨١٠، المجلد الثاني، غير مقيد بالصفحات دار الكتب المصرية القاهرة، وكنز العمال ٧/١٤٦)

٢٨٥

إلى أبي موسى الأشعري رض

«أما بعد فإن الأصبغ بن عليم[١] التميم تكلف ما كفي وضيع ما ولي، فإذا أتاك كتابي هذا فلا تبايعوه، وإن مرض فلا تعودوه، وإن مات فلا تشهدوه» (نصى في الحجة - كنز العمال ١/٢٢٩ - ٢٣٠)

---

[١] في الإصابة ٢/١٩٨: صبيغ بن عسل مكان الأصبغ بن عليم.

٢٨٦

صورة أُخرى

" امنع الناس عن مجالسته "
(واحرمه عطاءه - الزيادة من الأصابة ٢/١٩٨،
ولا تبايعوه - الزيادة من تاريخ عمر لابن الجوزي
ص ٩٣)

٢٨٧

إلى أَبي موسى الأَشعري رض

" ما إخاله إلا قد صدق (صبيغ) فخل بينه
وبين مجالسة الناس " (الأفراد للدارقطني.
كنز العمال ١/٢٦٦)

٢٨٨

إلى أَبي موسى الأَشعري رض

" صَلِّ الظهر إذا زالت الشمس عن بطن
السماء، وصل العصر إذا تصوبت الشمس وهي
بيضاء نقية، وصل المغرب إذا وجبت الشمس،
وصل العشاء إذا غاب الشفق، وإن شئت
فإلى نصف الليل درك، وما بعد ذلك تفريط،

وصل الصبح والنجوم بادية مشتبكة وأطل القراءة"
واعلم أن الجمع بين الصلاتين من غير عذر
من الكبائر" (مصنف عبد الرزاق ومصنف
ابن أبي شيبة - كنز العمال ٤/١٨٧)

٢٨٩

صورة أخرى

"صلّ الظهر حين تزول الشمس، والعصر
والشمس حية بيضاء نقية، وصلّ المغرب حين
تغيب الشمس، وصلّ العشاء حين يغيب الشفق
إلى نصف الليل الأول فإنه ذلك سنة، والفجر
بسواد أو بغلس، وأطل القراءة" (أبو مهاجر
كنز العمال ٤/١٨٧)

٢٩٠

صورة أخرى

"صلّ الظهر إذا زاغت الشمس، والعصر
والشمس بيضاء نقية قبل أن يدخلها صُفرة،
والمغرب إذا غربت الشمس، وأخر العشاء ما
لم تنم، وصل الصبح والنجوم بادية، واقرأ فيهما
بسورتين طويلتين من المفصّل" (الموطّأ

لمالك ومصنف عبد الرزاق - كنز العمال ٤/١٠٧ و
إزالة الخفاء ٢/٩٢)

٢٩١

صورة أخرى

إلى العُمَّال

" إن أهم أمركم عندي الصلوة من حفظها أو حافظ عليها حفظ دينه ومن ضيّعها فهو لما سواها أضيع، (وكتب أن) صلوا الظهر إذا كان الفئ ذراعا إلى أن يكون ظل كل شئ مثله، والعصر والشمس بيضاء نقية قدر ما يسير الراكب فرسخين أو ثلاثة، والمغرب إذا غربت الشمس، والعشاء إذا غاب الشفق إلى ثلث الليل، فمن نام فلا نامت عينه، فمن نام فلا نامت عينه، فمن نام فلا نامت عينه، والصبح والنجوم بادية مشتبكة فمن نام فلا نامت عينه "
(الموطأ لمالك ص ٣ ومدونة الكبرى ١/٦٠، ينتهي الكتاب فيه إلى: فرسخين أو ثلاثة، والسنن الكبرى للبيهقي ١/٤٤٥-٤٤٦)

٢٩٢

إلى أبي موسى الأشعري رض

" إقرأ في المغرب بقصار المفصّل، وفي العشاء بوسط المفصل وفي الصبح بطوال المفصل ":
(مصنّف عبد الرزاق وابن أبي داوُد في المصاحف كنز ٤/٢٠٦)

٢٩٣

إلى أبي موسى الأشعري رض

" أُكتب إليّ من قرأ القرآن ظاهراً ":
(أبو كنانة القرشي - طبقات إبن سعد المجلد السابع من القسم الثاني ص ٩٤)

٢٩٤

صورة أُخرى

(إلى أُمراء الأجناد)

" إرفعوا إليّ كل من حمل القرآن حتى أُلحقهم في الشرف من العطاء و أُرسلهم في الآفاق يُعلمون الناس ": (كنانة العدوي (؟) - كنز العمال ١/٢١٧)

٢٩٥

إلى أبي موسى الأشعري و حُفَّاظ القرآن

" بسم الله الرحمن الرحيم . من عبد الله عمر إلى عبد الله بن قيس[١] ومن معه من حَمَلة القرآن سلام عليكم ، أمّا بعد فأن هذا القرآن كائن لكم أجرا وكائن لكم شرفا وذخرا ، فاتّبعوه ولا يتّبعنكم فأنه مَن اتّبعه القرآن زَجّ فى قفاه حتى يقذفه فى النار ، ومن تبع القرآن ورد به القرآن جنّات الفردوس ، فليكونن لكم شافعا إن استطعتم ولا يكونن بكم ماحلا ، فأنه من شَفع له القرآن دخل الجَنّة ، ومن مَحَل به القرآن دخل النّار ، وَاعْلَمُوا أَن هذا القرآن ينابيع الهدى وزَهرة العلم وهو أحدث الكتب عهداً بالرّحمن ، به يفتح الله أعيناً عمياء وآذانا صَمّاء وقلوبا غُلفا ، وَاعْلَمُوا أن العبد إذا قام من الليل فتسوّك وتوضّأ ثم كبّر وقرأ وضع الملك فاه على فيه ، ويقول : اُتْلُ اتلُ فقد طِبت وطاب لك ، وإن توضّأ ولم يستك حفِظ عليه ولم يعدُ ذلك ، ألاَ وإن قراءة القرآن

[١] فى الأصل : عبد الله قيس .

مع الصلوة كنز مكنون وخير موضوع فاستكثروا منه ما استطعتم، فأن الصلوة نور والزّكاة برهان والصبر ضياء والصوم جُنّة والقرآن حجة لكم وعليكم، فأكرموا القرآن ولا تهينوه فأن الله مكرم من أكرمه ومهين من أهانه، وَأعْلموا أنه من تلاه وحفظه وعمل به وَأتّبع ما فيه كانت له عند الله دعوة مستجابة إن شاء عجلها له في دنياه وإلا كانت له ذخراً في الآخرة، وَأعْلَموا أَنّ ما عند الله خير وأبقى للذين آمنوا وعلى ربهم يَتوَكّلُوْن".

(ابن زنجوَيه - كنز العمّال ١/٢١٧)

٢٩٦ - ٢٩٧

كتب أخرى في هذا الشأن

إلى بعض عماله

" أَعط الناس على تعلم القرآن ".

فكتب العامل إلى عمرؓ: إنك كتبت إلىّ أن أَعط النّاس على تعلم القرآن، فتعلمه من ليست له رغبة إلا رغبة الجُعْل، فكتب إليه:

" أَعط الناس على المروءة والصّحابة ".

٢٩٨ - ٢٩٩

إلى سعد بن أبي وقاص رض

قسم سعد بن أبي وقاص غنيمة فبقيت بقية، فكتب إليه عمر:

" فضّها على حملة القرآن "

فجاء عمرو بن معد يكرب، فقال سعد رض: ما معك من كتاب الله؟ قال: شغلت بالجهاد عن حفظه، فقال سعد: مالك في هذا نصيب، فجاء بشر بن ربيعة، أحد الفرسان فقال سعد: ما معك؟ قال: بسم الله الرحمن الرحيم، فلم يعطه شيئاً، فقال بشر:

تذكر هداك الله وقع سيوفنا ... بباب قديس والقلوب تطير
إذا ما فرغنا من قراع كتيبة ... دلفنا لأخرى كالجبال تسير
غداة يروم[1] القوم لو أن بعضهم ... يُعار جناحَي طائر فيطير
وعند أمير المؤمنين نوافل ... وعند المثنى فضة وحرير

فكتب سعد بذلك إلى عمر رض:

" أعطهما بسبب بلائهما " (الأصابة مصر ١/١٧١ - ١٧٢)

٣٠٠ - ٣٠١

وفي رواية أخرى أن سعد كان كتب إلى عمر في فضلة فضلت بعد قسم الخراج على المسلمين

---

(١) في الأصل: يوم

فأمره أن يفرقها فى قراء القرآن، ففعل، فلما كان العام المقبل كتب إلى عمر أنهم كانوا سبعة فصاروا الآن سبعين، فكتب إليه :

" فرقها فى أهل البلاء والنكاية فى العدو ".

فكتب بشر بن ربيعة الكوفى إلى عمر بالأبيات المذكورة آنفا، فكتب إلى سعد :

" ألحقه بأهل البلاء وقدمه ". (الإصابه ١/١٧٢)

٣٠٢

إلى أبي موسى الأشعري

" بلغنى أنك تأذن للناس الجمَّ الغفير، فإذا جاءك كتابي هذا فأذنْ لأهل الشرف وأهل القرآن والتقوى والدين، فإذا أخذوا مجالسهم فأذنْ للعامة ولا تؤخر عمل اليوم لغد، فتتدارك عليك الأعمال فتضيع، وإياك واتباع الهوى، فإن للناس أهواءً متبعة ودنيا مؤثرة وضغائن محمولة، وحاسب نفسك فى الرخاء قبل حساب الشدة، فإنه من حاسب نفسه فى الرخاء قبل حساب الشدة كان مرجعه إلى الرضا والغبطة، ومن ألهته حياته وشغلته أهواؤه، عاد أمره إلى الندامة والحسرة، [إنه لا يقيم أمر الله فى الناس إلا حصيف العقدة، بعيد الغرة، لا يحنق على جرة[1]، ولا يطلع الناس

[1] فى الأصل : حرة بالحاء المهملة .

منه على عورة، ولا يخاف في الحق لومة لائم؛ إلزم أربع خصال يسلم لك دينك وتحظ بأفضل حظك، إذا حضر الخصمان فعليك بالبينات العدول والأيمان القاطعة ثم أدن الضعيف حتى ينبسط لسانه ويجترئ قلبه، وتعاهد الغريب، فانه إذا طال حبسه ترك حاجته وانصرف إلى أهله، واحرص على الصلح ما لم يتبين لك القضاء والسلام".

(إزالة الخفاء ٢/١٩٨ وشرح نهج البلاغة ٣/١١٩ مع الاختلاف في المتن، وكنز العمال ٣/١٦٧ و شطر من صدر الكتاب يوجد في تاريخ عمر ابن الخطاب لابن الجوزي ص ٩٦) العبارة التي بين القوسين والتي تبتدئ من: إلزم أربع خصائل وتنتهي إلى: ما لم يتبين لك القضاء قد مرّت من قبل بصورة كتابين منفردين)

٣٠٣

إلى أبي موسى الأشعري رضي الله عنه

" من خلصت نيّته كفاه الله تعالى ما بينه وبين الناس، ومن تزين للناس بغير ما يعلم الله من قلبه، شانه الله (في رواية أخرى: هتك الله ستره) فما ظنك بثواب الله في عاجل

رزقه وخزائن رحمته والسلام» (حلية الأولياء ١/ ٥٠ وتاريخ عمر لابن الجوزي ص٩٥)

٣٠٤

إلى أبي موسى الأشعري (رض)

عن أبي سُراقة أن أبا موسى كتب إلى عمر يشاوره في جارية أراد أن يشتريها فكتب إليه عمر (رض) :-

« لا تتخذ منهن فإنهن قوم لا يتحايرن الزِّنا، وإن الله نزع الحياء من وجوههن كما نزع من وجوه الكلاب، وعليك بجارية من سبايا العرب تحفظك في نفسها وتخلفك في ولدها» (ابن عساكر - كنز العمال ٥/ ٤٠)

٣٠٥

إلى أبي موسى الأشعري (رض)

« إياك والضَّجَرَ والغضبَ والقلقَ والتأذى بالناس عند الخُصومة، وإذا جلس عندك الخصمان فرأيت أحدهما يتعمد الظلم فأوجع رأسه» (البَغوى - إزالة الخفاء ٢/ ١١٩)

٣٠٧

إلى أبي موسى الأشعري رض

"لا يمنعك قضاء قضيته ثم راجعت فيه نفسك فهديت لرشده أن تنقضه، فأن الحق قديم لا ينقضه شئ والرجوع إلى الحق خير من التمادى فى الباطل". (البغوى - إزالة الخفاء ٢/١١٩)
متن هذا الكتاب بتغير يسير ومعظم الذى سبق موجودان فى كتاب آخر طويل وجهه عمر رض إلى أبي موسى رض فى القضاء وسينقل هذا الكتاب قريباً إن شاء الله)

٣٠٨

إلى أبي موسى الأشعري رض

"عليك بالصّبر، وَاعْلَمَ أن الصّبر صبران أحدهما أفضل من الآخر: الصبر فى المصائب حسن، وأفضل منهما الصبر عمّا حرّم الله، وَاعْلَمَ أَنّ الصّبر مِلاكِ الإيمان لأَنّ التّقوى أفضل البر والتقوى بالصبر". (الغزّالى - إزالة الخفاء ٢/١٧٣)

٣٠٩

إلى أبي موسى الأشعري

" أما بعد فأن القضاء فريضة محكمة وسنة متبعة فافهم إذا أدلى إليك فأنه لا ينفع تكلم بحق لا نفاذ له آس بين الناس في مجلسك ووجهك وعدلك حتى لا يطمع شريف في حيفك ولا يخاف ضعيف جورك، البيّنة على من ادّعى واليمين على من أنكر، الصلح جائز بين المسلمين إلا صلحا أحلّ حراما أو حرّم حلالا، لا يمنعك قضاء قضيته بالأمس راجعت فيه نفسك وهُديت فيه لرشدك أن تراجع الحق، فأن الحق قديم وإن الحق لا يُبطله شئ ومراجعة الحق خير من التمادى في الباطل، الفهمَ، الفهمَ، فيما يختلج في صدرك مما يبلغك في القرآن والسنة، إعرف الأمثال والأشباه ثم قِس الأمور عند ذلك، فاعمد إلى أحبها إلى الله وأشبهها بالحق فيما ترى، وأجعل للمدعى أمداً ينتهى إليه، فأن أحضر البيّنة وإلا وجهت عليه القضاء، فأن ذلك أجلى للشك وأبلغ في العذر، المسلمون عُدُول بعضهم على بعض إلّا مجلوداً في حدّ أو مجربا في شهادة زُوراً أو ظنينا في ولاء أو قرابة، فأن الله تولّى

منكم السرائر ودرأ عنكم بالبينات، ثم إياك والضجر والقلق والتأذى بالناس والتنكر للخصوم فى مواطن الحق التى يوجب الله بها الأجر ويحسن بها الذكر، فإنه من يخلص نيته فيما بينه وبين الله يكفه الله فيما بينه وبين الناس ومن تزين للناس بما يعلم الله منه غير ذلك شانه الله". (السنن للدارقطنى، الهند ص ٥١٢ وعيون الأخبار لابن قتيبة مصر سنة ١٩٢٥ ١/٦٦ وأنساب الأشراف ٩/٦٢٣، والبيان والتبيين للجاحظ، مصر سنة ١٣٣٢هـ، ٢/٢٤، والعقد الفريد، مصر، سنة ١٩١٣ ١/٤٦ وشرح نهج البلاغة ٣/١١٩ والكامل للمبرد ليبزك سنة ١٨٧٠م ١/٩ ونهاية الأرب للنويرى، مصر سنة ١٩٢٦، ٦/٢٠٧، وأدب القاضى لأبى زيد السمعانى خط رقم [٦٢٩] ١٢ ١٠٨، ص٤-٥ مكتبة جامعة الأزهر القاهرة، وإعلام الموقعين لابن القيم، مصر ١/٧١-٧٢، والمبسوط للسرخسى، مصر ١٦/٦٠-٦٥ والسنن الكبرى للبيهقى ١٠/١٠٦ ١٠ بعض الأجزاء النهاية فقط ونصب الراية لأحاديث الهداية ٤/٨١-٨٢ وتاريخ عمر بن الخطاب لابن الجوزى ص ١٣٥، ومسند البزاز خط رقم [٩٢٤] ٢٩٠٢٥ مكتبة جامعة الأزهر وصبح الأعشى ١/١٩٣-١٩٤ والمقدمة لابن خلدون ١/١٠٤، وكنز العمال.

٣/١٢٤ مُعظم الكتاب وإزالة الخفاء ٢/١١٩، وأكثر نسخ هذا الكتاب تختلف في اللفظ مع النقص والزيادة)

٣١٠

إلى المسلمين

" لا تستعملوا البَراء بن مالك على جَيش من جيوش المسلمين فإنه مهلكة من المهالك يقدم بهم ". (شرح السِّير الكبير للسرخسي ١/٤٨ والاستيعاب ١/٥٨، وصفوة الصفوة لابن الجوزي ١/٢٥٦)

٣١١

إلى عثمان بن أَبي العاص الثَّقفي رض

" يا أَخا ثقيف[١] احملت دُودا على عُودٍ، وإني أحلف بالله أن لو أُصيبوا لأَخذت من قومك مثلهم ". (فتوح البلدان للبلاذري ص ٤٣٠)

٣١٢

إلى عثمان بن أَبي العاص الثَّقفي رض

"من عبد الله عمر أَمير المؤمنين إلى عثمان بن أَبي العاص سلام عليك. أَما بعد فأني

---

[١] وكان قاد أسطولاً من عُمان إلى تانة بالقرب من بومباي (الهند): ليغزو تانة وتأسيس الإسلام في ذلك القطر.

قد أمددتك بعبد الله بن قيس (أبي موسى) فإذا لقيتما فأنت الأمير، وطاوعا". (الاستيعاب ٢/٤٨٣ وفتوح البلدان ص ٣٨٠)

٣١٣

إلى عثمان بن أبي العاص الثقفي رض

"إحلقوا شعرة، وشمروا قميصه وألزموه المسجد" (الإصابة، مصر ٣/٥٨٩)

٣١٤

إلى جزء بن معاوية رض

" أنظر مجوس من قبلك، فخذ منهم الجزية، فأن عبد الرحمن بن عوف أخبرني أن رسول الله أخذ الجزية من مجوس هجر".
(جامع الترمذي، الهند ص ٢٤٠ والسنن للدارقطني الهند ص ٢٢٦)

٣١٥

إلى جزء بن معاوية رض

" أقتلوا كل ساحر وفرقوا بين كل ذي محرم

---

(١) في الأصل: فعثمان الأمير. (٢) في الأصل: وتطاوعا.
(٣) الضمير راجع إلى نصر بن حجاج المدني وقد افتتنت عدة من النساء بجماله الخلاب.

من المجوس وأنههم من الزمزمة". (السنن للدارقطني ص ٢٢٦ وكتاب الأموال للقاسم بن سلّام ص ٣٦ و كنز العمّال ٦/٤٢٩)

٣١٦

صورة أخرى

" إعرضوا على من قبلكم من المجوس أن يَدَعُوا نكاح أمهاتهم وبناتهم وأخواتهم وأن يأكلوا جميعا كيما نلحقهم بأهل الكتاب، وَاقْتُلُوا كل كاهن وساحرٍ". (ابن زَنْجَوَيه - كنز العمّال ٢/٣٠٠)

٣١٧

صورة أخرى

" أُقتلوا كل ساحرٍ و ساحرة ". (طبقات ابن سعد المجلد السابع من القسم الثاني ص ٩٤ وإزالة الخفاء ٢/١٢٥)

٣١٨

إلى أبي موسى الاشعري رض

عن كُليب الجرمي : أن أبا موسى كتب إلى عمر في امرأة أتاها رجل وهي نائمة فكتب عمر :

"تهامِيّة نامت[١] قد يكون مثل هذا؟" وأمر أن يدرأ عنها الحد. (كنز العمّال ٣/٨٧)

٣١٩

إلى أبي موسى الأشعري رض

" مُرمن قبلك من نساء المسلمين أن يصدقن حُليهن": (السنن الكبرى للبيهقي ٤/١٣٩" وفي مصنف ابن أبي شيبة بعد: أن يصدقن حُليهن:

" ولا يجعلن الهدية والزيادة تقارضا بينهن". (مُصنَّف خط رقم ٣٠٨، ٢/٤٧٩، دار الكتب القاهرة)

١٤٣

إلى عُتبة بن غزوان رض

" إنّ العلاء بن الحضرمي حمل جنداً من المسلمين فقطعهم أهل فارس وعصاني وأظنه لم يُرد الله بذلك فخشيت عليهم أن لا يُنصروا وأن يُغلبوا وينشبوا، فاندب إليهم الناس واضممهم إليك من قبل أن يجتاحوا": (سيف بن عمر-الطبري ٤/٢١٣)

---

[١] في الأصل: تنومت، ويمكن ان تكون مُصحّفة عن نوّمة.

٣ - جَبهة مِصر وإفريقيَّة

٣٢٠ - ٣٢١ - ٣٢٢ - ٣٢٣

إلى عمرو بن العاص رض

قالوا : لما قدم عمر بن الخطاب الجابية، قام إليه عمرو فخلا به، وقال يا أمير المؤمنين أتأذن لى أن أسير إلى مصر، وحرَّضه عليها وقال إن فتحتها كانت قوة للمسلمين وعوناً لهم، وهي أكثر الأرض أموالاً وأعجزها عن القتال والحرب، فتخوَّف عمر رض على المسلمين وكره ذلك، فلم يزل عمرو يُعظم أمرها عند عمر رض ويخبره بحالها ويُهوّن عليه فتحها حتى ركن لذلك عمر رض، فعقد له على أربعة آلاف رجل من عكّ ويقال : بل ثلثة آلاف وخمسمائة . . . . . ويقال إن عمرو كان بفلسطين فتقدم بأصحابه إلى مصر بغير إذن، فكُتب فيه إلى عمر بن الخطاب، فكتب إليه عمرو وهو دون العريش، فحبس الكتاب فلم يقرأه حتى بلغ العريش فقرأه فإذا فيه :

"من عمر بن الخطاب إلى العاص بن

العاص . فإنك سرت إلى مصر ومن معك وبها جموع الروم، وإنما معك نفر يسير ولعمري لو كانوا ثكل أمك ما سرت بهم فإن لم تكن بلغت مصر فارجع" (إبن لهيعة ويزيد بن حبيب. فتوح مصر لابن عبد الحكم، ليدن ١٩١١م ص ٥٦-٥٥)

ويقال بل كان عمرو في جنده على قيسارية مع من كان بها من أجناد المسلمين وعمر بن الخطاب إذ ذاك بالجابية، فكتب سراً فاستأذن إلى مصر وأمر أصحابه فتنحّوا كالقوم الذين يريدون أن يتنحوا من منزل إلى منزل قريب، ثم سار بهم ليلاً، فلما فقده أمراء الأجناد استنكروا الذي فعل ورأوا أن قد غرّر، فرفعوا ذلك إلى عمر رضي الله عنه، فكتب إليه عمر رضي الله عنه :

"أما بعد فإنك قد غررت بمن معك، فإن أدركك كتابي ولم تدخل مصر فارجع وإن أدركك وقد دخلت فامض واعلم أني ممدك"

(ليث بن سعد - إبن عبد الحكم ص ٥٧)

ويقال إن عمر رضي الله عنه كتب إلى عمرو بن العاص بعد ما فتح الشام :-

"أندب الناس إلى المسير معك إلى مصر، فمن خفّ معك فسر به"

فندبهم عمرو فأسرعوا إلى الخروج ثم إن عثمان بن عفّان دخل على عمر بن الخطاب فقال عمر: كتبت إلى عمرو بن العاص أن يسير إلى مصر من الشام، فقال عثمان: يا أمير المؤمنين إن عمراً لمجرّؤ وفيه إقدام وحُبٌّ للإمارة فأخشى أن يخرج في غير ثقة ولا جماعة فيعرض المسلمين للهلكة رجاء فرصة لا يدرى تكون أم لا" فندم عمر بن الخطاب على كتابه إلى عمرو إشفاقا مما قال عثمان"، فكتب إليه :-

"إن أدركك كتابي قبل أن تدخل مصر فارجع إلى موضعك وإن كنت دخلت فامض لوجهك"

(فتوح مصر لابن عبد الحكم ص ٥٧ - ٥٨)

٣٢٤

إلى عمرو بن العاص رض

" بسم الله الرحمن الرحيم . من عمر بن الخطاب إلى عمرو بن العاص، سلام عليك . فإني أحمد الله الذي لا إله إلا هو وأصلي على نبيه محمد صلى الله عليه وسلم، وقد وصلني كتابك وقرأته وعلمت ما قد جرى عليكم من عدوكم وغدره لكم فذلك لما سبق في أم الكتاب، وكان يجب عليك يا ابن العاص أن

لا تطمئن إلى عدوكم ولا تسمع له كلاماً، وما أعرفك يا ابن العاص إلا حسن الرأي والتدبير ولكن ليقضي الله أمراً كان مفعولاً، فاستعمل النشاط في أمرك ولا تتوان[١] في مصالح المسلمين، واعلم أن كل راع مسئول عن رعيته، فدبّر أمرك ولا تأمن عدوك واستعمل الحذر، فأن إمامك والله ما بات إلا على حذر ولا كذّب خبراً، والله يعيننا وإياك على طاعته، وقد نفذتُ إلى أمين الأمة أبي عُبيدة عامر بن الجرّاح ليُسيّر إليك جيشاً، والسلام عليك وعلى من معك من المسلمين ورحمة الله وبركاته». (فتوح مصر والاسكندرية المنسوب إلى الواقدي، ليدن ١٨٢٥م ص ٥٩، والنسخة المطبوعة بمصر ٢/٣٤)

٣٢٥

إلى عمرو بن العاص رض

حصر عمرو بن العاص الروم بالقلعة التي يقال لها بابليون[٢] حيناً وقاتلهم قتالاً شديداً يصبحهم ويمسيهم، فلما أبطأ الفتح عليه، كتب إلى عمر بن الخطاب

---

[١] في الأصل: لا تتوانا.

[٢] التي بُنى عندها الفسطاط عاصمة مصر الأسلامية فيما بعد.

يستمده ويعلمه ذلك، فأمده عمر بأربعة آلاف رجل على كل ألف رجل منهم رجل وكتب إليه عمر بن الخطاب:

" إني قد أمددتك بأربعة آلاف رجل منهم رجل مقام الألف: الزُّبَير بن العَوَّام والمقداد بن عمرو وعُبادة بن الصامت ومَسلمة بن مُخَلَّد[١] وأعْلَمْ أن معك اثنى عشر ألفا ولا يُغْلَب اثنا عشر ألفا من قلة "

(ابن لهيعة - فتوح مصر لابن عبد الحكم ص ٦١ وحسن المحاضرة للسيوطي مصر ١/٦٤، وكنز العمال ٣/١٥١)

٣٢٦

إلى عمرو بن العاص (رض)

لمَّا فُتح بابِليون وما حولها من الأرَضين طالب الزبير بن العوام وطائفة من المسلمين عمراً أن يقسمها فقال عمرو: لا أقسمها حتى أُوامر أمير المؤمنين، فكتب إلى عمر بن الخطاب، فكتب إليه عمر (رض):

" أَقِرَّها حتى يغزو منها حبل الحبلة "

---

[١] وقال آخرون: بل خارجة بن حُذافة الرابع مكان مَسلمة.

٣٢٧

صورة أخرى

"بسم الله الرحمن الرحيم . أما بعد فقد وصل إلىّ ما كان من إجماعكم على أن تغتصبوا عطايا المسلمين ومؤن من يغزو العدو وأهل[١] الكفر، وإنى إن قسمتها بينكم لم يكن لمن بعدكم من المسلمين مادة يقوون به على عدوكم، ولولا ما أحمل[٢] عليه فى سبيل الله وأدفع عن المسلمين من مؤنهم وأجرى على ضعفائهم وأهل الديوان منهم لقسمتها بينكم فأوقفوها فيئا على من بقى من المسلمين حتى ينقرض آخر عصابة تغزو من المسلمين، والسلام عليكم".

(شرح معانى الآثار للطحاوى، دهلى سنة ١٣٠٤ه ٢/١٤٥-٤٦ وأبكار الأفكار فى مشكل الأخبار لمؤلف مجهول خط رقم ٢٨م ص ١١١، دار الكتب المصرية، القاهرة)

٣٢٨

إلى عمرو بن العاص رض

"بسم الله الرحمن الرحيم . سلام عليك، فأنى أحمد الله الذى لا إله إلا هو وأصلى على نبيه

---

[١] فى الاصل : يغزو أهل العدو وأهل الكفر. [٢] فى الاصل : لا أحمل عليه.

محمد صلى الله عليه وسلم، فإذا وصلك كتابي هذا فاطلب أعداءَ الله حيث كانوا من البلاد، وإياك أَن يلين جانبك لهم، وَانظُر في أحوال الرعية وَاعدِل فيهم ما استطعت، وَاطلُب العفو من الله بالعفو عن الناس، وأجرِ الناس على قوانينهم وقرّر لهم واجبا في دواوينهم وأَحي رسوم العافية بالعدل في الرَّعية، فإنما هي أيام تمضي ومدة تنقضي، فأما ذكر جميل وإما خزي طويل والسلام". (فتوح الشام ومصر للواقدي مصر ٢/٤٠)

٣٢٩

إلى عمرو بن العاص رض

لما أبطأ على المسلمين فتح الأسكندرية وهم محاصرها لأشهر، كتب عمر رض إلى عمرو بن العاص:-

"أما بعد فقد عجبت لإبطائكم عن فتح مصر، إنكم تقاتلونهم منذ سنتين، وما ذاك إلا لما أحدثتم وأحببتم من الدنيا ما أحب عدوكم، وإن الله تبارك وتعالى لا ينصر قوماً إلا بصدق نياتهم، وقد كنت وجهت إليك أربعة نفرٍ وأعلمتك أن الرجل منهم مقام ألف رجل على ما كنت أعرف، إلا أن يكونوا غيّرهم ما غيّر غيرهم، فإذا أتاك كتابي هذا فاخطب

الناس وحضّهم على قتال عدوهم ورغّبهم في الصبر والنيّة وقدّم أولئك الأربعة في صدور الناس ومُر الناس جميعا أن يكون لهم صدمة كصدمة رجل واحد، وليكن ذلك عند الزوال يوم الجمعة فإنها ساعة تُنزل الرحمة ووقت الإجابة، وليعج الناس إلى الله ويسألوه النّصر على عدوهم".

(يحيى بن خالد - فتوح مصر لابن عبد الحكم ص ٧٩ وخطط المقريزي مصر ١٩٢٢ ٣/١٥٠ - ١٥١).

٣٣٠

إلى عمرو بن العاص رض

"أما بعد فإنه جاءني كتابك تذكر أن صاحب الأسكندرية عرض أن يعطيك الجزية على أن تردّ عليه ما أصيب من سبايا أرضه ولعمري لجزية قائمة تكون لنا ولمن بعدنا من المسلمين أحبّ إليّ من فيء يقسم ثم كأنه لم يكن، فاعرض على صاحب الأسكندرية أن يعطيك الجزية على أن تخيّروا من في أيديكم من سبيهم بين الأسلام وبين دين قومه، فمن اختار منهم الأسلام فهو من المسلمين له ما لهم وعليه ما عليهم، ومن اختار دين قومه وضع عليه من الجزية ما يوضع على أهل دينه، فأما من

تفرق من سبيهم بأرض العرب فبلغ مكة والمدينة واليمن فأنا لا نقدر على ردّهم ولا نحب أن نصالحه على أمر لا نفي له به" (ابن إسحاق - الطبري ٤/٢٢٧).

٣٣١

إلى عمرو بن العاص رض

"من كان منهم[1] في أيديكم فخيروه بين الإسلام، فإن أسلم فهو من المسلمين له ما لهم وعليه ما عليهم، وإن اختار دينه فخلوا بينه وبين قريته" (ابن لهيعة - فتوح مصر لابن عبد الحكم ص ٨٣)

٣٣٢

إلى عمرو بن العاص رض

هذا الكتاب مجهول ذكره بعض المؤلفين المسلمين بعد القرن السادس، منهم القفطي صاحب إخبار العلماء بأخبار الحكماء، وعندنا أدلة كثيرة على كون هذا الكتاب مجهولاً منها أنه لم يذكره قط أحد من المحدثين أو الأخباريين طول ستة

---

[1] الضمير راجع إلى الروم الذين سبوا من القرى التابعة للإسكندرية.

قرون الأولى من الإسلام، ومنها انه ثبت محققاً أن مكتبة الأسكندرية التى يصدر عمر رض فى هذا الكتاب أمر إعدامها كان أحرقها الروم قبل قرن أو أكثر من الفتح الإسلامى :

"..... وأما الكتب التى ذكرتها، فإن كان فيهاما يوافق كتاب الله ففى كتاب الله عنه غنى، وإن كان فيهما يخالف كتاب الله فلا حاجة إليها، فتقدم بإعدامها".

(إخبار العلماء بأخبار الحكماء للقفطى، ليبزك ١٩٠٣م ص ٣٥٤ - ٤٥٧ ومختصر أخبار مصر لعبد اللطيف البغدادى ١٨٠٠، فيه إشارة إلى أن عمر رض أمر بإعدامها، وانظر فتح العرب لمصر للدكتور بتلر ص ٤٢٤ - ٤٢٥)

٣٢٣

إلى عمرو بن العاص رض

إن عمرو بن العاص لما فتح الأسكندرية ورأى بيوتها وربوعها فارغة أراد أن يسكنها، فكتب إلى عمر بن الخطاب يستأذنه فى ذلك، فسأل عمر الرسول: هل يحول بينى وبين المسلمين ماء؟ قال نعم، فكتب عمر رض إلى عمرو رض :

"إنى لا أحب أن تنزل المسلمين منزلا يحول الماء بينى وبينهم فى شتاء ولا صيف".

(٣٢) (ابن لهيعة -

فتوح مصر ص ٩١)

٣٣٤

صورة أخرى

عن يزيد بن حبيب أن عمر بن الخطاب كتب إلى سعد بن أبي وقاص وهو نازل بالمدائن وإلى عامله بالبصرة وإلى عمرو بن العاص وهو نازل بالإسكندرية :

"لا تجعلوا بيني وبينكم ماءً متى أردت أن أركب إليكم راحلتي حتى أقدم عليكم قدمت." (فتوح مصر ص ٩١ - وحسن المحاضرة ١/٧٨)

٣٣٥

إلى عمرو بن العاص رض

إتخذ عمرو منبراً في المسجد الذي بنى بالفسطاط فكتب إليه عمر رض :

"أما بعد فإنه بلغني أنك اتخذت منبراً ترقى به على رقاب المسلمين، أوما بحسبك أن تقوم قائماً والمسلمون تحت عقبيك، فعزمت عليك لما كسرته."

(ابن لهيعة - فتوح مصر ص ٩٢ وحسن المحاضرة ١/٧٩ وكنز العمال ٣/١٦٦)

٣٣٦

إلى عمرو بن العاص رض

" بلغني أنك إذا جلست مع أصحابك اتّكأت بين أظهرهم كما يفعل العجم فلا تفعل، إجلس معهم ما جلست، فإذا دخلت بيتك فافعل ما بدا لك ".
(تاريخ مدينة دمشق لابن عساكر ما ئكروفلم ع ١٦، معهد إحياء المخطوطات العربية، القاهرة)

٣٣٧

المدائني: كتب عمرو إلى عمر فشكى إليه ما يلقى من أهل مصر، فوقّع في رقعته[١]:
" كن لرعيتك كما تحب أن يكون لك أميرك، ورُفع إليّ عنك أنك تتكئ في مجلسك فإذا جلست فكن كسائر الناس ولا تتكئ ". (تاريخ مدينة دمشق لابن عساكر ما ئكروفلم ع ١٦)

٣٣٨

لما ملك عمرو بن العاص الاسكندرية ورجع إلى الفسطاط جعل طائفة من جيشه بالجيزة خوفا من عدو يغشاهم في تلك الناحية، فلما استقر بالفسطاط أمرهم بالانضمام إليه، فكرهوا ذلك، فكتب بخبرهم إلى عمر بن الخطاب، فكتب عمر رض:

---

[١] في الأصل: قصته وأظنه محرفاً.

"كيف رضيت أن تفرق عنك أصحابك لم يكن ينبغي لك أن ترضى لأحد من أصحابك أن يكون بينهم وبينك بحر لا تدري ما يفجأهم فلعلك لا تقدر على غياثهم حتى ينزل بهم ما تكره، فاجمعهم إليك، فإن أبوا عليك وأعجبهم موضعهم، فابن عليهم من فئ المسلمين حصناً".

(ابن لهيعة - فتوح مصر لابن عبد الحكم ص ١٢٨، ومعجم البلدان لياقوت الحموي ٣/١٩٢، والانتصار لواسطة عقد الأمصار لابن دقماق، خط رقم ١٠٤٤، ٤/٢٦٩ دار الكتب المصرية القاهرة، وحسن المحاضرة للسيوطي ١/٨١)

٣٣٩

بنى خارجه بن حذافة صاحب شرطة عمرو غرفة وكان أول من فعل ذلك بمصر، فبلغ ذلك عمر، فكتب إلى عمرو بن العاص:

"أما بعد فإنه بلغني أن خارجة بن حذافة بنى غرفة، ولقد أراد خارجة أن يطلع على عورات جيرانه، فإذا أتاك كتابي هذا فاهدمها إن شاء الله والسلام".

(ليث بن سعد - فتوح مصر ص ١٠٤ وحسن المحاضرة ١/٨١)

٣٤٠

صورة أخرى

"انصب سريرا في الناحية التي شكيت ثم أقم

عليه رجلاً لا جسيماً ولا قصيراً فإن أشرفت فسُدَّها".
(يزيد بن حبيب. فتوح مصر ص ١٠٧)

٣٤١ - ٣٤٣

إلى عمرو بن العاص رضي الله عنه

سأل المُقَوقِس عمرو بن العاص أن يبيعه سفح المقطم بسبعين ألف دينار، فعجب عمرو من ذلك وقال أكتب في ذلك إلى أمير المؤمنين، فكتب بذلك إلى عمر رضي الله عنه، فكتب إليه عمر:

"سَلْه لم أعطاك به ما أعطاك وهي لا تزدرع ولا يستنبط بها ماء ولا يُنتفع بها".

فقال المُقوقس: إنا لنجد صفتها في الكتب أن فيها غِراسَ الجنة، فكتب عمرو بذلك إلى عمر رضي الله عنه فكتب إليه عمر رضي الله عنه:

"إنا لا نعلم غِراس الجنة إلا المؤمنين، فأقبر فيها من مات قِبَلك من المسلمين ولا تبعه بشيء".

(ليث بن سعد. فتوح مصر ص ١٥٧، ومعجم البلدان لياقوت ٨/١٢٦، وفضائل مصر لابن زُولاق خط ص ٣٦ وحسن المحاضرة ١/٨٢ وكنز العمال ٣/١٥٣)

٣٤٣

صورة أخرى

"صدق (المقوقس) فاجعلها مقبرة للمسلمين"

(ابن لهيعة - فتوح مصر ص ١٥٧)

٣٤٤

إلى عمرو بن العاص رض

لما فتح عمرو بن العاص مصر أتى أهلها إليه حين دخل بؤونة من أشهر العجم فقالوا له: أيها الأمير لنيلنا هذا سنة لا يجرى إلا بها، إذا كان اثنتى عشرة ليلة تخلو من هذا الشهر عمدنا إلى إلى جارية بكر فأرضينا أبويها وجعلنا عليها من الحُلى والثياب أفضل ما يكون ثم ألقيناها فى النيل فيرتفع ماءها ويسقى زرعنا، فقال لهم عمرو: إن هذا لا يكون فى الاسلام، إنه يهدم ما قبله". فأقاموا بؤونة وأبيب ومسرى لا يجرى قليلا ولا كثيرا حتى هموا بالجلاء، فلما رأى ذلك عمرو كتب إلى عمر رض بذلك، فكتب إليه عمر رض:

"قد أصبت ان الأسلام يهدم ما كان قبله، وقد بعثت إليك ببطاقة فألقها فى داخل النيل إذا أتاك كتابي"

٣٤٥

إلى نيل مصر

" أما بعد فإن كنت تجرى من قبلك فلا تجر وإن كان الله الواحد القهار الذى يجريك فنسأل الله الواحد القهار أن يجريك "

فألقى عمرو البطاقة فى النيل قبل يوم الصليب بيوم فأصبح أهل مصر وقد أجراه الله ستة عشر ذراعا.

(ابن لهيعة.

فتوح مصر ص ١٥٠ - ١٥١، وكتاب البلدان لابن الفقيه ليدن ١٣٠٢هـ ص ٥٦ وأحسن التقاسيم فى معرفة الأقاليم ليدن ١٩٠٦م وتاريخ الخميس للديار بكرى مصر ١٢٨٣هـ ٢/٢٤٢ وتاريخ مصر لابن إياس ١/٣١ وتاريخ مدينة دمشق، مائكروفلم ١٦/ وكنز العمال ٦/٢٣٠ و ٢/٢٦٦ مع اختلاف يسير)

٣٤٦

صورة أخرى

" بسم الله الرحمن الرحيم . من عبد الله عمر بن الخطاب أمير المؤمنين إلى نيل مصر، أما بعد فإن كنت مخلوقا لا تملك ضرا ولا نفعا، وإن[1] تجر من قبل نفسك وبأمرك فانقطع ولا حاجة لنا بك وإن كنت تجرى بحول الله وقوته فأجر كما كنت والسلام "

(فتوح الشام ومصر المنسوب إلى الواقدى مصر ٢/٤٠)

---

[1] فى الأصل : وأنت تجرى من قبل نفسك .

٣٤٧

إلى عمرو بن العاص رض

أَصاب الناس بالمدينة جهد شديد فى سَنة الرَّمادة، فكتب عمر رض إلى عمرو رض :

" من عبد الله عمر أَمير المؤمنين إلى العاص بن العاص سلام، أَما بعد فلعَمري يا عمرو ما تُبالى إذا شَبِعتَ أَنت ومَن معك أَن أَهلك أَنا ومن معى، فياغوثاه ثم يا غوثاه ". (ليث بن سعد ـ فتوح مصر لابن عبد الحكم ص ١٦٢ ـ ٦٣، وحُسن المحاضرة ١/ ٩٣)

٣٤٨

صورة أُخرى

" إلى العاص بن العاص فأَنك لعَمرى لا تُبالى إذا سَمِنت أَنت ومن معك أَن أَعجَف أَنا ومن قِبَلى فيا غوثاه ثم يا غوثاه ". (ليث بن سعد ـ فتوح مصر ص ١٦٥، وفضائل مصر لابن زُولاق خط ص ١٩ ـ ٢٠ دار الكتب المصرية القاهرة ـ يتبدئ الكتاب فيه بيا غوثاه يا غوثاه)

٣٤٩
صورة أخرى

"بسم الله الرحمن الرحيم. من عبد الله عمر أمير المؤمنين إلى عمرو بن العاص، سلام عليك. أما بعد أفتراني هالكا ومن قبلي وتعيش أنت ومن قبلك، فيا غوثاه، يا غوثاه، يا غوثاه". (طبقات ابن سعد الجزء الثالث من القسم الثاني ص ٢٢٣، وأنساب الأشراف للبلاذري مصور ٩/ ٦٢٠)

٣٥٠

"يا غوثاه، يا غوثاه، يا غوثاه للعرب! جهز إلى عيرا يكون أولها عندي وآخرها عندك، تحمل الدقيق في العباء". (مالك بن أنس - مدونة الكبرى ١/ ٢٤٦)

٣٥١
إلى عمرو بن العاص رض

فكتب إليه عمرو رض: أما بعد لبيك ثم يا لبيك، أتتك عير أولها عندك وآخرها عندي مع إني أرجو أن أجد السبيل إلى أن أحمل إليك في البحر" ثم إن عمرا ندم على كتابه في الحمل إلى المدينة في البحر وقال: "إن أمكنت عمر رض من هذا خرب مصر ونقل طعامها إلى المدينة، فكتب إليه: "إني نظرت في أمر البحر فإذا هو عسير لا يلتأم ولا يستطاع، فكتب إليه عمر رض:

"إلى العاص بن العاص، فقد بلغنى كتابك تعتلّ فى الذى كنت كتبت إليّ به من أمر البحر[2]، وأيم الله لتفعلنّ أو لأقلعن[1] أذنك أو لأبعثن من يفعل ذلك".
(ليث بن سعد فتوح مصر لابن عبد الحكم ص ١٦٥ و فضائل مصر لابن زولاق خط ص ٢٠ مع اختلاف يسير)

٣٥٢

صورة أُخرى

"إعمل فيه وعجّل، أخرب الله مصر فى عمران المدينة".
(سيف بن عمر ـ الطبرى ٢٢٥/٤)

٣٥٣

صورة أخرى

"إحفر من النيل إليه ولو أنفقت عليه جميع مال مصر". (فضائل لابن زولاق خط ص ٢٠)

٣٥٤

إلى عمرو بن العاص رض

لمّا تمّ فتح بابليون، والأسكندرية و ما بينهما من الأرضين كتب عمرو بن العاص إلى عمر بن الخطاب فى هدفه التالى، أيكون ذلك المغرب أو الصعيد

---

[1] فى الأصل: لأقلمنك باذنك. [2] أى البحر.

أي الأراضي المصرية التي تقع في جنوب بابليون، فكتب إليه عمر:

"بسم الله الرحمن الرحيم. من عبد الله عمر بن الخطّاب إلى عامله على مصر ونواحيها عمرو بن العاص، سلام عليك ورحمة الله وبركاته. أما بعد فاني أحمد الله الذي لا إله إلا هو وأصلي على نبيه محمد والسلام عليك وعلى من معك من المهاجرين والأنصار ورحمة الله وبركاته، وقد قرأت كتابك وفهمت خطابك، فأذا قرأت كتابي هذا فاستعن بالله واربط الخيل وأرسل الأمراء لكل بلد أمير ليقيموا شرائع الدين ويُعلّموا الأحكام، ثم أنتدب عشرة آلاف من أصحاب رسول الله وأمّر عليهم خالد بن الوليد وأرسل معه الزُّبير بن العوّام والفضل بن العباس والمقداد بن الأسود وغانم بن عياض الأشعري ومالكا الأشتر وأصحاب الرايات، ينزلون على المدائن ويدعون الناس إلى الإسلام، فمن أجاب فله ما لنا وعليه ما علينا، ومن أبي فليامروه بأداء الجزية وإن عصى وامتنع فالحرب والقتال، وأمرهم إذا حاصروا مدينة ان يشنّوا الغارات على السّواد وإن بمصر مدينتين كما بلغني أحدها يقال لها أهناس قريبة من مصر، والثانية يقال لها البهنسا أمنع وأحصن، وقد بلغني أن بها بطريقا طاغيا سفّاكا

للدماء يقال له البطليموس وهو أعظم بطارقة مصر كما بلغني وإنه ملك الواحات، فلا تقربوا الصَّعيد حتى تفتحوا ها تين المدينتين. وعليك بتقوى الله في السر والعَلانية أنت ومن معك، وأنصِف المظلوم من الظَّالم، وَأمُر بالمعروف وَانْهَ عن المنكر وخُذ حق الضعيف من القوى، ولا تأخذنك في الله لومة لائم، وأقم أَنْتَ بمصر وأرسل الأجناد، وإن احْتَجت إلى مدد فأَرسِل وكاتبني، وأنا أُرسل لك المدد، والمعونة من الله عز وجلّ وأسأل الله أن يكون لكم بالنصر والمعونة والفتح، والحمد لله رب العالمين". (فتوح الشام المنسوب إلى الواقدى مصر ٢/١٤٢)

٣٥٥

إلى عمرو بن العاص رض

" أُنظر من قبلك ممن بايع تحت الشَّجرة فأتمَّ لهم العطاء مائتين[1]، وأتمَّها لنفسك لأمرتك وأتمها لخارجة بن حُذَافة لشجاعته ولعثمان بن أبي العاص لضيافته". (ليث بن سعد. فتوح مصر ص ١٤٥ وطبقات ابن سعد الجزء السابع من القسم الثاني ص ١٩٠ وحُسن المحاضرة ١/٩٠)

---

[1] أي مائتي دينار.

٣٥٦

صورة أخرى

" إفرض لمن بايع تحت الشجرة فى مأتين من العطاء وأبلغ ذلك لنفسك لأمارتك وافرض لخارجة بن حذافة فى شرف العطاء لشجاعته " (ليث بن سعد - فتوح البلدان للبلاذرى ص ٤٤٢)

٣٥٧

إلى عمرو بن العاص رض

نقل صاحب كنز العمال هذا الكتاب عن طبقات ابن سعد، ولكننا لم نعثر عليه فى نسخة طبقات المطبوعة بليدن فى أوائل هذا القرن :-

" أما بعد فأنى فرضت لمن قبلى فى الديوان ولذراريهم ولمن ورد علينا بالمدينة من أهل المدينة وغيرهم ممن توجه إليك وإلى البلدان، فانظر من فرضت له فنزل بك فاردد عليه العطاء وعلى ذريته، ومن نزل[1] بك ممن لم أفرض له فافرض له على نحو ما[2] رأيتنى فرضت لأشباهه، وخذ لنفسك مائتى دينار، فهذه

---

[1] فى الأصل : أنزل بك .
[2] فى الأصل : مما .

فرائض أهل بدر من المهاجرين والأنصار، ولم أبلغ بهذا أحداً من نظرائك غيرك لأنك من عُمّال المسلمين فألحقتك بأرفع ذلك، وقد علمتُ أن مَؤُونا تلزمك فوفّر الخراج وخُذه من حقه، ثم عِفّ عنه بعد جمعه، فإذا حصل إليك وجمعته أخرجت عطاء المسلمين وما يحتاج إليه مما لا بد منه، ثم أنظر فيما فضل بعد ذلك فاحمله إليّ، وأعلم أن ما قبلك من أرض مصر ليس فيها خمس، وإنما هي أرض صلح وما فيها للمسلمين فى تبدأ بمن أغنى عنهم فى ثغورهم وأجزأ عنهم فى أعمالهم، ثم فرق[1] ما فضل بعد ذلك على من سمى الله وأعلم يا عمرو أن الله يراك ويرى عملك، فأنه قال تبارك وتعالى فى كتابه : وأجعلنا للمتقين إماماً يُريد أن يقتدى به، وإن معك أهل ذمة وعهد وقد أوصى رسول الله بهم وأوصى بالقبط فقال : آستوصوا بالقبط خيراً فأن لهم ذِمةً ورَحِماً ورَحِمهم أن أم إسماعيل منهم، وقد قال صلى الله عليه وسلم : من ظلم معاهداً أو كلفه فوق طاقته فأنا خصمه يوم القيامة، فاحذر[2] يا عمرو أن يكون رسول الله لك خصماً فأنه من خاصمه خصمه، والله

---

[1] فى الأصل : نقص.
[2] فى الأصل : احذر.

يا عمر ولقد ابتُلِيتُ بولاية هذه الأمّة وآنستُ من نفسي ضعفا وانتشرت رعيتي ورَقَّ عظمي، فأسأل الله أَن يقبضني إليه غير مفرطٍ، والله إني لأخشى لومات جمل بأقصى عملك ضياعا أَن أُسأل عنه يوم القيامة".
(ابن سعد - كنز العمال ٣/١٦٢)

٣٥٨ - ٣٥٩

إلى عمرو بن العاص رض

ذكر عمرو بن العاص رض يومًا عمر رض فترحم عليه وقال: ما رأيتُ أَحدا أَتقى منه ولا أَعمل بالحق منه لا يُبالي على من وقع الحق من ولد أَو والده إني لفي منزلي بمصر ضحى إذ أتاني آت فقال: قدم عبد الله وعبد الرحمن ابنا عمر غازيين، فقلت: أَين نزلا؟ قال في موضع كذا لأَقصى مصر، وقد كان عمر رض كتب إلي:

" إيّاك وأن يقدَم عليك أَحد من أَهل بيتي فتجيزه أو تحبوه بأمر لا تصنعه بغيره فأَفعَلُ بك ما أَنت أَهله"

فضقتُ ذرعا بقدومهما لا أَستطيع أَن أَهدي لهما ولا أن آتيهما في منزلهما خوفا من أَبيهما فوالله إني

لعلى ما أنا عليه وإذا قائل يقول: "هذا عبد الرحمن بن عمر بالباب وأبو سَرُوْعَة يستاذنان عليك، فقلت يدخلان، فدخلا وهما منكسران، فقالا: أَقِم علينا حد الله، فأنا أصبنا الليلة شرابا فسكرنا، فزبرتهما وقلت: ابن أمير المؤمنين وآخر معه من أهل بدر، فقال عبد الرحمن: إن لم تفعل أخبرتُ أبي إذا قدِمت عليه أنك لم تفعل، فأخرجتهما إلى صحن الدار وضربتهما الحد، ودخل عبد الله بن عمر بأخيه عبد الرحمن إلى بيت من الدار فحلق رأسه وحلق أبا سَرُوعة، والله ما كتبتُ إلى عمر بحرف مما كان وإذا كتابه قد ورد:

"من عبد الله عمر أمير المؤمنين إلى العاصي بن العاصي عجبت لك يا ابن العاصي ولجرأتك عليَّ ومخالفتك عهدي، أما إني خالفتُ فيك أصحاب بدر ومن هو خير منك واخترتُك وأنت خامل وقدَّمتُك وأنت المؤخر، وأخبرني الناس بجرأتك وخلافك و أراك كما أخبروا، وما أراني إلا عازلك فمسيء عزلك ويحك تضرب عبد الرحمن بن عمر في داخل بيتك وتحلق رأسه في داخل بيتك، وقد عرفت أن في هذا مخالفتي، وإنما عبد الرحمن رجل من رعيتك تصنع به ما تصنع بغيره من المسلمين، ولكن قلت

هو ولد أمير المؤمنين وقد عرفت أن لا هوادة لأحد من الناس عندي في حق يجب لله عز وجل، فإذا جاءك كتابي هذا فابعث به في عباءة على قتب حتى يعرف سوء ما صنع". (شرح نهج البلاغة ٣/١٢٣ وتاريخ عمر بن الخطاب لابن الجوزي ١٧١ - ١٧٢ وتاريخ مدينة دمشق لابن عساكر ما ذكره وقلم ١٢ وكنز العمال ٢/١٥٢ ببعض اختلاف لفظي)

٣٦٠

صورة أخرى

"إبعث إلي عبد الرحمن بن عمر على قتب".
(عبد الله بن عمر - السنن الكبرى للبيهقي ٨/٣١٣)

٣٦١

إلى عمرو بن العاص رض

كان لزنباع الجذامي عبد يقال له سندر، فوجده يقبل جارية له فجبه وجدع أذنيه وأنفه فأتى سندر رسول الله صلعم فأرسل إلى زنباع، فقال: لا تحملوهم ما لا تطيقون وأطعموهم مما تأكلون واكسوهم مما تلبسون فإن رضيتم فأمسكوا وإلا فبيعوهم، ولا تعذبوا خلق الله، ومن مثل به أو أحرق بالنار (٣٨)

فهو حُرّ وهو مولى الله ورسوله، فأُعتق سندر، فقال: أَوصِ لى يا رسول الله. قال: أُوصى بك كُلَّ مسلم، فلما تُوفى رسول الله صلعم أتى سندر أبا بكر فقال: إحفظ فىَّ وصية النبىّ، فعاله أبو بكر حتّى تُوفى، ثم أتى عمرَ رض فقال: احفَظ فىَّ وصية النبى، فقال: نعم إن رضيتَ أن تقيم عندى أجريت عليك ما كان يجرى عليك أبو بكر وإلا فانظُر أَى المواضع أكتُب لك، فقال سندر: مصر فأنها أرض رِيف، فكتب له إلى عُمرو بن العاص رض:

" إحفَظ فيه وَصيةَ رسولِ الله ". (ابن لَهيعة - فتوح مصر ص ١٣٧ - ١٣٨ والأُستيعاب ٥٨٦/١ - ٥٨٧ وحُسن المحاضرة ٩١/١)

٣٦٢

إلى عمرو بن العاص رض

كتب عمرو بن العاص إلى عمر بن الخطاب يسأله عن عبد وجد جرَّة من ذهب مدفونة، فكتب إليه عمر رض :-

" إرضَخ له منها بشئ فأنه أحرى أن يؤدوا ما وَجدُوا ". (عمرو بن شُعيب - فتوح مصر ص ١٦٩)

(٣٨)

٣٦٣

إلى عمرو بن العاص رض

أتى شريك بن سُمَىّ الغُطيفى عمرو بن العاص فقال : إنكم لا تُعطونا ما يحسبنا أفتأذن لى بالزَّرع؟ فقال له عمرو : ما أقدر على ذلك، فزرع شريك من غير إذن عمرو، فكتب إلى عمر بن الخطاب يخبره أن شريك بن سُمَىّ حرث بأرض مصر، فكتب إليه عمر " أن ابعث إلىَّ به " فلما انتهى الكتاب إلى عمرو أقرأه شريكا، فسافر شريك إلى المدينة، فلما مثُل بين يدى عمر قال : " تؤمننى يا أمير المؤمنين؟ قال : ومن أى الأجناد أنت؟ قال : من جُند مصر. قال : فلعلك شريك بن سُمَىّ، قال : نعم. قال : لأجعلنَّك نكالا لمن خلفك". قال : " أتقبل منى ما قبل الله من العباد؟ قال : وتفعل؟ قال : نعم. فكتب عمر إلى عمرو بن العاص :

" إن شريك بن سُمَىّ جاءنى تائبا فقبلت منه ".

حيوة بن شريح - فتوح مصر ص ١٦٢ والإصابة ٢/١٥٠ وحسن المحاضرة ١/٩٢)

٣٦٤

إلى عمرو بن العاص رضـ

كتب عمرو بن العاص إلى عمر رضـ في رُهبات يترهبون بمصر فيموت أَحدهم وليس له وارث فكتب إليه عمر رضـ:

" من كان منهم له عَقْب فادفع ميراثه إلى عَقْبه ومن لم يكن له عَقْب فاجعَلْ ماله في بيت مال المسلمين، فأن وَلاءه للمسلمين ". (ابن لهيعة - فتوح مصر ص ٩٠ وكنز العمال ٣/١٥٢)

٣٦٥

إلى عمرو بن العاص رضـ

كتب عمرو بن العاص إلى عمر رضـ يسأله عن رجل أسلم ثم كفر ثم أسلم ثم كفر حتى فعل ذلك مراراً أَيُقبَل منه الأسلام، فكتب إليه عمر رضـ:-

" إعرِض عليه الأسلام فأن قَبِل فاتركه وإلاّ فاضرِب عُنقه ". (عمرو بن شعيب - فتوح مصر ص ١٦٨ وكنز العُمال ٣/١٥٢ و ١/٧٠٩)

٣٦٦

إلى عمرو بن العاص رض

كتب كاتب لعمرو بن العاص إلى عمر رض: بسم الله ولم يكتب فيها سينا، فكتب عمر رض إلى عمرو رض:

"إضربه سوطا" (يزيد بن حبيب - تاريخ عمر بن الخطاب لابن الجوزى ص٩٦)

٣٦٧

إلى عمرو بن العاص رض

قال صاحب لطائف الأخبار الأُوَل: أرسل عمرو بن العاص إلى عمر بن الخطّاب كتابا يذكر فيه أن الفلاحين يقف عليهم جملة مال، فأرسل سيدنا عمر جوابا يُعرفه فيه:

"أَمّا بعد إنى أُعلمك أيها الأَمير إذا كان زمن التحضير وكُتب عليهم السجلات بتقدير فلا تغير ما كُتب عليهم وأَحْذَر[1] من إيصال المضرة إليهم فنحن القادرون عليهم فى الدُّنيا وهم خصماؤُنا فى الآخرة، وكُل راع مسئول عن رعيته، وَاْعْلَم أن الظلم باب لعن الله إلا الخل فيه والعدل شىء نعمده ونمضيه، فاقصد أمرنا ولا تخالف حكمنا، وأنا منك

---

[1] فى الأصل: والحذر.

بعيد والله مطلع عليك وشهيد، وقد تصل بنا كتابك وأنت تذكر فيه أن المزارعين يقف عليهم جملة كثيرة من المال فلا تبع من موجودهم شيئاً فترديهم (؟) إلى العدم ويحصل بهم النقم، وحط على زراعتهم كل ثقة وأمين، وإذا علمت أنها محفوظة مصونة فواسيهم (؟) بشئ من المؤنة وجوز الأيام تجوز (؟) وسيعلم الذين ظلموا أي منقلب ينقلبون». (لطائف الأخبار الأول فيمن تصرف في مصر من أرباب الدول لمحمد بن عبد المعطي الأسحاقي خط رقم ٢٣٦٩، ص ٦٩-٧٠ دار الكتب المصرية القاهرة)

٣٦٨

إلى عمرو بن العاص رض

كتب عمرو بن العاص إلى عمر رض أن الله قد فتح علينا أطرابلس وليس بينها وبين إفريقية إلا تسعة أيام، فإن رأى أمير المؤمنين أن يغزوها فعل، فكتب إليه عمر رض:

«لا إنها ليست بأفريقية ولكنها المفرّقة غادرة مغدور بها لا يغزوها أحد ما بقيت». (ابن لهيعة - فتوح مصر ص ١٧٣ وفتوح البلدان ص ٢٢٧)

٣٦٩

صورة أخرى

"لا تدخل إفريقيّة فإنها مفرقة لأهلها غير مجمعة ماؤها قاس ما شربه أحد من العالمين إلا قست قلوبهم". (معجم البلدان لياقوت ١/٣٠١)

٣٧٠

إلى عمرو بن العاص

"بسم الله الرحمن الرحيم. من عبد الله عمر أمير المؤمنين إلى عمرو بن العاص سلام عليك. فإني أحمد إليك الله الذي لا إله إلا هو، أما بعد فإني فكرت في بلدك والذي أنت عليه[١]، فإذا أرضك أرض واسعة عريضة رفيعة قد أعطى الله أهلها عدداً وجلداً وقوة في بر وبحر وإنها قد عالجتها الفراعنة وعملوا فيها عملاً محكماً مع شدة عتوهم وكفرهم فعجبت من ذلك، وأعجب ما عجبت أنها لا تؤدي نصف ما كانت تؤديه من الخراج قبل ذلك على غير قحوط ولا جدوب، ولقد أكثرتُ في مكاتبتك في الذي على أرضك من الخراج وظننتُ أن ذلك سيأتينا على غير نزر، ورجوت أن تُفيق فترفع إليَّ ذلك، فإذا

---

[١] في الأصل: في أمرك والذي أنت عليه.

أنت تأتيني بمعاذير[١] لا أعبأ بها[٢] ولا توافق الذي في نفسي، ولست قابلاً منك دون الذي كانت تؤخذ به من الخراج قبل ذلك، ولست أدري مع ذلك ما الذي أنفرك من كتابي وغيظك[٣] فلئن كنت مجزئاً كافياً صحيحاً إن البراءة لنافعة، وإن كنت مضيعاً نطفاً إن الامر لعلى غير ما تحدث به نفسك، وقد تركت أن ابتلي ذلك منك في العام الماضي رجاء أن تفيق فترفع إلي ذلك، وقد علمت أنه لا يمنعك من ذلك إلا عمالك السوء، وما توالس عليه وتلفف اتخذوك كهفا، وعندي بإذن الله دواء فيه شفاء عما أسألك عنه فلا تضجر[٤] أبا عبد الله أن يؤخذ منك الحق وتعطاه فأن البقرة[٥] تخرج الدر، والحق أبلج، ودعني وما عنه تلجلج فقد برح الخفاء والسلام". (فتوح مصر لابن عبد الحكم ص ١٥٠ والخطط للمقريزي ١/٢٧١ وحسن المحاضرة للسيوطي ١/٨٨ وكنز العمال ٣/١٥٠)

---

[١] في الأصل: بمعاريض.
[٢] في الأصل: تختالها.
[٣] في الأصل: قبضك.
[٤] في الأصل: لا تجزع.
[٥] في الأصل: النهز وفي بعض النسخ النهر ولعل الصواب ما أثبتناه فأن عمرو يقول في رده: وذكرت أن البقرة (في الأصل النهز أو النهر) تخرج الدر فحلبتها حلبا قطع ذلك درها.

٣٧١

إلى عمرو بن العاص

"من عمر بن الخطاب إلى عمرو بن العاص سلام عليك، فأنى أحمد إليك الله الذى لا إله إلا هو، أما بعد فقد عجبت من كثرة كتبى إليك فى إبطائك بالخراج وكتابك إلىَّ ببنيَّات الطريق وقد علمت أنى لست أرضى منك إلا بالحق البيّن، ولم أُقدمك إلى مصر أجعلها لك طُعمة ولا لقومك ولكنى وجهتُك لما رجوتُ من توفيرك الخَراج وحُسن سياستك، فاذا أتاك كتابي هذا فاحمل الخَراج فأنما هو فئ المسلمين وعندى من قد تعلم قوم محصورون والسلام".

(فتوح مصر لابن عبد الحكم ص ١٦٠ والخطط للمقريزى ص ١٢٦ وحسن المحاضرة ١/٨٩ وكنز العمال ٣/١٥٠)

٣٧٢

إلى عمرو بن العاص

"من عبد الله عمر بن الخطاب إلى عمرو بن العاص سلام عليك. أما بعد فأنه بلغنى أن قد فشت لك فاشية من خيل وإبل وغنم وبقر وعبيد، وعهدى بك قبل ذلك أن لا مال لك، فاكتب

إلى من أين أصل هذا المال ولا تكتمه " (العقد الفريد لابن عبد ربه مصر ١٩٤٠م ١/٤٦ و صبح الأعشى ٦/٣٨٦ وفي أنساب الأشراف مصوّر ٩/٦١٤ معظم الكتاب)

٣٧٣

صورة أخرى

" أما بعد فقد بلغني أنه ظهر لك مال من إبل وغنم وخدم وغلمان، ولم يكن لك قبله مال ولا ذلك من رزقك، فأنّى لك هذا؟ ولقد كان لي من السابقين الأولين من هو خير منك ولكني استعملتك لغنائك، فإذا كان عملك لك وعلينا بم نؤثرك على نفسك، فاكتب إليّ من أين مالك وعجّل والسلام " (شرح نهج البلاغة مصر ٣/١٠٤ و ١/٥٨ و إزالة الخفاء ٢/١٨٢ بتغيير لفظي)

٣٧٤

فكتب عمرو: قرأت كتاب أمير المؤمنين ولقد صدق ... فإني قدمت بلدة الأسعار فيها رخيصة والغزو فيها كثير، فجعلت فضول ما حصل لي من ذلك فيما ذكره أمير المؤمنين، والله يا أمير المؤمنين لو كانت خيانتك لنا حلالا لا ما خنّاك حيث ائتمنتنا، فأقصر

عنا عناك فأن لنا أحسابا إذا رجعنا إليها أغنتنا عن العمل لك، وأما من كان لك من السابقين الأولين فهلا استعملتهم؟ فوالله ما دققت لك بابا". فكتب إليه عمر رض:

"أما بعد فأني والله ما أنا من أساطيرك التي تسطر ونسقك الكلام في غير مرجع، وما يغني[١] عنك أن تزكي لفسك، وقد بعثت إليك محمد بن مَسْلَمَة فشاطره مالك، فأنكم أيها الرهط الأمراء جلستم على عيون المال ثم لا يعوزكم عذر[٢]، تجمعون لأبنائكم وتمهدون لأنفسكم، أما إنكم تجمعون العار وتورثون النار، والسلام".

(العقد الفريد ٢/ ٤٧ و شرح نهج البلاغة ٣/ ١٠٤ بتغير لفظي)

٣٧٥

صورة أخرى

"إني قد خبرت من عُمّال السوء ما كفى وكتابك إليّ كتاب من قد أقلقه الأخذ بالحق وقد سؤت بك ظناً، وقد وَجّهْتُ إليك محمد بن مسلمة ليقاسمك

---

١ في الأصل : ويغني
٢ في الأصل : ثم يعوزكم .
٣ في الأصل : بها .

مالك فاطلعه طلعه وأخرج إليه ما يطالبك به[١] وأعفه من الغلظة عليك فإنه برح الخفاء".
(فتوح البلدان للبلاذري ص ٢٢١ و أنساب الأشراف له (مصور) ٩/٦١٤ مع اختلاف يسير)

٣٧٦

صورة أخرى

"أما بعد فإنكم معشر العمال قعدتم على عيون الأموال فجبيتم الحرام وأكلتم الحرام، وقد بعثت إليك محمد بن مسلمة الأنصاري ليقاسمك مالك فأحضره مالك والسلام". (فتوح مصر لابن عبد الحكم ص ١٤٦)

رسائل شتى

نذكر فيما يلي الرسائل التي لم يسم مراجعنا مخاطبيها أو عسر علينا تشخيصهم أولها صبغة المناشير من حيث أنها كانت موجهة إلى عمال الحكومة أو المسلمين:-

٣٧٧

إلى العمال

عن مالك بن أنس أنه قرأ كتاب عمر في الصدقة

١ في الأصل: بها.

فوجد فيه :

« بسم الله الرحمن الرحيم . هذا كتاب الصدقة : في أربع وعشرين من الأبل فدونها الغنم، في كل خمس شاة وفيما فوق ذلك إلى خمس وثلثين بنت مخاض، فأن لم تكن بنت مخاض فابن لبون ذكر، وفيما فوق ذلك إلى عشرين ومائة حقتان طروقتا الفحل، فما زاد على ذلك من الأبل ففي كل أربعين بنت لبون وفي كل خمسين حقة وفي سائمة الغنم إذا بلغت أربعين إلى عشرين ومائة شاة وفيما فوق ذلك إلى مأتين شاتان، وفيما فوق ذلك إلى ثلثمائة ثلث شياه، فما زاد على ذلك ففي كل مائة شاة، ولا يخرج في الصدقة هرمة ولا ذات عوار ولا تيس إلا ما شاء المصدق، ولا يجمع بين مفترق ولا يفرق بين مجتمع خشية الصدقة، وما كان من خليطين فأنهما يتراجعان بينهما بالسوية، وفي الرقة (الفضة) إذا بلغت خمس أواق ربع العشر» (الموطأ لمالك بن أنس دهلي سنة ١٣٠٧هـ الهند ص ١٠٩ - ١١٠ وكتاب الأم للشافعي مصر ٢/٤، وسنن ابن ماجة دهلي

الهند ص ١٣٠، وسنن الدارمى كا نفور الهند، ليس فيه ذكر صدقة الشاة والفضة، وكتاب الأموال للقاسم بن سلّام ص ٣٥٨ و ٣٨٦ مع اختلاف يسير و إزالة الخفاء ٢/ ٩٩، وكنز العمال ٢/ ١٢٨ مع نقص و زيادة)

٣٧٨

إلى بعض عُمّاله

" ولا تحبس الناس أولهم على آخرهم فأن الرّجن للماشية عليها شديد ولها مهلك[١]، وإذا وقف الرجل عليك غنمه فلا تعتم عن غنمه ولا تأخذ من أدناها، وخُذ الصدقة من أوسطها، وإذا وجب على الرجل سن لم تجدها فى إبله فلا تأخذ إلا تلك السن من شروى إبله أو قيمة عِدل وانظر ذوات الدّر والماخض، فتنكب عنها فأنها ثمال حاضرتهم" (إزالة الخفاء ٢/ ٢٠٦)

٣٧٩

إلى مسلمى الشام

" علموا أولادكم السّباحة و الرِّماية

---

[١] فى الاصل : لهما مهلك -

والفروسية ومروهم بالاختفاء بين الأغراض »
(مكحول - إزالة الخفاء ٢/١٩٢)

٣٨٠

إلى ساكني الأمصار

« علموا أولادكم العوم والفروسيّة ورووهم ما سار من المثل وحسن من الشعر »
(إزالة الخفاء ٢/١٩٣ والشعبي في أنساب الأشراف مصور، ٩/٦١٠ مع اختلاف قليل)

٣٨١

إلى مسلمي بعض الأمصار

« ثلاثاً تعلموا : المشي حفاة وشمروا الأزر وتعلموا الرّمي » (بكر بن بكّار - كنز العمال ٢/٢٩٢)

٣٨٢

إلى عامل الشام

« أنظر من قِبلك فمرهم فلينتعلوا وليحتفوا » (ابن عمر - شرح السير الكبير للسرخسي ١/٤٤)

٣٨٣

إلى أهل الشام

« أيها الناس ارموا واركبوا والرمي أحب إليّ من الركوب، فإني سمعت رسول الله يقول: إن الله يدخل بالسهم الواحد الجنة من عمل في سبيله، ومن قوي به سبيل الله » (كنز العمال ٢/٢٩٢)

٣٨٤

إلى العمّال

« وفرّوا الأظافير في أرض العدو فإنها سلاح » (شرح السير الكبير للسرخسي ١/٧٩)

إلى مسلمي بعض الأمصار

« أدبوا الخيل ولا يرفعن بين ظهرانيكم الصُّلب ولا يجاورنكم الخنازير » (حرام بن معاوية - السُّنَن الكبرى للبيهقي ٩/٢٠١)

٣٨٦

صورة أخرى

"لا يجاورنكم خنزير ولا يُرفع فيكم صليب، ولا تأكلوا على مائدة يُشرب عليها خمر وأدبوا الخيل وأمشوا بين الغرضين".

(حرام بن معاوية - إزالة الخفاء ١/١٨٦)

٣٨٧

إلى أمراء الأجناد

"إضربوا الجزية ولا تضربوها على النساء والصبيان، ولا تضربوها إلاّ على من جرت عليه الموسى". (المغني لابن قدامة مصر ١٠/٥٨٢)

٣٨٨

إلى العُمّال

"مروا أهل الذمة بأن يختموا رقابهم بالرّصاص وأن يتنطقوا ولا يتشبهوا بالمسلمين". (شرح السير الكبير للسرخسي ١/٩٤)

٣٨٩

إلى أمراء الأمصار

عن خليفة بن قيس قال قال عمر رض: يا يَرفأ (وهو مولاه) اكتب إلى أهل الأمصار فى أهل الكتاب:

" أن تُجَزّوا نواصيهم وأن يربطوا الكُستيجات[1] فى أوساطهم ليُعرف زِيّهم من زِيّ أهل الإسلام ": (كتاب الأموال للقاسم بن سلّام ص ٥٣)

٣٩٠

إلى المسلمين

عن حكيم بن عُمير قال كتب عمر بن الخطاب:-

" أيما رفقة من المهاجرين آواهم الليل إلى أهل قرية من المعاهدين فلم يؤوهم فقد برئت منهم الذمة ": (كتاب الأموال للقاسم بن سلام ص ١٤٥)

---

[1] الكستيج بضم الكاف خيط غليظ يشده الذمى فوق ثيابه (٣٩٠)

٣٩١

إلى مسلمي الكوفة

عن حارثة بن مُضَرِّب[١] قال قُرِأَ علينا كتاب عمر رض:

"إنا جعلنا الضيافة على أهل السَّواد يوماً وليلة، فإن حبسه مَطَر أو مَرَض أنفق من ماله". (كتاب الأموال للقاسم بن سلام ص ١٤٥)

٣٩٢

إلى المسلمين

عن عمرو بن الشيباني قال بلغ عمر رض أن رجلا من أهل السَّواد قد أثرى في تجارة الخمر، فكتب:-

"إكسروا كل شئ له قد رتم عليه[٢]، وسيروا كل ماشية له ولا يووين أحد له شيئاً". (كتاب الأموال للقاسم بن سلام ص ٩٦)

---

[١] وكان من سكان الكوفة.

[٢] في الأصل: قد رتم له عليه.

٣٩٣

إلى العُمَّال

«لا يفرق بين الأخوين ولا بين الأم وولدها»: (يعنى إذا كانا صغيرين أو كان أحدهما صغيراً والآخر كبيراً - شرح السير السير الكبير للسرخسى ٢٤٢/٤)

٣٩٤

صورة أخرى

«لا تفرقوا بين الأخوين ولا بين الأم وولدها فى البيع» (المغنى لابن قدامة مصر ٤٧٠/١٠)

٣٩٥

إلى المسلمين

عن زيد بن وهب قال أتانا كتاب عمرؓ :-
«لا تغلوا ولا تغدروا ولا تقتلوا وليداً واتقوا الله فى الفلاحين» (كنز العمال ٢٩٦/٢)

٣٩٦

إلى أمراء الأجناد

« أقتلوا من جرت عليه الموسى ولا تسبوا إلينا من العلوج أحداً » (شرح السير الكبير للسرخسي ١/٣٦٧)

٣٩٧

إلى جيش المسلمين بالعراق

« إنكم إذا قلتم لا تخف أو مترس أو لا تذهل فهو آمن فإن الله يعرف الألسنة » (شرح السير الكبير للسرخسي ١/١٨٩)

٣٩٨

إلى قائد لجيش المسلمين

مالك عن رجل من أهل الكوفة أن عمر كتب إلى عامل جيش كان بعثه :-

« إنه بلغني أن رجالاً منكم يطلبون العلج حتى إذا أسند في الجبل وامتنع قال رجل : مطرس (لا تخف) فإذا أدركه قتله، وإني والذي نفسي بيده لا أعلم مكان أحد

فعل ذلك إلا ضربت عنقه » (الموطأ لمالك بن أنس ص ١٦٨ والأم للشافعي مصر ١٣٢٥هـ ٧/٢٢٤)

٣٩٩

إلى العُمَّال

« لا يجلدن أمير الجيش ولا سرية أحد أحتى يخرج إلى الدَّرب قافلاً لئلا تلحقه حمية الشيطان فيلتحق بالكفار » (شرح السير الكبير للسرخسي ٤/١٠٨)

٤٠٠

إلى أمراء الأَجناد

عن حُكيم بن عُمير أن عمر بن الخطاب كتب إلى أمراء الأُجناد:

« ومن أعتقتم من الحمراء فأسلموا فألحقوهم بمواليهم، لهم ما لهم وعليهم ما عليهم، وإن أحبوا أن يكونوا قبيلة وحدهم فاجعلوهم أسوتكم في العطاء والمعروف » (كتاب الأموال للقاسم بن سلّام ص ٢٣٥ وكنز العمّال ٢/٢١٥)

٤٠١

إلى العمّال

"أما بعد فإياكم والهدايا فإنها من الرُّشى[1]" (تاريخ عمر بن الخطاب لابن الجوزى ص ٩٧ والسنن الكبرى للبيهقى ١٠/١٣٨ وإزالة الخفاء ٢/١٩٨)

٤٠٢

إلى العُمّال

(أو المسلمين)

عن محمد بن عبيد الله الثقفى قال كتب عمر بن الخطاب إلى الناس :-

"من أحيا مواتا فهو أحق به"

(كتاب الخراج ليحيى بن آدم القرشى ص ٨٩)

٤٠٣

إلى العُمّال

"إذا كتبتم إلىَّ فاذكروا التاريخ فى الكتاب"

(شرح السير الكبير للسرخسى ٤/٦٣)

---

[1] فى الأصل: الرشا.

٤٠٤

إلى مسلمي الكوفة

عن حارثة بن مُضَرِّب (نزيلِ الكوفة) قال كتب إلينا عمرؓ :-

" تعلموا سورة النساء والأحزاب والنور" (كنز العمال ١/٢٢٤)

٤٠٥

إلى العُمَّال

عن سعيد بن المسيب كان عمر يكتب إلى أمراءه :-

" لا تكونوا من المُسَوِّفين لفطركم ولا تنتظروا لصلوتكم اشتباك النجوم" (إزالة الخفاء لولي الله ٢/١٠٢)

إلى أمراء الأجناد

عن الغزالي كتب عمرؓ إلى أمراء الأجناد :

" إحفظوا لما تسمعون من المطيعين فأنهم يتجلى لهم أمورٌ صادقة " (إزالة

الخفاء لولى الله ٢/١٧٦)

٤٠٧

عن أنس قال كتب عمرؓ إلى عماله :-
« أكتبوا عن الزاهدين فى الدنيا ما يقولون - (الزيادة من إزالة الخفاء) فإن الله عز وجل وكّل بهم ملائكته واضعة أيديهم على أفواههم لا يتكلمون إلا بما هيأه الله لهم.»
(تاريخ عمر بن الخطاب لابن الجوزى ص ٩٨ وفى إزالة الخفاء ٢/١٩٨ كان عمر يقول : أكتبوا عن الزاهدين الخ)

٤٠٨

إلى بعض العُمَّال

كُتب إلى عمرؓ فى رجل قيل له : « متى عهدك بالنساء ؟» فقال: البارحة ، قيل : من ؟ فقال : أم مَثواىَ فقيل له : قد هلكت . قال : ما علمت أن الله حرم الزنا » فكُتب إلى عمر فكَتَب :-
« يستحلف ما علم أن الله حرَّم الزنا ثم يخلى سبيله.» (غريب الحديث للقاسم بن سلام خط رقم [١٤٩٦] ١٦٥٧٥ مكتبة جامعة الأزهر القاهرة)

٤٠٩

صورة أخرى

«إن كان عَلِم أنّ الله حرّمه (الزنا) فحُدّوه وإن لم يعلم فأعلموه، فإن عاد فحُدّوه».
(كنز العمال - ٣/٨٧)

٤١٠

إلى بعض العُمّال

كتب بعض عمال عمر إليه في الغنائم هل يجوز للواحد من المسلمين أن ينتفع منها بدار الحرب قبل القسم، فكتب عمر ﷺ:-

«دَعِ الناس يأكلوا ويعلفوا فمن باع شيئاً من ذلك فقد وجب فيه خمس الله وسهام المسلمين» (شرح السير الكبير للسرخسي ٢/٢٥٨)

٤١١

إلى بعض العُمّال

عن الحسن البصري أن قوماً قدموا على عامل لعمر فأعطى العرب وترك الموالي فكتب إليه عمر ﷺ:-

"أما بعد فحسب المرء من الشر أن يحقر أخاه المسلم" (كتاب الأموال للقاسم بن سلّام ص ٢٣٦)

٤١٢

صورة أخرى

"هلاّ سوّيت بينهم" (المصدر نفسه ص ٢٣٦)

٤١٣

إلى مسلمي الأمصار

من أبي عثمان النهدي قال كتب عمر إلى أهل الأمصار:-

"لا تخللوا بالقَصَب فإن كنتم لا بُدَّ فاعلين فانتزعوا قِشره" (كنز العُمّال ٨/٥١)

٤١٤

إلى مُجاهد (بن جبر؟)

عن مُجاهد قال، كتبت إلى عمرؓ: يا أمير المؤمنين رجل لا يشتهي المعصية ولا يعمل بها أفضل أم رجل يشتهي المعصية ولا يعمل بها، فكتب عمر:-

" إن الذين يشتهون المعصية ولا يعملون بها أولئك الذين امتحن الله قلوبهم للتقوى لهم مغفرة وأجر عظيم " (كنز العمال ١/٢٦٥)

٤١٥

إلى المسلمين

عن شقيق (أبي وائل) قال كتب عمرؓ :-

" إن الدنيا خضرة حلوة فمن أخذها بحقها كان قمنا أن يبارك له فيها[1] ومن أخذها بغير ذلك كان كالآكل الذي لا يشبع " (إزالة الخفاء ٢/١٤٨)

٤١٦

إلى عامله باليمن

عن إبراهيم قال، إن قتيلا وجد باليمن بين وداعة وخيوان، فكتب عمر بن الخطاب :

" قيسوه فأي أي القريتين كان أقرب أقسم منهم خمسون رجلا ما قتلنا ولا علمنا قاتلا ثم يضمنون الدية " (كتاب الآثار

---

[1] في الأصل : فيه -

لأبي يوسف، مصر ١٩٣٦م ص ٢٢١ - ٢٢٢)

٤١٧

إلى أمراء الأجناد

عن طلحة بن عبيد الله بن كُريز قال كتب عمرؓ إلى أمراء الأجناد :-

"إذا تداعت القبائل فاضربوهم بالسيف حتى يصيروا إلى دعوة الإسلام"

(ابن أبي شيبة - كنز العمّال ٣/١٦٧)

٤١٨

إلى أُمراء الأمصار

عن عمر بن مُرة قال، كان عمر يكتب إلى أمراء الأمصار :

"إن لكم معشرَ الوُلاة حقاً على الرعية ولهم مثل ذلك فإنه ليس من حلم أحب إلى الله ولا أعم نفعا من حلم إمام ورفقه وإنه ليس جهل أبغض إلى الله وأعم ضرراً من جهل إمام خرقه[1] وإنه من يطلب العافية فيمن بين[2] ظهرانيه يرزقه الله العافية

---

[1] في الأصل : خرقه - [2] في الأصل : بعد تمين بين ظهرانيه -

من فوقه" (تاريخ عمر بن الخطاب لابن الجوزي ص ٨٥)

٤١٩

إلى العُمّال

عن أبي رواحة يزيد بن أيهم قال كتب عمر بن الخطاب إلى الناس :-

"إجعلوا الناس عندكم في الحق سواء قريبهم كبعيدهم وبعيدهم كقريبهم، وإياكم والرشي والحكم بالهوى وأن تاخذوا الناس عند الغضب، فقوموا بالحق ولو ساعة من نهار" (السنن الكبرى للبيهقي ١٠/ ١٣٥-١٣٦)

٤٢٠

إلى مسلمي الشام

عن الضحاك بن قيس قال، كان طاعون بالشام، فكانت القبيلة تموت بأسرها حتى ترثها القبيلة الأخرى، فكتب فيهم إلى عمر، فكتب :

"إذا كانوا من قبل الأب سواء فأولاهم بنو الأم، فإذا كان[١] بنو الأب أقرب فهم أولى

---

[١] في الأصل : كانوا -

من بني الأب والأم» (كنز العمّال ٦/٦)

٤٢١

إلى العمّال

«لا يؤمّن أحد جالسا بعد النبي وعمد الصبي وخطأه سواء، فيه الكفارة وأيما امرأة تزوجت عبدها فاجلدوها الحد» (كنز العمّال ٧/٢٩٩)

٤٢٢

إلى أمراء الأمصار

«أي امرأة تزوجت بغير ولي فهي بمنزلة الزانية» (إزالة الخفاء ٢/١١٠)

٤٢٣

إلى المسلمين

عن قتادة قال كتب عمر رض:

«إذا لهوتم فالهوا بالرمي وإذا تحدثتم فتحدثوا بالفرائض» (السنن الكبرى للبيهقي ٦/٢٠٩)

٤٢٤

إلى بعض العُمَّال

عن أبي وائل قال جاءنا كتاب عمر :-

« إذا كان عُصبة أحد أقرب بأم فأعطه المال » (كنز العمال ٦/٦)

٤٢٥

إلى أمراء الأجناد

عن ابن قارظ قال كتب عمر إلى أمراء الأجناد في زكاة الفطر :-

« أدوا صاعا من شعير أو صاعا من تمر أو مدين من قمح وأعطوا من الصغار[1] ما عندكم » (كتاب الأموال لابن زنجويه فلم رقم ٤٠، الجزء الرابع عشر، بدون قيد الصفحات معهد إحياء المخطوطات العربية القاهرة)

---

[1] في الأصل : من أصغا.

اِشاریہ

(ش)

(م)

(ھ)

(و)

(ی)

ایک عظیم الشان اور عدیم النظیر کتاب

صدیق اکبرؓ

کتنے رنج کی بات تھی کہ اُس خلیفۂ اوّل کی سیرت اور حالات و واقعات پر جسے اُمتِ مسلمہ خیر البشر بعد رسولِ اللہِ مانتی ہے جس نے خلافتِ راشدہ کی بنیادیں مضبوط کیں اور جس کے کارنامے آبِ زر سے لکھنے کے قابل ہیں اردو میں کوئی جامع اور مفصل کتاب نہیں تھی شکر ہے کہ آج ہم اس کمی کو پورا کر رہے ہیں اور خلیفۂ اوّل کے تذکرے میں ایک ایسی مبسوط، جامع اور محققانہ کتاب پیش کی جارہی ہے جس میں عہدِ صدیقی کے تمام احوال و کوائف اور حضرت صدیق کی سیرت کے جملہ خدوخال کے علاوہ آپ کو متعلقہ تاریخی، دینی، اور سیاسی مسائل پر نفیس محققانہ بحثیں بھی ملیں گی۔ اندازِ بیان ایسا کہ معمولی پڑھے لکھے بھی پوری طرح سمجھ لیں اور عالم و فاضل حضرات بھی خوب خوب لطف حاصل کریں۔ اشتہار میں اس بیش بہا کتاب کی خوبیوں کا عشرِ عشیر بھی بیان نہیں ہو سکتا۔ بفضلہ تعالیٰ اس کی طباعت وکتابت بھی ایسی شاندار اور شائستہ و روشن ہو گئی ہے کہ بلاک کی چھپائی کا گمان ہوتا ہے۔

اس پر ملک کے وقیع و سنجیدہ علمی جریدوں نے جو تبصرے کئے ہیں اُن میں سے چند کے مختصر اقتباسات ملاحظہ فرمائیے:

مولانا عبد الماجد دریابادی ۱۵ر اگست ۵۸ء کے صدق جدید میں فرماتے ہیں۔

"مصنف کا مطالعہ بہت ہی وسیع ہے، اس موضوع پر اب تک جو کچھ بھی لکھا جا چکا ہے خواہ براہ راست و مستقلاً خواہ بالواسطہ ضمناً اور چاہے وہ مطبوعہ صورت میں ہو یا مخطوطہ، معلوم ایسا ہوتا ہے کہ انھوں نے سب ہی پڑھ ڈالا اور معلوماتِ موجود کے سمندر کو کھنگال ڈالا ہے۔ پھر منظر کی وسعت کے ساتھ ساتھ ماشاء اللہ اس میں عمق

بھی ہے۔

پھر خاتمۂ کلام پر

"مصنف اپنی اس سعیِ مشکور پر ساری اُمّت کی طرف سے دعائے خیر اور اللہ کے ہاں سے جزائے خیر کے مستحق ہیں۔"

مدیر تجلّی' اپریل ۵۸ء کے تجلّی (دیوبند) میں لکھتے ہیں:

"خلیفۂ اوّل صدیق اکبرؓ پر اُردو میں کوئی جامع، بسیط اور محققانہ کتاب نہیں تھی۔ مولانا سعید احمد اکبر آبادی نے "صدیق اکبرؓ" پیش کر کے ایک عظیم خلا کو پورا کیا ہے۔"

نیز

"اس کتاب کے مطالعہ سے صدیق اکبرؓ کی حیاتِ مبارک کے تمام گوشے سامنے آجاتے ہیں، ان کی خدا پرستی، حُبِّ رسول، جرأت وعزیمت، عبادت وتقویٰ، علم و درافت، حسنِ تدبّر، عقل وفراست، کارنامے، خدمات اور تمام متعلقہ جزئیات کو نہایت خوش اسلوبی اور حُسنِ ترتیب سے پیش کر دیا گیا ہے۔ تاریخی وفقہی مباحث پر بھی بڑی جامع اور جچی تلی گفتگو ہے۔

معارف (اعظم گڈھ) کے مدیر اگست ۱۹۵۸ء کے معارف میں رقمطراز ہیں:

"مولانا شبلی نے "الفاروق" لکھ کر حضرت عمرؓ کا توحق ادا کر دیا تھا مگر ابوبکر صدیقؓ کا حق ابھی باقی تھا۔ ہمارے فاضل دوست مولانا سعید احمد صاحب اکبر آبادی نے یہ کتاب لکھ کر اس حق کو ادا کیا ہے، وہ ایک وسیع النظر فاضل اور پختہ کار صاحبِ قلم ہیں۔"

کچھ آگے

"کتاب نہایت مبسوط و محققانہ اور عہدِ صدیقی کا جامع مرقع ہے۔"

مدیر الحرم (میرٹھ) جون ۵۸ء کے الحرم میں لکھتے ہیں:

"فاضل مؤلف نے اس کتاب کی تالیف میں دفتر کے دفتر کنگھالے ہیں۔ واقعات

وحقایق کی بڑی دیدہ ریزی کے ساتھ چھان بین کی ہے۔ احادیث وروایات کو تحقیق وتنقید کی کسوٹی پر کسا ہے۔"

اور چند معرکۃ الآرا مباحث کا ذکر کر کے فرمایا

"فاضل مؤلف نے ایسے مباحث پر مجتہدانہ انداز میں قلم اُٹھایا ہے اور سچ یہ ہے حق تحقیق ادا کر دیا ہے۔"

تبصروں کے ان چند نمونوں سے اندازہ کیجئے "صدیق اکبرؓ" کس پائے کی کتاب ہے۔ اس کا مطالعہ ہر مسلمان کے لئے ضروری ہے تاکہ اسے معلوم تو ہو کہ آخر ابو بکر صدیقؓ کی کون سی خصوصیات وصفات ایسی تھیں جن کی روشنی میں انھیں رسولؐ کے بعد سب سے بڑا مرتبہ ملا۔

اعلیٰ کاغذ، رشک انگیز لکھائی چھپائی، مضبوط جلد، بڑی تقطیع کے ۴۰۰ صفحات۔ قیمت سات روپے (مجلد آٹھ روپے)

(ندوۃ المصنفین دہلی)